فہرست مضامین حصہ دوم محبوب ذی المنن تذکرہ اولیائے دکن

حصۂ دوم

محبوب ذی المنن تذکرہ اولیائے دکن

نوٹ

اس حصّے مین

۵۵۳ صفحہ سے ۶۳۲ صفحہ تک کاتب سے سہواً ہندسہ غلط لکھا گیا ہی بجائے ہندسۂ مذکورہ ۶۳۷ سے ۷۱۶ سمجھا جائے۔ اِس غلطی سے مضامین کتاب مین کوئی فرق نہین ہے۔

باب الغین

سید غوث الدین قادری

آپ حضرت محبوب سبحانی کے نبائر سے ہین۔ آپکا مولد ونشا دارالسلام بغداد ہے۔ آپ فاضل اکمل و عالم اجل تھے۔ جامع علوم ظاہری وباطنی تھے۔ حاوی فضائل وکمالاتِ انسانی تھے۔ عارف باللہ وعاشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ ایک شب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپکو عالمِ رویا مین بشارت دی کہ آپ احمد آباد گجرات تشریف لیجائیے اور وہان اسلام ودین کو شائع کیجئے۔ آپ حسب البشارت بغداد سے احمد آباد روانہ ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احمد آباد مین سلطان محمود بیکرہ اور متعدد علما ومشائخ کو عالمِ رویا مین بشارت دی کہ مین غوث الدین کو گجرات کی محافظت کیلئے روانہ کرتا ہون۔ وہ عنقریب وہان پہونچیگا۔ آپ

اسکی خاطر و مدارا کرین۔ اور استقبال کرکے عظمت سے شہر مین لائین
بادشاہ خواب سے ہوشیار ہوا۔ تمام علما و مشایخ کو بلایا اور کہانا تیار کرا کے
حضرت کے نام سے فاتحہ پڑہی اور سب کو کہانا کہلایا۔ اور خوابکا مضمون
بیان کیا۔ ہر ایک نے تصدیق کرکے عرض کیا کہ مین نے بھی اسیطرح
بشارت پائی ہے۔ چند مدت کے بعد آپ تاریخ معینہ میں تشریف لائے
بادشاہ نے مع علما و سادات استقبال کیا۔ اور آپکو عظمت و شان سے
شہر میں لایا اور ایک مکانمیں فروکش کیا۔ آپ سکونت پذیر ہوئے
اور شہر مین ایک مدرسہ کہولا۔ علوم ظاہری و باطنی کی تعلیم شروع کی ہزار ہا
آدمی آپکی توجہ و تعلیم سے علما و کملا ہوئے۔ اور چند بعد کے بعد آپ نے
سید علم الدین چشتی کی دختر نیک اختر سے شادی کی۔ آپ متوکل تہے امرا کی
نذرین نہین لیتے تہے۔ آپکو ہمیشہ فتوحات غیبی ہوتی تہی۔ آپ مساکین
و فقرا پر تقسیم کر دیتے تہے۔ پہر آپ احمد آباد سے حرمین شریفین کو گئے حج و
زیارت سے مشرف ہوئے۔ حج و زیارت کے بعد جد امجد کی زیارت کیلیے
بغداد گئے۔ چند روز کے بعد وہان سے احمد آباد روانہ ہوئے آپکے ہمراہ
بارہ سو مرید و خلفا تہے اور خشکی کے راستہ سے چلے تہے راہ مین ملک
کچہہ مین پہنچے۔ اور میدانمین فروکش ہوئے۔ راجہ آپکے مجموعہ کو
دیکہہ کے گہبرایا۔ مقابلہ کیلیئے فوج بہیجی۔ تمام ہنود آپکے مقابلہ مین آگئے

اُسپر غضب الٰہی ایسا واقع ہوا کہ کل اندہے ہو گئے ۔ اور تمام گھوڑے
لنگڑے ہوئے ۔ راجہ کو یہہ خبر معلوم ہوئی ۔ آپکی خدمت مین عرض کیا
اگر یہہ فوج بطور سابق درست ہو جائے اور اپنی اصلی حالت پر عود کرے
تو مین مسلمان ہونگا ۔ آپنے خدا کی درگاہ مین دعا کی آپکی دعا سے سب
درست ہوئے ۔ راجہ آپکی خدمت مین آیا حسن الارادت سے مع حشم و
خدم مسلمان ہوا ۔ یہ گجرات مین پہلا شہر ہے کہ وہانکا راجہ مع حشم و خدم
حسن عقیدت سے مسلمان ہوا ۔ بتخانونکی جگہ مساجد و خوانق بنائی گئین گہر
ناقوس کی جگہ اذان و تکبیر کی آواز سنائی دی ۔ راجہ نے اپنی لڑکی آپسے
نکاح کر دی اوسکے شکم سے شیخ ابو سعید عبد الجبار پیدا ہوئے ۔ آپ متقی
و مرتاض تہے ۔ اکثر اوقات صائم الدہر و قائم اللیل رہتے تہے ۔ آپکے
مریدین بیشمار تہے ۔ اور خلفا بہی علی ہذا القیاس سید یعقوب حسینی چشتی
آپکے ارشد خلفامین سے تہے ۔ جب آپ احمد آباد مین تشریف لائے
اوسوقت آپکی عمر اکتالیس برس کی تہی ۔ بائیس برس ارشاد و ہدایت کی
مسند پر جلوس فرما رہے ۔ آخر آپ نے ۲۲ تاریخ ماہ صفر ۸۹۵ھ
آٹھہ سو پچیانوے ہجری مین رحلت کی موضع سیرتمنی علاقہ احمد آباد گجرات مین مدفون ہوئے

سید غلام علی شاہ قادری

آپ حضرت شاہ موسی صاحب قادری کے بڑے صاحبزادے ہین

آپکے نسب کا سلسلہ حضرت غوث الاعظم قدس سرہٗ سے پہنچتا ہے آپنے
سن شعور و تمیز کے بعد شہر کے علما و فضلا سے علوم و فنون حاصل کرکے
لیاقت و استعداد کامل پیدا کی بعد ازان ابا و کرام کے طرح علوم باطنی و
معارف معنوی کے طرف متوجہ ہوئے ۔ والد ماجد وغیرہ بزرگان مشایخ کی جد و جہد
ریاضت و محنت سے کمال حاصل کیا ۔ علوم صوری و معنوی سے کامل ہو گئے
فضائل و کمالات انسانی و صفات و کرامات روحانی سے موصوف تھے
آپ انسان کامل کے مصداق و صوفی عارف کے نظیر تھے ۔ تقریر و تحریر
مین منشی بے بدل معارف و حقایق میں عارف بےمثل تھے اوصاف حمیدہ سے
آراستہ و اخلاق پسندیدہ سے پیراستہ تھے والد ماجد کی رحلت کے بعد
سجادہ نشین ہوئے ۔ والد ماجد سے آپکو بیعت و خلافت حاصل ہوئی تھی
آپنے حضرت رمز الٰہی کی خدمت میں بھی فیض پایا ہے ۔ سجادہ نشینی کے
بعد آپنے خلایق کو ہدایت و ارشاد سے سرفراز فرمایا ۔ ہزارہا خلق اللہ آپکے
مرید ہوتے تھے خارق عادات و صاحب کرامات تھے ۔ مدۃ العمر
گوشہ نشین رہے ۔ خانقاہ سے کبھی باہر قدم نہیں رکھا ۔ ضعف قوی
و امراض مفاصل کی وجہ سے چلنے پھرنے کی طاقت نہیں تھی ۔ رات دن
چوبی تخت پر بیٹھے رہتے تھے ۔ صوم و صلوٰۃ کے پابند تھے ۔ نماز پنجگانہ
تا مرگ قضا نہیں کی ۔ اوقات عزیز کو ہمیشہ یاد الٰہی میں بسر کرتے تھے جہان

دوست و مسافر نواز تھے۔ آپکی خانقاہ مسافرونکے لئے مسافرخانہ تھا
آپ واردین و صادرین کے ساتھہ بڑی ہمدردی و مساعدت فرماتے تھے
غربا کی حاجت روائی میں جان و مال سے دریغ نہیں کرتے تھے خانقاہ
مسافرین کو پہلے کہانا کہلاکے بعد مین آپ ماحضر کو بقدر سد رمق کہاتے
تھے۔ شہر کے خاص و عام آپسے حسن عقیدہ رکہتے تھے حضور پر نور کے
اکثر محلات آپکی مرید تھیں۔ آپنے والد ماجد کی قبر پر پختہ سنگین گنبد تعمیر کیا
یادگار موجود ہے آپکی خرق عادت و کرامت کی بیشمار نقلیں مشہور ہیں
ہم بخیال طوالت از آنجملہ ایک نقل ہدیۂ شایقین معتقدین کرتے ہین
نقل کے مطالعہ سے آپکی کرامت و ولایت کی تصدیق ہوتی ہے۔

نقل ۵

ایک شخص شراب خوار و فاسق و بدکار تھا کسی نے اوس سے کہا کمبخت
حضرت کا مرید ہو۔ عاقبت کا ذخیرہ کر اوس نے کہا کہ میں بہی پیر کی تلاش مین
ہوں مین چاہتا ہونکہ ایسا پیر ملے جو مجہکو مسکرات کی اجازت دے مگر
مجہکو کوئی ایسا پیر نہیں ملا شخص محرک نے کہا آحضرت غلام علی شاہ کے
پاس چلیں۔ شاید حضرت اس شرط کو قبول کرین دونو حضرت کی خدمت مین گئے
یہ واقعہ آپسے بیان کیا آپنے فرمایا ہان مین مرید کرتا ہون اس شرط پر کہ
جہان ہم رہین وہان مسکرات کا استعمال نکرین طالب شراب خوار بہت

خوش ہوا۔ اور کہا حضرت تجہے منظور ہے اوسیوقت بازار سے پہول و بتاشے
لیکر آیا۔ اور حضرت سے بیعت حاصل کی بیعت کے بعد خوشی خوشی خانقاہ سے
نکلا۔ راہ مین ایک سیندہیخانہ مین گذر ہوا وہان اوسکے حریفان ہمدم و ہمپیالہ
بیٹھے تہے۔ اس تازہ مرید کو بہی بلائے۔ اسنے انکار کیا۔ کسی نے کہا
یہان حضرت نہین ہین آ۔ اندر گوشہ مین پوشیدہ نوش کر چونکہ وہ اوسکا
عادی تہا سیندہیخانہ مین داخل ہوا۔ خلوت مین مخفی ہوکے پیالہ ہاتہہ مین
لیا کہ نوش کرے یکایک دیکہا کہ حضرت سامنے کہڑے ہین اوسیوقت
پیالہ ہاتہہ سے پہینک کے فرار ہوا راستہ میں توبہ توبہ کہتا تہا۔ اور
منہ پر طمانچے لگاتا تہا۔ نہایت ہی دلمین پشیمان ہوتا تہا۔ پہر جب کبہی ارادہ
کیا یہی واقعہ پیش آیا۔ آخر شراب و سیندی سے توبہ کی۔ تائب و
صالح ہوا۔ بیشک پیر ہو تو ایسا ہوا یسے بزرگ نادر الوجود ہین بلکہ معدوم ہین

نقل ۵

کہ سنہ ۱۲۵۸ بارہ سو اٹہاون ہجری مین شہر حیدرآباد مین عارضہ وبا کا ہنگامہ
گرم ہوا۔ روزانہ بیشمار ہلاک ہوتے تہے۔ خاص و عام خوف و ہول سے
ہوش باختہ و پراگندہ ہو رہے تہے انہین ایام مین حکیم محمد اکبر حسین کی
ہمشیرہ کلان ناکتخدا نے اعزہ سے کہا کہ مجہکو غلام علیشاہ کا مرید کرادو ایسا نہو کہ
اس مرض سے بدون بیعت فوت ہون قیامت مین میرا حشر بے پیرونمین

ہوگا۔ اوسی روز واقعہ ۲۶ ربیع الثانی سنہ مذکورہ کو حکیم صاحب نے
حضرت کی خدمت مین عرض کیا حضرت نے عفیفہ کو مرید کیا۔ اور فرمایا
اسکو لباس عروسانہ پہناؤ۔ کہ شکریہ دوگانہ ادا کرے انشاء اللہ تعالے
عنقریب عروس ہوگی۔ چنانچہ حضرت کے ارشاد کے موافق ۲۶ جمادی الاول
سنہ مذکورہ کو عفیفہ کا عقد حکیم غلام حسین خان مولف گلزار آصفی سے ہوا
آخر آپنے ۲۶ تاریخ ماہ جمادی الاول ۱۲۵۸ھ بارہ سوا ٹھاون ہجری مین
دار فانی سے خلد برین کو رحلت کی تجہیز و تکفین کے بعد جنازہ مکہ مسجد مین لائے
جنازہ کے ہمراہ خلایق کا اژدحام تہا۔ مکہ مسجد سے خانقاہ تک کثرت
خلایق کی وجہ سے راستہ آمد و رفت کو نہین ملتا تہا۔ نماز کے بعد والد ماجد
کے روضہ مین دفن کئے گئے۔ شاہ غلام قاسم قادری کو آپسے بڑی محبت
تہی اور شاہ موصوف مرحوم کو بجائے والد تصور کرتے تہے۔ رحلت کے
بعد شاہ موصوف نے مرحوم کے داماد کو سجادہ نشین کیا اور خود شاہ صاحب
خانقاہ کے مہتمم و کفیل ہوئے۔ حضور پر نور بندگانعالی ناصر الدولہ بہادر نے
فاتحہ کے اخراجات کے لئے چار ہزار روپیہ اور مرشد زادی جمال النساء بیگم
نے دو ہزار بہیجے اور دوسرے معتقدین نے بہی بقدر امکان دئے
شاہ قاسم قادری و حسینی بادشاہ دونو بہائیون نے آپکے روضہ کو عمدہ
بنوایا۔ عالم فاضل و شاعر کامل تہے۔ کبہی کبہی حقانی مضمون مین

کلام موزون فرماتے تھے۔ غلام محی الدینخان بہادر منصبدار نے آپکی رحلت کی تاریخ نام مبارک سے استخراج کی مادہ تاریخ غلام علی الولی ہے
سنہ ۱۲۵۸ یا ۹ سو اشہادون ہجری

شاہ غلامی صاحب خطیب مکہ مسجد

آپکا اصل نام غلام نبی ہے۔ شاہ غلامی عرف ہے۔ آپ شاہ غلام سرور صاحب خطیب کے صاحبزادے ہیں۔ سادات صحیح النسب سے ہیں عابد و زاہد فرشتہ سیرت پسندیدہ صورت تھے فقہ و حدیث میں اچھی مہارت رکھتے تھے۔ ماہ ربیع الاول و ماہ ربیع الثانی و رمضان و عشرہ محرم میں اپنے مکانپر حدیث بیان کرتے تھے ہزارہا ذکور و اناث جمع ہوتے تھے۔ زنانہ مکانمین مستورات اور مردانہ مکانمین مرد ہوتے تھے۔ آپ وعظ و کلام سے دارین کی سعادت حاصل کرتے تھے آپکی جادو بیانی قلوب پر موثر ہوتی تھی آپکو اکثر اوقات حضور بلاتے تھے۔ اور آپکے مکانپر بھی آتے تھے۔ آپ خلق محمدی سے موصوف تھے۔ ہر ایک امیر و فقیر کے ساتھ حسن سلوک و کسر نفسی سے پیش آتے تھے۔ مکہ مسجد کو آپکی تخطابات سے رونق تھی۔ آپکی مزاج میں حرارت دینی و حمیت اسلامی موجزن تھی۔ دینی کام میں جان و مال سے حاضر مولانا عبد الکریم شہید کے قصاص کے بابتہ جو جہد دینے کیلئے

علما کی مجلس قایم ہوئی تھی آپ بھی اوس مجلس مین ایک رکن اعظم تھے نشہرین علما و مشایخ آپکی بڑی قدر کرتے تھے۔ صوم و صلوات کے پابند و تہجد و اشراق گذار تھے چہرہ سے نور ایمان عیان تہا۔ حرکات و سکنات سے محمدی شان نمایان تھی۔ آخر آپنے ۱۲۵۲ھ بارہ سو باون ہجری مین اس جہان سے بہشت کو رحلت کی بیرون کہڑکی بودلہ صاحب مدفون ہوئے۔ آپ کا نبیرہ خطابت کی خدمت پر مامور ہوا۔ ابتک آپکے خاندان مین خطابت کی خدمت بحال ہے

غوث الوری فقیہ حسن قدس سرہ

آپ میر قطب الدین قاضی العالم کے صاحبزادے ہین نسب کا سلسلہ حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ سے منتہی ہوتا ہے۔ آپ خواجہ رکن الدین کاشانی کے مرید و خلیفہ تھے۔ والد ماجد اور قطب عالم بخاری اور شاہ احمد کہٹو سے بھی فیض پایا ہے۔ حقایق و معارف مین، اعرف العرفا ولایت و کرامت مین اکمل الکملا تھے۔ ہمیشہ ذکر و شغل آپکا کام تہا۔ اور درس و تدریس شغل تہا دین و اسلام کی اشاعت مین ہمہ تن مصروف رہتے تھے۔ اکثر ہنود آپ کی ہدایت سے مسلمان ہوئے۔ اور اکثر طلبہ واصل الی اللہ ہوئے۔ آپنے ۲۸ رجب ۸۴۹ھ آٹھ سو انچاس ہجری مین رحلت کی پٹن گجرات مین مدفون ہوئے۔ مزار زیارتگاہ

شاہ عزیز چشتی قدس سرہ

آپ گجرات کے سلاطین کے خاندان سے ہین۔ ابتدا مین آوارہ و پراگندہ

حال تھے۔ قطاع الطریق کے زمرہ مین شریک تھے۔ گروہ اوباش کے پیشوا
تھے۔ راتدن آپکا یہی کام تہا کہ ڈاکہ زنی کرین اور مسافرونکو غارت کرین

نقل ہے

کہ ایکروز آپ مولانا شیخ احمد المعروف میان مخدوم شاہ عالم بخاری کے
مرید کے مکانپر گئے جو کچھ جنس نقدی ملی تاخت کرکے لیگئے۔ مولانا نے
آپکو کشف باطنی سے یا ظاہر مین شکل وصورت دیکھہ لیا تہا۔ آپ علی الصباح
پیر کی خدمت مین پہنچے راتکا واقعہ بیان کیا۔ شاہ عالم مسکرائے اور فرمایا
عنقریب شاہ غزنی توبۃ النصوح کریگا۔ واقعی چند روز کے بعد شاہ غزنی
شاہ عالم کی خدمت مین آئے اور مرید ہوئے۔ افعال ماضیہ سے توبہ کی
اور اپنے گذشتہ اعمال کو یاد کرکے زار زار روتے تھے اور خدا سے
معافی چاہتے تھے۔ حضرت شاہ عالم نے آپکو ریاضت کیلئے خانقاہ کے
ظروف دھونیکی خدمت عطا کی شاہ عالم کی زندگی تک خدمت متعززہ
کام کرتے رہے شاہ عالم کی رحلت کے بعد میان مخدوم کی خدمتمین
آکے درجہ کمال کو پہنچے عارف وکامل ہوئے۔ خلایق کو ہدایت
وارشاد فرماتے تھے آخر آپ روز دوشنبہ ۲۰ تاریخ صفر سنہ ۹۲۰ سنہ نوسو
بیس ہجری مین خلد برین کو روانہ ہوئے احمد آباد گجرات مین
رائی کھیڑی دروازہ کے قریب مدفون ہوئے۔ یزار ویتبرک بہ۔

شاہ غلام حسین اورنگ آبادی

آپ اولادمین سید لاابالی صاحب کے ہین نسب کا سلسلہ اسطرح سے ہے
شاہ غلام حسین بن سید اسحاق۔ بن سید یعقوب۔ بن سید حمید الدین۔ بن
سید الیاس۔ بن سید صدر الدین۔ بن سید رکن الدین۔ بن سید عبداللہ
بن سید محمد۔ بن سید عبد الباسط۔ بن شہاب الدین احمد الخ۔ آپ
شاہ علی رضا گجراتی کے مرید و خلیفہ ہین گجرات سے اورنگ آباد مین آکے
شہر مین سکونت پذیر ہوئے۔ آپ مقتدائے زمانہ تھے۔ اکثر امراء
اہل دول آپکے مرید و معتقد تھے۔ آپکی مجلس مین مولوی قمر الدین نقشبندی
و شیخ الاسلام خان وغیرہ علما حاضر رہتے تھے۔ جو کچھ آپ فرماتے تھے
سب قبول کرتے تھے کسی کو انکار کا موقع نہین ہوتا تھا۔ آپکا تصرف تھا
جو کوئی آپسے ملنے آتا تھا مصافحہ کے بعد ضرور قدمبوس ہوتا تھا ایک عالم
فاضل نے کہا یہ بات غلط ہے اگر مین آپسے ملونگا تو صرف مصافحہ کرونگا
غرض امتحاناً حضرت کی خدمت مین آیا۔ جب آپسے مصافحہ کیا فوراً پیر مین
لغزش ہوئی سر کے بل گرا آپ حافظ تھے قرآن نہایت صحیح پڑھتے تھے
ماہ مبارک مین شبینہ سناتے تھے آپ موزون الطبع تھے۔ اکثر آپ کے
اشعار صوفیانہ ہے۔ ہمنے طبقات شعرا مین بھی آپکا ذکر لکھا ہے۔ اور
وہان آپکے اشعار بھی درج کئے آپنے ایک مثنوی مختصر مثنوی معنوی

رومی کے طرز پر لکھی ہے۔ نواب ناصر جنگ شہید آپکے مرید و معتقد تھے۔ آپ شرع کے پابند تھے۔ آپکی مجلس مین سماع نہین ہوتا تھا آپکے دو صاحبزادے تھے ایک سید جمال اللہ دوسرا سید اسحاق۔ آپنے سید شاہ جمال اللہ کو خلیفہ کر کے جانشین کیا اور یہ صاحبزادہ لائق و کامل تھا۔ آپ مثنوی مین صاحبزادہ کو خطاب کرتے ہین۔

اے جمال اللہ ز اللہ ہوش گیر ؎ شاہد مقصود در آغوش گیر

دوسرا صاحبزادہ ازاد مشرب تھا۔ دنیا و مافیہا سے کچہہ تعلق نہین رکھتا تھا۔ آپکی وفات سنہ ۱۱۷۶ھ گیارہ سو چہتر ہجری مین واقع ہوئی شہر اورنگ آباد محلہ جیلہ پورہ مین مدفون ہوئے۔ مزار دیہتر ک بہ۔

سید غیاث الدین ثانی

آپ سید عبد الوہاب المشہور سلطان شاہ جیو قادری کے صاحبزادے ہین۔ آپکی ولادت احمد آباد گجرات مین واقع ہوئی۔ نشو و نما کے بعد والد ماجد اور سید یعقوب خوند میر حسینی سے کتب درسیہ ختم کین تحصیل کے بعد والد ماجد کے مرید و خلیفہ ہوئے۔ درس و تدریس ہدایت و تعلیم کو رونق دی۔ رات دن اسی شغل مین مشغول رہتے تھے۔ دنکو درس و تدریس راتکو ریاضت و عبادت مین مصروف ہوتے تھے۔ خوش خلق و پسندیدہ سیرت تھے۔ اسلام اور اہل اسلام کی محبت مین مستغرق رہتے تھے

زہد و تقوی مین بے نظیر تھے۔ آپکی پدری نسب کا سلسلہ حضرت محبوب سبحانی سے
اور مادری رشتہ سیدنا امام جعفر الصادق سے منتہی ہوتا ہے آخر آپنے
بروز جمعہ ۹ تاریخ ماہ رمضان سنہ ۹۶۰ نوسو ساٹھہ ہجری مین رحلت کی
احمد آباد گجرات مین مدفون ہوے شیخ داؤد شاعر نے آپکی رحلت کی تاریخ کہی

ھو احد

شاہ غیاث الدین کہ بود شیخ اصفیا ؛؛ کردہ است عمر خود صرف راہ مصطفیٰ
قطب زمانہ بود ہادی جن و انس ؛؛ فرزند خاص شیر خدا آنکہ مرتضیٰ
سجادہ نشین جد خود است او ؛؛ سر دفتر مشایخ و فہرست اولیا
داؤد در تفحص تاریخ وصل بود ؛؛ گفتہ خرد بگو ولد خاص مصطفیٰ
۹۶۰ ہجری

سید غلام سرور عرف سید صاحب

مشکوۃ النبوۃ کے مولف نے آپکی نسب کا سلسلہ اسطرح لکھا ہے۔ حافظ
غلام سرور بن سید محمد مراد بن سید عبد الرسول بن سید جیون بن سید
بایزید۔ بن سید بہار الدین۔ بن سید حسن۔ بن سید عبد الفتاح الگجراتی انتہی
آپ گجراتی الاصل سادات حسینی سے ہین۔ آٹھہ برس کی عمر مین آپ
حافظ قرآن ہوئے۔ بچونکی طرح لہو و لعب مین رغبت نہین فرماتے
تھے۔ جب آپکی عمر گیارہ سال کی ہوئی۔ والد ماجد کے ہمراہ تین سال تک
ہند کے شہرونمین سفر کرتے رہے آخر حیدرآباد دکن مین آئے۔ سید علی

سالک کی مسجد مین فروکش ہوئے۔ مسجد مین ایک بزرگ محدث شاہ نوراللہ صاحب بھی مقیم تھے۔ شاہ صاحب علوم ظاہری کی تکمیل و تحصیل سے فارغ تھے۔ آپ ایک روز کتب حدیث کا مطالعہ کر رہے تھے عیادت مریض کے فضایل مطالعہ مین گذرے۔ جمعہ کے دن نماز کے لئے مسجد مین گئے۔ وہان معلوم ہوا خطیب حافظ محمد طاہر صاحب بیمار ہین آپ نماز کے بعد عمل بالحدیث کا خیال کر کے خطیب صاحب کے مکان پر گئے۔ دستک دی۔ خطیب صاحب کو اطلاع ہوئی کہ ایک جوان صالح آپکے عیادت کے لئے آئے ہیں خطیب صاحب نے اندر بلایا۔ آپ سے ملے اور مزاجکی کیفیت دریافت کی پھر خطیب صاحب نے سوال کیا کہ آپ کیا چاہتے ہین آپنے عرض کیا کہ آپکا دیدار اور خدا کی معرفت خطیب صاحب نے فرمایا۔ بابا آپ ایک فقیر روشن ضمیر کی خدمت مین ہین اونسے اس امر کی درخواست کیجئے۔ آپکے حق مین مفید ہوگی۔ آپنے نہایت عاجزی سے عرض کیا یہ بات ارباب کرم کے خلاف ہے کہ اپنے سائل و طالب کو دوسرے کے تفویض کرے پھر خطیب صاحب مسکرائے اور آپکو سامنے بٹھایا۔ تھوڑی ہی دیر مین توجہ کامل سے مرتبہ کمال کو پہنچا دیا۔ اسی اثنا مین ایک رات آپ خواجہ ابوالقاسم جنید بغدادی سے عالم رویا مین ملے۔ خواجہ نے آپکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

مجلس مقدس مین داخل کیا کہ یہ میرا فرزند حافظ محمد طاہر کا مرید ہے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپکے سینہ اور منہ پر ہاتھہ پھیرا اور فرمایا
کہ تجھکو اور تیرے مریدونکو (الم نشرح لک صدرک) کی بشارت مبارک
ہو۔ سید صاحب کہتے تھے کہ مین نے اوسی وقت حضرت کے قدمونپر
سر رکھدیا اور شکریہ ادا کیا یکایک ہشیار ہوا خطیب صاحب سے
آپکو طریقہ قادریہ و نقشبندیہ و چشتیہ و سہروردیہ کی خلافت ملی تھی آپ
چارون طریقہ کے طلبا کو مرید کرتے تھے۔ سید صاحب کی جب عمر اونیس
سال کی ہوئی تب خطیب صاحب نے اپنے قرابت دارونمین سے ایک
لڑکی آپکے ساتھہ منسوب کردی اور خطابت کی خدمت بھی آپکے سپرد
فرمائی ۔ آپ مدت تک خدمت پر مامور رہے اور خلایق کو ہدایت و
ارشاد سے کامیاب فرماتے رہے۔ آپکے چند فرزند تھے۔ ازانجملہ
شاہ غلام نبی صاحبزادہ کلان لایق اور والد ماجد کے قائم مقام تھے آپکی
وفات ۔ ۷ تاریخ ماہ شوال ۱۲۰۷ھ بارہ سو سات ہجری روز شنبہ
حیدر آباد دکن مین واقع ہوئی شاہ ابوالحسن حسینی کے روضہ مین مدفون ہوئے

حضرت غلام حسن عرف شاہ ابن صاحب

آپ حضرت شیخن صاحب کے چھوٹے فرزند ہین۔ آپ والد ماجد کے
مرید و خلیفہ تھے علم دعوات و جواہر خمسہ کی بھی سند والد ماجد سے

پائی تہی - آپ اورنگ آباد سے حیدرآباد مین آئے - چالیس سال تک ایک گوشہ مین چلہ نشیں رہے - دنیادارونمین سے کبہی کبہی کوئی آتاتہا آپ کم گوتہے - ہمیشہ خلوت وگوشہ کو پسند کرتے تہے ذکروشغل مین غرق رہتے تہے - بال بچونکے طرف بہی توجہ کم فرماتے تہے تاوفات گوشہ نہین چہوڑا - ہمیشہ یاد الٰہی مین گذارے - آپکی وفات سہ ۱۱ ماہ ذیقعدہ ۱۲۱۴ سنہ بارہ سو چودہ ہجری مین شہر حیدرآباد مین واقع ہوئی - آپکی قبر شریف شہر حیدرآباد مین محلہ دبیرپورہ مین خلایق کی زیارتگاہ ہے

حضرت شاہ غلام احمد کمل پوش قدس سرہ

شاہ غلام احمد نام - آپ شاہ غلام الحق کے صاحبزادے ہین - آپکو بیعت وخلافت والدماجد سے تہی - مشکواۃ النبوہ کے مولف نے لکہاہے کہ آپ نہایت ذہین ومتین تہے - نوبرس کی عمر مین حفظ قرآن سے فارغ ہوئے - اور بارہ سال کی عمر مین علوم ظاہری سے فراغت پائی اور علوم باطنی کے طرف متوجہ ہوئے - تہوڑے عرصہ مین کامل ہوگئے آپنے والدماجد سے طریقہ قادریہ وچشتیہ ونقشبندیہ اور شاہ مجدالدین رحمتہ اللہ سے طریقہ شطاریہ کی خلافت حاصل کی تہی - جس طریقہ کا ارادتمند آتاتہا اوسی طریقہ مین مرید فرماتے تہے - صاحب خرق عادات وکرامات تہے - خلایق کے لئے باعث برکات تہے سب آپ کی

ذات ستودہ صفات سے فیضیاب ہوتے تھے۔ ایکروز آپکے والد
ماجد نے آپکو تحصیل و تکمیل کے بعد نذر کو ہمراہ لیگئے۔ اور نذر دلائے
نواب آصفجاہ ثانی نے پوچھا۔ اے لڑکے تو نے توضیح و تلویح
ختم کی۔ آپنے فرمایا دو برس گذرے ہین کہ تمام کر چکا ہون۔ نواب
آپکی تقریر و حاضر جوابی سے بہت ہی خوش ہوئے اور فرمایا کہ یہ لڑکا
علامہ دہر و فاضل عصر ہے۔ آپکے حافظہ کے نسبت جناب حضرت
موسیٰ شاہ قادری سے منقول ہے کہ آپ جسوقت اورنگ آباد سے
حیدرآباد مین آئے آپکو فصوص الحکم کی ضرورت ہوئی متعدد نسخے
جمع ہوئے۔ آپنے سب کو دیکھا سراسر غلط پایا کوئی نسخہ صحیح و سالم
نہین تھا آخر طلبہ کو اپنے حافظہ کے موافق لکھانا شروع کیا چودہ
فص تک لکھا تھا کہ اورنگ آباد سے آپکا خاص ایک نسخہ نہایت صحیح
و معتبر آیا طلبا نے جو کچھہ حضرت کے فرمانیسے لکھا تھا وہ سب مطابق
کتاب کے پایا قرآن شریف ہر سال تراویح مین سناتے تھے اسقدر
حافظہ قوی تھا کہ کبھی دور نہین فرماتے تھے نہایت صحیح و درست سناتے
تھے کبھی سکتہ یا سہو واقع نہین ہوتا تھا۔ آپنے نماز تراویح کے سوائے
کبھی امامت نہین فرمائی۔ ایکروز حضرت موسیٰ شاہ قادری نے
عدم امامت کی وجہ پوچھی آپنے فرمایا اوسکے وجہین تین ہین ایک دفعہ سے کبھی

اُس روز عشار تک ہر دو بزرگ ایک مقام مین رہے۔ آخر جب عشار
کی اذان ہوئی۔ اور اقامت کہی گئی۔ آپ اولاً سبقت کرکے مصلے پر
آئے امام ہوئے۔ قراۃ فاتحہ کے بعد سورۂ بقر کو شروع کرکے نصف
قران تک ایک ہی رکعت مین پڑہا پھر نماز ختم کرکے فرمایا عدم امامت
کے وجوہ مین یہ ایک وجہ ہے علم حقایق مین عالم بے مثل تھے مرآۃ المعانی
تیس برس تک تحقیق کرکے فارسی مین ترجمہ لفظی کیا اور ایک حاشیہ بھی
اُسی کتاب کے حل مین لکھا۔ کتاب کے ترجمہ و حاشیہ سے آپکی استعداد
ولیاقت کا اندازہ ہوسکتا ہے۔ حضرت سید شاہ محمد قادری نے
کتاب مذکور آپ سے پڑہی۔ اور اُسکی سند لی تھی۔ آپکا ترجمہ طالب
صادق کے لئے مرشد کامل ہے۔ آپ کی وفات بتاریخ دوسری شوال المکرم
سنہ ۱۲۰۲ہجری مین ہوئی۔ مادۂ تاریخ۔ غلام احمد بناکاہ ہے۔ آپ کی قبر شریف
شہر حیدرآباد کے مشرقی جانب مین واقع ہے۔ زیارتگاہ عام ہے۔

شاہ غلام درویش قادری

مجذوب تھے۔ صاحب خوارق عادات تھے خلایق کو آپ سے بہت
فائدہ پہنچتا تہا۔ آپ پچیس ۲۵ سال کی عمر مین ۱۱ ربجمادی الاول ۱۲۰۸ہجری
مین فوت ہوئے۔ روضہ مین موسیٰ شاہ قادری کے دفن کئے گئے۔ زیارتیک بہ

باب الفا

شیخ فرید

شیخ علی صاحب کے خلف الصدق ہین۔ والد ماجد کے خلیفہ و مرید تھے والد ماجد کے بعد سجادہ نشین ہوئے۔ بزرگون کے طریقہ پر تھے ہمیشہ خلایق کی ہدایت و رہنمائی مین مشغول رہتے تھے۔ مدت تک قمر نگر کرنول مین سکونت پذیر تھے۔ بعد ازان شاہ حضرت قادری صاحب کی وجہ سے ادہونی مین مقیم ہوئے۔ شاہ صاحب آپکا بڑا اعزاز و اکرام کرتے تھے اکثر اوقات آپکی مدح مین رباعیات و قصائد لکھتے تھے۔ از انجملہ یہ رباعی

آرام ز رفتار تو سرو چمن آموخت تسکین ز چشم تو غزالان ختن آموخت

افروختن و سوختن و جامہ دریدن پروانہ ز من شمع ز من گل ز من آموخت

آپ صاحب خوارق و کرامات تھے۔ صاحبِ خلق۔ کریم حلیم الطبع و سلیم الوضع تھے۔ مرتاض و متقی و متشرع تھے۔

نقل ہے

ایک طالب ہمیشہ آپ سے عرض کرتا تہا کہ حضرت مجکو دائرۂ بعیت مین لیجیے آپ کسر نفسی سے فرماتے تھے کہ اے شخص اسوقت شہر مین ایک سے ایک بڑہ کر بزرگ موجود ہین کسیکا مرید ہو۔ اور فقیر ناچیز کو معاف رکھہ۔ مگر وہ نہین

مانتا تھا۔ ہر وقت اصرار کرتا تھا۔ اتفاقاً اُس طالب نے ایک روز قادرلنگہ کی سواری راستہ مین دیکھی اور دل مین خیال کیا کہ ایسے بزرگ کے مرید ہونا چاہیے۔ آپ کی شان وشوکت بڑھی ہوئی تھی۔ اور ساتھہ ہی اسکے یہ خیال بھی کیا کہ مین حضرت کا طالب ہون۔ اب منحرف ہونا مناسب نہین توبہ کی اور حضرت کی خدمت مین حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ مین نے تجکو اول ہی کہا تھا۔ فقیر ناچیز ہے۔ شان وشوکت نہین رکھتا ہے جو بزرگ ذیشان ہین اُنسے بعیت کر۔ طالب نے کہا حضرت معاف فرمائیے لمین آپکے بعیت کا خیال ہے۔ پھر حضرت نے اُسکو مُرید کیا۔ اولاد مین آپکو صرف ایک لڑکی تھی۔ سید علی صاحب و شاہ علی صاحب آپ کے ہمشیرزادے تھے۔ دونون کو مُرید و خلیفہ فرمایا۔ سید علی صاحب کو اپنا قائم مقام کیا۔ اور شاہ علی صاحب کو ارکاٹ کے سرحد مین مقرر فرمایا۔ آپ کی وفات ۱۳ محرم ۹۰۰ھ ہجری مین ہوئی۔ ادہونی مین مدفون ہوئے یزار و متبرک ہے۔

شاہ فضل اللہ کاشانی

آپ شاہ غزنی کے خلیفہ و مرید ہین۔ کاشان سے ہند مین آئے احمد آباد گجرات مین سکونت اختیار کی۔ عارف کامل و درویش واصل تھے تشنۂ درس و تدریس اور نماز و تلاوت قرآن و تعلیم قرأت مین مشغول رہتے تھے۔

جامع علوم تھے۔ کتب تصوف کو نہایت شوق سے پڑہاتے تھے۔ توحید اور معرفت کے نکات ودقایق بیان فرماتے۔ سامعین کو لطف و مزہ آتا تہا۔ طالبین کو مرید بھی کرتے تھے۔ آخر آپ نے ۱۵ جمادی الاول ۹۸۶ھ مین رحلت کی احمدآباد گجرات مین دریائے سابنھرمتی کے کنارے مدفون ہوئے

شیخ فریدالدین

شیخ فریدالدین نام۔ آپ شیخ محمود چشتی کے صاحبزادے ہین۔ آپ کا مولد احمدآباد گجرات ہے۔ آپ نے والد ماجد اور بہائی سے کتب تحصیلی ختم کین عالم فاضل ہوئے۔ صاحب وجد وحال تھے۔ اکثر جذب مین مست و بیہوش رہتے تھے۔ بہائی شیخ یحیی معشوق اللہ کے مرید و خلیفہ تھے۔ جب مستی و بیہوشی سے ہوش مین آتے تھے تب ہدایت وتلقین وتعلیم فرماتے تھے۔ رقیق القلب ورحمدل تھے۔ غربا نواز و فقرا پرور تھے۔ مسافرین ووار دین کی خدمت کرتے تھے۔ صوم وصلواۃ کے پابند تھے۔ مجمع فضائل وکمالات مظہر خوارق عادات تھے۔ فرادیس فرخ شاہی کے مولف نے لکھا کہ آپ ایک وقت گلبرگہ شریف بندہ نواز کی زیارت کے لئے گئے۔ انہین ایام مین بندہ نواز کا عرس تہا۔ بلاد و قصبات کے معتقدین جمع ہورہے تھے۔ آپ بھی وہان پہنچے۔ واردین نے آپکو دیکھا اور معلوم کیا کہ آپ خواجہ نصیرالدین چراغ دہلوی

نکے اولاد مین سے ہین۔ سب آپکی تعظیم و توقیر کرنے لگے۔ بندہ نواز کے
مجاورین و فرزندون کو یہ امر ناگوار ہوا۔ متولی نے مجاورین کو اشارہ کیا
کہ جب آپ یہان آئین تب اُن سے کہو کہ یہ مکان آپ جیسے قلندرون
کے لئے نہین ہے کہین قلندرون مین جائیے۔ غرض جب آپنے روضہ
مین داخل ہونے کا قصد کیا مجاور مانع ہوئے۔ آپ روضہ کے باہر
کھڑے ہوئے اور باآواز بلند فریاد کی کہ اے گیسو دراز آپ کو بندہ نواز
کہتے ہین مین چراغِ دہلی کا چراغ ہون اور آپ کی زیارت کے لئے آیا۔
آپ کے فرزندون نے مجھکو ذلیل کیا اور زیارت سے باز رکھا اگر آپ
مجھہ سے واقف ہین تو ان کو کوئی بات دکھلائیے اور مجھکو ممتاز فرمائیے اگر
نہین تو مین جاتا ہون۔ اور آپ سے مجھکو کچھہ تعلق نہین۔ آپ جانین اور
آپکا پیر اُسی وقت تند ہوا چلی اور گنبد مین داخل ہوئے۔ ہوا کے صدمہ سے
غلاف پارہ پارہ ہوا اُس مین سے ایک ٹکڑا اُڑکے آپ کے پاس آیا۔ اور
روبرو گرا اور گرد وغبار مین ایک دہشتناک آواز بھی سُنائی دی آپنے
غلاف کے ٹکڑے کو سر اور آنکھون پر رکھا۔ وجد و حال مین روضہ کے اندر
داخل ہوئے عود دانی سے خاک لیکر مُنہ پر ملتے تھے اور وجد مین فرماتے تھے
دم دم شیخ نصیر الدین گیسو دراز دم دم آپ کی دیر تک یہی حالت رہی
پھر قبر کو بوسہ دیکر باہر نکلے۔ تمام مجاورین اور فرزندانِ گیسو دراز: وڑکر آپکے

قدمون پر گرے اور عذر کرنے لگے۔ آپ نے کچھ التفات نہ کی وجد کرتے
ہوئے روانہ ہوئے۔ اور آپ بھائی کے ہمراہ حرمین شریفین گئے تھے۔
حج و زیارت سے فارغ ہو کر آئے تھے۔ بھائی سے نہایت محبت رکھتے
تھے۔ آخر آپ نے ۱۶ تاریخ ماہ صفر ۱۰۹۰ھ ہجری مین رحلت کی شاہ پور
احمد آباد گجرات مین مدفون ہوئے۔ مزار و یہ متبرک ہے۔

شاہ فضل اللہ

آپ شاہ شمس الدین اکبر آبادی کے صاحبزادے تھے۔ عالمگیری زمانہ مین
ناخوش ہو کر بنگالہ گئے وہان شاہ ناصر صاحب کی خدمت مین رہے۔
اور اُن کے مرید ہوئے۔ علم دعوت مین مشغول ہوئے تین برس تک اس علم
مین مصروف رہے۔ اس اثناء مین آپ کو دستِ غیب سے فتوحات
ہونے لگی جسقدر چاہتے اُس قدر پہنچتا تہا اور دوسرے علوم مین بھی کامل
تھے۔ پھر مرشد سے خلافت کا خرقہ حاصل کیا اور دکن کے طرف متوجہ ہوئے
دکن کی سیر کر کے ترچناپلی مین پہنچے۔ وہان کی آب و ہوا پسند طبع ہوئی۔
سکونت اختیار کی اور ایک بڑی خانقاہ بنائی ہر روز مردون کو پچاس
روپیہ دیتے تھے اور سکونت گاہ کے فرش سے رقمِ مذکور نکالتے تھے۔ حاملہ
عورت کو دوچند مزدوری دیتے تھے۔ صاحبِ تصرف تھے۔ گھر مین کھانا

نہین تیار ہوتا تہا۔ ہر صبح وشام غیب سے دو خوان آتے تھے۔ تمام حاضرین
مجلس کہاتے تھے اور سیر ہوتے تھے۔ تا بہ زندگی یہ تصرف جاری رہا جب
آپکی وفات سے ایک سال باقی تہا اُسوقت آپ نے مریدون سے ظاہر
کیا اور سب سے رخصت لیکر اکبرآباد گئے اور وہان فوت ہوئے والد
کے مقبرہ مین مدفون ہوئے۔ سنہ وتاریخ معلوم نہین ہوا۔ مزار وتبرک ہے

حضرت شاہ محمد فضل اللہ قادری قدس سرہٗ

آپ کا اسم مبارک سید محمد فضل اللہ ہے۔ آپکی ولادت سنہ ۱۰۸۲ھ بمقام فتح پور ہنسوہ
واقع ہوئی آپ کے والد ماجد بزرگان مشائخ کے خاندان سے تھے۔ نیک
سیرت وپسندیدہ خصلت تھے۔ فرزند کے پیدا ہونے سے بہت خوش
ہوئے آپ کے چہرے سے بزرگی کے آثار نمایان وسعادتمندی کے انوار
درخشان تھے۔ تربیت مین مصروف ہوئے۔ آپ روز بروز نشو ونما کے
میدانمین جولانی کرنے لگے جب آپ نے عمر کے سات آٹھ مراحل طے کر چکے
فطرۃً آپ سے زمانہ طفولیت مین ایسی باتین ظاہر ہونے لگین۔ جیسے بزرگان
وقت سے صادر ہوتی ہین آپکو ابتدا سے سنت نبوی وشرع محمدی کے ساتھ
دلچسپی تھی۔ کبھی آپ سے کوئی کام خلاف شرع واقع نہین ہوتا تہا۔ اعضا
وقواے جسمانی سے وہی کام لیتے تھے جو جس کام کے لئے موضوع ہوئے ہین

اور اس شرط سے کام مین لاتے کہ وہ کام خلاف شرع نہو آپ کبھی لہو لعب و
عیش و طرب کی محفلون مین شریک نہین ہوتے تھے۔ خوراک و پوشاک مین
بھی شرع کا لحاظ ہوتا تہا چنانچہ ایک وقت آپ کے والد ماجد نے آپکے لیے
رنگین وریشمی کپڑے بنوائے۔ آپ نے کپڑون کو پارہ پارہ کر دیا زیب بدن
نہین فرمایا اسی طرح کبھی کسی کی دعوتمین نہین جاتے تھے اور فرماتے تھے کہ
مجھے کہانا مشکوک معلوم ہوتا ہے۔ اگر کبھی بمقتضائے طبیعت کہیلتے تو اسیطرح
کہیلتے کہ ہمسن لڑکون کو جمع کرتے اور ان کے دو فریق قائم کرتے۔ ایک فریق
مقلدین۔ دوسرا غیر مقلدین۔ آپ مقلدین کے افسر بنتے تھے۔ غیر مقلدین کا افسر
دوسرے ایک لڑکے کو بناتے باہم جنگ صنفی کرتے۔ یا علی یا علی کے نعرے
مارتے تھے۔ بزرگان سلف دیکھکے تعجب کرتے تھے۔ اور عوام الناس مسکراتے
تھے اور کہتے تھے کہ ہونہار معلوم ہوتا ہے۔ بزرگان سلف کا نام روشن کریگا
خلایق کو مستفید کرے گا۔ اور آپکو ورزش وکشتی کا شوق تہا ہم جنسون سے
اکثر کشتی لڑتے تھے۔ مقابل حریف کو زمین پر پچہاڑتے تھے! ور یا علی مدد کا نعرہ مارتے تھے
علما دوست و فقرا پرست تھے علما سے دینی مسائل استفسار فرماتے تھے۔ اور
علما کے قول پر عمل کرتے تھے اور فقرائے اہل اللہ سے دقایق تصوف وحقایق
تعرف تلاش کرتے۔ ہر ایک سے جو کچھ پاتے تھے اُسپر مداومت فرماتے۔
حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سیر وشمائل ہر ایک عالم فاضل سے دریافت

کرتے۔ اور انہین شمائل کو اختیار فرماتے۔ تارک الصلواۃ و فلسفی مزاج سے ملنا
پسند نہین کرتے تھے۔ آپکی عادت تھی کہ خورد سالی مین آخر شب بیدار ہوتے
تھے۔ طہارت مین مشغول ہوتے صبح کی نماز جماعت سے ادا کرتے تھے حاضرین
ومتعلقین خوابیدہ کو جگاتے اور نماز صبح کی تاکید فرماتے جو شخص خواب سے
اُٹھنے مین سُستی کرتا تو اُسکو ملامت کرتے۔ مدت العمر پانچون وقت کی نماز
برابر ادا کرتے رہے۔ آپکی نماز کبھی کسیوقت کی قضا نہین ہوئی۔ فرائض وسُنن
وواجبات ونوافل کے ادا کرنے مین سستی نہین فرماتے تھے مسکرات
اشیاء کے استعمال سے منزلون دور رہتے تھے۔ اور مکروہات ومحرمات سے
اجتناب فرماتے تھے۔ جب آپکی عمر پندرہ سالہ ہوئی اُسوقت آپ کو اولیاء اللہ
کی زیارت کا شوق پیدا ہوا۔ اکثر اوقات بزرگانِ سلف کے مزار پر جاتے
زیارات سے مشرف ہوتے۔ بلکہ مزارات پر معتکف بیٹھتے تھے۔ ورد وظائف
مین مشغول ہوتے تھے اور ہروقت پیر ہادی کی تلاش مین سرگرم رہتے تھے
آپ اویسیہ طریق سے عالمِ ارواح مین بزرگانِ سلف سے مستفید ہوئے ہین
کبھی کبھی آپ جوشِ وجد وجذب سے مست ہو جاتے تھے۔ اسی مستی مین صبح
سے شام تک بیہوش پڑے رہتے تھے۔ یا علی یا علی کہکے نعرے مارتے تھے
اور فرماتے جسکا مولیٰ مددگار نہین۔ وہ دنیا مین ذلیل وخوار ہے۔ آپ فرماتے
تھے جو خدا تعالیٰ کے نزدیک مقبول ہے۔ اسکے حرکات وسکنات اہل دنیا سے

جداگانہ ہوتے ہین۔ وہ ہدایت کا محتاج نہین ہے۔ وہ خود الہام حق سے
رہنمائی پاتا ہے۔ اور فرماتے تھے کہ خداے تعالی نے جسکو محبت کی شراب
پلائی وہی آزاد وصوفی ہے۔ بغیر محبت صوفی کو عبادت سے مزہ ولطف
ہمدست نہین ہوتا۔ جیسا کہ کھانے مین نمک نہو تو وہ بے مزہ لطف ہوتا
ہے۔ جبتک سالک محبت مین فنا فی الشیخ و فنا فی الرسول نہین ہوتا ہے
تب تک محبت کامل کا مصداق نہین ہوتا ہے۔ اسی طرح آپ کے ملفوظات
مفیدہ بیشمار ہین۔ مولانا مولوی سید شاہ محمد وحید الدین صاحب
قادری غفوری نے آپ کی سوانح عمری مین شرح وبسط کے ساتھہ جمع
کردئے ہین۔ ان کنت شائقاً۔ فارجع الیہ۔

آپکا اخوند صاحب کی خدمت مین جانا

آپ عقل وشعور کے زمانہ سے ہادی کامل ومرشد واصل کی جستجو مین تھے
اور آپ کی خواہش تھی کہ کامل واصل ایسا چاہئیے کہ شرع شریف کا پابند ہو
ایک روز سلسلہ کلام مین حضرت خواجہ سلیمان کے خلیفہ یاران صاحب
نے ذکر کیا کہ میرے پیر ومرشد خواجہ صاحب موصوف اکثر مریدون سے
کہتے تھے کہ اگر آپ مین سے کسی کو غوث زمانہ دیکھنا مطلوب ہو تو صوات
جانا چاہیے۔ وہان حضرت آخوند شیخ عبد الغفور قدس سرہٗ غوث زمانہ ہین

حضرت آفتاب درخشان کی طرح بلاد افغانستان مین مشہور ہین۔ آپکے کرامات و خرق عادات کے تذکرے کوچہ و بازار مین ہورہے ہین اطراف واکناف کے طالبین حسن ارادت سے آپکے دائرہ بیعت مین داخل ہورہے ہین۔ آپ کی بیعت کا دائرہ نہایت ہی وسیع ہورہا ہے۔ باشندگان افغانستان آپ کو دارین کا بادشاہ مانتے ہین بمساجد مین بروز جمعہ خطبہ آپ کے نام کا پڑہا جاتا ہے۔ افاغنہ آپ کو ملقب بہ خلیفہ کرتے ہین۔ دیہات وقصبات بلاد مین قاضی ومفتی ومحتسب آپکے جانب سے مقرر کئے جاتے ہین۔ شرع کا لحاظ مد نظر رکھتے ہین۔ اتباع سنت نبوی کو لازم و واجب جانتے ہین۔ خلیفہ باران کی روایت کا خلاصہ تمام ہوا حضرت صاحب ترجمہ آخوند صاحب کے فضائل سن کے فرمانے لگے مین ضرور آخوند صاحب کا مرید ہون گا۔ حضرت آخوند صاحب کی خدمتمین پہنچنے کی تدبیر کرنے لگے۔ اسی اثنار مین آپ نے خواب مین دیکھا کہ ایک گہوڑا میرے پاس آیا۔ اور زبان حال سے کہتا ہے کہ حضرت جلد چلیئے ایک دریاے زخار نے آپ کو بلایا ہے۔ لیس مین دریا کے کنارے گیا دریا مین ایک موج دکہائی دی۔ اور مجھے دریا نے اپنے طرف کہینچ لیا۔ مین دریا مین غوطے کہاتا ہوا اور بہتا ہوا کنارے پر صحیح سالم پہنچ گیا۔ کسی قسم کی تکلیف نہین ہوئی۔ آپ نے صبح مولانا حاجی حسین علی صاحب المتوفی

۱۲۸۵ہجری خلیفہ حضرت شاہ سلیمان تونسوی سے خواب مذکور کی تعبیر استفسار
کی۔ مولانا نے فرمایا کہ آپ کے خواب کی تعبیر یہ ہے۔ گھوڑا سفر ہے۔ دریا
کوئی بزرگ ہین جو آپ کو بلاتے ہین۔ اور آپکو دارین کی سعادت سے مستفید
فرماتے ہین۔ میرے نزدیک یہ بزرگ آخوند صاحب ہین۔ آپ کو بیعت سے
مشرف فرمائین گے۔ دارین کی نعمتین عطا فرمائین گے۔ آپ خواب کی سنتے ہی
والد ماجد سے اجازت لیکر فوراً صوات بنیر کے طرف روانہ ہوئے۔ پیر روشن ضمیر
کے شوق دیدار مین منازل طے کرتے ہوئے اور راستے کی مصیبتون کو سہتے
ہوئے منزل مقصود کو پہنچے۔ اور حضرت اخوند صاحب کی ملازمت سے مشرف
ہوئے۔ چند مدت پیر و مرشد کی ملازمت مین رہے۔ ورد و ظائف و توجہ
پیر سے درجہ کمال کو پہنچے۔ پس اخوند صاحب نے آپ کو خلافت کی سند دیکے
ہندوستان مین اشاعت دین کے لئے بھیجا اور ارشاد کیا کہ امراو روساے ہند
کو راہ راست کی طرف ہدایت فرمائین اور افعال منہیات سے باز رکھین
جو شخص آپ کے حکم کی تعمیل نہ کرے گا عذاب و عتاب مین ماخوذ ہوگا۔ انتہی کلامہٗ
آپ پیر و مرشد کی خدمت سے رخصت ہوئے۔ ہندوستان مین آئے
بلاد و امصار و قصبات و دیہات مین ہدایت کا چراغ روشن کرنے لگے
چنانچہ آپ بغرض ہدایت نواب علی بہادر والی باندہ کی خدمت مین گئے
نواب نے آپ کے دست مبارک پر بیعت کی اور آپکے مریدون کے زمرہ مین

شریک ہوا۔ آپ نے نواب کو اتباع شریعت و انصاف داوخواہان کی بابت تاکید کی۔ نواب آپ کے حکم کو بالراس والعین تسلیم کرنے لگا۔ اُسی عہد مین آپکو معلوم ہوا۔ کہ نواب نے دو حقیقی بہنون سے عقد کیا ہے۔ آپ نے نواب سے کہا کہ دو بہنون کو عقد مین جمع کرنا حرام ہے۔ اور یہ امر شریعت کے خلاف ہے آپ ایک کو طلاق دیجئے اور فعل حرام سے پرہیز کیجئے۔ نواب نے آپ کے حکم کی تعمیل نہین کی۔ آخر نتیجہ یہ ہوا کہ نواب کی ریاست تباہ و برباد ہوگئی۔ آپکی عادت تھی کہ مُریدین مین جسکو خلاف شرع کام مین ملوث دیکھتے۔ خاص اُسی کام کے ترک کرنے مین تہدید و ترغیب فرماتے تھے۔ جو مرید اگر تعمیل مین سُستی کرتا تو تباہ ہوتا تہا۔ پس آپ نے ممانعت مین تخصیص کو ترک کیا۔ اور تعمیم کا راستہ اختیار کیا۔ مطلقاً کہتے تھے کہ خلاف شرع کوئی کام نہین کرنا چاہئیے۔ اِس طرز نصیحت و ہدایت مین پردہ پوشی ملحوظ رکھی۔ مگر حضرت کی پردہ پوشی بمصداق انما الاعمال بالنیات کسی حکمت پر شامل ہوگی۔ لیکن ظاہراً اسی قسم کی پردہ پوشی موئد ارتکاب معلوم ہوتی ہے۔ واقع مین آپکی وہی تخصیص مناسب تھی کہ آئندہ مرتکب کو ارتکاب سے باز رکھتی۔ شرعی امور مین پردہ پوشی و مرتکب کی بربادی دیتا ہے کا لحاظ نہین کرنا چاہئیے اِس لحاظ مین شرع کی ہتک ہوتی ہے۔ فافہم مافیہ۔

اکثر اوقات آپ سفر مین بسر کرتے رہتے تھے ہندوستان کے بلاد و قصبات

ودیہات جاتے تھے۔ اہل اسلام واہل اصنام کو توحید وایمان کے مسائل سے آگاہ فرماتے تھے۔ ہنود آپکی ہدایت سے اسلام قبول کرتے تھے وبت پرستی سے باز آتے تھے۔ اور مسلمین کو اتباع سنت نبوی صلعم کی نصیحت فرماتے اور فسق وفجور سے روکتے تھے۔ سفر مین جس قدر مصائب وآفات پیش آتے تھے اُنکو سہتے تھے۔ تکلیف کو تکلیف نہین جانتے تھے۔ آپ کے نزدیک سفر وحضر مساوی تھے۔ دونون حالت مین عبادت وریاضت برابر ادا فرماتے تھے۔ سفر مین آپ نے کبھی نماز قضا نہین کی۔ نہ روزے کو ترک کیا۔ ثابت قدم وراسخ دم تھے۔

بزرگان سلف کے حالات سے دلچسپی

آپ اگرچہ عالم وفاضل نہین تھے۔ لیکن مضامین علم ظاہری وباطنی کو خوب سمجھتے تھے۔ نکات ودقایق حقایق عمدہ طرح سے سمجھاتے تھے۔ اکثر اوقات کتب تصوف وسلوک وتواریخ سے حالات بزرگان وملوک کو سُنتے تھے۔ اور تصوف کے مسائل کو شرح کے ساتھ بیان فرماتے تھے۔ اور اہل اللہ وسلاطین ظل اللہ کے تذکرون سے استفادہ وعبرت اختیار کرتے تھے۔ آپ کے دل پر الم نشرح لک صدرک الخ کا مضمون منقش تہا۔ آپکی ذات علم لدنی سے موصوف تھی۔

اخلاق وعادات کا ذکر

آپکی ذات سراپا اخلاق تھی۔ غربا وفقرا۔ امرا ورؤسا سے ایک ہی طرح ملتے تھے

مراتب مین کمی وبیشی نہین فرماتے تھے۔ غربا وفقرا جو کچہ عرض کرتے آپ ہر ایک کو
نہایت نرمی وخلق سے جواب دیتے تھے اور ہر ایک کی درخواست کو گوش
دل سے سنتے تھے جس قدر ممکن ہوتا تہا کہ سائل کی حاجت روائی مین کوشش
فرماتے تھے۔ آپ کے توسل سے اکثر غربا وفقرا فائز المرام ہوتے تھے آپ
فرماتے تھے۔ کہ مین ہندوستان مین امرا اور رؤسا سے اسلئے ملتا ہون کہ اُنکو
عدالت وحفاظت رعیت واتباع شریعت کی ہدایت کرون اور غربا وفقرا کو
صیغہ ملازمت مین شریک کراون۔ یا وظیفہ مدد معاش یا صلہ وانعام مقرر کراون
آپکے مزاج مین کسر نفسی نہایت ہی تھی۔ تواضع وانکساری وعاجزی وفروتنی مین
شاخ پر میوہ کی طرح جھکے جاتے تھے۔ قناعت پسند تھے۔ آپ نے مال ودولت
کی طرف کبھی رغبت نہین کی۔ اکثر امراے ہند نے آپ سے اس بات کی درخواست
کی کہ آپ کے لئے خانقاہ بنائی جائے۔ اور جاگیر ومعاش کافی مقرر کی جائے
آپ نے قبول نہین فرمایا۔ اور کہتے تھے۔ درویش ہر کجا کہ شب آمد سراے اوست۔
مین جہان رہون گا وہی مقام میرے لئے خانقاہ ہے۔ اور میرے رزق وروزی
کا رزاق مطلق کفیل ہے۔ مدۃ العمر زندگی حضر وسفر مین آزادانہ بسر کرتے رہے
کہین آرایش دنیوی سے آلودہ نہین ہوئے۔ آپ نے تا بزندگی عیال واطفال
کے لئے کسی امیر ورئیس سے وظیفہ یا روزینہ مقرر نہین کرایا۔ ہر چند کہ معتقدین
خدمت کرنا چاہتے آپ منع فرماتے تھے حمیت وحرارت دین آپکا خمیر تھی

امور دین مین کسیکی رعایت نہین فرماتے تھے۔ اگر کوئی خلاف شرع کام کرتا تو
تو اُسکو نہایت ترش روئی وسختی سے زجر وتوبیخ کرتے تھے۔ اور اُس سے ملنا
پسند نہین کرتے تھے اور اُسکو اپنے مجلس کے دائرے سے خارج فرماتے تھے۔
تا وقتیکہ توبہ نہ کرے آپ کی مجلس سے محروم رہے۔ آپکی عادات سے تہا کہ بچون سے
بہت محبت رکھتے تھے۔ اگر کوئی بچہ آپ کے فرش یا جسم پر پیشاب کرتا تو آپ
کچہ نہین فرماتے۔ پیشاب کرنے تک خاموش رہتے اور حاضرین مجلس بچے کو روکتے
تو آپ اُنکو منع کرتے۔ کہ بچے کو کچہ نہ کہین۔ بعد فرش وجسم کو دہوتے تھے۔ آپ
فرماتے تھے بچون کو سرزنش نہین کرنی چاہیئے نہ اُنکو مارنا چاہیئے۔ اگر آپ کہین
معلم کو دیکھتے کہ لڑکون کو مار رہا ہے تو آپ اُسپر خفا ہوتے۔ کیا آپ قہر خدا سے
نہین ڈرتے ہین۔ کیا آپ نہین جانتے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
منع فرمایا ہے کہ بچون کو زدوکوب نہین کرنا چاہیئے۔ بچون کی تعلیم ضرب وسزائے
بید سے نہین ہوتی ہے۔ بلکہ ضرب وسزا کی مداومت سے لڑکے بے حیا ونڈر
وعادی سزا ہو جاتے ہین جو کچہ کرتے ہین اُس سے عمداً وشرارۃً باز نہین رہتے ہین
اگر اساتذہ لڑکون کو نرمی وملائمت سے مانوس بنائین اور حسن اخلاق کے ساتھ
تعلیم وتدریس کرین تو لڑکون پر تعلیم سریع التاثیر ہوگی۔ اور ترہیب وترغیب سے
کام لیتے رہین۔ اس طرز کی تعلیم سے لڑکون کے دلون مین شوق وولولہ پیدا ہوگا
اور دلچسپی سے سبق یاد کرین گے اور روز بروز ترقی کے درجہ پر عروج کرتے جاینگے

دین و دنیا کے کام نرمی و لطف سے درست ہوتے ہین سختی و درشتی سے
دارین کے کام برباد و تباہ ہوتے ہین۔ آپ کی خدمت مین اکثر حاجتمند حاضر
ہوتے تھے کوئی دوا و دعا کی درخواست کرتا تہا۔ آپ ہر ایک کو تسلّی و دلاسا دیکے
دعا و دوا سے اعانت فرماتے تھے اور تعویذات عطا کرتے تھے اور فرماتے
کہ تعویذ کی نیاز یہ ہے کہ مٹھائی یا نُقل ہو فاتحہ پڑہ کے اس کا ثواب حضرت
علی علیہ السلام و حضرت محبوب سُبحانی میران محی الدین عبدالقادر جیلانی
قدس سرہٗ کی روح مبارک پر ہدیہ بھیجے بفضلِ الٰہی سے مریض کو صحت ہو گی
آپ ہمیشہ سپاہانہ طرز مین رہتے تھے۔ آلات سپہ گری سے بے انتہا دلچسپی
تھی۔ اقسام اقسام تلوارین و بندوقین اور کمانین وغیرہ ہمراہ رکھتے تھے۔ اور
فرماتے تھے کہ مین حضرت رسالتمآب کے صحابۂ کرام کے افعال و اعمال کی متابعت
کرتا ہون یہ تمام آلات میرے ایمان کا تمغا ہے۔ آپ باوجود آلات حرب و سلاح
ضرب ہند مین سیر فرماتے تھے کہین آپ سے آلات کی نسبت بازپرس و
روک ٹوک نہین ہوتی تھی اور ہر ایک ریاست کا رئیس معتقدانہ بدون درخواست
حضرت راہداری کا پروانہ عطا کرتا تہا اور لکھتا تہا کہ حضرت ہمارے پیر و مرشد
ہین مع چند خادمین و اسلحہ سیاحت فرماتے ہین۔ کوئی مزاحمت نکرے آپ
پروانہ لیکے کہتے کہ یہ تائید غیبی ہے اور اولیائے کرام خاص حضرت علی علیہ السلام
کی توجہ کی برکت ہے۔ آپکے حسنِ اخلاق کی شہرت سُنکے اکثر اہل اصنام آپ کی

خدمت مین آتے تھے اور آپ سے وحدت الوجود کے مسئلہ مین استفسار
کرتے تھے آپ حسن اخلاق سے ملتے اور سوالات کے جواب نہایت تشریح
و دلایل کے ساتھ ادا فرماتے تھے۔ اہل اصنام جوابات سُنکے سبحان اللہ و صدقنا
کہتے تھے چنانچہ ایک وقت جوگیون کی جماعت آپ کے پاس آئی اُنمین سے
ایک جوگی نے آپ سے پوچھا کہ خدا کی معرفت کی کیا دلیل ہے۔ بیان کیجیے
آپ نے فرمایا کہ آپ جو ارادہ کرتے ہین اُس ارادہ مین کامیاب نہین
ہوتے اور آپ کی خواہش بر آمد نہین ہوتی۔ پس آپ کے ارادے کا
توڑنے والا کون ہے۔ ذات قادر ذو الجلال ہے اُسنے اپنے بندون کی
خواہشین اپنے دست قدرت مین رکھا ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ جوگی
آپ کی تقریر سُنکے بہت خوش ہوا۔ حضرت آپ خدا کے عارف ہین ۔
حسن اتفاق سے دوسرے مرتبہ ایک جوگی آپ کے پاس آیا۔ ایک پنڈت
کی شکایت کی کہ وہ اندہا مشتعلی پتنگ اُڑاتا ہے اور اپنا وقت عزیز برباد
کرتا ہے اور مجھے کہتا ہے کہ چلیئے پتنگ بازی کا تماشا دیکھئے۔ مین نے
اُس سے کہا کہ مین رات دن پتنگ اُڑاتا ہون۔ الخ آپ جوگی کی تقریر سُن کے
مسکرائے۔ فرمایا آپ سچ کہتے ہین۔ ایک مرید با اخلاص نے حضرت سے پوچھا
کہ جوگی جی کی تقریر کا کیا مطلب ہے میری سمجھ مین نہین آیا۔ آپ نے فرمایا۔
جوگی جی اس بات کو کہتے ہین کہ پنڈت بید کی باتین طالبین کو سُناتا ہے

طالبین اُس سے مستفید ہوتے ہین یعنی پنڈت واعظ خوداندہا بہ مشغلی ہے اور
جوگی جی کے قول (ہر وقت شبانہ روز الخ) سے یہ مراد ہے کہ میری عمر کا
پتنگ اسقدر کٹگیا اور کٹ رہا ہے۔ مین اسی بازی مین ہون۔ انتھیٰ۔ آپنے
فرمایا کہ انسان کو چاہیئے کہ عمر عزیز کو لہو لعب مین تلف نہین کرنا چاہیئے۔ آپ
فرماتے تھے کہ برادران اسلام سے حسنِ سلوک رکھتا ہے۔ جس قدر ہو سکے
ہمدردی واعانت سے کوتاہی نہ کرے۔ باہم معاملات مین راست بازی و
درست کرداری مدنظر رکھین۔ کبھی کسیکو نقصان نہ پہونچائین۔ اور غیبت و
غمازی سے پرہیز کرین۔ وعدہ کا ایفا لازم سمجھین اور دروغگوئی سے منزلون
دور رہین۔ کاذب خدا کے نزدیک مردود و مستحق لعنت ہے۔ کاذب خدا کی
رحمت سے محروم ہوتا ہے۔ آپ کے عادات واخلاق کی بیشمار نقلین ہین۔
اگر کل لکھی جائین تو ایک دفتر طویل ہو جائے۔ مولانا عبدالوحید صاحب خلیفہ
حضرت نے آپکی سوانح عمری مین متعدد نقلین لکھی ہین۔ ان کنت شایقاً فارجع
الیہ فقیر مولف نے طوالت کی وجہ سے صرف مذکورۃ الصدر پر اکتفا کیا۔
مشتے نمونہ از خروارے کافی ہے۔

حضرت کی تشریف آوری حیدرآباد دکن

آپ بطریق سیر و سیاحت دورہ کرتے ہوئے اول مرتبہ مغفرت منزل حضرت

نظام الملک پنجم افضل الدولہ بہادر کے عہد مین وطن مالوہ سے حیدرآباد دکن
مین رونق افزا ہوئے۔ زیر ریذیڈنسی بازار عیسی میان مین فروکش ہوئے۔ شہر مین
آپ کی تشریف آوری کی شہرت ہوئی۔ امرا و مشائخ آپ کی ملاقات سے
مشرف ہونے لگے۔ علما و فضلا بھی مستفید ہونے لگے۔ آپ کی اقامت کے
عہد مین دولتخانہ حضور مین صاحبزادہ بلند اقبال محبوب الدولہ نظام الملک
آصفجاہ ششم کی ولادت باسعادت واقع ہوئی۔ فقرا و مشائخ دولت نے
دعائمے و تعویذات ترقی حیات پیش کئے۔ تبرکاً و تیمناً درجہ قبولت کو پہنچے
چنانچہ اس وقت مین حضور کی جدۂ ماجدۂ ملکہ دلاور النسا بیگم صاحبہ نے آپ سے
ایک تعویذ حفظ جان و بقائے شاہزادہ کے لئے طلب کیا۔ آپ نے شجرہ قادریہ
مع نقش تعویذ لکھ کے ملکہ کے حضور مین بھیدیا۔ ملکہ نے حسن عقیدت سے حضرت
کے تعویذ کو اعلیحضرت مرحوم کے بازوے مبارک پر باندہا۔ آپ چند مدت شہر مین سکونت پذیر
رہے۔ اعلیحضرت نظام الملک آصفجاہ پنجم سے ملاقات و باریابی کا اتفاق نہین
ہوا معتقدین چاہتے کہ باریابی ہوجائے۔ باریابی کے سامان ہورہے تھے
لیکن آپ مستغنی المزاج تھے ملاقات کی امید پر نہ ٹھہر سکے ہندوستان روانہ
ہوگئے وطن مالوہ ہوتے ہند کے بلاد و قصبات مین دورہ کرنے لگے۔ آپ کے
جانے کے بعد حضرت آصفجاہ پنجم بھی بہشت برین روانہ ہوئے۔ مرحوم کے بعد
اعلیحضرت آصفجاہ ششم بجائے والد مرحوم تخت نشین ہوئے مدت دراز کے بعد

آپ پھر دوبارہ سیر وسیاحت کرتے ہوئے ۱۲۹۱ ہجری مین وطن مالوفہ سے
حیدرآباد دکن مین رونق افزا ہوئے۔ اُس وقت اعلیحضرت مرحوم خردسال
تھے۔ آپکی جدۂ ماجدہ دلاور النسا بیگم صاحبہ نے بدستور سابق آپسے ایک تعویذ حفظ جان
وصحت مزاج کیلئے طلب کیا آپ نے ایک شجرۂ قادریہ غفوریہ مع تعویذ لکھکے اُس پر
اپنی مُہر کرکے عطا کیا۔ ملکہ نے حسب ارشاد تعویذ کو آپ کے گلوے مبارک مین
حمایل کیا اور حضرت نے فرمایا کہ اعلیحضرت انشاء اللہ تعالی تعویذ کی برکت سے
آسمانی آفات وبلیات سے محفوظ رہین گے۔ ملکہ چند روز تک آپکی خدمت مین
ہزار روپیہ روزانہ صدقہ وخیرات کے لیے بھیجتی رہین۔ آپ روپیون کو فقرا و
غربا پر تقسیم کردیتے تھے اسی طرح چند روز بسر کرکے آپ نے ہندوستان
مراجعت کی۔ پھر آپ ۱۳۰۶ہجری مین رونق افزاے حیدرآباد ہوئے۔ اولاً
چند روز حافظ احمد رضا خان صاحب المخاطب بہ سکندر نواز جنگ رکن عدالت
کے مکان پر فروکش ہوئے۔ حافظ صاحب آپ سے حسن عقیدت دنیک ارادت
رکھتے تھے۔ آپکی خدمت ومہمانداری مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین فرماتے تھے
آپ حافظ صاحب کے حُسن عقیدت سے خوش ہوتے تھے۔ مرید ومعتقدین
شبانہ روز آپ کے فرودگاہ پر آتے تھے۔ بیعت وملازمت سے مشرف
ہوتے تھے۔ حافظ صاحب کے مکان پر کسی کو روک ٹوک نہین ہوتی تھی۔ اذن عام تھا کہ
کوئی ملازم ودربان واردین وصادرین کو ممانعت نہ کرے۔ چند روز حضرت

صاحب ترجمہ حافظ صاحب کے مکان میں مہمان رہے۔ حافظ صاحب کا مکان خیرت آباد میں تھا۔ شہر سے طالبین و مریدین کو حضرت کی خدمت میں آمد و رفت میں تکلیف ہوتی تھی۔ مریدین خاص مولوی عبدالقادر صاحب وکیل درجۂ اول کے جو آپ کے مرید خاص فنا فی الشیخ تھے تقاضا سے شہر میں تشریف لائے اور وکیل صاحب کے مکان میں فروکش ہوئے۔ وکیل صاحب حضرت کی خدمت میں شب و روز ہمہ تن مصروف رہتے تھے۔ حضرت کی مہمانداری میں سرِمو کوتاہی نہیں کرتے تھے۔ حضرت وکیل صاحب کو اپنے فرزندوں سے زیادہ سمجھتے تھے اور خاص و عام وکیل صاحب کی پیر پرستی و صدق ارادتمندی کی تعریف کرتے تھے! اور کہتے تھے کہ مرید ہو تو ایسا ہو اور پیر بھی ہو تو ایسا ہی ہو۔ حضرت وکیل صاحب کے حسن ارادت و عقیدت کو عظمت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ بلکہ خاص اپنے فرزندوں سے زیادہ محبت رکھتے تھے۔ وکیل صاحب کے تمام عیال و اطفال حضرت پر فدا تھے۔ تمام حضرت کے حلقۂ ارادت و بیعت میں شامل تھے۔ حضرت وکیل صاحب کے مکان پر پانچ سال تک مہمان رہے۔ شہر میں ہزارہا آپکی بیعت سے مشرف ہوتے رہے۔ اور آپ کے فیض صحبت سے کامیاب ہوتے رہے۔ تمام شہر میں آپکی بزرگی و عظمت کے چرچے ہونے لگے۔ رفتہ رفتہ آپ کا ذکر خیر غفران منزل اعلحضرت میر محبوب علی خان نظام الملک آصفجاہ ششم کے گوش مبارک میں پہنچا۔ اعلحضرت ایسے بزرگون کے جویا رہتے تھے۔ خوش اعتقادی سے ملازمت و زیارت کے مشتاق ہوتے تھے۔

آپ کے دیدار کے مشتاق ہوئے۔ اسی اشتیاق کے زمانہ مین اعلیحضرت کو معلوم ہوا کہ حضرت سابق مین یہان تشریف لائے تھے۔ اور میری جدہ ماجدہ نے حضرت سے ایک تعویذ میری حفظ جان وصحت مزاج کی بابت حاصل کیا تہا۔ اس مضمون کے سُننے سے آپ کے دل مین اشتیاق ملازمت کا زیادہ جوش وولولہ پیدا ہوا۔ اپنے والدہ ماجدہ سے تعویذ کا واقعہ استفسار کیا والدہ ماجدہ نے فرمایا۔ یہ واقعہ صحیح ودرست ہے اور تعویذ پیش کردیا۔ آپ نے تعویذ کہول کے ملاحظہ کیا اور حضرت کی مہر خاتم پر دیکھی۔ پہر اعلیحضرت جوش اشتیاق سے بیتاب ہوئے نقبا و وکلا کے توسل سے ملازمت وزیارت کے لئے حاضر ہونے کی درخواست بھیجی۔ پہر حضور اعلیحضرت آپکی خدمت مین تشریف لائے اور نہایت ادب وحسن اعتقاد سے قدمبوس ہوئے۔ آپ نے وکیل صاحب کے مکان کے قریب ایک دوسرے مکان مین فروکش ہوئے۔ اعلیحضرت مرحوم اکثر آپ کی خدمت مین آمدورفت فرماتے تھے۔ اور روزانہ اعلیحضرت کی طرف سے نقبا وچوبدار حضرت کی مزاج پرسی کے لئے آتے تھے اور ہر روز متعدد خوان طعام حضور سے آنے لگے۔ حضرت کے متعلقین آسایش وآرام سے نوش فرماتے تھے۔ ایک روز حضور اعلیحضرت نے آپ کی خدمت مین درخواست کی کہ میری یہ آرزو ہے کہ حضرت مع صاحبزادگان وخادمین ہمراہی مکان شاہی مین تشریف لائین اور دسترخوانِ دعوت چُنا جائے۔ اور مین بھی تمام کے ساتھ دسترخوان پر شریک ہون۔ حضرت نے اعلیحضرت کی دعوت

دعوت قبول کی پس اعلیحضرت نے رات کو دعوت کا سامان مہیا کر کے آپ کو مطلع کیا
کہ دسترخوان تیار ہے تشریف لائیے۔ آپ خادمین وغیرہ ہمراہیون کو آداب
شاہی سے واقف کر کے حضوری بگھیون مین سوار ہو کے محل شاہی مین داخل
ہوئے حضور اعلیحضرت ادباً اپنے بزرگان سلف کی طرح آپ کے انتظار مین ایستادہ
تھے حضرت کے پہنچتے ہی آداب و تسلیم ادا کر کے آفتابہ ہاتھہ مین لیکے آپکے ہاتھہ دہلائے
اور دسترخوان پر بٹھلائے اور خود بھی حضرت کے داہنی جانب ادب سے بیٹھہ گئے
اور حضرت کے داہنے جانب صاحبزادگان تھے پس تناول طعام کا سلسلہ شروع
ہوا جس ظرف سے حضرت لقمہ اُٹھاتے تھے۔ اعلیحضرت بھی تبرکاً اسی ظرف سے
نوش فرماتے تھے جب تناول سے فارغ ہوئے۔ اعلیحضرت کو دعاے خیر سے
یاد کر کے نصیحۃً فرمایا کہ آپ امیر المومنین بادشاہ وقت ہین۔ تقریباً کرور سے زائد
آپکی رعایا ہے۔ آپ پر اُنکے جان و مال کی حفاظت واجب و لازم ہے۔ اُن کی
آسایش و آرام مین مصروف رہنا چاہئیے۔ غربا و فقرا کی ہمدردی کرنا۔ مظلومون کی
فریادرسی فرمانا۔ ظالمون اور مفسدون کو سزاے واجب دینا چاہئیے۔ عدل
و انصاف پر ہمیشہ قائم رہنا۔ عدل خدا کی رضامندی کا سبب ہے۔ ایک ساعت کا
عدل ستر برس کی عبادت کے برابر ہے۔ اور بھی اسی طرح چند نصیحتین کر کے
آخر یہ دعا دی کہ آپکی ریاست بزرگان اہل اللہ کی برکت سے ابدتک قائم رہیگی
آپکا ملک مخالفین سے محفوظ رہیگا آمین الحمد للہ رب العالمین حضور اعلیحضرت

آپکی نصیحتین سُنکے روتے تھے۔ اور عالم سکوت مین رہتے تھے اور آپکے ادب کا لحاظ رکہتے تھے۔ خوش اعتقادی حسن ارادی سے اعلیٰحضرت مرحوم کو حضرت کی خدمت مین وہ رتبہ حاصل تہا کہ کسی خاص الخاص مرید کو یہ رتبہ نصیب نہین ہوا تہا۔ ذالک فضل اللہ من یوتیہ الخ۔ یہ نعمت عظمیٰ خدا داد تھی۔ جب حضرت دعوت کے کہانے سے فارغ ہوکے رخصت ہونے کو مستعد ہوئے اُسوقت اعلیٰحضرت نے آہستہ سے یہ خواہش ظاہر کی۔ کہ حضرت جو ارشاد فرمائین اُسکی تعمیل کے لئے حاضر ہون۔ آپ شاہی منازل سے جو پسند فرمائین نذراً حاضر ہے۔ اگر فرمائین تو ایک خانقاہ بنائی جائے اور وظیفہ معتدبہ اخراجات خانقاہ کے لئے مقرر کیا جائے۔ آپ نے جواب مین فرمایا کہ فقیر مسافر آپکا مہمان ہے۔ فقیر غریب کے لئے مکان و خانقاہ و وظیفہ کی ضرورت نہین ہے بمصداق درویش ہر کجا کہ شب آمد سرائے اوست زندگی بسر کرتا ہون۔ فقیر حسب الحکم بزرگان سلف حیدرآباد مین آیا ہے قیام چندروزہ سے دعاگوئی بقاے سلطنت نظام الملک آصفجاہ مقصود ہے۔ یہ میری دعاگوئی خالصاً لوجہ اللہ ہے مین خود دعاگوئی نہین چاہتا ہون۔ مین بجز ذات باری تعالیٰ کسی سے طالب و سائل نہین ہوتا ہون پس آپ ہمیشہ مساکین و غربا کی ہمدردی فرماتے رہین۔ اور دادخواہون کی داد فریاد سُنین اور جس قدر ہوسکے اُنکی امداد کرین آپ کے اِس کارخیر سے خدا و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و اولیاء اللہ

قدس سرہم خوشنود ہونگے۔ اس رضامندی مین سلطنت کا بقا یقینی ہے۔ پس آپ رخصت ہوئے۔ اعلیحضرت مع حوم مشاعت مین تعظیما لب فرش تک آئے۔ حضرت مع صاحبزادگان و مریدین ہمراہی فرودگاہ پر آئے۔ حضور اعلیحضرت آپ کے رخصت کے بعد مصاحبین سے فرمانے لگے کہ مین نے آجتک ایسا درویش مستغنی المزاج و بے پروا نہین دیکھا۔ درویش ہو تو ایسا ہو۔ چند مدت آپ اعلیحضرت کے مہمان رہے صبح و شام حضور اعلیحضرت کے جانب سے متعدد خوان طعام آتے تھے۔ نقبا و خدام بارگاہ حضرت کی مزاج پرسی کے لئے آمد و رفت کرتے تھے۔ اور اعلیحضرت بھی اکثر تشریف لاتے تھے۔ اُسی زمانہ مین آپ کا مزاج امراض مختلفہ سے بیمار ہوا معلوم ہوا کہ فرودگاہ کی آب و ہوا موافق نہین ہے۔ بیماری کی وجہ سے آپ کمزور و ناتوان ہو گئے ایسی حالت مین اعلیحضرت نے فرمایا کہ حضرت کوہ مولیٰ علی پر تشریف رکھین تو مناسب ہوگا۔ وہان کی آب ہوا درست ہے مقام پر فضا و مسرت افزا ہے۔ تندرستی کے لئے مفید ہے۔ آپ نے اعلیحضرت کی خواہش پسند کی۔ شاہی مکان عالیشان و خوشنما مقرر کیا گیا آپ مع صاحبزادگان آل حسن و آل احمد و آل محمد وغیرہم کوہ مولیٰ پر روانہ ہوئے۔ شاہی مکان مین فروکش ہوئے چند روز آرام سے رہے۔ اعلیحضرت دوسرے تیسرے دن آپ کی خدمت مین تشریف لاتے تھے۔ بستر درویشی پر ادب سے نشست فرماتے تھے اور دعائے خیر کے امیدوار رہتے تھے۔ چند روز کے بعد آپ شہر مین آئے۔

اعلیحضرت نے آپ کے لئے مکانِ شاہی پرانی حویلی مین تجویز فرمایا۔ مکان وسیع و شاندار تہا۔ آپ مع صاحبزادگان مکان مین فروکش ہوئے۔ چونکہ مکان پرانی حویلی مین شامل تہا۔ آپکے پاس مریدون کو آمد و رفت مین روک ٹوک ہوتی تھی۔ اعلیحضرت نے مکان کے ایک جانب سے دیوار توڑکے جدید دروازہ قائم کردیا تاکہ مریدین کو آمد و رفت مین ممانعت نہو آپ تا مرگ مکان مین رہے آپکے عیال و متعلقین بھی وطن سے آگئے۔ تمام مکان شاہی مین سکونت پذیر تھے۔ ایکروز اعلیحضرت نے آپکی خدمت مین بطور نذر قدم کئی کشتیان جواہر و اشرفیون و نفائس لباس سے بھر کے بھیجین آپنے دیکھتے ہی واپس کین اور اعلیحضرت کی خدمت مین کہلا بھیجا کہ آپ اس طرح کے تکلف فرمائینگے تو فقیر یہان سے چلا جائیگا۔ فقرا کے لئے مال و زر کی ضرورت نہین۔ اعلیحضرت خاموش ہوگئے۔ ایسا ہی کہ ایک وقت اعلیحضرت نے چاہا کہ صاحبزادون کے لئے وظائف مقرر کئے جائین۔ آپ نے منظور نہین فرمایا اور کہا کہ صاحبزادگان فقرا کے لئے توکل و قناعت کا وظیفہ کافی ہے۔ اگر صاحبزادے صاحب جاہ و حشم ہونگے تو فقیری و درویشی سے گمراہ ہونگے۔ اولاد کے لئے وظیفہ مقرر ہونے نہین دیا۔ ہان آپ علما و فضلا کے تقرر مین بہت کوشش و سفارش کرتے تھے اکثر آپ کے توسل سے کامیاب ہوتے مین غربا و فقرا کے دلانے مین بھی کوتاہی نہین فرماتے تھے۔ مریدین و طالبین کے ساتھ آپکا حسن سلوک جاری تہا چنانچہ آپ نے صاحبزادون کے لئے رئیس یا وزیر سے تقرر وظیفہ کے لئے

درخواست نہین کی - بلکہ ایک وقت عالیجناب سرآسمانجاہ مدارالمہام سرکار عالی نظام سے ۶۰ یومیہ عبدالمجید وعبدالحمید فرزندان عبدالقادرخان وکیل درجہ اول کے نام وظائف مقرر کرائے وزیر مذکور نے آپکی تحریک سے وکیل صاحب کے دونون فرزندون کے لئے وظائف مقرر کر دئے - ہرایک کے نام ۵۵ روپیہ ماہوارات خاص جاری کردی - دیکھو آپ کیسے بے پروا و بے لاگ تھے ! اپنے متعلقین کے لئے کبھی کسی امیر و رئیس سے تقرر معاش کے لئے سفارش نہین کی - متعلقین شکایت کرتے تھے کہ حضرت ہمارے لئے کچہ نہین کرتے - آپ بیماری کی وجہ سے کمزور و ناتوان ہو گئے تھے - ہرچند کہ تبدیل آب وہوا کی گئی اور معالجہ بھی کرتے گئے لیکن طاقت سابقہ نے عود نہین کیا - روز بروز ناتوانی بڑہتی گئی اور بیماری کا سلسلہ جاری رہا - آپ باوجود بیماری وکمزوری وظایف واشغال وپنج وقتیہ نماز مین کوتاہی نہین فرماتے تھے تادم واپسین آپ کے ہوش وحواس درست تھے - بیماری کی حالت مین حضرت رسالتماب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شمایل وسیر کے اذکار اور بزرگان دین کے حالات سنتے تھے - اور خلفاے راشدین کے واقعات کے فریفتہ تھے - خاص حضرت امیرالمومنین اسد اللہ الغالب علی ابن ابیطالب کرم اللہ وجہ کے کلام ونام پر شیفتہ تھے - نشست وبرخواست کے وقت آپ کا تکیہ کلام تہا - یا علی یا علی - آخر آپ بتاریخ بست وسوم ماہ رمضان ۱۳۱۷ ہجری مین مکان شاہی واقع پرانی حویلی مین دنیائے ناپائیدار سے بہشت برین روانہ ہوئے -

انا للہ وانا الیہ راجعون۔ صاحبزادگان ومتعلقین ومریدین افسوس وحسرت کرنے لگے اور تمام کی زبان پر یہ شعر جاری ہوا ؎

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روئے گل سیر ندیدیم وبہار آخر شد

آپکے وصال ورحلت کی خبر اعلیحضرت کو دیگئی۔ اعلیحضرت سُنکے غمگین وملول ہوئے۔ پانچہزار روپیہ نقد اور دو شیشے عطر بھیجے۔ نواب اقبال الدولہ بہادر مدارالمہام کو حکم دیا کہ آج جمعۃ الوداع رمضان ہے حضرت کے جنازہ کو مکہ مسجد مین لیجائیے اور نماز جنازہ ادا ہونے کے بعد مقبرہ مقررہ مین یعنے باغ عبدالقادرخان وکیل واقع متصل پُل چادرگہاٹ نہایت احتشام سے لیجائین حسب الحکم اعلیحضرت جنازہ مکہ مسجد لایا گیا بیشمار مقتدیون سے نماز ادا ہوئی اور وہان سے جنازہ مقبرے مین لائے۔ دفن کئے۔ جنازہ کے ہمراہ خلایق کا ہجوم بے شمار وبے حساب تہا۔ مریدین نے جنازہ پر پہولون کی چادرین چڑہائے۔ جنازہ پہولون کی چادرون مین پوشیدہ ہوگیا تہا۔ پہولون کا تودہ معلوم ہوتا تہا دفن کے بعد حاضرین جنازہ نے تمام پہولونکو دست بدست تبرکاً لوٹ لئے۔ ایک پہول بھی باقی نہین رہا آپکی عمر چوہتر سالہ تھی۔ آپکا مزار پُرانوار زیارتگاہ خاص وعام ہے

ذکر اولاد حضرت قدس سرہ

سید آل حسن المتوفی ۱۳۲۲ ہجری۔ سید آل احمد سجادہ نشین۔ سید آل محمد۔ ایک دختر

منسوب بہ سید شاہ عبد الہادی یادگار ہین۔ اعلیحضرت نظام الملک آصفجاہ ششم
مرحوم نے ہر ایک کے لئے چار چار سو روپیئے ماہانہ وظیفہ مقرر
فرمایا۔ اور پچیس ہزار روپیہ قیمت کا ایک مکان خرید کر کے عطا فرمایا۔ تینون
صاحبزادے مکان مین اتفاق سے سکونت پذیر ہوئے پس جب سید آل حسن
صاحب زادۂ بزرگ نے سنہ ۱۳۲۲ ہجری مین دنیا سے عالم بقا کے طرف رحلت
کی اعلیحضرت نے اُنکی زوجہ کے لئے پچاس روپیہ ماہانہ اور دختر کے لئے
پچاس مقرر کئے تمام شبانہ روز ریاست سرکار عالی کی بقا کے لئے دعاگوئی
کرتے ہین والد ماجد کے طریقہ پر ثابت قدم ہین۔ صوم وصلواۃ کے پابند ہین
اکثر اوقات والد مرحوم کے مزار پر فاتحہ کے لئے جاتے ہین۔ اور سالانہ عرس کی
تقریب مین غربا و علما و حفاظ کو کہانا کہلاتے ہین۔ مولوی عبد القادر خانصاحب
وکیل خلیفۂ حضرت مرحوم ومتولی مزار ہین۔ مزار پر اکثر اوقات جایا کرتے ہین
فاتحہ پڑہتے اور گل چڑہاتے ہین۔ اور مولوی سید شاہ محمد عبد الوحید صاحب قادری
غفوری محی الدین پوری حضرت مرحوم کے مرید وخلیفہ خاص ہین۔ مرشد کی محبت مین
فنا فی الشیخ ہین۔ تارک الدنیا ومافیہا ہین ترک وطن کر کے حیدرآباد مین آئے
ہین۔ ہر وقت مزار پر رہتے ہین۔ آپ کی حالت فدائی کی حالت ہے حضرت
مرحوم کی سوانح عمری نہایت شرح وبسط کے ساتھ لکھی ہے مطبع اسرار کریمی
واقع الہ آباد مین مطبوع ہوئی ہے۔

مولوی فخر الدین عرف شاہ فخر صاحب ابن شاہ نظام الدین صاحب اورنگ آبادی

آپ نظام الدین اورنگ آبادی کے فرزند ہین آپ کے والد نے رحلت سے پہلے قاضی کریم الدین خان جو آپکے داماد تھے اُنکو بلایا اور فرمایا جو کچھ مجھے خاندانی بزرگون سے نعمتین پہنچی ہین۔ مین نے وہ سب فخر کو دین۔ اب مین خالی صرف استخوان د پوست ہون میرے بعد اُسکو سجادہ نشین کرنا قاضی صاحب کی زبانی مشہور ہے کہ اُسوقت شاہ فخر صاحب حجرہ مین بیخود و مست تھے۔ وجد و حال کی کیفیت نمود ہوئی۔ وصیت کے بعد دوسرے دن شاہ نظام الدین صاحب بہشت برین کو روانہ ہوئے۔ کفن دفن کے بعد تیسرے دن سب خلفا و مریدین جمع ہوئے۔ قرار پایا کہ معین الدین صاحبزادے کلان کو سجادہ نشین کرنا چاہیے اُسوقت قاضی صاحب نے حضرت مرحوم کی وصیت بیان کی آپس مین اختلاف ہوا۔ کہ یہ مناسب نہین صاحبزادے کلان کی موجودگی مین صاحبزادے خورد کو جانشین کرنا کامکار خان نے جو محمد معین الدین کے خسر کے رشتہ دار تھے بحث و تکرار کے بعد کہا اگر محمد فخر الدین مسند نشین ہون تو مضائقہ نہین لیکن یہ خوردسال ہین تاسن مشیخت مین خانقاہ کا مہتمم رہونگا۔ اُس وقت شاہ عاشق نے جو شاہ مرحوم کا مرید خاص تہا کہا سُبحان اللہ ہزار برس کے بعد پھر معاویہ پیدا ہوئے کہ خلافت کے مدعی ہین جملہ حاضرین مجلس مسکرائے اور عالم سکوت مین رہے آخر بحث و تکرار

کے بعد یہ بات قرار پائی کہ حسب وصیت مولوی فخر الدین کو کہ مسند نشین کرنا مناسب ہے۔ یہ بات مولوی صاحب کو معلوم ہوئی۔ فرمایا صاحبو مین اِس کام کے لائق نہین ہون۔ بڑے بہائی اِس کام کے لائق ہین اُنکو صدر نشین کرنا چاہئیے وہ بجائے والد ہین مین اُنکی غلامی مین حاضر ہون۔ پہر معین الدین صاحب شاہ مرحوم کی جگہہ قائم کئے گئے۔ فخر الدین صاحب تحصیل علوم ظاہری و باطنی مین مشغول ہوئے۔ آپ ظاہر مین رندانہ تھے۔ سپاہانہ لباس زیب بدن رکھتے تھے۔ چند مدت مین فارغ التحصیل ہوئے۔ ایک زمانہ تک درس تدریس کا شغل فرماتے رہے۔ سپاہگری کے فن مین سب بے نظیر تھے۔ وسن بارہ ۱۲ سال تک نواب ہمت یارخان کی خدمت مین ملازم رہے۔ شاہ شریف جو نظام الدین صاحب کے کمّل خلفا سے تھے آپ کے نسبت ظاہر حال مین گمان کرتے تھے۔ کہ فخر الدین نے پیر و مرشد سے کچہ نہین پایا مریدین آپکی تعریف مین مبالغہ کرتے ہین۔ ایک روز آپ سے کہا کہ اے صاحبزادے آپکے والد ماجد کی سب نعمتین حاضر ہین۔ آپنے کہا انشاء اللہ تعالیٰ حاضر ہونگا ایک روز مجلس سماع تھی آپ بھی شریک ہوئے۔ شاہ شریف کی توجہ نہایت ہی غالب تھی۔ طالب کو ایک ہی توجہ مین بیہوش کردیتے تھے۔ اُس مجلس مین سب سے زیادہ آپکو لائق و مستحق پایا اور کہا واللہ فقیر کو خبر نہ تھی کہ آپ مرشد کے قائم مقام ہین اُس روز سب کو معلوم ہوا کہ صاحب دل و کامل ہین

آپ بہائی معین الدین کے انتقال کے بعد والد کی خانقاہ مین آ گئے دو سال تک رہے۔ دوسرے دونون بہائی جو خورد تھے انکو بیعت سے مشرف کیا اور اکثر اہل دکن بھی آپ کے مرید ہوئے پہر آپ خواجہ معین الدین چشتی کی زیارت کے ارادہ سے اجمیر شریف روانہ ہوئے۔ اجمیر مین ایک چلہ حاضر رہے۔ پہر خواجہ کے حکم سے دلّی روانہ ہوئے۔ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی و نظام الدین اولیاء و خواجہ نصیر الدین چراغ دہلی وغیرہ بزرگون کی زیارت سے مشرف ہوئے اور وہین سکونت اختیار کی۔ ہندوستان مین کیا فقیر و کیا امیر اکثر آپ کے مرید تھے کہتے ہین کہ آپ کے مرید تمام دکن مین ایک لاکھ سے زیادہ تھے۔ شاہ عالم بادشاہ بھی آپ کا مُرید تہا محبوب القلوب مین مرقوم ہے کہ آپ کے کمال وہبیہ تھے۔ آپ کا علم علم لدنّی تہا آپ صاحب کشف و کرامات و خوارق عادات تھے۔ آپ میانہ قد چہرہ آفتابی۔ گندمی رنگ۔ محاسن شرعی۔ بقدر ایک مُشت تھی خوش طبع و خوش وضع تھے۔ خلیق و حلیم سخی و کریم تھے۔ ہندمین تھے۔ مگر لباس دکنی پہنتے تھے۔ ظاہر مین آپ مشائخ نہین معلوم ہوتے تھے۔ مگر باطن مین بزرگانِ سلف کے موافق تھے۔ صوم و صلوٰۃ کے بڑے پابند تھے۔ پینتالیس برس تک مسند نشین رہے۔ مدۃ العمر نماز جماعت سے

گذارتے تھے۔ آخر ایک روز تخت پر لٹک کے نماز مین صف کے مقابل مین رکھے آپ شریک جماعت ہوئے پس نماز ہی مین بہشت برین کو روانہ ہوئے۔ یہ واقعہ ۶ جمادی الثانی روز جمعہ ۹۹ سنہ اآئین واقع ہوا حضرت قطب الدین بختیار کاکی کے روضہ مین دفن کئے گئے۔

باب القاف

شاہ قاسم قادری

شاہ قاسم نام۔ آپ کا مولد پورب ہے۔ آپ حضرت محبوب سبحانی کی اولاد مین سے ہین۔ عارف کامل درویش واصل تھے۔ سلطان ابراہیم عادل شاہ جگت گرو کے زمانہ مین ولایت پورب سے بیجاپور دکن مین رونق افزا ہوئے۔ آپکی تشریف آوری سے بیجاپور کو زینت ورونق حاصل ہوئی۔ مشائخ واہل دکن آپ کی ملازمت سے مسرور ہوئے۔ آپ توکل وقناعت کی مسند پر متمکن فقر ودرویشی کے طریقہ مین قائم تھے۔ علما وفضلا کے مقتدا اہل اللہ وفقرا کے امام تھے

تجرید و ترک کے میدان مین ثابت قدم تصوف کے منازل مین راسخ دم تھے۔ آپ کا مزاج آزادانہ تھا۔ کسی امیر و فقیر سے غرض و پروا نہین رکھتے تھے۔ جنید خان کی مسجد مین مدة العمر گوشہ نشین رہے۔ آخر آپ نے ۲۷ محرم ۱۰۲۳ہجری مین رحلت کی۔ بیجاپور مین مسجد کے صحن مین دفن کئے گئے۔ مرقد پر گنبد بنا یا گیا۔ آپ کا عرس سالانہ محرم مین ہوتا ہے۔ روضۂ اولیا بیجاپور مین لکھا کہ آپ صاحب خرق عادات تھے اور آپ کے چند نقول بھی بیان کئے ہین۔

جب آپ نے بیجاپور مین سکونت اختیار کی۔ ہمراہی خدام و رفقا نے بمقتضائے حُبِّ وطن از ملک سلیمان خوشتر است۔ مراجعت کا ارادہ کیا اور حضرت کی خدمت مین اعزہ و اقربا کی ملاقات کا شوق ظاہر کیا۔ آپ نے ایک رات

سبکو مراقبہ کرایا اور توجہ کے حلقہ مین بٹھایا
آپ کی توجہ کی برکت سے ہر ایک نے عالم مثال
بن یا عالم رویا مین اعزہ و اقارب کو دیکھا
اور اُن کی ملاقات سے تازہ دل ہوئے صبح
حضرت سے واقعہ بیان فرمایا۔ آپ مسکرائے
پہر آپ نے چند روز کے بعد سبکو روانہ کیا۔
تمام آپ کی توجہ کی برکت سے مع الخیر و العافیت
وطن مالوفہ پہنچے۔ صاحب روضہ نے لکہا۔ کہ سب
رات کو بستر دن پہ سوئے صبح بیدار ہوئے تو دیکہا
کہ وطن مالوفہ مین ہین بدون سفر و قطع مسافت وطن پہنچگئے

نقل ہے

کہ ابراہیم عادل شاہی زمانہ مین ایک برہمن تحصیلدار
سرکار نئی محاسبہ مین ملزم ہوا۔ اُسکی گرفتاری کے لئے
سرکاری حکم جاری ہوا۔ بادشاہی سزاول اُس کی
گرفتاری کے لئے نکلے برہمن گہبرایا اور گہر سے نکل کے فرار ہوا۔ اور

سپاہ بھی اُسکے تعاقب مین دوڑی یکایک جنید خان کی مسجد کے طرف سے
گذرا دیکھا کہ آپ حضرت مسجد مین تشریف رکھتے ہین۔ ناچار برہمن حضرت
کے پاس آیا اور اعانت کی درخواست کی اور اپنا سب حال حضرت کو سُنایا
آپ نے فرمایا کہ ہمارے پیچھے بیٹھ جا۔ برہمن آپ کے ارشاد کے موافق پیچھے بیٹھا
اور آپ کی تشفی سے محفوظ ہوا۔ سپاہ بھی پیچھے سے پہنچی دیکھا کہ مسجد مین حضرت
تشریف رکھتے ہین اور حضرت کے پیچھے ایک شیر بیٹھا ہے خوف وہراس سے
فرار ہوگئے۔ بعد ازان آپ نے برہمن سے فرمایا کہ اب تو بادشاہی دربار مین جا
تیری مراد حاصل ہوگی اور تجکو کوئی آفت نہین پہنچیگی۔ برہمن حسب الحکم بادشاہ کے
دربار مین حاضر ہوا۔ بادشاہ نے اُسکے حال پر رحم کیا اور اُسکے جرم کو معاف فرمایا
اور بادشاہی خلعت وبحالی خدمت سے سرفراز کیا۔ برہمن حضرت کا معتقد
ہوا ہمیشہ آستان بوسی کے لئے حاضر خدمت ہوتا تھا اور حسن ارادت سے
ملازمت کرتا تھا۔ ایک روز حضرت سے عرض کیا کہ مین آپ کے لئے مسجد کے
صحن مین ایک گنبد بنانا چاہتا ہون۔ آپ نے منع فرمایا کہ تعمیر کرنا تیرے اور
تیری اولاد کے حق مین بہتر نہوگا۔ برہمن نے عرض کیا۔ مجکو تمام قبول ہے لیکن
آپ عمارت کے لئے حکم دیجئے آپ نے اُسکے اصرار سے قبول کیا اُس نے
نہایت ارادت وعقیدت سے گنبد تیار کرایا۔ عمارت ختم ہونے کے بعد اُسکے
عیال واطفال فوت ہوئے اور برہمن بھی فوت ہوا حضرت نے اُسکو باہر گنبد

دفن کیا۔ اُسکے اقارب حضرت کے پاس آئے اور شکایت کی کہ آپ نے ہمارا
مردہ ہمارے مذہب کے خلاف دفن کیا۔ ہم اُسکو جلانا چاہتے ہین۔ آپ نے
اجازت دی کہ قبر سے نکالو لیجاؤ۔ ہنود نے قبر کو کہولا دیکھا کہ بجائے لاش پہولونکا
ڈہیر وانبار ہے۔ حیران ہوئے۔ قبر کو اُسی طرح بند کر دئے اور ناامید ہوکے چلے گئے۔

نقل ہے

کہ ابراہیم عادل شاہ جگت گرو۔ جو بزرگانِ کرام سے حسنِ عقیدت رکھتا تہا۔ آپکی
بزرگی کی شہرت سُنی اور ملازمت کا مشتاق ہوا۔ امرا سے آپ کی ملازمت کے
بابتہ ذکر کیا کہ آپ سے ملاقات کس طرح ہوگی۔ امرا نے جواب دیا کہ حضرت تارک الدنیا
و مستغنی الذات ہین کسی سے غرض و پروا نہین رکھتے اور دنیا و ما فیہا کے طرف
التفات نہین فرماتے۔ اگر بادشاہ حضرت سے ملنا چاہتے ہین تو ملاقات کی ایک
صورت ہے کہ حضرت جامع مسجد مین جمعہ کی نماز کے لئے تشریف لاتے ہین
آپ بھی نماز مین شریک ہو جائین حضرت سے ملاقات ہوگی۔ بادشاہ نے سبکی
رائے پسند کی۔ جمعہ کے دن شان و شوکت و تجمل و عظمت سے باتاج مرصع
مسجد مین رونق افزا ہوا نماز کے بعد حضرت سے ملاقات کی آپ بادشاہ کے
طرف متوجہ نہین ہوئے اور کچہ کلام بھی نہین کیا۔ اہل مسجد نے بادشاہ کی رخصت
کے وقت آپ سے کہا کہ یہ ابراہیم عادل شاہ اِس ملک کا بادشاہ ہے آپ نے
اُس کے طرف کچہ توجہ نہین کی۔ آپ نے فرمایا کہ مین اُسکو سپاہی سمجھا تہا یعنی

بازیگر و شعبدہ باز ہے۔

سید شاہ قاسم بن سید محمد بن سید مرتضے گجراتی

آپ شاہ فخر اللہ بن شاہ موہن گجراتی کے مرید و خلیفہ تھے۔ طریقۂ نقشبندیہ مین سید مرتضیٰ دکنی سے خلافت پائی۔ آپ کا نسب شاہ فقیر اللہ گجراتی سے ملتا ہے اور حسب کا سلسلہ حضرت قادری بن لاؤبالی سے پہنچتا ہے نجیب الطرفین سعید دارین تھے۔ علم حقایق و دقایق تصوف مین کامل تھے۔ و معارف آلہی کے عارف تھے۔ و صاحب توالیف تھے منجملہ رسالہ منظوم کنز الحقایق دکنی زبان مین و مجمع النکات ہے۔ سید علی الموسوی القادری مولف مشکواۃ النبوت کے معاصر تھے۔ آپکی عمر اسنی سے متجاوز تھی مگر حواس خمسہ مین کچھ فرق نہین آیا تھا۔ سالم و ثابت تھے۔ آخر ۱۶ ربیع الاول ۱۲۱۳ ہجری مین فوت ہوئے۔ بیرون شہر حیدرآباد محلہ رحمت پورہ مین دفن کئے گئے مزار موجود ہی زیارت گاہ متبرک ہے۔

مولانا قمر الدین بن مولانا منیب اللہ بالاپوری

آپ مولانا منیب اللہ کے دوسرے صاحبزادے ہین۔ آپ کے اجداد سادات خجند سے تھے۔ اولاً آپ کے اجداد مین مولانا ظہیر الدین خجند سے ہند مین آئے اور امن آباد لاہور مین متوطن ہوئے۔ مولوی سید محمد نبیرہ مولانا موصوف مع فرزند سید عنایت اللہ دکن مین آئے شاہ عنایت اللہ

اولیاء کاملین سے تھے۔ مولانا شیخ مظفر برہان پوری نقشبندی کے مرید خلیفہ تھے۔ شاہ صاحب موصوف نے بالاپور برار مین سکونت اختیار کی۔ خلایق برار و دکن مین آپ کے فیضان نعمت سے فائز المرام ہوئی۔ آخر آپ ۱۱۱۷ھ ہجری مین فوت ہوئے۔ اُنکے صاحب زادے مولانا منیب اللہ المتوفی ۱۱۶۰ھ ہجری مین والد ماجد کے یادگار و جانشین تھے۔ صاحب ترجمہ کی ولادت ۱۱۳۲ھ ہجری واقع بالاپور مین ہوئی۔ والد ماجد سے کتب تحصیل کین تکمیل کے لئے ۹ تاریخ ماہ شوال ۱۱۵۵ھ ہجری مین اورنگ آباد سے دہلی روانہ ہوئے۔ ۲۷ ذیحجہ سنہ مذکورہ مین دہلی پہنچے۔ وہان علماء کرام و مشائخ عظام کی صحبت مین مستفید ہوئے۔ اوایل ماہ صفر ۱۱۵۷ھ ہجری مین دہلی سے سرہند گئے۔ وہان شیخ احمد سرہندی مجدد ثانی وغیرہ بزرگونکی زیارت سے مشرف ہوئے۔ زیارت کے بعد لاہور پہنچے۔ وہان بھی علما و عرفا کی صحبت مین استفادہ کیا۔ ماہ ربیع الآخر سنہ مرقومہ مین لاہور سے دہلی مین مراجعت کی۔ آپ نے ہند مین تین برس گذارے پھر ماہ ربیع الآخر ۱۱۵۸ھ ہجری مین دہلی سے وطن روانہ ہوئے۔ ۲۲ ماہ ذیحجہ سنہ مذکور مین بالاپور برار مع الخیر والعافیہ داخل ہوئے۔ اعزہ و اقارب خصوصاً والد ماجد آپ کے دیدار سے بہت خوش ہوئے۔ گویا سب کی جان افسردہ تازہ و دل پژمردہ زندہ ہوئے۔ پھر آپ ماہ جمادی الاول مین بالاپور سے

اورنگ آباد گئے وہان بھی اقربا و احباب آپ کے دیکھنے سے خوش وخرم ہوئے
آپ کو عید کا چاند سمجھتے تھے۔ واقعی آپ دکن کے آفتاب تھے۔ اس ملک مین
آپ کے چراغ سے ہزارہا چراغ روشن ہوئے اور آپ کی ہدایت کے نور
سے دکن کے بلاد و امصار نورٌ علیٰ نور ہوئے۔ آپکے درس و تدریس کے بدولت
ہزارہا جہلا و علما اور ہدایت و ارشاد کی برکت سے کملا ہوئے۔ پھر آپ کے
دل مین حرمین شریفین کے دیدار کا شوق ہوا۔ ۲۰ جمادی الاول ۱۱۷۴
ہجری مین روانہ ہوئے عیال و اطفال کو بھی ہمراہ لیا بھٹری علاقہ بمبئی ملک
کوکن مین فروکش ہوئے عیال و اطفال کو بھٹری مین رکھا۔ خود مع دو فرزند
سید نور الہدی و سید نور العلا قدس سرہما سورت گئے اور وہان سے ۲۷
تاریخ شعبان سنہ مذکورہ مین جہاز پر سوار ہوئے۔ غرۂ ذیقعدہ سنہ مذکورہ
مین جدہ مین اور ۲۷ ماہ مذکورہ مین مدینہ منورہ مین پہنچے اور حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کی زیارت سے فارغ ہوئے روضہ کے خدام نے آپکو رات روضۂ
مبارک مین آمد و رفت کی اجازت دی۔ آپ اکثر حضرت کے روضہ کی جالی
کے نزدیک قیام پذیر رہتے تھے ایک وقت آپ نے روضہ کی جالی مین
داخل ہونے کا ارادہ کیا۔ خدام مانع ہوئے اور کہا جالی مین داخل ہونا
بے ادبی ہے۔ دور سے زیارت کرنا حسن ادب ہے۔ اور آپ نے علما کے
اقوال نقل کئے مولانا نے کہا کہ مین ایک شخص گنہگار ہون۔ اور نجاست

عصیاں سے آلودہ ہون۔ مناسب نہین ہے کہ جناب مقدس مین جاؤن
لیکن مین اس نجاست کو اس بحر رحمت کے سوا کہان دفع کرون گا۔ نجاست
وطہارت مین اگر حدیث اس قسم کی ہے کہ اجتماع دونون مین محال ہے
لیکن نجاست وطہارتِ مطہرہ میں باہم نسبت اجتماع وملاقات ہے اور علما کا
قول ہے کہ قبور کی زیارت اسطرح کرین جیسا کہ حالت حیات مین کرتے تھے
اگر میں حضرت کی حیات میں ہوتا تو بیعت ومصافحہ سے مشرف ہوتا۔ اب مین
آپکے مرقد مبارک پر آیا ہون کسطرح صبر کرون اور قبر سے دور رہون۔ اور صحیحین
مین سے ابی ہریرہ کی حدیث سے استدلال کیا۔ الحدیث المروی فی الصحیحین
عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ۔ قال لقینی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وَاَنَا جُنُبٌ فَاَخَذَ بِیَدِی فَمَشَیْتُ مَعَہٗ حَتّٰی قَعَدَ فَانْسَلَلْتُ فَاَتَیْتُ
الرَّحْلَ فَاغْتَسَلْتُ ثُمَّ جِئْتُ وَھُوَ قَاعِدٌ فَقَالَ اَیْنَ کُنْتَ فَقُلْتُ لَہٗ
فَقَالَ سُبْحَانَ اِنَّ الْمُؤْمِنَ لَا یَنْجُسُ یہ حدیث اسبات پر دلالت کرتی ہے کہ
جنابت کی نجاست جو صلاۃ ومس مصحف سے مانع ہے۔ بدن پاک کے تماس سے
مانع نہیں۔ پس مین مرقد مبارک کے قرب سے دور نہین رہونگا۔ جب خدام نے
یہ تقریر سنی جالی مین جانیکی اجازت دی۔ آپ روضہ کی جالی مین گئے اور
مرقد مبارک سے مشرف ہوئے۔ مدینہ کے علما و شرفا آپکی خدمت مین آئے
اور ہر ایک نے آپکی مہمانداری کی۔ پھر آپ ۲۳ ذیقعدہ سنہ مذکورہ کو

مدینہ سے مکہ معظمہ روانہ ہوئے - ۴ ذیحجہ کو مکہ مین پہنچے حج وعمرہ ومناسک
ومشاعر ادا کیئے - مکہ کے شرفا نے بھی آپکی مہمانی اعزاز واکرام کے ساتھہ کی
شریف مکہ نے آپکی ملاقات کا ارادہ کیا - آپ نے سبقت کی خود ہی گئے ملاقات
کی - اور شریف بزرگ سے کہا - مین آپسے ملا ہو سکے دو وجہین ہین ایک
آپ یہانکے حاکم ہین اور حاکم کی اطاعت ضروری ہے - نہیں تو آپ کو
اس معاملہ مین سبقت کرنا چاہیئے تہا - چونکہ - اَلقَادِمُ یُزَارُ وَالتَّتَوقُ المشتوق
اِلیٰ الشَّایق - اور دوسری یہ وجہہ ہے - آپ سادات سے ہین - اور سادات کو
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دو نسبتین ہین - ایک خاص کہ سادات حضرت کے
بضعہ ہین - دوسرے عام کہ وہ حضرت کی امت ہین - چنانچہ حضرت کے
بضعہ کی تعظیم تمام امت پر واجب ہے - اسطرح سادات پر واجب ہے
باہم بعض بعض کی تعظیم کرین - اسلئے مین جو جز میرے بدن سے مثلاً
ناخن و بال جدا ہوتے ہین اونکو مکان طاہر مین دفن کرتا ہون - اور
بضعیت کی عزت کرتا ہون - پس سید مکی نے آپکی تقریر سنی اور معذرت
کی - اور آپکے مکان پر آیا - اور تحایف بھیجے - اور ضیافت کرنا چاہا - آپنے
قبول نہین کیا - اور ۱۴ ذیحجہ سنہ مذکورہ مین مکہ سے روانہ ہوئے
اور جدہ مین آئے - اور ۱۱ تاریخ محرم ۱۱۷۵ھ گیارہ سو پچہتر ہجری مین جدہ سے
سوار ہوئے - اور بمبئی کے طرف راہی ہوئے - ۲۶ - صفر مین جہاز بمبئی کے

قریب آیا۔ مگر اتفاق ایسا ہوا کہ معلم ناخدا نے عرض بلد کے درجات مین
غلطی کی اور کہا ہم ایسے مقام مین ہین کہ اُسکا عرض بلد ۲۲ درجہ و ۵ دقیقہ
ہے۔ اور بمبئی کا عرض ۲۱ درجہ ہے۔ اب ہمکو ایک درجہ اور پندرہ دقیقہ
کم کرنا چاہیے تاکہ ہمارا جہاز بمبئی کے عرض مین پہنچے۔ جہاز جنوبی جانب
مین چلایا۔ اور ہوا موافق تھی۔ ایک رات دن مین جہاز بقدر سو کوس ہندی
گذر گیا۔ پھر عرض بلد دوپہر کے وقت استخراج کیا۔ غلطی کی اور عرض بلد
بدستور ہے۔ اور پانی میں بھونچال ہے۔ جہاز مخالف جانب مین جاتا ہے
مولانا یہ حالت دیکھہ کے بیقرار ہوئے اور یقیناً سمجھے کہ معلم نے عرض
بلد کے استخراج مین غلطی کی آپ نے اہل جہاز سے معلم کی خطا ظاہر کی
سب نے کہا یہ معلم تجربہ کار وہوشیار ہے اوسکی تمام عمر جہازرانی مین بسر ہوئی
اور وہ پچاس برس سے برابر سفر کرتا ہے۔ بنگالہ سے عرب اور عرب سے بنگالہ
کیونکر اوس سے خطا ہوئی ہوگی۔ پھر معلم نے دوسرے دن عرض بلد استخراج
کیا۔ غلطی کی۔ اور کہا ابھی تک ہم بمبئی کے عرض البلد مین نہین پہنچے۔ اور
اس مقام کا عرض بلد بمبئی کے عرض بلد سے زیادہ ہے۔ پھر مولانا زیادہ
مضطرب ہوئے۔ کہ معلم گمراہی کر رہا ہے۔ اور اہل جہاز خوش ہو رہے ہین
اور معلم کی خطا سے غافل ہین۔ آپنے مولوی نورالہدیٰ کو کہا جب معلم
عرض بلد کو استخراج کرے ملاحظہ کرو کہ وہ کسطرح استخراج کرتا ہے

تاکہ اوسکی غلطی پر اطلاع ہو جائے۔ معلم نے مولوی موصوف سے اخفا کیا
آخر مولانا نے معلم کی غلطی کو بدلیل طور سے اہل جہاز پر ثابت کر دیا۔ سب
معترف ہوئے۔ اور مولانا کے قول کی تصدیق کی۔ اور کہا کہ معلم بد خلق ہے
ہم اگر اوسکے طرف خطا کو منسوب کرینگے تو جہاز رانی مین غفلت کریگا۔ ہم
دریا مین حیران و پریشان رہینگے سب خاموش ہوئے۔ آخر ۱۳ ربیع الاول
سنہ مذکورہ کو جہاز جنوبی جانب مین پہنچا۔ اور معلم کہتا تہا کہ عرض بلد ابھی تک
ختم نہیں ہوا۔ مین نہیں جانتا ہون کیا سبب ہے۔ حالانکہ بحر ہند کا ساحل
مشرقی جانب مین واقع تہا۔ اور ہم جنوبی جانب مین تہے۔ سب نے
بالاتفاق معلم سے کہا کہ شرقی جانب مین چلنا چاہئے۔ شاید کنارہ نظر
آوے۔ پہر معلم نے سب کی رائے سے اتفاق کیا۔ اور جہاز مشرقی جانب مین
چلایا۔ ۱۵ ربیع الاول سنہ مذکور کو سب نے معلم کی رائے کی تحسین
کی کہنے لگا بمبئی کا عرض بلد نمود ہوا۔ جب جہاز کنارہ پر پہنچا وہ بمبئی کا
ساحل نہین تہا سب حیران ہوئے۔ اور بندر نمود سے چہوٹے چہوٹے
کشتیوں مین لوگ سوار ہو کے آئے۔ اور بندر کے حاکم کا حکم نامہ لائے
کہ تم کون ہو اور کہان سے آئے اور کہان جاتے ہو۔ اہل مرکب نے
اون سے دریافت کیا یہ کون بندر ہے۔ کہا کولنبا ہے۔ سب سنتے ہی
پراگندہ ہوئے اور کہے کہ اب اور چار مہینے چاہئے۔ تا ہم بمبئی میں پہنچین

کیونکہ کولنبا کا عرض بلد ۶ درجہ ہے۔ اب اسیر ٹرہانا چاہئے پھر مجبوراً
جہاز کا لنگر ڈالا۔ اور ارادہ کیا کہ یہان سے ذخیرہ خریدلینا چاہئے سب اترے
بندر مین اونیس روز رہے۔ حاکم نے سب سے مواخذہ کیا کہ تم سارق ہو
بعد ازان واقعی امر سے واقف ہوا معاف کیا اور ذخیرہ مطلوبہ دیا۔ اور
بندر کے حاکم نے مولانا کو دریا کا نقشہ دکہلایا اور کہا اس دریا مین بیشمار
پہاڑ ہین۔ بعض مرتفع و بعض بہت پست۔ یہان آپکا پہنچنا صرف عنایت
ربانی ہے۔ پھر کولنبا سے غرہ ربیع الاخر ۱۱۷۵ ہجری کو جہاز روانہ ہوا
پندرھوین دن بندر کوچی مین پہنچا اور وہان سے کالی کوٹ اور وہان سے
بندر تا لیچری۔ اور چند روز کے بعد ملیبار مین داخل ہوا۔ وہان سے
بدنور اور ساوس سے سانونور اور وکاسی پونہ اور پونہ سے سلخ جمادی الاخر
۱۱۷۵ گیارہ سو پچہتر ہجری مین بھیرٹی مین مع الخیر والعافیہ اوترے
وہان مولانا کے بال بچے تھے۔ آپ سب سے ملے بہت خوش و خرم
ہوئے۔ اور خدائیتعالیٰ کا شکریہ ادا کیا۔ پھر مولانا بھیرٹی سے مع عیال
و اطفال اورنگ آباد روانہ ہوئے۔ ۲۳ ماہ شعبان کو اورنگ آباد مین
پہنچے۔ اعزہ و اقارب اہل دکن آپکے دیدار سے خوش ہوئے۔ اور
ملک دکن روشن ہوا۔ آپ درس و تدریس مین مشغول ہوئے آپکے
حلقہ درس مین دکن کے بلاد و قصبات کے طلبہ شامل تھے۔ ازانجملہ

مولوی فصیح الدین و مولوی رفیع الدین و مولوی کریم الدین و مولوی مجاہد الدین
و سید نور العالی و مولوی محمد صفدر۔ و مولوی غلام سعادت وغیرہ فارغ التحصیل
و صاحب التکمیل ہوئے۔ آپ صاحب التصانیف تھے۔ آپکی تصنیفات سے
مظہر النور ہے۔ آپنے اس کتاب مین مسئلہ وحدت الوجود کو بسط و شرح کے
ساتھہ لکھا۔ اور مذاہب علما و مسالک متکلمین و حکما کو خوب توضیح کے
ساتھہ بیان کیا۔ اور یہ کتاب ۱۱۶۴ھ گیارہ سو چوسٹھہ ہجری مین تالیف کی
اور دوسری نور الکریمتین۔ تیسری نور الظہور۔ اور چار رسائل ایک رسالہ
میر زاہد کے قول کان کی معانی مین۔ دوسرا رسالہ اس بیان مین ہے
کہ آدمی کو حالت نزع مین پلنگ پر پائین پر لٹانا چاہیے۔ تیسرا رسالہ
سید فخر الدین علیخان بن میر نظیر خان کے خواب کی تعبیر مین چوتھا شیخ
محمد انور سندی کی فرمائش سے مسائل فقہ مین مشہور ہے اور بھی رسائل
لکھے تھے۔ نادر الوجود ہین سابق کے رسائل اور کتب بالاپور مین
مولوی معصوم صاحب نقشبندی مرحوم کے کتب خانہ مین موجود ہین
فقیر مولف کے کتب خانہ مین بھی مظہر النور و نور الکریمتین و نور الظہور موجود
ہین۔ فقیر نے تینون کتب کا ابتدا سے انتہا تک مطالعہ کیا ہے کتب
عجیب و غریب ہین۔ دھلی مین آپسے اور حضرت مرزا مظہر جانجانان سے
ملاقات ہوئی۔ آپ دہلی مین مرزا صاحب سے ملے مرزا نے آپکی خاطر و

مدارات کی اور توقیر و تعظیم مین بھی کوتاہی نہین کی۔ مرزا صاحب اکثر بہلی مین
سوار ہو کے نکلتے تھے۔ اور آپ کو بھی ہمراہ لیجاتے تھے۔ مرزا تکیہ سے
بیٹھتے تھے۔ اور آپ روبرو مودب ایکروز آپ و مرزا صاحب بدستور
ہوا خوری کے لئے نکلے اوسروز آپکے سر مین درد تھا۔ مرزا صاحب نے
مراجعت کے وقت فرمایا فردا علی الصباح ہم اور آپ معالجہ کے لئے
حکیم تقا خان کے مکان پر چلینگے اور مراجعت کے وقت استادی
مولانا سے بھی ملاقات کرادونگا۔ علی الصباح حسب قرارداد دونو بزرگ
بہلی مین سوار ہو کے چلے اتفاقاً مرزا پہلے آپکو مولانا کے مکان پر لیگئے
آپنے مولانا کو حکیم تقا خان خیال کیا ملاقات کے بعد بیٹھے مولانا نے
مرزا سے سوال کیا کہ آپکی تعریف کیجئے کون بزرگ ہین۔ مرزا نے
فرمایا عالم فاضل مجددیہ نقشبندیہ ساکن اورنگ آباد مسمی مولوی
قمر الدین ہین مولانا نے سنکے فرمایا مین اکثر مجددیہ سے ملا ہون وہ عالم
نہ تھے اور نیز علماء سے ملاقات ہوئی وہ مجددی نہ تھے یہ بزرگ جامع
ہین۔ احمد سرہندی کے مکتوبات مین چند اعتراض کرتا ہون۔ بیان کرین
مولانا نے اعتراضات شروع کئے۔ آپ جوابات دیتے گئے آپنے
جوابات مین سختی کی ایک پہر تک باہم مباحثہ رہا۔ مولانا آپکے جوابات
سنکے حیران ہوتے تھے۔ آپکے جوابات معقول تھے آخر مرزا نے

فرمایا کہ آج دیر ہوگئی فردا بحث تمام ہوگی۔ رخصت ہوئے۔ بہلی کے قریب آئے
مرزا نے آپسے فرمایا کہ آپ تکیہ سے بیٹھئے مین رو برو بیٹھونگا آپنے فرمایا مین
خلاف عادت کبھی نہ کرونگا مرزا نے فرمایا مین سوار نہین ہونگا۔ آپنے فرمایا
کیا وجہہ ہے۔ مرزا نے کہا آپ اول بیٹھین پہر مین کہونگا۔ خلاصہ آپ مجبوراً
تکیہ سے بیٹھے اور مرزا نے روبرو بیٹھکے فرمایا کہ مولانا میرے استاد تھے
آپ بحث مین مولانا پر غالب ہوئے اب میں کسطرح تکیہ سے بیٹھون
آپنے عرض کیا مین مولانا کو حکیم بقا خان سمجھا تھا اسی وجہہ سے مباحثہ
مین سخنتی کی فردا جاکے معذرت کرونگا اوس روز سے بہلی مین آپ تکیہ سے
اور مرزا روبرو بیٹھتے تھے۔ مرزا فرماتے تھے کہ آپ مولوی جامی ہین
پہر مرزا نے آپسے فرمایش کی کہ آپ ہمارے لئے ایک کتاب وحدت
الوجود کے بیان مین مدلل لکھئے۔ آپنے مرزا کے لئے منظہر النور لکھی۔
عنایت اللٰہی کے تکملہ کے مولف نے لکھا کہ کسی موانع کی وجہہ سے
مرزا کی خدمت مین مرسول نہ ہوئی۔ **زیارت حضرت خواجہ**
قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہ۔ آپ بروز پنجشنبہ حضرت کی زیارت کو
ایک روپیہ لیکر نکلے راہ مین ایک مجذوب ملا اور چلایا اے قمر الدین تو حضرت کی
ملاقات کو جاتا ہے آج تجھسے ملے یا نہ ملے جو شخص نہ ملے اوسکے پاس
نہ جانا چاہئیے۔ آپ مجذوب کے پاس گئے۔ اور عرض کیا کہ آپ وجہہ کیجئے

کہ خواجہ مجھسے ملین۔ مجذوب نے کہا آج زایرین کا ہجوم واژدہام ہے شنبہ کے روز جاے ہئے۔ ہمارا سلام کہئے۔ خواجہ تجھسے ملین گے۔ آپسے منقول ہے فرماتے تھے کہ مین شنبہ کے روز خواجہ صاحب کے روضہ مین گیا اور مراقبہ کیا اور مجذوب کا سلام خواجہ کی خدمت مین پہنچایا۔ خواجہ قبر سے برآمد ہوئے مین خوف زدہ ہوا۔ خواجہ نے فرمایا کیا چاہتا ہے مین دہشت ورعب کی وجہ سے کچھہ عرض نہین کرسکا خواجہ نے فرمایا فصوص الحکم کا مطالعہ کر تیرا مقصود حاصل ہوگا۔ یہ کہکے خواجہ رخصت ہوئے۔ مین مراقبہ سے نکلا اور حسب ہدایت خواجہ فصوص کا مطالعہ شروع کیا۔ فصوص کے مطالعہ سے میرا سینہ کشادہ ہوا۔ اور بہت اسرار حاصل ہوئے۔

حیدر جنگ معتمد موسی بہوسی فرانسی کا

آپکے دولت خانئے پر آنا

ایکروز حیدر جنگ آپکے علم وفضل کی شہرت سنکے عازم ملاقات ہوا۔ مریدین نے خبر دی کہ حضرت حیدر جنگ آتا ہے متکبر وتندمزاج ہے اوسکے لیے فرش درست کرنا چاہیئے۔ اسوقت آپ کہنہ جاجم پر بیٹھے ہوئے تھے فرمایا کہ اپنا فرش چھوڑ کے فقیر کے مکان پر آتا ہے فقیر کو اپنی عادت مستمرہ پر رہنا چاہئیے یہی فرش کافی ہے۔ مین خلاف عادت نہین کرونگا۔ خادمین خاموش ہوگئے۔ مشارٌالیہ آیا اور دیوانخانہ مین

داخل ہوا دیکھا کہ فرش درست نہین ہے۔ کھڑا رہا پوچھا کہان بیٹھون آپنے فرمایا آپ اپنا فرش چھوڑ کر کیون آئے یہ فقیر خانہ ہے اس بورئیے پر بیٹھنا چاہیئے۔ تلخ و تند ہوا۔ بورئیے پر بیٹھا۔ تکلم کر کے برآمد ہوا۔ نہایت بر آشفتہ و افروختہ ہوا اور کہا کہ آپ کو قتل کر کے گندہ نابے مین ڈالونگا جناب میر غلام علی آزاد بالگرامی جو آپکے دوست بجائے برادر تھے نصف شب کو آپکی خدمت مین آئے اُسوقت آپ تہجد کی تیاری مین تھے اور واقعہ سماعی سے آپکو مطلع کیا۔ اور کہا حیدر جنگ بدمزاج و سخت گیر ہے آپ اسیوقت سوار ہو کے بالاپور تشریف لیجائیے۔ صبح کا انتظار نہ کیجئے آپنے میر صاحب سے کہا بھائی صاحب مین راضی برضا ہون اوس نے جو کچھ میرے نسبت کہا ہے انشاء اللہ تعالےٰ خود اوسکا مصداق ہوگا۔ واقعی چند روز کے بعد حیدر جنگ مقتول ہوا۔

لاہور مین آپکی مجذوب سے ملاقات ہوئی

آپ لاہور مین ایک مجذوب سے ملے۔ مجذوب اکثر اخبار غیبی بیان کرتا تھا۔ آپ کو کہا کہ فلانے روز تیرا بھائی محب اللہ اورنگ آباد مین فوت ہوا۔ اور فلانے روز تیرے مکانمین لڑکی پیدا ہوئی اور آپکو بلایا کہ ہمارے ساتھ کھانا کھا۔ آپنے تامل کیا۔ پھر آواز دی کہ کچھ اندیشہ مت کر ہمارے ساتھ کھا آپنے چند لقمے کہائے۔ آپ فرماتے تھے کہ مجکو کھانے مین صفائی قلب حاصل ہوئی

مشایخ کے جلسہ میں آپکا اعزاز

ایکروز شاہ محمود خلیفہ شاہ مسافر صاحب تکیہ نے آپکی دعوت کی۔ دعوت
مین مشایخ کرام مثلاً حضرت شاہ غلام حسن قادری سلطان المشایخ۔ وشاہ
فخرالدین ترمذی وشاہ منجلے صاحب خلیفہ شاہ نور صاحب ومولوی
مستان علی وغیرہ تھے۔ سب نے آپکی تعظیم وتکریم کی اور آپ کو درجۂ اعلیٰ
مین مسند نشین کیا۔ اوس مجلس مین ایک قاضی بغدادی بھی تھا وہ بھی
آپسے ملا۔ اور مجلس مین کہا مین اکثر علماء ہند وعرب سے ملا ہون مگر
کسی عالم وفاضل کو اس لیاقت وفضل کے ساتھہ نہین دیکھا۔ اس
فاضل کی طلاقت لسانی وسحرالبیانی سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ بزرگ
عربی الاصل ہے۔ جامع ازہر یا بغداد مین علوم وفنون حاصل کیا ہوگا
حاضرین مجلس نے کہا۔ یہ بزرگ ہندی ہے۔ کہا واللہ لانسلم قولکم۔
آپ باوجود فضائل وکمالات ہر ایک کے ساتھہ تواضع وکسر نفسی سے
ملتے تھے۔ کبھی اپنے علم وفضل کا اظہار نہین فرماتے تھے۔ صاحب دل
وعارف کامل تھے۔ ہمیشہ خلایق سے اخفا کرتے تھے مرید بہت کم
کرتے تھے۔ ایکوقت حاجی بیگ نام ایک بزرگ جعفر آباد سے آپکی
خدمت مین حسن نیت وارادت سے آیا۔ عقیدتمندی ظاہر کی۔ آپنے
فرمایا شہر مین مشایخ ہین جائیے کسی کی بیعت کیجیے۔ مین کسی کو مرید

نہین کرتا ہون۔ طالب نے کہا مین آپکے خاندانکا معتقد ہون اور اسی
خاندانمین مرید ہونگا۔ آپنے فرمایا آپ بالاپور جایئے۔ بہائیصاحب
سید معصوم سے بیعت کیجیئے۔ طالب نے کہا۔ مین آپکے دروازہ سے
کہین نہین جاؤنگا۔ آپ نے فرمایا مین آپکی زبردستی سے مجبور ہون
پھر اوسکو مرید کیا۔ آخر آپنے دوسری تاریخ ربیع الاول روز دوشنبہ
سنہ ۱۰۹۳ گیارہ سو ترانوے ہجریمین اس دار ناپائیدار سے دارالبقا کو
رحلت کی۔ آپ کی عمر تہتر سال کی تھی۔

آپکی اولاد مندرجہ ذیل تھی

مولوی نور الہدیٰ[۱]۔ مولوی نور العلیٰ[۲]۔ مولوی نور المصطفیٰ[۳]۔ سیدۃ النسا[۴] بیگم
زوجہ سید ابوالبقا بن مولوی سید معصوم اول مرحوم المتوفی سنہ ۱۲۰۲
بارہ سو دو ہجری۔ حور النسا بیگم[۵] زوجہ مولوی کلیم اللہ بن سید معصوم اول مرحوم
المتوفی سنہ ۱۲۰۹ ہجری۔ جانی بیگم[۶] زوجہ صالح محمد احراری۔ ہم نے ہر ایک کا
حال اس کتاب مین علیحدہ علیحدہ لکھا ہے اگر کوئی مطالعہ کا شائق ہو تو اس کتاب مین دیکھے

آپکے خلفا

مولوی سید نور الہدیٰ[۱] مولوی نور العلیٰ[۲]۔ سید شرف الدین ابوالوفا[۳]
شیخ محمد انور سندی[۴]۔ مولوی کلیم اللہ[۵]۔ وغیرہ۔

قادر بادشاہ صاحب

حضرت غوث الثقلین کی اولاد میں ہیں نسب کا شجرہ اسطرح لکھتے ہیں۔ محمد
قادر بادشاہ بن سید مرتضیٰ بن شاہ فقیر اللہ شاہ سید محمد محمود بن عبد الرحمن
بن غیاث الدین محمد۔ بن محمد بہار الدین۔ بن سید جلال الدین۔ بن سید علی
بن سید حسن الدین۔ بن سید محمد احمد نصر۔ بن ابی نصر محی الدین۔ بن سیدنا
حضرت عماد الدین ابی صالح نصر الخ۔ آپ کے اجداد میں سے
شاہ فقیر اللہ بغداد سے گجرات میں آئے اور وہاں سکونت پذیر ہوئے
اور شاہ مومن آپکے صاحبزادے دکن میں موضع کیسرڑو میں پہنچے
اور انکے صاحبزادے شاہ مرتضیٰ کیسرڑو میں مشہور و معروف ہیں
قادر بادشاہ زمانہ کے قطب تھے۔ ایام جوانی میں منازل سلوک میں تھے
بعد ازان مجذوب ہوئے۔ دنیا سے قطع تعلق کیا۔ آپکی عمر نود برس سے
زیادہ تھی۔ ساٹھہ برس تک ریاضت و مجاہدہ کرتے رہے۔ نظر میں اسقدر
جلال و کمال تھا کہ کوئی آپکے آنکھہ میں آنکھہ نہیں ملا سکتا تھا۔ الشہید
فی سبیل اللہ۔ ٹیپو سلطان آپکا معتقد تہا۔ اکثر اوقات دربار میں کہتا تہا
میری سلطنت حضرت کے بدولت ہے۔ آفات و مصائب میں حضرت سے
اعانت چاہتا تہا۔ آپ بھی استمداد باطنی سے اعانت کرتے تھے۔ اکثر
کامیاب ہوتا تہا۔ آپ ٹیپو سلطان کے زوال سے پہلے فوت ہوگئے تھے
صاحب خرق عادت و کرامت تھے۔ آپکی وفات ۱۲۰۹ھ بارہ سو نو ہجری میں

واقع ہوئی۔ آپکی قبر کیسٹرمڑومین والدماجد کے قبر کے نزدیک ہے۔ یزاروتیبرکٓ

سید قطب عالم بن سید میران بخاری۔

آپ محلہ یوسف چوک حیدرآباد مین سکونت پذیر تھے عالم کامل و فاضل متبحر تھے۔ بلاغت و فصاحت مین بےمثل تھے۔ نواب نظام الملک آصفجاہ بہادر آپکی بڑی تعظیم و تکریم کرتے تھے شہر مین افتار کی خدمت پر مامور تھے فقہی مسائل جزئیات سے خوب ماہر تھے۔ فتوی مدلل طور سے لکھتے تھے علماء وقت آپکو مسلم الثبوت جانتے تھے۔ کسیکو آپکی فضیلت و لیاقت مین کلام کی مجال نہ تھی۔ اور آپ طریقت مین بھی واقف اور وحدۃ الوجود کی حقیقت مین بھی پورے عارف تھے۔ آپکو خلافت والدماجد سے ملی تھی۔ اور آپکے والد سید میران مدرس جو عالمگیری زمانہ مین حیدرآباد کے مفتی تھے۔ آپ والدماجد کی وفات کے بعد مسند نشین ہوئے ہمیشہ طلبہ و شایقین کو درس دیتے تھے اور مریدین کو ہدایت و ارشاد فرماتے تھے۔ آپ خوش تقریر تھے۔ آپکی آواز بلند تھی۔ متقی و پرہیزگار فضیلت و تقوی مین یگانہ روزگار تھے۔ حقایق تصوف مین محقق تھے مسائل صوفیہ کو شریعت کے قالب مین اوس خوبی کے ساتھہ ڈہالتے تھے گویا قالب بیجان مین تازہ جان ڈالدیتے تھے۔ اور عوام الناس کو قادریہ طریقہ مین مرید کیا کرتے تھے۔ حیدرآباد مین آپکے تلامذہ کی تعداد

قریب تین سو طلبہ کے تھی خلق و مروت و تواضع و ہمت مین بے نظیر تھے
اکثر شہر کے مشایخ زادے آپکے درس مین شریک ہوتے تھے۔ اور
فائدہ پاتے تھے۔ قاضی محمد فاضل نے پنج گنج مین لکھا کہ آپ صبح کی
نماز کے بعد سے دوپہر تک درس طلبہ مین مشغول رہتے تھے اثنا
درس مین کوئی مجاز نہین تہا کہ دنیوی معاملہ مین دم مارے شہر کے اکثر
بزرگ زادون نے آپسے لوائح و لمعات و فصوص وغیرہ کتب تصوف کی
سند حاصل کی ہے۔ آپکی والدہ شیخ بہاء الدین باجن برہانپوری کی
بیٹی تھی۔ آپکی عمر ایکسو پچاس کی تھی آخر بمقتضائے من علیہا فان
۴ شوال ۱۱۶۳ھ گیارہ سو ترسٹھ ہجری مین عالم فانی سے عالم باقی کو
روانہ ہوئے مسجد کے صحن مین چوک کے قریب واقع ہے۔ اب وہ
مسجد آپکے نام سے مشہور ہے۔ مدفون ہوئے مدفن حیدرآباد دکن نزار دیر تکیہ

قاضی العالم شاہ حماد

شاہ حماد نام۔ قاضی العالم لقب ہے۔ آپ قاضی محمد کے صاحبزادے
ہین۔ آپکے والد قطب عالم کے مرید تھے آپکے اور دو بھائی تھے
ایک مولانا حمید المعروف قاضی جا یلندہ۔ دوسرے قاضی احمد۔
ہمنے اس کتاب مین ہر ایک کا حال علیحدہ لکھا ہے۔ آپنے اٹھارہ
برس کی عمر مین علوم و فنون کی تحصیل سے فراغت پائی تحصیل کے بعد

دین محمدی و شرع احمدی کی اشاعت مین متوجہہ ہوئے۔ اطراف گجرات مین توحید وہدایت کی منادی کرتے پہرتے تھے اور بادشاہ اسلام کی ملازمت سے سپاہ کے زمرہ مین شریک ہوتے۔ چونکہ سلاطین گجرات اوس زمانہ مین مشرکین سے مقاتلہ ومحاربہ کرتے تھے آپ بھی بلحاظ جہاد سپاہ کے زمرہ مین شریک ہوئے چونکہ اسیطرح بارہ برس گذارے۔ آپ نہایت ہی متقی وپرہیزگار تھے اکل حلال وصدق مقال کے پابند تھے۔ اگر کسی دوست ورفیق کی تکلیف سے دعوت مین جاتے۔ اگر طعام مین شک وشبہہ ہوتا تو آپ کا دل اجازت نہین دیتا تہا کہ ہاتہہ بڑہائین۔ اگر کہا لیتے تو ضرور استفراغ فرماتے۔ آپ کا اتفاق اوس درجہ تہا کہ آپکا گہوڑا شبہہ کا دانہ وگہاس نہین کہاتا تہا پہر آپ تارک الدنیا ہوئے۔ ریاضت وعبادت مین مشغول ہوئے شب کو بیدار رہتے تھے۔ آپ مظہر جلال تھے کوئی شخص آپکے حضور مین دنیا کا ذکر نہین کرسکتا تہا۔ نہ آپ کے سامنے آسکتا تہا جس پر آپکی نظر پڑتی تھی وہ بیخود ہوتا تہا۔ بنابر علیہ گوشہ مین پردہ نشین رہتے تھے اہل حاجات آپکی خدمت مین آتے تھے۔ خادم پردہ سے کہڑا ہوکر کہتا تہا۔ آپ بعض کو اندر سے جواب دیتے تھے۔ کہ دیتا ہون۔ اور بعض کو کہتے تھے کہ نہین دیتا ہون۔ بنابر علیہ اوس وقت کے علماء خاصۃً آپکے اوستاد مولانا میان جامی نے آپکے قتل کا فتوی تیار کیا۔ اور

اور سلطان کی خدمت مین پہنچایا اور عرض کیا کہ یہ شخص خدا کا نام نہین لیتا
جو کچھہ کرتا ہے اپنے طرف منسوب کرتا ہے۔ خدائی دعوی کرتا ہے جسطرح
منصور کے قتل کا فتوی تمام علما کی مواہیر سے مزین ہوا تہا۔ اسی طرح
اسکو بھی تمام کے دستخط سے مزین کرین علی الخصوص آپکے بہائی چایلندہ کی
ضرور دستخط ہونی چاہیئے۔ وہ اس زمانہ مین علامہ ہے جب تک قاضی فتوی پر
دستخط نہین کریگا۔ مین قتل کا حکم نہین دونگا۔ تمام علما قاضی کے پاس آئے
اور مدعا ظاہر کیا۔ قاضی نے جواب دیا آپ تامل کیجیئے مین حماد کو سمجہاتا ہون
اگر مانے اور توبہ کرے تو بحکم۔ اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنبِ کَمَنْ لَا ذَنبَ لَہٗ۔ ہوگا
اور نہین تو مین دستخط کردونگا۔ قاضی صاحب آپکے پاس آئے۔ آپکو
سمجہایا۔ آپنے جواب دیا مولانا میان جی اگر نہین جانتا ہے تو آپ جانتے ہین
مین خود نہین ہتا ہون گوینده کوئی اور ہے جو عالم فتوی کا باعث ہے
ہین اوسکو دنیا سے نکالتا ہون۔ فتوی کا باعث واقع مین مولانا میان جی
تھے۔ آپکے بہائی قاضی چایلندہ کے اوستاد تھے۔ قاضی صاحب نے
بہائی سے کہا۔ اوستادی کا حق فراموش نہین کرنا چاہیئے۔ آپنے کہا
قتل الموذی قبل الایذا۔ ضرور چاہیئے۔ دونون باہم مکالمہ کررہے ہے
کہ معلوم ہوا کہ مولانا میان جی درد شکم کے عارضہ سے سخت علیل ہین
جان بلب ہین۔ قاضی صاحب نے آپسے کہا بابا حماد کیا کرتے ہو آپنے

فرمایا اگر مولانا میرے پاس آتے۔ اور فتوی سے رجوع کرتے تو صحیح و سالم ہوگا۔ قاضی چاٹلندہ دوڑتے ہوئے مولانا کی خدمت مین آئے اور آپکا قول بیان کیا۔ مولانا نے فرمایا کہ مین نے عمر کے باسٹھ سال شرع کی پابندی مین گذارے۔ اور یقینا جانتا ہون کہ اگر اوسکے پاس جاؤن تو ضرور صحیح ہونگا۔ لیکن اب شریعت کا پاس نکرون مجھکو پسند نہین مناسب ہے کہ شریعت کے طریق مین جانبازی کرون۔ آخر مولانا اوسی مرض مین فوت ہوئے۔ آپ اور آپکے بھائی چاٹلندہ سوم کے روز مولانا کی قبر پر آئے اور دوسرے تلامذہ بھی جمع ہوئے فاتحہ کے بعد ہر ایک قبر پر پھول چڑہاتا تھا۔ جب آپ قبر پر پھول رکھتے تب زمین پر گرتا تھا۔ حاضرین نے قہقہ لگایا۔ آپ غضبناک ہوئے۔ فرمایا کیا کرون حق اوستادی کا لحاظ ہے نہین تو جیسا کہ دنیا سے نکالا عقبی سے بھی محروم کرتا۔ آپ کے فرمانیسے قبر ہلی۔ پھر آپ نے گل چڑہائے قبر ساکن ہوئی۔ اور پھول بھی زمین پر نہین گرا۔ آخر آپنے چھتیس برس کی عمر مین اس دار ناپائیدار سے سنہ ہجری مین رحلت کی سنہ وفات پوری طور سے معلوم نہین ہوا۔ احمد آباد گجرات مین مدفون ہوئے۔

قاضی میر خلیل اللہ خان حیدر آبادی

سادات رضویہ سے تھے۔ آپکی والد کا نام قاضی بابا بن قاضی اقا رضی تھا
بخارا سے ملتان میں آئے۔ اور وہان سکونت پذیر ہوئے۔ پھر وہان سے
حیدر آباد دکن مین رونق افزا ہوئے۔ اوسوقت مبارز خان عماد الملک
حیدر آباد کا ناظم تھا۔ آپکے والد کو عالم فاضل جانکر حیدر آباد مین قضا کی
خدمت پر مامور فرمایا۔ آپ موافق شرع احکام جاری فرماتے تھے جب
آپکے والد نے انتقال فرمایا۔ آپکے دو صاحبزادے ایک میر خلیل اللہ صاحب ترجمہ
و میر قیوم دو نو لائق و فائق تھے میر خلیل فرزند بزرگ تھے۔ بندگان آصفجاہ نے
آپکو شہر کا قاضی مقرر کیا۔ مدت تک خدمت قضا پر مامور رہے۔ شرع کے
خلاف نہیں کرتے تھے۔ نواب نظام الملک آپکو بہت عزیز و مکرم سمجھتے تھے
پھر چند روز کے لیے تعلقہ سیکاکول و راجمندری وغیرہ کے ناظم بھی ہوگئے تھے
آپکی توجہ سے ایک عالم فائز المرام ہوتا تھا۔ تمام رعایا ادنی سے اعلی تک
سب آپکے ممنون و مشکور تھے رعایا کے ساتھ رعایت کرتے تھے علما
دوست مشائخ پرست تھے۔ اکثر بزرگ آپکی مجلس مین رہتے تھے۔ ہمیشہ قال اللہ
و قال الرسول کا مکالمہ رہتا تھا۔ کمال رقیق القلب و سلیم الطبع و حلیم المزاج تھے
مغرب کی نماز کے بعد دیر تک مصلے پر سر جھکائے ہوئے رہتے تھے گریہ وزاری
فرماتے تھے۔ اور استغفار چاہتے تھے۔ خداوندا ایسا نہو کہ مجھہ سے کوئی ام

خلاف شرع ظاہر ہوجائے شاہ محی الدین قادری۔ وشاہ فتاح صاحب و
شاہ افضل صاحب شطاری عرف شاہ صاحب ساکن ابیٹر سے اعتقاد کامل
تہا حقیقت مین درویش منش تھے۔ مثنوی وگلشن راز کی اکثر ابیات کی
شرح کرتے اور بیان فرماتے تھے۔ تقریر وتحریر مین مہارت کامل رکہتے تھے
آخر مین شاہ فتاح صاحب کے مرید ہوئے۔ آپکو تین لڑکیان تہین۔ اور
ایک لڑکا مملوکہ سے تہا۔ آپکی بیوی صاحبہ شاہ شمس الدین بن شاہ محمود
اولیاء کی لڑکی تھی۔ آپکی وفات ۱۲ رجب ۱۱۵۶ھ گیارہ سو چھپن ہجری مین
واقع ہوئی۔ محلہ قاضی پورہ مین والد کے قبر سے متصل مدفون ہو۔ آپکا مقبرہ مشہور ہے

شاہ قادر صاحب

انوار الاخیار مین لکہا ہے کہ۔ آپ صاحب تقوی وورع تھے۔ متوکل و
قانع تھے۔ صائم الدہر وقائم اللیل تھے۔ جفاکش ومرتاض تھے ابتداء
حال مین بارہ برس تک قبر مین رہے۔ ضرورت کے وقت برآمد ہوتے
تھے۔ شغل وذکر مین مصروف رہتے تھے۔ ایک منٹ بھی بغیر ذکر نہین
گذارتے تھے۔ کشف القبور مین نہایت ہی کامل تھے۔ سید محمد ہوت نقل
کرتے ہین کہ مین ایکروز حضرت کی خدمت مین حاضر تہا۔ حضرت نے
میرے والد ماجد کا ذکر فرمایا اور میرے والد مدت ہوئی کہ فوت ہوچکے
تھے۔ اور آپسے ملاقات بھی نہ تھی۔ اور والد کی قد وقامت وجسم وغیرہ

ورنگ و دستار و گفتار و رفتار کا تمام پورا حلیہ بیان کیا۔ مین حیران ہوا
اور حضرت سے پوچھا کہ آپ والد سے کیونکر واقف ہین۔ فرمایا ایکروز مین
آپکی والد کی قبر پر گذرا اونکی صورت و شکل پورے طور سے ملاحظہ کیا۔
مجھکو کشفِ قبور کا مرتبہ حاصل ہے ہر ایک شخص فوت شدہ سے
ملسکتا ہون۔ ایضاً صاحب انوار الاخیار لکھتے ہیں کہ نواب عبد النبی خان
ناظم کڑپہ مع جملہ خاندان آپکے مرید تھے اونکے صاحبزادے مسمی عبد الحمید خان
نقل کرتے ہین۔ جب حضرت آرام فرماتے تھے کہ ہمیشہ ایک جن بارہ برس کا
باللباس مزین بیدار رہوئے تک آپکی چپی کرتا تھا۔ آپکا ایک مرید و خلیفہ
مسمی شیخ فرید تھا۔ کتب تصوف و کلام سے ماہر و کلام اولیا کرام سے
واقف تھا۔ نہایت سلوک و توحید مین غریق تھا۔ انا الحق کا دم مارتا تھا
اور مشرب ملامتیہ کا کاربند تھا آپ درویش محی الدین قادری کے معاصر تھے۔ آپکی
وفات حیدرآباد مین واقع ہوئی اور شہر مین مدفون ہوئے تاریخ و سنہ وفات معلوم نہین ہوا

حضرت قادری بادشاہ بیری

آپ دکن کے مشایخ کرام سے تھے۔ سن شعور کے بعد عالم شباب مین آپکے
دل مین محبت الٰہی کا جوش پیدا ہوا۔ رات دن ریاضت و عبادت مین بسر
کرتے تھے۔ اور آپکی عادت تھی کہ بازار و شارع عام و مسجد و حمام مین جاروب کشی
فرماتے تھے۔ اور راستہ سے کانٹے و سنگریزے اوٹھاتے تھے۔ تاکہ راستہ

سے چلنے والونکو ارام ہو اور کسیطرح کی تکلیف نہو اور آپکو جو کچھہ میسر ہوتا تہا نصف
والدہ کی خدمتمین اور نصف فقرا پر نذر کرتے تھے ۔ والدہ ما حضر جو کچھہ دیتی
تہین اوسی پر قناعت کرتے تھے ۔ طعام مقررہ مین سے نصف فقرا کو دیتے
تھے اور نصف آپ کہاتے تھے ۔ آپ سعدی شیرازی کے اس شعر کے مصداق

نیم نانی گر خورد مرد خدا بذل درویشان کند نیمی دیگر

اور بزرگون سے ملتے تھے ۔ اور مرشد کے جویا رہتے تھے ۔ مدت دراز
گذری مگر آپکا مطلب حاصل نہوا ۔ پھر آپکو ایک شخص ملا اور کہا اے طالب
اس محنت وریاضت سے کچھہ نہین ہوگا ۔ جبتک کوئی ولی کامل نہ ملے
آپنے فرمایا مین تلاش میں ہون ۔ اوس نے کہا اسوقت مین شاہ عبد الرزاق صاحب
کمال ہین موضع نبال مین سکونت پذیر ہین اگر آپ اونکی خدمت مین پہنچین تو
مقصد حاصل ہوگا ۔ پھر آپ روانہ ہوئے راستہ میں کوئی زمیندار ملا آپنے
حضرت کا نشان وپتہ دریافت کیا ۔ اوسوقت عبد الرزاق صاحب مکانکے
چہت پر بیٹھے تھے ۔ دور سے ملاحظہ کیا ۔ اور فرمایا کہنہ وقدیم بضاعت
پڑی ہوئی تھی ۔ اب خریدار پیدا ہوا ۔ حضرت عبد الرزاق صاحب نے
آپکو فرمایا کہ مین اس لایق نہین ہون کہ آپکو تعلیم دون ۔ آپ گلبرگہ مین حضرت
سید محمد حسینی گیسو دراز یا حضرت امین الدین علی کی اولاد کے پاس چلے جاوین
جائیے آپکا مقصود حاصل ہوگا آپنے فرمایا مین نے سب بزرگونکے نام

سنے ہین۔ مگر مین آپکی غلامی کا ارادہ رکھتا ہون۔ جب حضرت عبدالرزاق نے آپکو طالب صادق پایا تو فرمایا آپکی خوراک کسقدر ہے۔ عرض کیا ایک جو کا کلچہ کافی ہے ارشاد فرمایا کہ ایک خشک کلچہ مقرر کیا جائے کہتے ہین قادر بادشاہ صاحب کام مین مشغول رہتے تھے۔ روٹی مقررہ مین سے نصف آپ کہاتے اور نصف فقرا کو دیتے تھے۔ حضرت کو معلوم ہوا کہ نصف کہاتا ہے اوس روز سے حکم دیا کہ نصف ہی دیا کرو۔ آپ نصف کے بھی دو حصہ کرتے تھے اوسمین کا ایک حصہ آپ کہاتے تھے اور دوسرا فقرا کو دیتے تھے۔ بارہ برس تک اسیطرح محنت کرتے رہے۔ پہر عبدالرزاق صاحب آپکو دو برس تک ہر روز سینہ سے ضم فرماتے تھے۔ واہرار الٰہی سے سرفراز کرتے تھے۔ آخر آپ درجہ کمال کو پہنچے۔ آصفجاہ کے آخر زمانہ تک زندہ رہے۔ آپکی وفات ماہ ربیع الثانی ۱۱۵۹ھ گیارہ سو انسٹھ ہجری مین ہوئی۔ موضع بیڑ مین دفن کئے گئے۔ آپ صاحب کشف و کرامت تھے

میان قطب الدین محمود قدس سرہٗ

قطب الدین محمود نام۔ آپ شیخ بابو صدر الدین کے صاحبزادے ہین۔ آپکے جد اعلیٰ کی ننہیال کا سلسلہ سلطان ابراہیم ادہم بلخی سے ملتا ہے۔ آپ کی ولادت ۸۵۶ھ آٹھ سو چھپن ہجری مین احمد آباد گجرات مین واقع ہوئی نشو و نما کے بعد علما و فضلا کی خدمت مین علوم و فنون کو حاصل کئے اور شیخ بابو چشتی کے

مرید ہوئے۔ اور خورد سالی مین حضرت شاہ عالم نے آپکے سر پر اپنی دستار
مبارک رکھی تھی۔ اور اُسکے گوشہ پر لکھا تھا کہ خلافت کا خرقہ و اجازت کا
فرمان قطب الدین کو دیا گیا۔ میان مخدوم خلیفہ کے نزدیک امانتاً رکھا تھا،
جب قطب الدین حضرت شاہ عالم کی ملازمت مین آئے وہ خرقہ
پایا حضرت کے خلفا مین شریک ہوئے۔ اور خلایق کو ہدایت و ارشاد
سے سرفراز فرمانے لگے۔ بیشتر میان قطب الدین سرکاری خدمت پہ
معین تھے اور فن سپہ گری مین لایق و ہوشیار تھے۔ آخر نوکری
ترک کرکے درویش کامل وصوفی عارف ہوئے۔ قطب الدین سے
منقول ہے کہ مین ایک روز حضرت کی خدمت مین حاضر ہوا۔ آپ نے
ملاقات کے بعد فرمایا قطب الدین اگر قاضی کا پیادہ آ جائے تو اُس کو
حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نوکر و خادم سمجھنا چاہیئے اور اُسکی
تعظیم و توقیر کرنا چاہیئے مین دل مین حیران ہوا۔ کہ حضرت قاضی کے
پیادہ کا ذکر بے محل کسلئے فرماتے ہین۔ پھر مین وہان سے رسول آباد مین
آیا۔ دیکھا کہ قرضخواہ قاضی کا پیادہ ہمراہ لیکر میرے انتظار مین بیٹھا ہے
جب اُنہون نے مجھکو دیکھا۔ لعن وطعن شروع کیا۔ اُسوقت مین حضرت
شاہ عالم کے اشارہ سے واقف ہوا۔ مین نے قاضی کے پیادہ کے ساتھ
تواضع و نرمی کی۔ حضرت شاہیہ کا دستور تھا کہ تمام مریدین کو شریعت

و دین احمدی کی اتباع کی تاکید شدید فرماتے تھے اور کہتے تھے کہ شرعی امور کو
تمام کامون پر مقدم سمجھو۔ آخر آپنے ۲۰ جمادی الثانی سنہ ۸۴۳ھ مین رحلت
کی اور خانپور احمد آباد مین مدفون ہوئے۔ یزارو یتبرک بہ۔

قطب عالم بخاری

عبداللہ نام۔ ابو محمد کنیت۔ برہان الدین لقب۔ قطب عالم خطاب ہی۔ آپ
حضرت سید ناصر الدین بن سید جلال الدین مخدوم جہانیان کے صاحبزادے
ہین۔ آپکی ولادت سنہ ۷۹۰ھ مین قصبۂ اوچ مین واقع ہوئی۔ نشو و نما کے بعد
والد ماجد وغیرہ علما سے علوم و فنون مین لیاقت حاصل کی تحصیل کے بعد
والد ماجد کے مرید و خلیفہ ہوئے۔ صاحب کرامت و خارق عادت تھے
آپسے خلایق مستفید ہوئی۔ آپ سلطان احمد تاتارخان کے عہد مین قصبہ اوچ
وطن مالوفہ سے احمد آباد گجرات مین آئے بادشاہ آپ کا مرید ہوا اور آپ
رات دن درس و تدریس مین مصروف رہتے تھے متشرع و متقی تھے۔ امر
معروف و نہی منکر کے بیان مین کسیکی رعایت نہین فرماتے تھے۔ آپ
مقبول الدعوات تھے۔ جو کلمہ آپکی زبان سے برآمد ہوتا تہا وہی واقع ہوتا تہا

نقل ہے

کہ ایک رات گہر سے تہجد کی نماز کے لئے نکلے اور مسجد مین آنے لگے۔ راہ مین

اندھیری تھی۔ آپکے قدم مبارک کو کسی چیز سے ٹھوکر لگی۔ آپنے فرمایا پتھر ہے
یا لوہا یا لکڑی ہے۔ جسکو ایک چیز مین تینون چیزون کے اوصاف موجود
تھے سخت و سیاہ و جوہر دار ہے۔ وہ پتھر آپ کے روضہ مین موجود ہے
آخر آپکی وفات ۸۵۶ھ آٹھ سو چھپن ہجری مین واقع ہوئی۔ بٹوہ احمد آباد گجرات
مین مدفون ہوئے۔ یزار و یتبرک بہ۔

حضرت شاہ قناعت قدس سرہٗ

شاہ قناعت نام۔ اصل وطن حیدر آباد دکن۔ صاحب کرامت و ریاضت تھے
ازادانہ مشرب و مستانہ مذہب رکھتے تھے ضعیف ہو گئے تھے مگر شوق الٰہی مین
جوان تھے عبد النبی صاحب سے جو اُس زمانہ مین بڑے بزرگ شخص تھے
ارادت و عقیدت رکھتے تھے۔ انوار الاخیار مین لکھا ہے کہ آپکا پیشہ سپاہگری تھا
مبارز خان عماد الملک صوبہ حیدر آباد کے ملازم تھے۔ مدت تک اُسی خدمت
پر مامور رہے۔ ملازمت کے زمانہ مین حضرت عبد النبی قدس سرہٗ کی خدمت مین
حسن اعتقاد و اخلاص سے آیا جایا کرتے تھے۔ حضرت کے فیض صحبت نے آپکے
دل مین خدا کی محبت کا شوق اسقدر پیدا کیا کہ نوکری سے دل بیزار ہو گیا۔
اُسی وقت آپنے نوکری کا تعلق ترک کیا۔ اور حضرت کے مُرید ہوئے۔
ایک روز حضرت سے عرض کیا کہ آپ شبِ معراج کے اسرار بیان فرمائے

حضرت نے فرمایا مین معراج کے اسرار اس شرط پر بیان کرتا ہون کہ آپ میرے
پاس اس حالت سے کہ منھہ سیاہ کئے ہوئے گدہے پر سوار اور لڑکون کا مجموعہ
ہمراہ آئیے معراج کے اسرار کی شرح سنیئے۔ آپنے فی الفور پیر کے حکم کی تعمیل کی
یعنے اُسی حالتِ مذکورہ کے ساتھہ میر جملہ کے تالاب سے چوک تک مرشد کے
مکان پر آئے۔ مرشد بھی ایفاء وعدہ کے لئے مستعد ہوئے۔ تین روز معراج کے
اسرار بیان کرتے رہے مگر آپکی تسلی نہ ہوئی۔ آخر مرشد سے اجازت لیکر شاہ مرادُ ہولی
کی خدمت مین آئے اور اپنی مراد پائے۔ جبتک شاہ مراد زندہ رہے آپ بھی
اُنکی خدمت مین رہے شاہ مراد کے انتقال کے بعد اپنے مکان پر ایسے بیٹھے
کہ مرکر اُٹھے۔ آپکی وفات ۱۱ ذیقعدہ ۱۱۴۸ھ ہجری مین واقع ہوئی آپکی قبر شریف
پائین تالاب میر جملہ زیارت گاہ خلایق ہے۔ اور سالانہ سرکار عالی نظام مدظلہ العالی
کے طرف سے وظیفہ عرس کے لئے مقرر ہے۔ ہر سال ایکا عرس ہوتا ہے۔
مشائخ اور فقرا اور معتقدین جمع ہوتے ہین اور فاتحہ خوانی اور سماع کی مجلس ہوتی ہے

شاہ قادن چشتی

آپ گجراتی الاصل ہین۔ آپنے علوم ظاہری کی تحصیل کے بعد مولانا وجہ الدین
علوی گجراتی کی خدمت مین فیض باطنی اخذ کیا۔ اور مولانا سے چشتیہ طریق سے
خلافت و اجازت پائی۔ اور سہروردیہ طریقہ کی خلافت شیخ علم الدین شاطبی سے حاصل

کی۔ صاحبِ کرامت و ولایت تھے۔ پٹن گجرات مین طلبہ و مریدین کو ہدایت و ارشاد سے سرفراز فرماتے تھے۔ جبتک آپ زندہ رہے آپکی خانقاہ و مسجد آباد تھی۔ قصبات و دیہات کے طلبہ خانقاہ مین مجتمع رہتے تھے۔ آپ کی حُسن نیت و برکت سے طلبہ سبق و طبق اطمینان سے پاتے تھے۔ آخر آپنے بروز سہ شنبہ ۳ ماہ صفر ۹۲۶ھ مین رحلت کی پیران پٹن گجرات مین خان سرور کے حوض پر مدفون ہوئے۔ یہ زیارتِ تبرک ہے۔

باب الکاف

مخدوم سید کمال الدین قزوینی

آپ سادات قزوین سے تھے۔ آپکی ولادت قزوین مین واقع ہوئی۔ اور نشو و نما کے بعد عالم شباب مین وطن مین علما و فضلا سے کتب تحصیلی ختم کرکے ہند مین آئے۔ گجرات مین اُترے۔ قطب عالم سے ملاقات کی۔ چند روز کے بعد گلبرگہ مین آئے مخدوم بندہ نواز سید محمد حسینی گیسودراز کی خدمت مین رہے فیض باطنی سے مستفید ہوئے حضرت مخدوم کے مُرید و خلیفہ ہوئے۔ عالم صوری و معنوی و عارف ظاہری و باطنی ہوئے۔ صاحب کرشمہ و کرامات و خارق عادت تھے متوکل علی اللہ و مستغنی المزاج تھے دنیا و ما فیہا سے کچھ تعلق و سروکار نہین رکھتے تھے۔ مرشد کی اجازت سے

شہر بھروچ گجرات مین سکونت اختیار کی۔ اور خلایق کی ہدایت و رہنمائی مین
مشغول ہوئے۔ ایک وقت بھروچ سے قطب عالم کی ملاقات کے لیئے
احمد آباد گجرات مین آئے اور قطب عالم کے مکان پر فروکش ہوئے۔ اُسوقت
شاہ عالم بن قطب عالم کو دیکھا۔ شاہ عالم کی عمر چھ سالہ تھی۔ دیکھتے ہی آپنے
قطب عالم سے فرمایا کہ آپکا فرزند ہونہار ہے آئندہ کامل ہوگا۔ آپ اُسکے
خبر گیران رہیں۔ بعد ازان بھروچ مراجعت کی پھر چند مدت کے بعد قطب عالم
کے انتقال کے بعد احمد آباد مین آئے اور خانقاہ مین اُترے۔ خادمون سے
مکالمہ کیا۔ صاحب سجادہ کا حال دریافت کیا۔ خادمون مین سے کسی نے
آپکو نہین پہچانا۔ آپ تھوڑی دیر کے بعد چلتے ہوئے اور بھڑوچ کا راستہ
اختیار کیا۔ بعد ازان خانقاہ مین شاہ عالم آئے اور کشف باطنی سے معلوم کیا
کہ یہان ولی کامل تشریف لائے تھے۔ خادمون سے دریافت کیا کہ آج
خانقاہ سے کسی ولی کی خوشبو آتی ہے سب نے عرض کیا کہ ایک درویش آیا تھا
آپکو سلام کہکے چلا گیا۔ شاہ عالم اُسی وقت حضرت کے تعاقب مین بھروچ
روانہ ہوئے رات دن مسافت طے کرتے تھے۔ آخر مخدوم کمال الدین کی
خانقاہ واقع بھروچ مین پہنچے اور حضرت کی ملازمت سے مشرف ہوئے
اور معذرت کی۔ چالیس دن مقیم رہے فیض معنوی حاصل کیا اور رخصت
ہوکے احمد آباد مراجعت کی۔ آخر آپنے ۲۴ شوال ۹۱۱ھ مین اِس

دار ناپائیدار سے دار القرار رحلت کی شہر بھروچ مین حصار کے متصل مدفون ہوئے۔ مزار و متبرک ہے۔

شیخ کمال الدین قریشی

آپ شیخ سلیمان کے صاحبزادے ہین۔ آپ کا مولد و منشا کالپی ہے۔ آپ متقی و مرتاض تھے۔ عابد و زاہد تھے۔ توکل و قناعت آپ کا پیشہ تھا۔ رزق اللہ آپ کا توشہ تھا مستغنی المزاج تھے کسی سے سوال نہین فرماتے تھے آپکو شاہ ارغون مداری سے بیعت و خلافت تھی اور شاہ رکن الدین شیخ ابو الفتح ہدایت اللہ سرمست شطاری سے اسماء الحسنی کی اجازت ملی تھی اسماء الٰہی کے زبردست عامل تھے۔ آپ سے خلایق کو فیض پہنچا تھا۔ آپ فقرا دوست و مہمان نواز تھے۔ ہر ایک کے ساتھ حسن سلوک فرماتے تھے۔ بہادر خان افغان ابن بھاول خان حاکم مالوہ کے زمانہ مین کالپی سے شہر مانڈو مین آئے۔ افغانون نے آپکی تعظیم و توقیر کی۔ آپ طالبین و مریدین کی ہدایت و تعلیم مین مصروف رہے۔ اور درس و تدریس کا کام جاری رکھا۔ اہل مالوہ آپکی توجہ سے بہرہ اندوز ہوئے آخر آپنے ۹۷۲ھ مین رحلت کی مانڈو مین مدفون ہوئے۔ مزار و متبرک ہے۔

مولوی سید کلیم اللہ بن مولانا سید شاہ محمد معصوم نقشبندی عنایت الٰہی بالاپوری

آپ مولانا سید شاہ محمد معصوم نقشبندی کے چوتھے صاحبزادے ہین۔ آپ کی ولادت سنہ ۱۲۶۲ھ مین واقع ہوئی۔ آپکے تولد کے قبل میر زین العابدین نقشبندی دخترزادہ مولانا شیخ مظفر نقشبندی برہانپوری بالاپور مین مولوی شاہ امام الدین کی ملاقات کے لئے آئے۔ اور میر موصوف نے شاہ صاحب سے فرمایا کہ یہ ہماری آخری ملاقات ہے آیندہ نہوگی۔ مین چاہتا ہون کہ آپکے بھائی کے گھر مین فرزند نرینہ تولد ہوگا اُسکو میرے نام سے مسمی کیجیے گا سید امام الدین نے میر موصوف کے ارشاد کی تعمیل کی۔ آپ کا لقب زین العابدین اور نام کلیم اللہ رکھا۔ اور مولود کو اپنی فرزندی مین لیا۔ آپکی تعلیم و تربیت کے کفیل ہوئے نشوونما کے بعد آپکی بسم اللہ خوانی کا زمانہ آیا۔ اُسوقت مولوی امام الدین صاحب جو آپکے مربی و بجائے والد تھے فوت ہوئے۔ آپکے والد کو سخت اندوہ و غم لاحق ہوا اسی وجہ سے بسم اللہ خوانی کی تقریب موقوف ہوئی۔ پھر مولوی سید شمس الدین صاحب اورنگ آباد سے آئے اور آپکے لئے پارچہ ملبوس وغیرہ ہمراہ لائے بسم اللہ خوانی کی رسم ادا کی تسمیہ کے بعد آپنے سات برس کی عمر مین قرآن شریف ختم کیا پھر والد ماجد و اعمام کرام سے کتب درسیہ تحصیل کین تحصیل کے بعد سنہ ۱۲۸۱ھ مین جناب مولانا سید قمر الدین کی دختر دوم حور النسا بیگم سے منسوب ہوئے۔ عقد نکاح شرعی طور سے ہوا۔ آپکو ابتداء عمر سے خدا طلبی اور معرفت الٰہی کا شوق تھا۔ بنا برعلیہ سنہ ۱۲۸۳ھ مین والد کے مرید ہوئے طریقۂ نقشبندیہ مین

بیعت کی۔ ریاضت و عبادت مین مصروف ہوئے۔ اور وظائف مین مشغول
ہوئے۔ چند روز کے بعد آپکو والد ماجد نے چار طریق نقشبندیہ چشتیہ قادریہ
و سہروردیہ کی خلافت عطا کی۔ آپ طالبین کو والد ماجد کے سامنے توبہ
کرا کے طریقہ مین داخل فرماتے تھے۔ والد کی خدمتگذاری مین کوئی دقیقہ
فروگذاشت نہین کرتے تھے۔ والد آپسے بہت ہی خوش تھے اور فرماتے
تھے۔ خدا فرزند دے تو ایسا دے جیسا کہ میرا فرزند کلیم اللہ ہے سعید
دارین ہے۔ والد نے آپکو شیخ مظفر نقشبندی برہانپوری کے مزار
فائض الانوار کی تعمیر کیلیئے برہانپور روانہ فرمایا۔ اور آپکو شیخ کے مقبرہ کا نقشہ
کھینچکے دیا اور کہا میر تقی الدین ابن زین العابدین سے تحقیق کرنا۔ آپ برہانپور
پہنچے۔ میر کو ہمراہ لیکے مقبرہ گئے۔ اور نقشہ نکالا برابر مطابق تہا۔ آپ نے
حضرت شیخ مظفر برہانپوری و خواجہ محمد مہدی کے مزارات کی پختہ تعمیر کرادی
انہین دونون بزرگون کے جنوبی جانب مین چند قدم کے بعد خواجہ محمد ہاشم
نقشبندی کی قبر واقع ہے۔ پھر آپنے برہانپور سے بالاپور مراجعت کی۔ شاہ آ
مین والد ماجد نے آپکو حضرت سید ظہیر الدین کی خانقاہ کا متولی کیا اور
مرحوم کا خرقہ اور اپنی کلاہ عنایت کی اور نصیحت کی کہ اعزہ و اقارب سے
حسن سلوک و محبت رکھنا چاہیئے۔ آپنے انہین ایام مین مولانا قمر الدین سے
حفظ البحر وغیرہ اعمال کی اجازت حاصل کی۔ آپ متقی و پرہیزگار صوم و صلوات کے

پابند تہجد و اشراق گذار تھے۔ ماہ رمضان کے سوا صیام و نوافل بھی برابر ادا کرتے تھے مدۃ العمر ناغہ و قضا نہین کئے۔ مثلاً عشرۂ محرم و نوروز ذیحجہ و ستۂ ایام بیض و پنجروزہ ہزاری۔ اور ہفتہ مین دوشنبہ و جمعہ اور دنیا دارون سے نہایت نفرت کرتے تھے صبحکی نماز کے بعد ظہر تک گھر مین عبادت خانہ مین دروازہ بند کرکے بیٹھتے تھے۔ اور ظہر کے بعد عشا تک مولانا سید ظہیرالدین کے روضہ مین سکونت فرماتے تھے۔ آپکی یہ عادت مستمرہ تھی کبھی اعزہ و اقارب سے تنازع و خصومت نہین کی سبحان اللہ کیا بزرگان اسلاف ملائکہ صفات و پاکیزہ ذات تھے۔ اب بخلاف بزرگان کرام پس ماندگان اخلاف جو باہم تنازع و خصومت کر رہے ہین۔ حالات دیکھکے افسوس و رنج ہوتا ہے خدا اسکو باہم اتفاق سے رکھے غنیمت ہین یہ سب گلزار عنایت الٰہی کے شگوفے ہین اور چمن سیادت کے پہول ہین آخر آپنے ۲۶ ماہ شوال روز شنبہ ۱۲۲۲ھ مین خلد برین رحلت کی سید ظہیرالدین کے پائین کے حصار مین مدفون ہوئے۔ مدفن بالا پور۔ آپکی زوجہ محترمہ ۲ رمضان روز جمعہ ۱۲۲۹ھ مین اس دار فانی سے دار البقا کو روانہ ہوئین۔ آپکے صاحبزادے مولوی خلیل اللہ نے آپ کا علٰحدہ مقبرہ۔ اور والدہ کا بھی علٰحدہ تعمیر کرایا۔ آپکے احاطہ مین چار قبور ہین۔ مولوی سید مجاہدالدین دوم آپکی قبر سوم مولوی مجاہدالدین کی زوجہ۔ چہارم سید ابوالبقا کی زوجہ۔ اور دوسرے مقبرہ مین بھی چار ہین۔ ایک زوجہ

سید خلیل اللہ۔ دوم زوجہ سید کلیم اللہ سوم ہمشیرہ کلیم اللہ۔ چہارم عمہ بزرگوار

شاہ کلیم اللہ شاہجہان آبادی

آپ ابتدا مین بادشاہی منصبدار تھے آپکے والد ماجد شاہجہان کے زمانہ مین تعمیر کے معتمد تھے۔ دلّی مین رہتے تھے۔ آپنے بائیس برس کی عمر مین کتب تحصیلی سے فراغت پائی اور حرمین شریفین کی زیارت کو روانہ ہوئے حج و عمرہ سے فارغ ہوکر مدینۂ منورہ مین سکونت پذیر ہوئے۔ روضۂ منورہ کے روبرو طلبہ کو درس و تدریس فرماتے تھے۔ تمام علما و فضلا آپکی لیاقت کو مانتے تھے۔ اکثر آپکے تلامذہ تھے۔ ایک مرتبہ شاہ یحیٰی مدنی حج سے فارغ ہوکے مدینۂ منورہ مین آئے۔ قوالون کا مجمع ہمراہ تہا۔ غنا کا سامان ہمراہ ہین تہا۔ غزل خوانی کرتے ہوئے حال و وجد مین اُچھلتے کودتے ہوئے آرہے تھے۔ شریف اور علما مانع ہوئے۔ اسطرح آنیکا رسم نہین ہے۔ پہر شیخ یحیٰی لوٹ گئے اور اپنے فرودگاہ مین پہنچے جب رات ہوئی آنحضرت صلے علیہ وسلم نے شریف مکہ پر خفگی ظاہر کی۔ شریف مدینہ و شیخ الحرام دونون پیادہ پا آپ کی فرودگاہ پر آئے اور معذرت کی۔ دوسرے دن شیخ ہئیت مجموعی کے ساتھ روضہ مین آئے زیارت کی اور سات مرتبہ گنبد مبارک کا طواف کیا۔ شاہ کلیم اللہ معمول کے موافق درس طلبہ مین مشغول تھے تمام طلبہ و علما حلقہ درس مین

موجود تھے۔ کلیم اللہ صاحب نے شاگردون سے مخاطب ہوکر کہا کہ فقیر ہوکر ناٹک سے باز نہین رہتا شیخ مدنی نے اس کلمہ کو سُنتے ہی گریہ وزاری شروع کردی۔ شاہ کلیم اللہ کی طرف دیکھا اور چلا کر کہا۔ اے کلیم اللہ سوانگ سے باز رہنا یہ ہے۔ کہتے ہین کہ شاہ کلیم اللہ یہ کلمہ سُنتے ہی مجلس سے اُٹھے دستار وعمامہ سر سے پھینکا اور گریبان چاک کیا۔ چلاتے ہوئے پیر پر سر رکھدیا شیخ نے کلیم اللہ کو اُٹھا لیا اور اپنے گھر پر لایا مُرید وخلیفہ کیا۔ تھوڑے ہی دنون مین کامل ہوئے ہدایت وارشاد فرمانے لگے۔ پھر شاہجہان آباد مین آئے قلعہ و جامع مسجد کے درمیان درس گاہ قائم وتعمیر کی۔ تدریس مین مشغول ہوئے۔ اور خلائق مستفید ہوئی۔ اکثر آپکے مریدین وخلفا صاحب حال وقال تھے سماع کے وقت آپکی نظر جس پر پڑتی تھی وہ مست وبیخود ہوتا تھا۔ صاحب التصانیف تھے علوم حقائق ومعارف مین متعدد رسالے لکھے۔ ازانجملہ سواء السبیل وکشکول ومرقع وغیرہ ہین۔ شاہ نظام الدین اورنگ آبادی وشاہ یوسف صاحب ومحمد ماہ وغیرہ آپکے خلفا تھے۔ آپکی وفات ۲۴ ربیع الاول سنہ ۱۱۴۲ھ مین ہوئی دہلی مین مدفون ہوئے۔ خزینۃ الاصفیا کے مولف نے تاریخ کہی ؎

کلیم اللہ چشتی مبارک | بگو ترحیل آن شیخ ربانی ۱۱۴۲ یزار وتبرک

نوٹ
چونکہ آپ اورنگ آباد آئے ہین۔ اور نظام الدین آپکے خلیفہ یہان تھے اسوجہ سے ہمنے آپکو اولیاء دکن مین شامل کیا۔

شاہ کریم اللہ بن شیخ عبد العزیز بن شاہ برہان رازِ الٰہی

آپ شیخ عبد العزیز بن شاہ برہان راز الٰہی کے فرزند تھے۔ شاہ نور شکر کوٹھی کے مرید و خلیفہ تھے۔ علوم ظاہری و باطنی مین کامل تھے۔ توحید و تصوف مین مہارتِ تامہ رکھتے تھے۔ موزون الطبع تھے کبھی کبھی توحید مین اشعار موزون فرماتے تھے۔ تخلص رازی کرتے تھے۔ صرف ایک رباعی بطور نمونہ ہدیۂ ناظرین ہے

از وجہ تحقیق عین ذا الست	رباعی	گرچہ بہ تعقل آن ہمہ غیر نمود
موجود بجو دہمین وجود است و گر		ہر چند کہ چیز گشت از چہ وجود

آپکی تصنیف سے چند رسائل سلوک و معرفت مین ہین۔ اڑسٹھ برس کی عمر مین پانچوین تاریخ ماہ صفر روز جمعہ ۱۰۸۱ھ مین فوت ہوئے۔ برہان پور مین مدفون ہین۔ زیارت و تبرک بہ۔

مخدوم شیخ کبیر الدین قدس سرہ

شیخ کبیر الدین نام شیخ کبیر عرف ہے۔ آپ مولانا شیخ فرید بن عبد العزیز بن سلطان التارکین شیخ حمید الدین ناگوری کے صاحبزادے ہین نسب کا سلسلہ حضرت سعید بن زید اصحاب عشرہ مبشرہ سے پہنچتا ہے۔ آپ نے نشو و نما کے بعد والد ماجد سے علوم صوری و معنوی مین کتب درسیہ تحصیل

کین۔ فارغ التحصیل ہونیکے بعد چشتیہ طریق مین والد ماجد کے مرید و خلیفہ ہوگئے۔
حقایق و معارف کے عارف مسالک و مکاشفت کے واقف تھے اکمل الاولیا
و اعرف العرفا شمار کئے جاتے تھے۔ عالی ہمت و ملک سیرت صاحب کرامت
و خارق عادت تھے۔ ہدایت تلقین مین عدیم المثل درس و تدریس مین بے بدل
تھے۔ مریدین و طالبین آپکی توجہ و تعلیم سے چند ہی روز مین مطالب اقصیٰ و
مآرب اعلیٰ کو پہنچتے تھے۔ آپ صاحب التالیف بھی تھے۔ تصوف مین
متعدد رسائل لکھے۔ خوارق حمیدیہ و ضو شرح مصباح وغیرہ آپکی تصنیف سے
یادگار ہین۔ اور خوارق مین اپنے جد اعلیٰ کے خوارق و مکاشفات جمع کئے
اور مشائخ کرام کے حالات بھی لکھے۔ جب ناگور مین اہل اسلام و ہنود مین فساد و
جنگ واقع ہوا۔ فریقین مین تفرقہ پڑا۔ طرفین کے لوگ باہم مقتول و مجروح
ہوئے۔ آپ اسی ہنگامہ کے سبب وطن مالوفہ سے جلا وطن ہوئے سلطان محمود
بیکرہ کے عہد مین احمد آباد گجرات مین آئے اور شہر کی مسجد مین فروکش ہوئے
محلہ کے بچون کی تعلیم و تربیت مین مشغول ہوئے اہل محلہ آپکی خدمت کرتے تھے
آپ اسی ماحصل مین زندگی بسر کرتے تھے اور اپنی بزرگی و کرامت کو خلایق
سے پوشیدہ رکھتے تھے۔ آپکے بال بچے بھی ہمراہ تھے مسجد کے قریب ایک
مختصر مکان کرایہ سے لیکے سبکو اسمین رکھا تھا۔ تمام دن مسجد مین رہتے تھے
شب کو بال بچون مین بسر کرتے۔ ہر چند کہ آپ اپنی بزرگی و مشیخت کو چھپاتے تھے

مگر کہین مشک چہپانے سے چہپتی ہے۔ عوام الناس آپکی شان عبادت وریاضت کو دیکھکر حسن عقیدت سے مُرید ہوجاتے تھے آپ انکار فرماتے۔ مگر اہل دنیا اصرار سے آپ کے دائرہ بعیت مین داخل ہوتے تھے۔

نقل ہے

کہ ملک محمد اختیار سلطان محمود بیکرہ والی گجرات کے امرا مین تہا۔ بادشاہ نے سالانہ عید الفطر کے جشن مین امراکو خطابات تقسیم کئے۔ ملک موصوف کو بھی خانی کا خطاب دیا۔ قبول نہین کیا اور کہا کہ میرا نام محمد ہے۔ کونسا خطاب اس مبارک نام سے بہتر ہوگا۔ مگر آخر امرا و بادشاہ کے اصرار سے منظور کیا۔ اسی طرح بادشاہ کی ملازمت مین مُدت تک حاضر رہا کرتے تھے۔ ایک روز ملک محمد اختیار بادشاہی کام کے لئے پالکی مین سوار ہوکے جاتا تہا۔ راہ مین مہمان پورے سے گذرا۔ گرمی کا موسم تہا۔ گرمی کی شدت کی وجہ سے ایک املی کے درخت کے سایہ مین توقف کیا۔ درخت کے قریب شیخ کبیر الدین کی مسجد تھی آپ مسجد مین بچون کی تعلیم مین مصروف تھے۔ ملک نے آپکو دور سے دیکھا ایک ساعت کے بعد مسجد مین داخل ہوا۔ وضو کرکے آپکے ساتھ ظہر کی نماز ادا کی۔ نماز کے بعد آپنے ملک موصوف کی طرف توجہ کی۔ اُسیوقت ملک موصوف کو اپنی طرف کہینچا۔ ایک ساعت تک ملک موصوف پر بیہوشی

کا عالم رہا بعد ازان ہوش مین آیا۔ وہان سے اُٹھکر مکان پر پہنچا۔ پھر دوسرے دن
شیخ کی خدمت مین گیا۔ علیٰ ہذا القیاس متواتر چند روز جاتا رہا۔ ایکروز اپنے
ملک موصوف سے تنہائی مین کہا۔ آپ دنیا دار ہین۔ یہان ہر روز کس غرض
سے تشریف لاتے ہین۔ اور سرکاری امور کو برابر ادا نہین کرتے۔ اگر آپ خدا
طلبی کا ارادہ رکھتے ہین پہولا نسبت الامر روز تکلیف نہ اُٹھائی۔ ملک موصوف
نے عرض کیا حضرت مین آج اس امر کا دل سے فیصلہ کرتا ہون کہ کون سی بات
قبول کرتا ہے اور کسکو ترک کرتا ہے۔ آپنے فرمایا مناسب ہے۔ ملک موصوف
آپکی خدمت سے رخصت ہوکے گھر پر آیا تمام اہل معاملات کو بلایا۔ ہر ایک کا
قرض ادا کیا اور تمام مملوکات کو بھی طلب کیا اور سبکو آزاد فرمایا اور باقی
اسباب و اموال نقد و جنس کی یادداشت لکھ کے پادشاہ کی خدمت مین واگذاشت
کی اور عرض کیا۔ کہ اب آپکی دولت کے بدولت دل مین کسی چیز کی آرزو
باقی نہین رہی ہے۔ زندگی عیش و عشرت کے ساتھہ بسر کی۔ اب مین دنیا
سے دست بردار ہوا۔ یہ اموال و جاگیرات و جائداد آپ جسکو لائق سمجھین اُسے
دیجیے۔ بادشاہ نے سمجھا شاید کوئی ایسی بات واقع ہوئی ہی کہ ملک اختیار رنجیدہ اور
برداشتہ دل ہوا ہے۔ بنا برعلیہ اُسکی دلداری و دلجوئی کی۔ ملک اختیار نے
کہا مین مدۃ العمر بادشاہ کی خدمت گذاری مین رہا اب چاہتا ہون کہ اس
ذات کی خدمت کرون جسنے بادشاہونکو تخت و تاج عطا کیا۔ دربار سے رخصت

ہوکے گھر آیا۔ سلطان نے الف خان و دریا خان کو جو ملک اختیار کے دوست تھے بُلا کے تمام ماجرا بیان کیا دونوں نے عرض کیا ہم اُسکو سمجھا مناکے لے آتے ہیں۔ سلطان نے ملک اختیار کی یادداشت دونونکے تفویض کی۔ دونو ملک اختیار کے گھر پہنچے۔ اندر اطلاع کرائے ملک اختیار دونوں کے ارادہ سے واقف ہوا۔ اندر سے کہلا بھیجا۔ آپ تشریف رکھئے۔ حاضر ہوتا ہوں فی الفور نائی کو بلایا۔ داڑھی اور موچھ و سر کو اس خیال سے منڈوایا۔ کہ اونکا وجود ونشو و نما غذائے حرام سے ہوا تھا۔ پھر اپنی منکوحہ بیوی کو بلایا اور کہا بیوی ہم آج تم سے جدا ہوتے ہیں۔ جو کچھ مال و اسباب و زیور ہے وہ تمھاری ملک ہے اپنے ماں باپ کے مکان جاؤ۔ اگر شوہر کی خواہش و محبت ہو تو یہاں رہو۔ تُلکُ الخیار لک۔ مین نے تمام علایق کو ترک کیا اور راہ خدا مین قدم رکھا۔ بیوی صالحہ نے عرض کیا۔ مجھ کو اس راہ مین شریک رکھئے۔ جہاں آپ جائیں وہاں مین آپکے ہمراہ رہوں۔

چون سایہ ہمراہ اسیم ہر سو روان شوی

آپ دنیا فانی کے زمانہ مین مجھ کو یار جانی کہیں۔ اور راہ جاودانی سے دور کرین محبت و مروت کے خلاف ہے۔ ملک اختیار نے کہا تجھ کو میری موافقت و مرافقت مطلوب ہے تو بسم اللہ آسے زر و زیور کو دور کیجئے اور معمولی گدڑی کا لباس پہنئے مستورہ صالحہ نے شوہر کے حکم کی

تعمیل کی۔ پھر ملک محمد اختیار نے بیوی کا ہاتھ پکڑ کے روز روشن مین گھر سے
برآمد ہوا۔ دونو رفیق یعنے الف خان و دریا خان دیوانخانہ مین موجود تھے
اون کے سامنے سے گذر کے شیخ کی خدمت مین روانہ ہوا۔ رُفقا
یہہ حالت دیکھکر حیران ہوئے۔ بادشاہ کی خدمت مین آئے اور واگذاشت
ستر دکی۔ اور عرض کیا اُسکو جنون ہو گیا ہے۔ ملک اختیار مع زوجہ
صالحہ شیخ کی خدمت مین آیا شیخ نے فرمایا ۔

خوش آمدی کہ برائے شما زآمدنت ہزار جان گرامی فدائے ہر قدمت

اور مجلس سے اوٹھکے ملک اختیار کی بیوی صالحہ کو گھر مین پہنچائے اور
اپنی بیوی سے فرمایا۔ کہ یہہ ہمارے ابراہیم ادھم کی بیوی ہے۔ اس
صالحہ کی خدمت کو غنیمت سمجھو اور جہان تک ہوسکے ان کی خدمت کرو پھر
شیخ ملک اختیار کی ہدایت و تلقین مین مصروف ہوئے۔ ملک موصوف
پیر مرشد کی ہدایت کی تعمیل کرتا تھا۔ رات دن ریاضت و عبادت مین مشغول
رہتا تھا۔ پیر پرست تھا مشہور ہے کہ ملک اختیار روزآنہ دریا سے سا بھر سے
پانی پیر کے لئے لاتا تھا۔ اور دل مین کچھ ننگ و عار نہین کرتا تھا تمام
اہل شہر و اہل بازار دیکھتے تھے سب اس حالت کو جنون و دیوانگی پر
محمول و منسوب کرتے تھے۔ چند مدت کے بعد ملک اختیار اس مرتبہ کو
پہنچا کہ اہل عالم اوسکے کمال پر فریفتہ۔ اور اہل جہان اوسکے حال پر شیفتہ

ہوتے تھے صبح اور شام ہزارہا آدمی اوسکے قدم بوسی کے لئے دروازہ پر حاضر ہوتے تھے ۔ ملک اختیار کے مرشد نے فرمایا کہ شہرت تفرقہ کا باعث ہوتی ہے اسکو دور کرنا چاہئے ۔ ملک نے یہہ امر اختیار کیا کہ بعض حاضرین سے کچھ وصول کرنا اور دوسرے دن کو دینا اس وجہ سے خلایق کا ہجوم کم ہوا۔
ملک اختیار اطمینان سے عبادت و ریاضت کرنے لگا اور اوس مرتبہ کو پہنچا کہ درگاہ الٰہی سے محمد اختیار مخاطب ہوا ۔ مشہور ہے کہ شاہ عالم کا مرید ملک اختیار کی ملازمت مین آیا ۔ اور ذکر و شغل کی اجازت لی کسی نے شاہ عالم کو اطلاع کیا کہ آپکا فلان مرید ملک اختیار کی خدمت مین گیا ہے ۔ اور اون سے مستفید ہوتا ہے ۔ حضرت شاہ عالم نے فرمایا کچھ مضایقہ نہین اور یہ بیت موزون کی

ہر کرا باشد دو عالم بختیار ٭ او کند خدمت محمد اختیار

ایکروز شاہ عالم و ملک اختیار باہم راستہ مین ملے ۔ باہم خرقہ کی درخواست کرنے لگے ۔ شاہ عالم اون سے طلب کرتے تھے ۔ اور وہ شاہ عالم سے آخر الامر شاہ عالم نے اپنا پیرہن ملک کو دیا اور ملک نے اپنا تاج شاہ عالم کو عطا فرمایا ۔ ملک محمد اختیار کو یہہ رتبہ حضرت کبیر کے بدولت حاصل ہوا تھا۔
شیخ کبیر اکمل الاولیا اور اعرف العرفا تھے ۔ گجرات مین آپکی بڑی عظمت و بزرگی تھی ۔ مشایخ کرام و علماء عظام آپ کی بڑی عزت و آبرو کرتے تھے آپ متوکل علی اللہ تھے ۔ کبھی کسی سے سوال نہین کرتے تھے ۔ آخر اپنے

۸۵۸ھ آٹھ سو اٹھاون ہجری مین رحلت کی۔ ماہین راجپور و سرسپور اود اسپر کے مقبرہ کے قریب مدفون ہوئے اور بعد مین ملک اختیار نے ۸۹۵ھ آٹھ سو پچانوے ہجری مین رحلت کی آپ کی قبر کے متصل مدفون ہوا۔ تواریخ الاولیا کے مولف نے ملک اختیار کو ملک بجبیار لکھا سہو کاتب سے شاہ وجیہ الدین کے شعر سے اول کی صحت معلوم ہوتی ہے جیسا کہ ہم نے صدر مین لکھا بیار و تبرکت

باب اللام

شیخ لطف اللہ قادری

شیخ لطف اللہ نام ہے۔ مشرباً قادری مولداً بیجاپوری ہین آپ مشائخ سے شیخ حمید قادری کے مرید و خلیفہ ہین ریاضت و تجرید و مجاہدت و تفرید و گوشہ نشینی و خلوت گزینی مین پیر و مرشد کے ہمقدم و پیرو تھے۔ پیر کی رحلت کے بعد آپ سجادہ نشین ہوئے۔ دس برس تک ہدایت و ارشاد فرماتے رہے آپکی ہدایت و تلقین سے اکثر طالبین درجہ کمال کو پہنچے ہین جب حضرت شاہ صبغۃ اللہ نائب رسول اللہ بہروچی بیجاپور مین آئے اوسوقت آپ کو طالب مستعد پایا۔ توجہ باطنی سے اپنے طرف کھینچا شیخ حمید نے کشف و اشراق سے معلوم کیا اور حضرت کی خدمت مین پیام بھیجا کہ آپ کے ہزارہا مریدین

خانقاہ میں اور لطف اللہ صرف اس فقیر کا عصا ہے۔ شاہ صاحب نے جواب بھیجا
ہم نے لطف اللہ آپ کو دیا۔ اکبر دو شیخ شاہ صبغۃ اللہ کی خدمت میں آئے
اور فرمایا میں حرمین شریفین روانہ ہوتا ہوں۔ آپ فاتحہ خیر پڑھئے۔ شاہ صاحب نے
فرمایا آپ نہیں جائیں گے میں فاتحہ خیر آپ کی عافیت و صحت کیلئے پڑھتا ہوں
بعد ازاں شیخ حمید و شیخ لطف اللہ روانہ ہوئے بندر دابل میں پہنچے
شیخ حمید بیمار ہونیکی وجہ سے رہ گئے۔ صرف تنہا شیخ لطف اللہ حرمین
روانہ ہوئے وہاں پہنچ کر حج و زیارت سے مشرف ہو کے دابل میں
مراجعت کئے اسوقت تک شیخ حمید دابل میں تھے پھر دونوں بزرگ
اتفاق سے بیجاپور میں آئے۔ آخر شیخ نے ۱۱۔ ربیع الثانی سنہ ۱۰۲۱ھ
ایکہزار اکیس ہجری میں اس سرائے فانی سے رحلت کی شیخ حمید کے
خانقاہ میں مدفون ہوئے چند مدت کے بعد شیخ حمید بھی فوت ہوئے
شیخ مصطفےٰ سجادہ نشین نے دونوں کا گنبد بنا گیا۔ اور شیخین کی خانقاہ کو
آباد فرمایا۔ آپکی خانقاہ میں اکثر اہل اللہ کمال کو پہنچے ہیں عجب مکان متبرک ہے
خانقاہ میں بروز سہ شنبہ ہمیشہ ختم قرآن ہوتا تھا اور زائرین کو کھانا تقسیم کیا جاتا تھا بیرا ئیدہ

لعل شاہ درویش قدس سرہ

لعل شاہ درویش اورنگ آبادی۔ عارف کامل درویش واقف تھے۔

صاحب کشف و کرامت تھے آپکی ذات بابرکات مرجع خلایق تھی۔ آپکی اوقات تمام یاد الٰہی مین بسر ہوتی تھی۔ آپ علم تصوف مین بڑے ماہر تھے وحدت وجود کا مسئلہ اور خوبی کے ساتھ سمجھاتے تھے کہ سننے والے اور پڑھنے والے نہایت ہی محظوظ ہوتے تھے۔ مریدین کے دلون پر آپکی تقریر کا اسقدر اثر ہوتا تھا کہ بعض پر وجد کی حالت طاری ہوتی تھی۔ مرات الاولیا مین لکھا ہے کہ آپ غفران مآب آصفجاہ ثانی علیہ الرحمتہ والرضوان کے زمانہ مین زندہ تھے آپ اکثر اوقات بیدر مین بھی رونق افروز ہوئے ہین۔ ساکنان بیدر بھی آپ کے فیض سے مستفید ہوئے ہین۔ آپ پسندیدہ صورت و فرشتہ سیرت تھے آپکا رنگ سرخ و سفید تھا۔ وضع درویشانہ سر برہنہ لمبے لمبے بال تھے ایک چادر برنگ گیروہ جسم پر۔ لنگی سرخ باندھے ہوئے پشت خارہ ہاتھ مین لئے ہوئے رہتے تھے۔ تاریخ ماہ سنہ ۱۱۹۸ گیارہ سو اٹھیانو ہجری مین اس دار فانی سے عالم جاودانی کو رونق ہوئے چنچل گوڑہ کے میدان مین شہر سے باہر مدفون ہوئے زیارتگا عالم ہے رحمتہ اللہ تعالیٰ

شاہ مراد قدس سرہٗ

آپ بیجاپوری المولد والمنشائے تھے۔ آپ کو شاہ عبدالرزاق سے ارادت و اجازت حاصل ہوئی تھی شاہ قدس سرہٗ کی رحلت کے بعد شاہ ہاشم

علوی کی خدمت مین استفادہ کیا چند روز کے بعد خلافت و اجازت سے
مشرف ہوا اور نعمت باطنی سے کامل حصہ پایا۔ ہر وقت مشاہدہ الہی مین مستغرق
رہتے تھے اور حضرت مرشد کے ملفوظات واذکار واشغال نظم و نثر کل جمع کیے
اور مسائل سلوک و ریاضت و خوارق عادات و کرامات کو شرح و بسط سے لکھے ہین
آخر آپ نے ۱۰۹۵ھ ایکہزار پچانوے ہجری مین رحلت کی۔ بیجاپور مین حضرت
شاہ کے روضہ مین مشرقی جانب باولی کے قریب مدفون ہوئے یزار و یتبرک بہ

شیخ منتجب الدین قادری الصدیقی الدھولقی

آپ مشایخ کرام سے ہین۔ آپکی نسبت کا سلسلہ شیخ شاہ علی خطیب گجراتی سے
منتہی ہوتا ہے شیخ کا مولد و منشا موضع دھولقہ ضلع احمد آباد گجرات ہے
آپ عالم شباب مین وطن مالوفہ سے ہجرت کر کے احمد آباد بیدر مین آئے
حضرت شیخ ابراہیم مخدوم جی بن شیخ شمس الدین محمد ملتانی بیدری کی خدمتین
ملازمت سے مشرف ہوئے حضرت کی خدمت مین مدت تک رہے
علوم ظاہری و باطنی مین مستفید اور حضرت کے خلیفہ و مرید ہوئے سلسلہ
قادریہ کے مجاز تھے۔ پھر مرشد سے اجازت لیکر بیجاپور مین رونق افزا ہوئے
طالبین و مریدین کی ہدایت مین مصروف رہتے تھے۔ صراط مستقیم و دین
قویم پر ثابت قدم تھے۔ عبادت و ریاضت مین بے نظیر۔ پرہیزگاری و

پارسائی مین آفتاب منیر تھے۔ اہل دنیا سے بہت کم ملتے تھے کبھی دنیا کی جاہ وحشمت کے طرف توجہ نہین فرماتے تھے۔ ابراہیم عادل شاہ ثانی کے زمانہ مین تھے۔ بادشاہ آپکا زیادہ اعزاز واحترام کرتا تھا آپ صاحب کرامت تھے مشہور ہے کہ آپ فرماتے تھے جو کوئی میری قبر کی مدنظر مین مدفون ہوگا قیامت کے دن مین اوسکی سفارش آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کرونگا اور دوزخ کی آنچ سے بچاؤنگا۔ آخر آپنے تاریخ ماہ سنہ ہجری مین رحلت کی بیرون حصار ابراہیم پور دروازہ کے جنوبی جانب مین مدفون ہوئے۔ آپ کے صاحبزادے شیخ محی الدین واعظ عالم خوش تقریر خوش بیان تھے والد کے مقبرہ مین مدفون ہین

سیّد محمد قادری

آپکا مولد ومنشا بغداد ہے۔ آپ حضرت محبوب سبحانی کی اولاد مین صحیح النسب ونجیب الحسب ہین۔ آپ نے عالم شباب مین بغداد کے علماء وفضلا سے علوم وفنون حاصل کئے اور والد ماجد سے خلافت واجازت پائی اور وطن سے حرمین شریفین کو گئے حج وزیارت سے فارغ ہوکے چند مدت ملک عرب مین سیر وسیاحت کی۔ بلاد وامصار کے مشائخ کرام وعرفائے کبار سے ملے ہر ایک سے استفادہ کیا اور عرب سے عازم ہند ہوئے۔

چند مدت کے بعد ملک خاندیس مین وارد ہوئے قلعہ آسیر کی پہاڑی کے گوشہ مین فروکش ہوگئے۔ اوسوقت میران مبارک خان فاروقی خاندیس مین حکمران تھا۔ چند روز کے بعد میران موصوف فوت ہوا۔ اور راجہ علی خان فاروقی اوس کا قایم مقام ہوا۔ راجہ علی خان نے جو آپ سے حسن اعتقاد رکھتا تھا۔ آپکے لئے برہانپور مین عادل پورہ کے قریب دولت خانہ وخانقاہ بنا کر دیا۔ آپ بادشاہ کی خواہش سے برہانپور مین رونق افزا ہوئے اور خانقاہ مین مقیم ہوئے۔ آپ فیاض وسخی تھے روزانہ فقرا وغربا وامرا کو روپیہ تقسیم فرماتے تھے کوئی فقیر وامیر آپ کی درگاہ سے محروم وبے نصیب نہین جاتا تھا۔ مشہور ہے کہ آپ کو فتوحات غیبی ہوتی تھی۔ آپ صبح سے نصف شب تک ہر ایک وارد وصادر کو دیتے تھے۔ آپکا دستور تھا جبکہ فقیر یا امیر مجلس مین حاضر ہوتا تب آپ خادم کو ارشاد کرتے کہ فلان طاق ومحراب مین جو کچھ طلا ونقرہ موجود ہو لاکے دو اسیطرح جسقدر فقرا وامرا آتے آپ اوسی طاق سے منگوا کے دیتے جاتے تھے گویا وہ طاق غیبی خزانہ کا مخزن تھا۔

نقل ہے

حسام الدین بن نصر اللہ سے منقول ہے کہ ایک روز مین حضرت گنجہ کے یہان حاضر تھا ایک فقیر برہنہ سر آیا۔ اور خانقاہ کے گوشہ مین بیٹھا۔ بعد ازان آصفخان وزیر صوبہ خاندیس آیا دیر تک حضرت سے مکالمہ کیا اور رخصت

چاہئے ۔ آپ نے مجھ کو اشارہ فرمایا ۔ اے حسام الدین جو کچھ طاقچہ مین ہو لے آؤ۔ مین حسب الحکم گیا طاقچہ میں پانچ اشرفی ملیں سے لے آیا ۔ اور حضرت کو دیا حضرت نے وزیر کو عنایت کین ۔ اسی اثنا مین فقیر نے بھی رخصت چاہی ۔ پھر حضرت نے مجھکو فرمایا جاؤ طاقچہ مین جو کچھ ملے لے آؤ ۔ مین نے عرض کیا حضرت طاقچہ مین کچھ نہین ہے ۔ آپ نے اعراض کیا مین پھر گیا پانچ پیسے پائے حضرت کی خدمت مین پیش کیا آپنے فقیر کو دئے فقیر ناخوش و گرم ہوا اور کہا آپ آل نبی و اولاد علی ہین اور آپکے اجداد کے نزدیک فقیری امیری سے بہتر و برتر ہے ۔ آب فقیر و امیر کو برابر ہی ملاحظہ نہین کرتے آپکی درویشی فقرا کے خلاف ہے ۔ آپنے فقیر کو نہایت لطف و ملائمت سے فرمایا ۔ اے درویش تیرا خیال غلط ہے اور گمان فاسد ہے اسطرح بدگمانی کرنا فقرا کے خدا پرست کے خلاف ہے مین ہر ایک شخص کو اوسیقدر دیتا ہون جو غیب سے اُسکا حصہ پہنچتا ہے ۔ شاہ صاحب آپ یہہ گمان دل سے دور کیجیے مین آپکے گمان کا مصداق نہین ہون ۔ پھر آپ نے آصف خان سے فقیر کو اشرفیا دلا دین اور آصف خان کو پیسے دئے اور دونون کو رخصت کیا ۔ فقیر نے اشرفیون کو کپڑے مین مضبوط باندھ لیا اور آصف خان نے پیسون کو فقیر جب گھر پہنچا گرہ کھولی کیا دیکھتا ہے کہ وہی پانچ پیسے ہین ادہر آصف خان نے گرہ کھولی دیکھا وہی پانچ اشرفیان ہین ۔ غرض ظہر کی نماز کے وقت آپکی

خدمت مین آیا اور معذرت کی اور اقرار کیا بیشک خزانہ غیب کی مفتاح آپکے
پاس ہے۔ آپ حسب حکم واجب تعالیٰ ہر ایک کو پہنچاتے ہین اس مقام مین
کسی کی مجال نہین کہ چون وچرا کہے۔ آپ زمانہ مین اکمل اولیا و افضل
عرفا تھے۔ ہمیشہ یاد الٰہی مین مشغول رہتے تھے جو کوئی آپکی خدمت مین
حسن ارادت سے حاضر ہوتا اوس پر محبت الٰہی مؤثر ہوتی تھی۔ آخر آپنے
غرہ رجب ۹۴۹ نوسو انچاس ہجری مین رحلت کی خانقاہ باغچہ مین واقع برہانپور دفن ہوئے

سید محمود ایرجی

آپ سید محمد سعید ایرجی کے صاحبزادے ہین۔ آپکا مولد و مسقط الراس
مقام ایرج ہے۔ آپنے وطن کی آب وہوا مین نشو و نما پایا۔ والد ماجد وغیرہ
علما سے علوم و فنون مین کتب درسیہ تحصیل کین اور تحصیل کے بعد والد ماجد سے
خلافت کا خرقہ حاصل کیا۔ بعد ازان دل مین حج و زیارت کا شوق پیدا ہوا
حرمین شریفین کو مع معتقدین و چند قوال وطن سے روانہ ہوئے۔ شہر احمد آباد
گجرات مین پہنچے۔ بھٹیدیری پور مین فروکش ہوئے۔ صبح کو حضرت گنج بخش
شیخ احمد کھٹو کی ملاقات کے لئے برآمد ہوئے۔ آپ جب خانقاہ کے
قریب پہنچے شیخ کا ایک خادم آیا۔ اور آپسے کہا کہ حضرت شیخ آپکو
بلاتے ہین۔ آپنے کہا مین مسافر نابلد ہون حضرت نے دوسرے کو

بلایا ہوگا۔ خادم نے کہا حضرت نے فرمایا ہے کہ اگر مسافر محمود نام ہو تو
لے آؤ۔ آپنے فرمایا شہر مین اس نام کے بیشمار آدمی موجود ہین پھر خادم نے
کہا فرمایا ہے اگر ایرجی سے ہو تو لے آؤ۔ آخر آپ خادم کے ہمراہ گئے
اور شیخ سے ملے قدمو نپر گر پڑے۔ شیخ نے سلام علیکم کہہ کے فرمایا بابا تو
یہہ سفر تمکو مبارک ہو گا۔ شیخ نے اندر سے کھانا منگوایا اور آپکے سامنے
رکھا۔ آپ آہستہ آہستہ تناول کرتے تھے شیخ نے فرمایا بابا فراغت سے
کھائیے۔ بعد ازان آپ کے رفقا وقوال باریاب ہوئے اور ملازمت سے
مشرف ہوئے۔ شیخ نے فرمایا کیا تم بھی کعبۃ اللہ جاتے ہو سب نے عرض کیا
الحمد للہ۔ ہم اسی ارادہ سے برآمد ہوئے ہین شیخ نے فرمایا ان بیچارون نے
توفیق نیک پائی ہے لیکن اس جماعت کی وفاداری محال معلوم ہوتی ہے
رفقا کو پچاس تنکہ نقرہ ضیافت کے لئے دیکے رخصت فرمایا اور کہا دوسری
مجلس مین وداع کرونگا۔ چند روز کے بعد آپ شیخ کیخدمت مین رخصت کیلئے
گئے شیخ نے فرمایا کہ بابا اسحق نے شیخ محمود مغربی کو چالیس روز مہمان
رکھا اور تبرکات دیکے فرمایا کہ دوسری مجلس مین تشریف لائے چند روز کے
بعد مغربی شیخ کی خدمت مین آئے۔ شیخ یادالٰہی مین مصروف ہوئے
اور غیب سے محمود کے کان مین یہہ ندا پہنچی کہ اوسکو یہان رکھو۔ آگے
بڑھنے نہ دو شیخ گنج بخش نے آپ سے کہا جیسا کہ بابا اسحاق نے

مجھ کو فرزندی مین رکھا تھا۔ مین آپکو اوسی طرح فرزندی مین قبول کرتا ہون
آپ خاموش ہوئے۔ شیخ نے رفقا کو بلا کے تبرکات دیکے رخصت کیا
اور آپ کی زوجہ کو ایچ بلا کے اپنی دختر قرار دیا۔ آپ گنج بخش کے فرمانسے
بھنڈیر پور مین سکونت پذیر ہوئے۔ اور گنج بخش کی خدمت مین ہمیشہ
آتے تھے۔ فیض سے مستفید ہوتے تھے آپ صاحب کشف و کرامات
و خوارق عادات تھے۔ گجرات کے مشایخ و سلاطین و امرا آپ کی تعظیم و
توقیر کرتے تھے۔ آپ رات دن ہدایت و تلقین مین مصروف رہتے تھے
آپنے شیخ احمد کھٹو کے خوارق عادات کو جمع کرکے اوسکا نام تحفۃ المجالس
رکھا۔ اور اس مین اپنا بھی حال لکھا۔ آخر آپنے ۱۰ رجب ۹۶۵ سنہ آٹھ سینسٹھ
ہجری مین رحلت کی بھنڈیری پور احمد آباد مین مدفون ہوئے۔ یزار و تبرک ہے

سید محمد مقبول عالم بخاری گجراتی

آپ سید جلال الدین شاہ عالم کے صاحبزادے ہین۔ آپ کی والدہ
آمنہ بانو بنت سید نصر اللہ ہے۔ آپ کی ولادت چودہ تاریخ رجب
سنہ ۹۸۹ ہجری مین واقع ہوئی۔ آپنے عالم شباب مین اپنی ولادت کی
تاریخ شیخ سعدی شیرازی کے اس مصرع سے نکالی۔ سہ

من و دست و دامانِ آلِ رسول
سنہ ۹۸۹

آپنے شعور وتمیز کے بعد کتب تحصیلی علما وفضلا کی خدمت مین ختم کین اور
تصوف وسلوک کی کتابین والد ماجد سے پڑھین والدنے وفات سے
دوسال پہلے خلافت کا خرقہ وسجادہ عنایت کیا تھا۔ باپ کی رحلت کے
بعد سجادہ نشین ہوئے۔ اور خلایق کو ہدایات وارشاد سے فائز المرام
کیا۔ اکثر طالبین آپ کی توجہ سے مطالب کو پہنچے ہین۔ عارف باللہ
واصل الی اللہ ہوئے ہین۔ آپ جامع فضایل وکمالات وحاوی
فواضل وکرامات تھے۔ درس وتدریس مین مصروف رہتے تھے
صاحب تالیف وتصنیف تھے۔ جمعات شاہی ایک کتاب اوراد مین
آپکی تصنیف سے ہے۔ آپکی عادت تھی کہ ہر جمعہ کو پانسو محمودی فقرا
وغربا کو تقسیم فرماتے تھے۔ اور فی نفر دو محمودی دیتے تھے ؏

لہ ھمم لا ینتھی کبارھا   لھمۃ الصغرا جل من الدھر

ایک جمعہ مین عادت کے موافق مجلس منعقد ہوئی۔ مگر اس روز کوئی چیز
موجود نہین تھی کہ تقسیم کرین آپنے مولانا عبد الشکور خادم خاص سے
دریافت کیا کچھ ہے مولانا نے فرمایا صرف بارہ محمودی ہین آپنے
فرمایا چھ فقرا کو دیجئے۔ اور باقی کو رخصت کیجئے۔ ایسا کبھی اتفاق نہین
ہوا تھا کہ معمولی فقرا مجلس سے خالی ہاتھ جائین بنا برعلیہ آپنے سبکو
بلاکے فرمایا تھوڑی دیر تشریف رکھئے اور صبر کیجئے۔ دیکھئے خدا

کیا کرتا ہے۔ آپ مراقبہ مین مشغول ہوئے۔ اسی اثنا مین سید جلال مقصود عالم نے خواجہ ابوالحسن جملۃ الملک کا نیاز نامہ مع دو ہزار روپیہ پیش کیا۔ آپنے فرمایا۔ بابا یہہ تمھاری کرامت ہے۔ جلد لائیے تاکہ مین فقرا کو دون۔ مقصود عالم نے کل مبالغ پیش کئے آپنے کل تقسیم کر دئے ایک بھی باقی نہین رکھا۔ گجرات مین آپ کی کرامتین بیشمار مشہور ہین۔ آخر آپنے بارہ تاریخ ماہ رجب ۱۰۴۵ھ ایکہزار پینتالیس ہجری مین اس عالم سے جنت مین رحلت کی روضۂ ثانیہ واقع رسول آباد مین مدفون ہوئے۔ آپکے روضہ مین حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدمین شریفین کا نشان نصب کئے ہین۔ یزار ویتبرک بہ۔

حضرت محمد عرب قدس سرہ

آپکا اصلی وطن حضرموت ہے۔ آپ علی عادل شاہ کے زمانہ مین بیجاپور مین وارد ہوئے۔ حافظ قرآن وقاری تھے۔ قرآن شریف مصری لہجہ مین پڑھتے تھے۔ خوش الحان تھے۔ سامعین آپکی آواز سے وجد و حال کرتے تھے۔ علی عادل شاہ نے آپسے قرآن شریف پڑھا اور فن قرأت کو بھی سیکھا۔ آپکی توجہ سے شہر مین اکثر حفاظ و قرا ہوگئے۔ آپ قرآن شریف و قرأت کی تدریس فرماتے تھے۔ متقی و اہل اللہ و عارف

با اللہ تھے ۔ ایکروز بادشاہ کا مست ہاتی آپکے روبرو آیا ۔ آپنے
اوسپر ہاتھ رکھا ۔ ساکن و ساکت ہوا مستی جاتی رہی ۔ آپکے
تین صاحبزادے مجمع کمالات تھے ۔ اور تینون فضلائے وقت و حفاظ
عصر تھے ۔ ایک مولانا عبد القادر ۔ دوم مولانا شیخ ابراہیم سکندر
عادل شاہ کا اوستاد ۔ سوم مولانا حافظ عبد الغفور ۔ قرأت و خوش
آوازی مین بے نظیر تھے ۔ عالمگیر بادشاہ نے بیجاپور مسخر کرنیکے بعد
آپسے ملاقات کی عند الملاقات فرمایا کہ بیجاپور کی غنائم مین مجھکو حافظ عبد الغفور
بے نظیر ملے حافظ صاحب کو پیش امامی کی خدمت پر مقرر کیا ہمیشہ
آپکے پیچھے اقتدا کرکے نماز ادا کرتا تھا ۔ ایکروز عالمگیر نماز مین آپکی
خوش آوازی سے مست و بیخود ہوکے زمین پر گرا ۔ نماز کے بعد فرمایا
حافظ جی اسطرح نہین پڑھنا چاہئے نماز مین خلل واقع ہوتا ہے ۔
عربستان سے ایک عرب آپکی قرأت و خوش الحانی کی شہرت سنکے
آیا ۔ اور آپسے ملا ۔ اور اپنا شوق بیان کیا ۔ آپ عشا کی نماز مین امام
ہوئے اور عرب وغیرہ مقتدی ۔ آپنے نماز مین سورۂ ہود پڑہی
عرب نے بیہوش ہوکے زمین پر گرا اور جان بحق ہوا ۔ حافظ صاحب
عالمگیری لشکر مین تھے وہین فوت ہوئے ۔ آخر حضرت محمد عرب نے
سنہ ۱۰۹۵ ایکہزار پچیانوے ہجری مین رحلت کی ۔ قاضی ابراہیم کے

قبر کے نزدیک مدفون ہوئے - یزارہ و یتبرک بہ -

سید محی الدین قادری

مشکوۃ النبوہ مین نسب کا شجرہ اسطرح لکھا ہے کہ سید محی الدین بن سید بڑے بن سید میران - بن سید بڑے - بن سید منجن - بن سید میران بن سید موسیٰ - بن شمس الدین بن سید علی بن سید مصطفےٰ بن سید کمال الدین بن سید قیام الدین بن سید کریم الدین بن سید احمد مدنی بن سید بدالدین ہمدانی بن سید حمید الدین بن سیدنا قطب الاقطاب سید تاج الدین عبدالرزاق بن سیدنا محبوب سبحانی الجیلانی رضی - آپ نادیڑ دکن مین متوطن تھے قائم اللیل و صائم الدہر تھے - ریاضت شاقہ و مصیبت تامہ کے بعد درجہ کمال کو پہنچے تھے سراپا خلیق و کریم متواضع و حلیم تابع رضا و تسلیم تھے حقایق و معارف کے جامع صاحب خوارق و کرامات تھے رات دن یاد الٰہی مین مشغول خلائق و خالق کے نزدیک مقبول تھے - خوراک و پوشاک مین تکلف نہین کرتے تھے جو میسر آئے اوسپر قانع رہتے تھے دنیا و اہل دنیا سے ہزارون دور رہتے تھے آپکو اپنے ماموں شاہ شریف اللہ سے چشتیہ طریق کی خلافت ملی تھی چند واسطہ سے یہ سلسلہ حضرت امین الدین اعلیٰ سے ملتا ہے - حضرت غلام علی الموسوی مشکوۃ النبوہ مین لکھتے ہین کہ حضرت حیدرآباد مین آئے تھے مین ملازمت سے مشرف ہوا ہون میرے

حال پر بڑی عنایت فرماتے تھے۔ اور چند مرتبہ میرے غریب خانہ پر رونق افزا ہوئے ہر وقت ہدایت وارشاد سے سرفراز فرماتے رہے۔ اور مجھکو کشف قبور کے عمل کی اجازت دی تھی۔ اور چند امور جو سینہ بسینہ بزرگون سے متعارف و معلوم تھے عطا فرمائے انتہی کلامہ۔ آپ نے انتقال سے پیشتر اکل و شرب کم کر دیا تھا۔ صرف دودھ پر اکتفا فرماتے تھے۔ آپکی وفات ۱۴ صفر ۱۲۲۲ھ بارہ سو بائیس ہجری مین واقع ہوئی۔ قصبہ ناڈیڑ مین متصل گنج شاہ نور محمد چشتی کے روضہ مین مدفون ہوئے۔ آپ کے تین صاحبزادے تھے سید غلام علی۔ سید درویش علی سید امین الدین علی۔ دوسرا فرزند والد ماجد کے سامنے فوت ہو گیا تھا۔ تذکرہ

شیخ محمود چشتی فاروقی گجراتی

شیخ محمود نام۔ آپ شیخ محمد چشتی کے دوسرے صاحبزادے ہین۔ آپ کی ولادت احمد آباد گجرات مین ہوئی آپ نے والد ماجد سے علوم صوری و معنوی حاصل کر کے خلافت کا خرقہ و اجازت کا فرمان پایا۔ آپ تمام فرزندون سے عزیز و محبوب زیادہ تھے۔ والد ماجد نے قطبیت کے بعد آپ کو چند روز کے لئے سجادہ نشین فرمایا تھا۔ آپ والد کی اجازت سے طالبین کو مرید کرتے تھے۔ آپ خلوت دوست و تنہائی پسند تھے۔ خانقاہ سے باہر نہین جاتے تھے۔ کہین خوشی و غمی کی مجلس مین بھی شریک نہین ہوتے تھے۔ متقی و مرتاض تھے۔

اذکار و اشغال مین مصروف رہتے تھے۔ اور اکثر اوقات مع چند طالبین شیخ حسن محمد کے روضہ مین جاتے تھے اور نصف شب تک رہتے تھے اور وہان سے برخاست کرکے محل مین داخل ہوتے تھے۔ والد کے انتقال کے وقت آپ بھی مریض و صاحب فرش تھے۔ حرکت و جنبش نہین کرسکتے تھے آپکو والد و بھائی کے انتقال کا سخت صدمہ ہوا۔ روز بروز مرض بڑھتا گیا۔ آخر آپنے شب یکشنبہ ۹ ماہ ربیع الآخر سنہ ۱۰۴۰ ایک ہزار چالیس ہجری مین رحلت کی۔ شاہپور احمد آباد گجرات مین شیخ احمد میان جیو کے روضہ کے باہر مدفون ہوئے۔ خزینۃ الاصفیا کے مولف نے آپ کا نام شیخ محمد عرف محمد اعظم اور وفات کی تاریخ ۹ ماہ ربیع الاول سنہ ۱۰۴۰ ایک ہزار چالیس ہجری لکھی ہے۔ صحیح نہین ہے۔ کیونکہ مخبر الاولیا اور فردوس فرخ شاہی سے معلوم ہوتا ہے کہ حسن محمد کی اولاد مین کسی کا یہ نام اور عرف نہین ہے آپ کے دو صاحبزادے تھے۔ ایک شیخ یحیٰ المخاطب معشوق اللہ و الملقب بہ قطب المدینہ۔ جد امجد نے رحلت کے وقت سجادگی آپ کو مقرر کی تھی بعد بہ عم بزرگوار سراج الدین نے والد کی وصیت کی تعمیل کی۔ دوسرے صاحبزادے شیخ فرید الدین تھے۔ بزار دتیبسرک بہ

شاہ میان جی چشتی

آپ ایک واسطہ سے مخدوم سید محمد حسینی گیسو دراز کے مرید و خلیفہ ہین۔ ولایت مانڈو کے قطب تھے۔ اسوقت مانڈو کے تمام مشایخ آپ کی قطبیت کے قایل اور معتقد تھے۔ انوار الاخیار کے مولف نے لکھا کہ آپ مرتاض و مجاہد تھے غرہ رجب سے یوم عاشورہ تک ہمیشہ حجرہ مین معتکف رہتے تھے۔ اور حجرہ کے دروازہ کو بند فرماتے تھے۔ اور حجرہ سے ایسے وقت برآمد ہوتے تھے جب کوئی شخص موجود نہو۔ آپکی نظر پر جلال ہوتی تھی اگر اسوقت کوئی شخص نظر آتا تو تین روز تک بیخود و بیہوش پڑا رہتا تھا

نقل ہے

کہ ایک وقت حجرہ سے برآمد ہوتے وقت آپکی نظر مانڈو کے قاضی پر پڑی اور قاضی آپ سے سخت مخالفت رکھتا تھا اور آپکے کمالات کا منکر تھا۔ اور اکثر اوقات آپ سے بحث و تکرار کرتا تھا۔ آپ کی توجہ جلال کے اثر سے دو روز تک بیہوش رہا۔ ہوش مین آنے کے بعد آپ کا معتقد ہوا۔

نقل ہے

ایک روز مانڈو کا قاضی پالکی مین سوار شرعی حکم جاری کرنے کے لئے۔ آپ کے مکان پر آیا۔ آپ نے دریچہ سے دیکھا۔ کہارون پر آپ کی دہشت و ہیبت اسقدر لاحق ہوئی کہ ایک قدم آگے نہین بڑھ سکتے تھے۔ قاضی صاحب پالکی سے اترے ہاتھ مین درہ تھا مگر حضرت کی دہشت سے درہ ہاتھ سے گرا۔ مگر قاضی شرع کے جادہ پر قائم و مستعد تھا۔ پھر درہ کو قوت سے اوٹھایا۔ آپ کے

تشریب جانے کا قصد کیا۔ آپ بلحاظ شرع و پاس دین محمدی۔ قاضی کے پاس آئے
اور مکان میں لیگئے۔ قاضی نے شراب سے شیشہ کو دیکھکر استفسار کیا۔ یہہ کیا ہے
کہا شراب ہے۔ اور ایک پیالہ بھر کے قاضی کو دیا قاضی نے نہین لیا۔ واقع مین
وہ شراب شربت ہوگئی تھی۔ قاضی نے مراجعت کی۔ آخر آپ نے ۹۸۵ ہجری مین
رحلت کی۔ مانڈو مین مدفون ہوئے۔ یزار و یتبرک بہ۔

شیخ میان پیارا چشتی

شیخ پیارا نام ہے۔ آپ شیخ سلیم چشتی فتح پوری کے مرید و خلیفہ ہین۔ صاحب
کشف و کرامت تھے۔ خلایق کو ہدایت و ارشاد سے ممتاز فرماتے تھے امرا
و فقرا آپ کے ساتھ حسن اعتقاد رکھتے تھے جب اکبر بادشاہ نے مع شاہزادہ
جہانگیر اجمیر کا اراداہ کیا۔ اوسوقت شیخ سلیم چشتی سے دعا و توجہ کی درخواست کی
آپ نے شیخ میان پیارا کو رفاقت مین بھیجا جہانگیر مع شیخ روانہ ہوا بادشاہ
و شاہزادہ اجمیر مین مع الخیر والعافیہ پہنچے زیارت کے بعد چند روز وہان سکونت پذیر
رہے یکایک شاہزادے کا مزاج بیمار ہوا۔ بادشاہ بیقرار ہوا اطبا سے معالجہ
شروع کیا۔ مگر کچھ مفید نہین ہوا۔ حضرت سے دعا کی التجا کی۔ آپ مریض کے
پاس آئے اور بیماری کو جذب و سلب فرمایا۔ شاہزادہ صحیح و سالم ہوا۔ آپ
چند روز تک بیمار رہے۔ آخر آپ نے سنہ ۹۸۶ نوسو چھیاسی ہجری مین اس

دارفانی سے بہشت برین کو رحلت کی۔ نربدا کے کنارے مدفون ہوئے۔

شیخ میان پیارا چشتی

آپ سید یداللہ حسینی کے مرید و خلیفہ ہین بندہ نواز گیسو دراز سے فیض پایا صاحب وجد و حال تھے سماع و سرود کے فریفتہ تھے مجلس سماع مین مست و بیہوش رہتے تھے آپ جب مرشد کی خدمت مین بیعت کے لئے حاضر ہوئے مرشد نے استفسار کیا کہ پہلے کہین کسی پر فریفتہ ہوا تھا شیخ نے کہا ہان مین ہندو عورت پر فریفتہ و شیفتہ ہوا تھا۔ اور اوسکا دیدار مجھکو نصیب نہین ہوتا تھا کثرت شوق و جوش اشتیاق سے بیتاب رہتا تھا۔ مگر کوئی صورت نہین ہوتی تھی کہ دیدار ہو آخر یہ حیلہ کیا کہ ہنود کا شیوہ اختیار کیا گلے مین زنار ڈالا اور گاے کی پرستش شروع کی اس حیلہ کے بدولت اوسکا دیدار ہوتا تھا وہ محبوبہ گائیون کی شبانی کرتی تھی مدت تک اسی حالت مین بسر کیا پھر عشق حقیقی کے جذبہ نے مجھکو عشق مجاز سے کھینچا آپکی خدمت بابرکات مین پہنچایا۔ آپ نے یہ واقعہ سنکے شیخ کو بیعت و خلافت سے سرفراز فرمایا۔ اور فیضان نعمت و عرفان حقیقت سے ممتاز کیا اور آپکو ایک حجرہ خاص مرحمت کیا۔ آپ حجرہ مین رات دن اذکار و اشغال مین معروف رہتے تھے۔ بزرگ عالیمقام و مرجع خاص و عام تھے۔ آخر آپ نے ۸۶۵ھ آٹھسو پینسٹھہ ہجری مین رحلت کی گلبرگہ مین مدفون ہوئے۔ شاہ جلال الدین گجراتی آپکے خلیفہ تھے

شاہ محی الدین ثانی

شاہ محی الدین ثانی بن سید الابدال شاہ عبداللطیف لاابالی بن سید طاہر الحموی البغدادی۔ نسب کا سلسلہ محبوب سبحانی سے ملتا ہے۔ آپ کا لقب پیر شاہ صاحب ہے۔ یہہ حضرت لاابالی صاحب کے سیوم فرزند ہین۔ مادر زاد ولی تھے۔ صاحب کرامات و خوارق عادات تھے۔

نقل ہے

کہ آپ کی عمر سات برس کی تھی لاابالی صاحب ایک عمارت بنوارہے تھے چھت ڈالا گیا۔ مگر ایک لکڑی طول مین کم تھی اسوجہ سے اوس روز کام موقوف تھا آپ مدرسہ سے آئے۔ پوچھا کس لئے کام بند ہے۔ لوگون نے کہا کہ لکڑی کوتاہ ہے۔ آپ نے ہاتھ سے لکڑی کو کھینچا برابر ہوگئی۔ حاضرین حیران ہوئے اور حضرت سے عرض کیا۔ آپنے فرمایا بابا ابھی سے آپ خرق عادت ظاہر کرتے ہین معلوم ہوتا ہے کہ آپ قمر نگر مین میرے پاس نہین رہین گے۔ آخر آپ حیدر نگر مین متوطن ہوئے۔ اور قمر نگر کو ترک کیا۔ اکثر آپ عالم استغراق مین رہتے تھے۔ خودی سے بیخود ہوتے تھے۔ ایکروز آپ حالت استغراق مین تھے کہ حقہ سے آگ ہاتھ پر گری ہاتھ جل گیا۔ آپ کو کچھ خبر نہین ہوئی جب پوست کے جلنے کی بو پراگندہ ہوئی تو خادمون نے دیکھا آگ کو بجہایا اور

حضرت کو آواز دی آپ ہوشیار ہوئے۔ اور فقیر سے کہا کہ تو عجب حیوان ہے
فقیر اوس روز سے حیوان شاہ مشہور ہوا۔ آپ کو خلافت کا خرقہ شیخ علی صاحب سے
ملا تھا۔ مگر شیخ علی صاحب نے آپ سے کہا مین آپکے خاندان کا خادم ہون
آپ شجرۂ اجداد یہ مین خادم کا نام شریک نکرین۔ اور مجھکو واسطہ نہ بنائین آپنے
شیخ صاحب کے حکم کی تعمیل کی۔ شجرہ مین شیخ کا نام درج نہین فرمایا۔ آپ
کرنول سے حیدر آباد مین آئے۔ چندروز بیرون بلدہ فروکش رہے۔ پل والے
دروازہ سے شہر مین داخل ہوئے۔ ایک کہنہ مسجد جو دروازہ کے متصل تھی
اوس مین اوترے۔ لوگون نے منع کیا کہ حضرت یہ مسجد ویران ہے۔ اس مین
آسیب کا خلل ہے۔ ملک عنبر نامی خبیث یہان رہتا ہے۔ راتکو قبر سے
برآمد ہوتا ہے۔ اکثر آدمیون کو ہلاک کرتا ہے اور اس باوڑی مین ڈال دیتا ہے
ملاحظہ کیجئے باوڑی مردون کی ہڈیون سے معمور ہے۔ آپ نے کسی کی نہین
سنی۔ آپ خاص عنبر کی گنبد مین جو مسجد سے قریب تھا ٹہرے۔ ایکروز ایک
رات اوسمین رہے کچھہ آسیب کا خلل نہین ہوا۔ اوسی روز سے آسیب کا
خلل موقوف ہوگیا۔ پھر چند مرتبہ آپ اوسی مسجد مین معتکف ہوئے حیدرآباد مین
آپ کی بڑی شہرت ہوئی شہر کے مشایخ نے آپ کی بڑی تعظیم و تکریم کی شاہ
ابدال سید میران حسین حموی صاحبزادہ و عبدالقادر قادری حضرت سے ملے
اور عبدالقادر نے اپنی بڑی صاحبزادی آپ سے منسوب کر دی۔ اور خانقاہ مین

آپکی سکونت گاہ مقرر ہوئی۔ اسوقت تک آپکی اولاد خانقاہ مین ہے آپ شادی کے
بعد خسر کے مکان پر چوبیس برس تک رہے۔ دونوین باہم اتفاق رہا کبھی
نا اتفاقی نہین ہوئی۔ بیوی صاحبہ سے آپکو تین لڑکے اور تین لڑکیان پیدا
ہوئین۔ آپکی عمر پچاس کو پہنچی تب آپ نے دنیوی تعلق سے جدائی اختیار کی
پھر تینتالیس سال تک صحرانوردی مین رہے جہنیون نظرون سے غائب رہے
کبھی کبھی ٹکاپور ضلع گولکنڈہ مین خسر سے ملنے کو آجاتے تھے۔

نقل ہے

سید عبد القادر قادری جب شاہ محی الدین کو دیکھتے تھے۔ اوسیوقت
تعظیم کے لئے اوٹھہ کھڑے ہوتے تھے۔ سید محی الدین ثانی نے
والد سے کہا آپ داماد کی بڑی تعظیم کرتے ہین۔ آپنے فرمایا جب شاہ محی الدین کو
دیکھتا ہون اوسی وقت مجھکو کوئی بازو پکڑکے کھڑا کردیتا ہے مجبوراً تعظیم کرتا ہون

نقل ہے

کہ ایک روز آپ مسجد مین تھے۔ ایک مسافر بھی وہان اترا۔ آپ عالم
استغراق مین غرق تھے۔ تمام رات گذر گئی۔ مگر آپ استغراق سے برآمد
نہین ہوئے صبح مسافر نے آپسے کہا کہ میرے پاس دو اشرفی تھین وہ گم
ہوگئین شاید آپنے لیا ہوگا۔ مجھکو واپس دیجئے۔ نہین تو مین آپ کو
کوتوال کے پاس لے جاؤنگا۔ آپنے کچھہ جواب نہین دیا۔ مسافر نے

آپکے ہاتہہ باندہ دئے اور خود آگے ہوا اور آپکو پیچھے رکھا۔ شہر مین پہنچے اوسوقت اتفاقاً راہ مین دونون آپکے صاحبزادے سے ملے۔ حضرت کی حالت دیکھکر حیران ہوے مسافر سے پوچھا کیا معاملہ ہے۔ مسافر نے سب ماجرا بیان کیا۔ صاحبزادون نے مسافر کو قیمتی ہتیار جو ہمراہ تھے دیدئے اور حضرت کے ہاتہہ کھولدئے۔ اسوقت آپکا استغراق کم ہوا۔ آپنے صاحبزادون سے کہا مجھکو مسافر کے حرکات بہت ہی مرغوب تھین۔ مین اوسکی رضا پر راضی تھا مسافر یہ مضمون سنکر قدمو نپر گر پڑا۔ کہا مین نے ہند مین سنا تہا کہ حیدرآباد مین ایک بزرگ بے نفس ہے۔ اور مین آپکے امتحان کو آیا تھا۔ بیشک آپ کی شان جو مین نے سنی تھی اوس سے زیادہ ہے۔ شنیدہ کے بود مانند دیدہ ہندوستانی مسافر مدت تک خانقاہ مین رہا۔ اور وہین فوت ہوا آپکے روضہ مین دفن کیا گیا

نقل ہے

کہ ایکروز کسی مرید نے آپکی دعوت کی آپ یابو پر سوار ہوکے باہر سے شہر مین آتے تھے۔ آپ استغراق مین تھے اور آپکے دونون پوتے شاہ عبداللطیف ثانی و شاہ درویش محی الدین قادری ہمراہ تھے۔ دونون نے حضرت کی نگاہ مین تہام لین ایسا نہو کہ آپ حالت استغراق مین گرین۔ جب حضرت کی سواری پل سے شہر مین داخل ہوئی۔ اثناے راہ مین شاہ علی عباس مجذوب برہنہ تھے صرف عریانی لباس تہا آپکی سواری دیکھتے ہی کسی کی چادر لیکر

ستر عورت کیا۔ اور کہا کہ آدمی آتا ہے۔ پھر ایک میوہ فروش کی دوکان سے
انبہ کے پانچ دانے لے آئے اور شاہ درویش کو دئے۔ کہ حضرت جب
ہوش مین آئین تو میرے طرف سے ہدیہ دینا۔ پھر شاہ مذکور نے ہدیہ پیش
کیا اور مجذوب کی کیفیت بیان کی آپ ہدیہ لیکر خوش ہوے۔ فرمایا شاہ علی عباس کامل مجذوب ہین

نقل ہے

رستم دل خان بن جان سپار خان ناظم حیدرآباد دکن آپکی خدمت مین ہمیشہ
آمد و رفت رکھتا تھا۔ ایکروز حضرت کے خدمت مین آیا قدمبوسی سے مشرف
ہوا۔ دیر تک گفتگو ہوئی آخر ناظم دست بستہ ہوکر کھڑا رہ گیا کہا ایک عرض ہے
آپنے فرمایا کہو۔ عرض کیا۔ آپ روشن ضمیر ہین اظہار کی ضرورت نہین۔
حضرت نے فرمایا خواہش دنیا ہے تو تجھکو حاصل ہے اگر اس سے زیادہ کی
خواہش ہے تو بشرط قسمت رفتہ رفتہ حاصل ہوگی فقرا کو تکلیف دینا نہ چاہیے۔
ناظم نے کہا۔ میری عرض اور ہے آپنے فرمایا اگر عقبی کی بہتری چاہتا ہے تو
اوامر و نواہی کو بجا لا۔ عقبی درست ہوگی۔ ناظم نے کہا میری عرض اور ہے
آپ نے فرمایا خدا کی خواہش ہے تو ایک گدہے پر سوار آدہا چہرہ سیاہ
اور آدہا سفید کرکے آ تیرا مطلب حاصل ہوگا۔ ناظم نے کہا اور کچھہ ارشاد ہو فرمائیے
آپ خفا ہوے اور فرمائے یہان سے نکل جا۔ غرض ناظم گھر کو واپس آیا
تھوڑے دن کے بعد عالمگیر بادشاہ ہند سے دکن مین آیا اور تاناشاہ کو قید

کرکے سے گیا۔ حیدرآباد کی صوبہ داری اعظم شاہ کے نام مقرر رہو گی پہر عالمگیر فوت ہوا۔ بہادر شاہ ہند سے دکن مین آیا۔ اعظم شاہ سے لڑائی ہوئی اعظم شاہ شہید ہوا۔ بعد مین جاسوسون سے بہادر شاہ کو خبر دی کہ اعظم شاہ رستم دل خان کے اغوا سے شہید ہوا۔ اور یہہ فساد خان مذکور کی وجہ سے نمود ہوا تہا۔ بہادر شاہ کا حکم ہوا کہ خان مذکور کو ہاتی کے پیر سے باندہ کر قتل کرو۔ اور تمام شہر مین تشہیر کرو۔ آخر حسب الحکم خان مذکور کے ساتہہ ویسا ہی کیا گیا۔ غرض جو بات حضرت کے منہ سے نکلی تہی اوسکا ظہور رہوا۔ اور بعض مورخین نے لکہا ہے کہ رستم دل خان کو کام بخش نے قتل کیا۔ یہی قول صحیح ہے پہلی روایت مشکواۃ النبوۃ کے مولف نے نقل کی ہے۔ شاید سہو کاتب ہے۔

نقل ہے

ایک سپاہی مفلس آپکی خدمت مین آیا اور بدن پر ایک انگہ بوسیدہ و پارہ پارہ رکہتا تہا۔ انگہ کے سوراخون سے اوسکا جسم نظر آتا تہا آپسے عرض کیا کہ آپ شرزہ خان وزیر کے نام سے سفارش کردیجئے تاکہ میری ترقی ہو جائے آپنے ایک رقعہ لکہدیا۔ ہم بجنسہ شایقین کے ملاحظہ کے لئے لکہتے ہین

رقعہ

بحق آن بے ہمتا کہ یکتا قبا دارد و بالاش لا در لا و الا حیران۔ اگر توانی مدد نما کہ توانی زیادہ اللہ بس باقی ہوس۔ مشکوۃ النبوۃ کے مولف حضرت سید علی صاحب

الموسوی القادری نے اس رقعہ کی شرح لکھی ہے۔ ہم اوسکا خلاصہ نقل کرتے
ہین ۔ قولہ بحق آن بے ہمتا ۔ بے ہمتا سے ذات واجب مراد ہے وبرزخ
کبریٰ ۔ وبرزخ اولیٰ وبرزخ البرازخ وحقیقت محمدی بھی اوسکو کہتے ہین
یہہ مرتبہ اجمال ہے ۔ قبا سے صفات مراد ہے ۔ قبا کی تحقیق اسوجہ سے
ہے کہ ذات مرتبہ لاتعین مین تھی ۔ اوسنے چاہا کہ اپنے کو ظاہر کرے
تعین کے لباس مین داخل ہو جائے ۔ یعنے خود بخود نمود ہوئی ۔ قولہ
بالاش لا ۔ لا سے مرتبۂ لاتعین مراد ہے ۔ یعنے بالائی تعین اول
مرتبہ لاتعین ہے اوسکو احت البحث کہتے ہین ۔ اور لا سے لاتعین ثانی
مراد ہے کیونکہ ذات تعین اول سے تنزل کرکے تعین ثانی مین داخل ہوئی
اوسکو برزخ صغریٰ وحقیقت آدم واعیان ثابتہ وعالم جبروت کہتے ہین
یہہ مرتبہ تفصیل ہے ۔ کہ اس مقام مین اسمار صفات الٰہی وامکانی آپسمین
ممتاز ہوتے ہین اسکو مرتبۂ تفصیل بعد اجمال کہتے ہین ؎ خود کوزہ وخود
کوزہ گر وخود گل کوزہ ۔ خود برسر بازار خریدار در آمد بشکست وروان شد

تنزلات مراتب

مثلاً سیاہی محض مرتبہ احدیت مین ہے ۔ جب وہ حرکت کرے اور
نقطہ کی صورت مین آوے تب وہ مرتبہ وحدت ہے اور نقطہ حرکت
کرکے خط ہو جائے تو وہ مرتبہ واحدیت ہے واقع مین وہی سیاہی ہے

لیکن ہر ایک مقام مین ایک ایک نام سے موسوم ہوئی ۔ ع

وان سیاہی شکل ہویت غیب | بعدہٗ نقطۂ فرض کن لاریب
ہر کجا نقطہ می نہی آنجا | سہ نقطہ می شود درو پیدا
سیوم آن نقطہ انتہاحی وان | کہ بر آن پشت کاغذیست نہان
پس بدین اعتبار الف گردد | یا شود منظہر مبین گردد
پس الف یا شود یا سین | ہر سہ دندانہ اش سہ نقطہ بین
راستی الف بجہت تمیز | صورت لام را نمود نیز
باز از لام دائرہ گردید | پس مکانش نقطہ شد در دید
دو آن میم و صاد انی | بعدہٗ بسم اللہ خوانی
پس نقطہ ہم مجمل و مفصل شد | بہر تصویر کل مکمل شد

ہر مرتبہ مین سیاہی کے لئے حکم دوسرا ہے ۔ مرتبہ سیاہی مین اوسکو سیاہی کہتے ہین ۔ مرتبہ نقطہ مین نقطہ کہتے ہین ۔ اور مرتبہ خط مین خط کہتے ہین ۔ قولہ ورلا و الا حیران ۔ لا سے مرتبہ احدیت مراد ہے ۔ الا سے مرتبہ واحدیت مراد ہے ۔ لا و الا کے درمیان وحدت ہے ۔ اور لا و الا برزخ جامع واقع ہے اور یہ مقام سرور عالم صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم کا ہے کوئی انبیا سے اس مرتبہ کو نہین پہنچا ۔ کیونکہ آدمی کے سیر حقیقت آدم مقام حیرت ہے ۔ اسلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم نے اس مقام مین

زیادتی کی دعا کی ہے اللھم زدنی منک الخیر علم سلوک مین ایک مقام ہے
کہ سالک اس مقام مین اپنے کو گم کرتا ہے۔ استغراق بفنار احدیت
اوس سے کنایہ ہے۔ پس اسوقت مین کمال حیرانی سے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی روح مبارک سے امداد چاہتا ہے
اور زبان حال سے کہتا ہے۔ اسے مرشد رہنما۔ بحق آن سبے ہمتا۔
قولہ اگر توانی مدد نما کہ توانی۔ یعنے توان ہستی کہ مطلق ہستی۔ یعنے
تو وہ ہستی مطلق ہے۔ قولہ کہ توانی۔ یعنے تو کامل قدرت رکھتا ہے
اور عاجزون کو حیرانی سے منزل مقصود کو پہنچا سکتا ہے۔ قولہ زیادہ اللہ البر
یعنے طالب صادق کہتا ہے اسے مرشد مین تجھ سے خدا کو چاہتا ہون۔
اور خدا کے سوا کوئی چیز نہین چاہتا ہون۔ قولہ باقی ہوس۔ یعنے کشف
کرامات کا عاشق۔ عیش وعشرت کا خواہان نہین ہون۔ اگر ایسا ہون تو ہوس
کیا ہوگا۔ صاحب ہوس ہون گا۔ ایضًا۔ مرشد کامل مرید سے کہتا ہے
ہر وقت مین اللہ کا خواہان رہ۔ اور حیرانی زیادہ طلب کر اور اسم اللہ مین
مشغول ہو۔ خدا قران مین کہتا ہے۔ قل ھو اللہ احد۔ قولہ والسلام
یعنے مرشد طالب سے کہتا ہے اسے طالب توقف کر کہ تا اسم سلام کی
تجلی تجھپر ظاہر ہووے وہ دار السلام ہے خدا فرماتا ہے۔ واللہ
یدعوا الی دار السلام۔ قولہ والدعا۔ یعنے جب تو سلامتی کے مرتبہ کو

پہنچے تب تمکو حق کے طرف بلاتے ہین اوسکا نتیجہ ارشاد و ہدایت ہے
الغرض سپاہی نے رقعہ خان مذکور کو دیا خان موصوف نے حضرت کا
خط سر و آنکہون پہ رکہا اور ہمراہی مین جو کوتل گھوڑا تہا سپاہی کو دیا۔
اور ہمراہ لیجا کر اوسکو اپنا مقرب بنایا۔ حضرت سید شاہ محی الدین ثانی عارف
کامل ستھے ریاضت و مجاہدہ مین بے نظیر تھے اکثر اوقات سیر و سیاحت
بسر کرتے تھے۔ حیدرآباد کے اطراف مین پہرتے تہے۔ کچکول بنڈہ
ایک غار جو حیدرآباد کے چند میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ ادسمین
رہتے تھے ابتک وہ مقام آپکا چلہ گاہ مشہور ہے۔ جاے پر فضا ہے
پہاڑی کی چوٹی پر ایک پختہ مکان ہے اوسمین یہ چند رباعیات مرقوم ہین

ہجرت گہ فرزند رسول ست اینجا ۔ خلوت کدہ ابن بتول ست اینجا
این غار چو نور ست کہ اہل زیارت ۔ ہر حیکہ بخواہند قبول ست اینجا

یک انغار یست کان سالار ابرار ۔ زمکہ کردہ ہجرت شد دران غار
یک این غار یست کان پیر شاہی ۔ ز دنیا کردہ ہجرت شد درین غار

ہست این غار ہمچو غار ۔ ثور بجائیکہ احمد مختار
وصف او آمدہ ست در قرآن ۔ ثانی اثنین از ہمہ فی الغار

آنکہ ز تقید جہان آزاد ست ۔ ہر حال بوارستگی خود شاد است
اینجا چو باید او بگوید از واجب ۔ کار امش چلہ گہ صاحب ارشاد است

آپ رحلت سے قبل ملک عنبر کی مسجد مین جو اندرون شہر واقع ہے آئے. سات دن تک وہان رہے سا تو ین دن عالم بالا کو رخصت ہوئے اوسوقت عالمگیر پادشاہ حیدر آباد مین تہا. اور رستم دل خان بادشاہ کا مقرب تہا خان مذکور نے آپکی رحلت کی خبر دی. بادشاہ کو سخت افسوس ہوا. بادشاہ نے آپکا مدفن پادشاہی عاشور خانہ کے صحن مین تجویز کیا. سب نے منظور کیا. جنازہ مکہ مسجد مین آیا. نماز کے بعد جنازہ کو عاشور خانہ مین لائے صحن مین جہان قبر کھودتے تھے وہان سخت پتھر بر آمد ہوتا تہا. آخر بادشاہ کے حکم سے رحلت گی جگہ مین دفن کئے گئے. آپ کی وفات ۴ رجب ۱۱۱۱ھ گیارہ سو گیارہ ہجری مین ہوئی

در داد ہاتف این ندا　　　پیوستہ ہادی با خدا

۴۲ برس کی عمر مین کرنول سے حیدرآباد مین آئے. اور ۴۲ برس خانہ داری مین رہے. ۳ برس عالم تجرید مین گذرے آپکی عمر نوے سال کی تھی

اولاد

تین لڑکے اور دو لڑکیان تہین. عبدالحی الدین. شاہ عبداللطیف ثانی. پیر بادشاہ صاحب مجذوب. (۲) لڑکیان. بی بی امنہ. و بی بی عاقلہ

روضہ کی بنا

آپکے ایک مرید ابو محمد سوداگر نے قبر مبارک پر عمارت و گنبد شانزدہ ستونی پختہ بنا دیا. تا حال موجود ہے. اور صحن کا فرش سنگین ہے۔

لباس حضرت

جبہ پارچہ گندہ۔ کلاہ کان پوش۔ تہ بند شرعی۔ آپکی کلاہ وجبہ تبرکاً موجود ہے۔ سجادہ نشین کو تبرکاً پہناتے ہین۔ یزارو تبرک بہ۔

شیخ محمود عرف شاہ راجن چشتی فاروقی

شیخ محمود نام۔ شاہ راجن عرف ہے۔ آپ شیخ علم الدین چشتی فاروقی کے صاحبزادے ہین۔ والد ماجد کے مرید وخلیفہ تھے اور سہروردیہ طریقہ مین شیخ قادن سے اور چشتیہ طریقہ مین حضرت سید محمد حسینی بندہ نواز گیسو دراز سے اور شیخ احمد کھٹو سے مغربیہ طریقہ مین خلافت پائی اور نعمت حاصل کی۔ اور شیخ عزیز اللہ متوکل علی اللہ سے بھی فیض پایا۔ غرض کہ آپ عرفا وفقرا سے ملتے رہتے تھے اور ہر ایک کی صحبت سے مستفید ہوتے تھے متقی وپرہیزگار وعابد تہجد گزار ودین واسلام کے حامی ومددگار تھے اہل اسلام کے ساتھہ ہمدردی ومساعدت جان ومال سے کرتے تھے اور اہل اصنام کے ساتھہ بھی بلحاظ تالیف قلوب حسن سلوک فرماتے تھے آپکی ارادت کا سلسلہ خواجہ محمود نصیر الدین چراغ دہلی سے پہنچتا ہے۔ اور نسب کا سلسلہ حضرت امیر المومنین عمر بن الخطاب سے منتہی ہوتا ہے آپکی رحلت ۲۲ صفر ۹۰۰ھ ہجری مین واقع ہوئی۔ پٹن گجرات مین مدفون ہوئے

حضرت شاہ سید محمود نعمت اللہی

آپ سادات رضویہ سے ہین ۔ انوارالاخیار مین لکہاہے کہ آپ کا اصلی وطن
نجف اشرف ہے آپ کے بزرگ نجف اشرف کے متولی تہے ۔ آپکو زمانہ کی
گردش وآب وخورش کی کشش نے وطن سے ہند مین پہنچایا۔ ہندوستان کی
سیر کرتے ہوئے شہر بیدر دکن میں وارد ہوئے اوسوقت بیدر مین مولانا
شمس الدین حسینی شاہ خلیل اللہ بت شکن کے سجادہ تہے ۔ آپکی کرامت
وخرق عادت کا آفتاب دکن کے بلاد وامصار مین چمک رہاتہا ۔ خلایق کے دلونکو
اپنے نورانی کرنون سے روشن کررہاتہا ۔ ایکروز حضرت شاہ محمود مع تمام
مریدین مولانا کی خدمت مین ملازمت کے لئے حاضر ہوئے مولانا کی ملازمت سے
مشرف ہوئے ۔ مولانا کا نورانی چہرہ دیکہتے ہی فریفتہ ہوگئے صدق ارادت و
حسن عقیدت سے بیعت حاصل کی تین سال تک مولانا کی خدمت مین رہے
اس مدت قلیل مین درجہ کمال کو پہنچے ۔ صاحب کشف وکرامات ہوئے
مولانانے آپکو خلافت کی سند عطا کرکے حیدرآباد جانیکی اجازت دی ۔ آپ
مرشد کی ہدایت واجازت سے سلطان عبداللہ قطب شاہ کے آخر زمانہ مین
شہر حیدرآباد مین رونق افزا ہوئے پہاڑی کی چوٹی پرجہان آپکا مزار ہے
فروکش ہوئے ۔ فی الحال وہ پہاڑی شاہ محمود کی پہاڑی کے لقب سے مشہور ہے
آپ پہاڑی پر کبھی بیہوشی مین مستانہ پڑے رہتے تھے کبھی ہوش مین آجاتے

چند روز کے بعد فرماتے تھے کہ میرا مرقد اسی مقام مین ہوگا اور میرا وقت موعود یہین پورا ہوگا. آپ نے اوسی پہاڑی پر ایک خانقاہ کی بنا ڈالی. نہایت اہتمام سے تعمیر شروع کی. آپ مزدورون کو دل خواہ اجرت دیتے تھے. اگر کوئی حاملہ عورت مزدوری کو آتی تو اوسکو دوچند اجرت عطا فرماتے تھے. اوس وقت تاناشاہی داد محل وغیرہ محلات کی تعمیر کا بھی کام چل رہا تھا. مزدور کم ملتے تھے آپنے مزدوری دوچند کردی. اکثر مزدور آپکے طرف رجوع ہوئے تاناشاہی حکم سے دن کو تمام مزدور جبرًا بادشاہی عمارات کا کام کرتے تھے. زاید اجرت کی طمع سے رات کو حضرت کے محمود محل کی تعمیر مین شامل ہوتے تھے. اور مزدوری دوچند پاتے تھے حضرت سے بہت ہی خوش ہوتے تھے اور کام عمدہ طرح سے کرتے تھے بمصداق ع کہ مزدور خوش دل کند کار بیش. مزدور رات کے تھکے ہوئے دن کو جبرًا سرکاری محلات کے کام مین شریک ہوتے تھے. بیدلی و سستی سے کام کرتے تھے دن بھر غنودگی مین رہتے تھے تاناشاہ کو یہ بات معلوم ہوئی کہ مزدور تمام رات محمود کے کام میں بسر کرتے ہین دن کو سست و پست ہوکر یہان آتے ہین پادشاہی محلات کا کام برابر نہیں ہوتا. تاناشاہ غضبناک ہوا اور حکم دیا کہ تمام شہر کے بازارون مین ممانعت کی جائے کہ کوئی روغن گر شاہ محمود کے خادمون اور مریدون کے ہاتھ تیل فروخت نکرے تاکہ رات کا کام موقوف ہو جائے. جب یہ بات حضرت محمود شاہ کو معلوم ہوئی. فرمایا

بجائے روغن چراغ ہمارے کوین کا پانی استعمال کرو۔ حضرت کی کرامت تھی
کہ مزدور پانی سے چراغ و مشعل جلاتے تھے اور محمود محل کا کام کرتے تھے۔ آپ نے
تانا شاہ کو بددعا دی۔ اور فرمایا خدا کے حکم سے ہماری خانقاہ تیار ہو جائیگی
مگر تانا شاہی دادمحل اور اُسکے مرشد راجو قتال حسینی کا گنبد ناتمام رہینگے
اور خدا تانا شاہ کو کسی غالب کے ہاتھ میں مغلوب کریگا۔ آخر حضرت نے
جو فرمایا تہا وہی واقع ہوا۔ یعنے عالمگیر بادشاہ غازی نے ۱۰۹۷ھ ایکہزار
ستیانوے ہجری میں تانا شاہ پر حملہ کیا۔ آٹھ دس مہینہ تک گولکنڈہ کے
قلعہ کا محاصرہ رہا ۱۰۹۸ھ ایکہزار اٹھیانوے ہجری میں قلعہ مفتوح ہوا۔ تانا شاہ
قید کرکے دولت آباد کے قلعہ مین بھیجدیا۔ چودہ برس تک قید خانہ مین زندہ
رہا۔ آخر ۱۱۱۲ھ گیارہ سو بارہ ہجری مین مرض اسہال کبدی فوت ہوا۔
اور مکانات دادمحل اور شاہ راجو کا گنبد وغیرہ ناتمام رہے دادمحل کی ناتمام
عمارت حضرت غفران مآب نواب نظام علیخان بہادر۔ اسد جنگ آصفجاہ
ثانی کے زمانہ تک موجود تھی اور اوسمین سرکاری باروت خانہ تہا یکایک
ایک صاعقہ گری باروت کے بہڑکنے سے دادمحل اُوڑگیا۔ کھنڈر باقی
رہے تھے وہ موسی ندی کے طغیانی کی نذر ہوئے۔ اب اون مکانات کا
نشان بہی باقی نہین ہے۔ صرف اسم بے مسمی ہے۔ علی ہذا القیاس
شاہ راجو حسینی کا گنبد ناتمام رہا۔ اطراف وجوانب مین شکستہ ہو رہا تہا۔

حضرت غفران منزل نواب ناصر الدولہ بہادر مرحوم نے اوسکی مرمت کرائی تہی
ابتک درست موجود ہے۔ خلاصہ کلام حضرت شاہ محمود عارف کامل و درویش
واصل تہے اور خوش اخلاق اور فرشتہ صفات تہے۔ آخر عمر تک پہاڑی پر
رہے۔ تیرہ تاریخ ماہ شعبان سنہ ۱۱۰۰ گیارہ سو ہجری مین اس دار فانی سے
عالم بقا کو روانہ ہوئے پہاڑی پر مدفون ہوئے۔ مزار و متبرک ہے ہر
ہر جمعرات کو معتقدین کا مجمع ہوتا ہے۔ مشکواۃ النبوۃ مین لکہا ہے کہ آپنے
اپنا گنبد زندگی مین تیار کرایا تہا۔ یہ پہاڑی متبرک مقام ہے۔ خوش نما پر فضا
صاحب اولاد و سلسلہ تہے۔ آپکے فرزند شمس الدین عرف شمس مولا سجادہ
نشین و خلیفہ تہے۔ ابتک خلافت و سجادگی کا سلسلہ آپکے خاندان مین جاری
ہے۔ ہمارے سرکار عالی بندگان عالی مدظلہ العالی کے طرف سے وظایف
و سالانہ یومیہ و اخراجات عرس و عود و گل مقرر ہین۔ اللہ تعالی بطفیل اولیا کرام
اس ریاست کو تا ابد قایم رکہے تاکہ خدمات و خیرات کا سلسلہ جاری رہے آمین

شاہ معین الدین حسن بن شاہ حماد بغدادی فرنگلی

آپ والد ماجد کے خلیفہ و مرید تہے۔ والد کے بعد سجادہ نشین ہوئے۔ صاحب
خوارق عادات تہے۔ متشرع و متقی تہے۔ صوم و صلواۃ کے پابند۔ کبھی آپنے
کوئی امر خلاف شرع نہین کیا۔ یہ بات نہایت ہی مشکل ہے کہ طریقت کو
شریعت کے ساتہہ پورے طور سے رکہے یہ بات بہی آپ کی کرامت سے

خالی نہین ہے۔ آپکی وفات ۱۱۵۵ھ اسلہ ایکہزار ایکسو پچپن ہجری سلخ محرم الحرام مین ہوئی والد ماجد کے گنبد سے چند قدم کے فاصلہ پر آپ کا گنبد ہے۔ آپکے دو فرزند تھے۔ ایک سید شاہ اولیا قادری۔ دوسرے سید شاہ عبدالنبی قادری

سید شاہ محفوظ بن سید شہاب الدین شاہجہان آبادی

انوار الاخیار مین لکھا ہے کہ آپ ابتدا مین والد ماجد کے مرید وخلیفہ ہوئے طریقہ قادریہ کے پیرو تھے پھر آپکو محبت الٰہی نے اس بات پر آمادہ کیا کہ معرفت الٰہی حاصل کرنا چاہئے۔ ایکروز آپ جوش محبت و خروش عشق مین سو گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا حضرت نے زبان مبارک سے فرمایا اے محفوظ تیرا حصہ سید محمد مدنی کے تفویض ہے اور آپنے اوسیوقت مجکو عالم رویا مین سید مدنی سے ملاقات کرادی۔ بعدہ مین خواب سے ہشیار ہوا۔ سید مدنی کی جستجو شروع کی یہانتک کہ تلاش مین ہند سے دکن گیا بیجاپور دکن مین سید مدنی سے ملاقات کی اور فیض نعمت سے فیضیاب ہوا۔ پھر آپ مدنی صاحب کے حکم سے حیدرآباد دکن مین آئے اور شہر مین سکونت اختیار کی۔ آپ کی ہمیشہ عادت جاریہ تہی کہ سرپر ایک سبوچہ پانی سے بہرا ہوا لیکر راستہ وبازار مین پہرتے تہے راستہ چلنے والون کو پانی پلاتے تھے۔ اور شرعی کامون مین بڑی احتیاط کرتے تہے۔ شرع کے پابند تہے۔ تمام شب یاد الٰہی مین گذارتے تھے۔ کملا روقت سے ملے مین۔ سادات سے تہے

آپکی سکونت گاہ اردو بازار حیدر آباد مین تہی۔ آپ کو تین صاحبزادہ تہے بشاہ عنایت اللہ۔ شاہ ہدایت اللہ۔ شاہ فضل اللہ۔ آپ کی وفات ۲ ہر شعبان سنہ ۱۱۶۰ گیارہ سو ساٹہہ ہجری مین ہوئی۔ قبر مکان سکونت گاہ مین ہے

شاہ میان جیو

آپ بندہ نواز کے خلیفہ ہین۔ مرأت الاسرار مین لکہا ہے۔ شہر مانڈو مین سکونت پذیر تھے۔ صاحب ولایت و کرامت تھے۔ علما ظاہری آپ کو نہین مانتے تھے۔ آپ پر اعتراض کرتے تھے۔ اور شرعی امور مین ماخوذ کرتے تھے ایک وقت قاضی آپکے سزا کیلئے آیا ہاتہہ مین شراب کا پیالہ تہا قاضی نے پوچہا کیا ہے۔ آپنے فرمایا شربت ہے اور ہاتہہ بڑہا کے قاضی کو پیالا دینا چاہتے تہے مگر قاضی نے نہین لیا۔ آپنے ہاتہہ کہینچ لیا۔ آپکی عادت تہی کہ ہر سال رجب کے عشرہ اول مین معتکف ہوتے تھے ایک وقت آپکی نظر قاضی پر پڑی۔ ایک وقت قاضی بیہوش ہوا۔ پہر اوس روز سے آپ کا معتقد ہوا پہر کبہی آپ پر شرعی مواخذہ نہین کیا۔ آخر آپ نے ۸۷۹ھ ہجری مین رحلت کی۔ مدفن مانڈو ہے۔

محمد خان صاحب دکنی

آپ کا اصلی وطن دکن ہے۔ ابتدا مین سپاہ پیشہ تہے۔ فن سپاہ گری مین ہوشیار و چالاک تھے کسی درویش کی زبانی دنیا کی ناپائیداری کی حقیقت سنی نوکری سے دست بردار ہوئے۔ پیر و مرشد کی تلاش مین ہندوستان کا

سفر اختیار کیا۔ ہند کے تمام بلاد و امصار مین سیر کرتے رہے۔ دلّی و سرہند
و لاہور و ملتان وغیرہ بلاد کے مشایخ سے ملاقات کی اور ہر ایک کی صحبت
و ملازمت سے فیض پایا۔ اور ہر ایک خرمن سے خوشہ اور ہر اک خوان سے
توشہ لیا۔ پھر دکن مین مراجعت کی اور حضرت محی الدین ثانی کی ملازمت مین
حاضر ہوے چند روز حسن ارادت سے طالب رہے۔ آخر حضرت کے مرید
و خلیفہ ہوئے۔ کسی نے آپ سے سوال کیا کہ مدت تک آپ ہند مین رہے
اور مشایخ سے ملے۔ کیا اتبک کسی کے مرید نہین ہوے سے تھے اب آپ نے
حضرت مین کیا بزرگی پائی اور کیا کرامت دیکھی کہ حضرت کی بیعت اختیار کی
آپ نے جوابدیا اے صاحب مین مدت سے ماہی بے آب کی طرح
آب حیات کا جویا تہا۔ جہان گیا وہان کسی سے سیراب نہین ہوا۔ آخر حضرت کی
خدمت مین پہنچا فائز المرام ہوا۔ اور آپ نے معشوق حقیقی کے دیدار سے مشرف
فرمایا۔ خان موصوف حضرت کے مریدون مین بے نظیر تہے۔ اکثر وجد و حال مین
مستغرق رہتے تھے۔ اور آپ اکثر اوقات فرماتے تھے کہ لوگ کہتے ہین کہ مردان
خدا مرتے ہین۔ واقعہ مین مردان خدا ہرگز نہین مرتے۔ سہ

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

اور فرماتے تھے کہ خدا کے دوست ہمیشہ ایک حالت پر رہتے ہین۔
لوگون کے دلون مین آپکی ہیبت اور عظمت اسقدر تھی کہ کوئی آپکے سامنے

کلام نہین کرسکتا تہا۔ کہتے ہین جب آپ قریب المرگ ہوئے۔ آپکے اعضا بحس وحرکت ہو گئے تھے۔ شاہ امین اللہ قادری عرف وزیر صاحب عیادت کیلئے آئے اور جانب پائین بیٹھے۔ خانذ کور کو چلا کر کہا۔ خان صاحب آپ فرماتے تھے کہ عاشق کو موت نہین۔ فرمائیے اب کیا حال ہے موت برحق ہے۔ آپ اوسیوقت اوٹھ بیٹھے۔ اور فرمایا آپ نے مجھکو مردہ سمجھا دیکھوین زندہ ہون پنجہ ملائیے۔ حاضرین حیران ہوئے۔ اسی اثنا مین شاہ درویش محی الدین آئے فرمایا محمد خان صاحب خدا کے دوستون کو موت نہین ہے مگر نقل مکان ضرور ہے اب آپ ارام کیجئے۔ قیامت تک استراحت فرمائیے شریعت کا ادب ضرور چاہیے۔ آپ لیٹ گئے جان بحق ہوئی۔ یہہ واقعہ نہم صفر ۱۱۳۳ سنہ گیارہ سو تینتیس ہجری مین ہوا۔ خان صاحب وصیت کے موافق مسجد کے عقب مین محی الدین ثانی کے روضہ مین مدفون ہوئے۔

نقل ۵

کہ آپ جب پیر و مرشد کی زیارت کو آتے تھے کبھی مرقد کو بوسہ نہیں لیتے تھے سرو خرامان کی طرح کھڑے رہتے تھے۔ عاشق کی طرح نظر بازی فرماتے تھے۔ ایکروز وزیر صاحب نے آپسے دریافت کیا اور کہا کہ آپ دوستان خدا سے ہین پیر و مرشد کی قبر پر طریقہ سلف کے خلاف آتے ہین زمین بوس ہوتے ہین نہ زمین پر سر رکھتے ہین۔ خان صاحب نے جواب دیا۔ آپ نہین جانتے

ایک سر جو تہا مین نے اوسکو آستانہ پر رکہا۔ دوسرا سر کہان سے لاؤن۔ جو زمین پر رکھون۔ آپ کی رحلت کے بعد شاہ درویش محی الدین نے تجہیز وتکفین کرکے جنازہ کی نماز پڑہی۔ اور آپ ظہر کی نماز کیلئے گئے مریدین نے آپ کو لحد مین اوتارا پاٹنے کے لئے پتھر لائے مگر چہت کے پتھر کوتاہ ہوئے لوگ حیران ہوئے۔ آخر جب شاہ صاحب نماز سے فارغ ہوکر آئے پتھر کو ہاتھ سے برابر کیا۔ کچھ کمی بیشی نہ ہوئی۔

نقل ۵

کہ ۱۲۰۹ھ بارہ سو نو ہجری مین۔ موسیٰ ندی کو طغیانی ہوئی۔ طغیانی کیا ہی طوفان تہا۔ روضہ کے سقف سے پانی بالا گذرا۔ صدمہ عظیم واقع ہوا۔ آپکی قبر بہی دھس گئی۔ اور قبر مین ایک عمدہ پتہر کی لوح کہین سے آگئی۔ مشکواۃ النبوہ کے مولف حضرت سید غلام علی الموسوی نے لکہا کہ مین نے مرشد سے کہا کہ یہہ عمدہ پتہر کی لوح ہے اگر فرمائیے تو خانصاحب کی قبر پر نصب کرون۔ حضرت نے اجازت دی۔ مین نے وہ لوح آپکی قبر پر نصب کردی۔ واقعہ مین وہ لوح کسی عورت کی قبر کی تھی۔ دوسرے روز حضرت قبر پر آئے اور زیارت کرکے مکان پر مراجعت کی اور مجہکو بلا کے کہا آج محمد خان عالم مکاشفہ مین کہتے ہین۔ زنانی لوح میری قبر سے علحدہ کیجیے پہر مین نے اوسکو دور کیا۔ اور آپ کی قبر کا تعویذ مردانہ بنوایا۔ اب تک

سنگ لوح قبر پر موجود ہے۔ یزار و تبرک ہے۔

شاہ مرتضیٰ الحسینی العلوی ؒ

آپ حضرت شاہ ہاشم الحسینی العلوی کے خلف بزرگ ہین آپ کا مولد ونشا بیجاپور ہے۔ نشو ونما کے بعد تعلیم وتربیت والد ماجد کے سایۂ عاطفت مین پائی۔ اور عالم شباب مین علوم ظاہری کی تحصیل کے بعد والد ماجد سے فیض باطنی پایا اور والد ماجد سے خلافت و اجازت پائی۔ والد ماجد کی سیرت و عادت پر قایم تھے۔ اور خلایق کو ہدایت وارشاد سے سرفراز فرماتے تھے۔ آپکی رحلت والد ماجد کی زندگی مین واقع ہوئی گنج الاسرار کے مولف نے آپکی شہادت کا قصہ اسطرح لکھا کہ حضرت شاہ ہاشم قدس سرہٗ کی عادت تھی کہ کبھی کسی جاندار کو نہین ستاتے تھے خواہ موذی ہو یا غیر موذی اور کبھی آپکو بھی حیوانات سے ایذا نہین پہنچتی تھی ایک شب آپ بستر پر لیٹے ہوئے تھے اور آرام کر رہے تھے کہ ایک چوہا برآمد ہوا اور آپکے پائے مبارک کو چوما۔ آپنے پانو کو کھینچا۔ پھر تیسری مرتبہ آیا اور پانو کو کاٹا۔ آپ نے تیر وکمان سے چوہے کو ہلاک کیا۔ بعد ازان حضرت کو اوسکی ہلاکی پر افسوس ہوا کہ مدۃ العمر مجھسے کسی جاندار کو ضرر نہین پہنچا تھا اور کبھی جانور سے مجھکو بھی تکلیف نہین پہنچی تھی۔ مگر اب میرے ہاتھ سے یہ ضعیف جانور ہلاک ہوا غضب ہوا۔ رات دن چاہتے تھے کہ خدا یا مجھہ سے اوسکا

قصاص سے اتفاقاً انہیں ایام مین مصطفےٰ خان و اخلاص خان کے درمیان جدال وقتال واقع ہوئی۔ ایک روز شاہ مرتضیٰ۔ نواب مصطفےٰ خان کے پاس بیٹھے تھے کہ یکایک مخالف کے طرف سے ایک تیر شاہ مرتضیٰ کے شکم پر پہنچا۔ جان بحق ہوئے۔ یہ واقعہ روز عرفہ ماہ ذیحجہ ۱۰۴۵ھ ایکہزار پینتالیس ہجری مین واقع ہوا۔ حضرت شاہ ہاشم شہادت کے واقعہ سے مطلع ہوئے اور فرمایا کہ میرا فرزند موش کے قصاص مین خون بہا ہوا اور مجھکو اوس کا معاوضہ ادا کرنا چاہیے۔ آپنے اپنے نبیرۂ شاہ برہان بن شاہ مرتضیٰ شہید کو بلایا اور فرمایا۔ اے فرزند جو کچھہ اسرار محمدی میرے پاس امانت ہین مین نے تجھکو عطا کیے۔ خلافت و جانشینی بھی دی اور شاہ مرتضیٰ کو بیرون حصار زہرہ پور کے دروازہ مین دفن کئے۔ یزارو یتبرک بہ۔

شاہ مرتضیٰ قادری

آپ حضرت سید شرف الدین صوفی القادری الگجراتی کے صاحبزادے ہین۔ آپ کا مولد و منشا احمد آباد گجرات ہے۔ آپ نے نشو و نما کے بعد کتب تحصیلی والد ماجد وغیرہ علماء سے ختم کین اور علم حقایق و معارف کے طرف متوجہ ہوئے۔ ابتداے حال مین آپ کسی مجذوب سے ملے مجذوب کی توجہ و نظر کی بدولت آپ پر بھی حالت جذب غالب ہوئی شبانہ روز حالت جذب مین محو رہتے تھے دنیا و مافیہا سے بیخبر تھے جذب کی وجہ سے آپ

مدارج اعلیٰ و مقامات علیا کی ترقی سے محروم تھے۔ حضرت شاہ عبداللہ بن حضرت شاہ وجیہ الدین العلوی الگجراتی نے آپکے حال پر توجہ کی اور آپکو حالت جذب سے مرتبہ سلوک کو پہنچایا۔ اور طریقۂ سلوک کی رہنمائی کی آپ چند روز مین مرتبہ کمال کو پہنچے اور عارف کامل ہوئے آپ والد ماجد کے مرید و خلیفہ تھے۔ نیز حضرت شاہ عبداللہ صاحب وغیرہ مشایخ کرام سے مستفید ہوئے ہین آپ قادری النسب المشرب ہین۔ صاحب تصرف و کرامت تھے۔ آپ گجرات سے بیجاپور مین ابراہیم عادل شاہ جگت گرو کے زمانہ مین آئے۔ شہر و اہل شہر کو آپکی تشریف آوری سے رونق و زینت حاصل ہوئی۔ اکثر آپکی ہدایت و تلقین سے فائز المرام ہوئے اور مرتبہ کمال کو پہنچے شیخ مصطفیٰ جنیدی و حافظ شاہ عبدالقادر و شاہ لنگی مجذوب و شاہ توکل و شاہ حسین وغیرہ آپ کے فیضان نعمت سے مستفیض ہوئے ہین اور آپسے ہر ایک نے خلافت کا خرقہ پایا ہر ایک صاحب کشف و کرامات تھا۔ آپ سنت نبوی و ملت محمدی کے متبع تھے۔ متشرع و متدین تھے کبھی شرع کا خلاف نہین فرماتے تھے آپنے بمقتضائے اتباع سنت نبوی کسی بزرگ خاندان کی لڑکی سے شادی کی تھی۔ زوجہ کے شکم سے آپکو ایک صاحبزادی پیدا ہوئی تھی۔ آپنے دختر نیک اختر کو سید شاہ توکل بن سید محمود قادری کے برادرزادہ سے منسوب کی تھی۔ آپکی اولاد باقیات

الصالحات اوسی عفیفۂ رابعۂ ثانیہ سے یادگار رہی۔ آخر آپ مرض الموت مین
مبتلا ہوئے ورثہ و خلفا کو نصیحت و وصیت کی کہ میرے فوت ہونے کے
بعد تجہیز و تکفین کرین اور نماز جنازہ ایسا شخص ادا کرے جسکی تہجد کی نماز ایام بلوغ سے
کبھی فوت نہ ہوئی ہو۔ وصیت کے بعد آپ تیس تاریخ ماہ جمادی الثانی سنہ ۱۰۲۲ھ
ایکہزار بائیس ہجری مین فوت ہوئے ورثہ نے حسب الوصیت تجہیز و تکفین کر کے
جنازہ کو جامع مسجد مین لے آئے مجمع کثیر تہا۔ اوسوقت آپکی وصیت
ظاہر کی گئی۔ تمام حاضرین خاموش ہوئے آخر اخلاص خان حبشی وزیر عادلشاہ
نے کہا کہ ایام بلوغ سے آجتنک مجہسے تہجد کی نماز فوت نہین ہوئی ہے۔
لیکن مین ابراہیم عادل شاہ کا غلام مملوک ہون اور غلام کی امامت جائز نہین
بادشاہ کو اس بات کی اطلاع ہوئی اوسیوقت اخلاص خان کو ازاد کیا۔
اخلاص خان حُرّ ہوا حضرت کی نماز ادا کی اور خود امام ہوا۔ حضرت کی قبر
بیرون دروازہ ابراہیم پور واقع ہے۔ مرقد پر معتقدین نے مختصر گنبد تعمیر کیا
زیارت گاہ خاص و عام ہے۔ سالانہ آپ کا عرس شان و عظمت سے
ہوتا ہے اور ہر پنجشنبہ کو معتقدین زیارت کے لئے جمع ہوتے ہین۔ عود د
عنبر جلاتے ہین اور پھول چڑہاتے ہین۔ حضرت کی توجہ سے فائز المرام
ہوتے ہین۔ آپکے روضہ کے اطراف مین اکثر صلحا و فقرا مدفون ہین۔ اور
اخلاص خان کی بہی گنبد آپکے روضہ کے قریب ہے۔ مزار و متبرک ہے

شاہ مصطفےٰ حسینی العلوی

آپ شاہ ہاشم حسینی العلوی کے دوسرے صاحبزادے ہین۔ آپ نے علوم ظاہری وباطنی والد ماجد سے حاصل کئے اور خلافت واجازت بھی والد سے پائی۔ عالم وفاضل وعارف کامل تھے۔ بُردباری وفروتنی فقیری درویشی مین بےمثل تھے۔ اور فضائل وکمالات مین والد ماجد کے ہمقدم تھے۔ رفتار وگفتار مین والد کے ہم رفتار تھے۔ ہمیشہ طالبین ومُریدین کی ہدایت وتلقین مین مصروف رہتے تھے۔ طلبہ کی بڑی خاطر ومدارات کرتے تھے مطالب ودقایق ومقاصد حقایق نہایت آسانی سے سمجھاتے تھے۔ طلبہ چندہی روز مین فائز المرام ہوتے تھے۔ امرا وفقرا مشائخ وعلما آپکی تعظیم وتکریم کرتے تھے آپ سب کے نزدیک معزز ومکرم تھے۔ آپ کثیر الاولاد تھے حضرت کے چودہ فرزند تھے۔ جملہ ملائک صفات وصاحب کرامات تھے۔ ازانجملہ صاحبزادہ بزرگ شاہ حبیب اللہ اکمل الاولیا وافضل الفضلا تھے۔ جامع علوم ظاہری و باطنی تھے آپ مدۃ العمر باوجود کثرت اولاد متوکل علی اللہ وقانع بعطاء اللہ تھے کسی سے سائل نہین ہوتے تھے مُریدین بیشمار تھے۔ عمدہ طرحسے خدمت کرتے تھے جو کچھ آمدنی ہوتی تھی صرف کردیتے تھے۔ ذخیرہ نہین فرماتے تھے آخر آپنے تقریباً سنہ۱۱۵۰ھ مین رحلت کی۔ بیرون شہرپناہ بہمنی کے دروازہ مین مرزا محمد عرف شاہ راجو کے روضہ کے متصل بزرگون کے مقبرہ مین مدفون ہوئے۔

حضرت سید محمد الحسینی الملقب بہ بندہ نواز گیسو دراز قدس سرہٗ

تاریخ حبیبی مین لکھا ہے کہ سب سے پہلے آپکے اجداد و امجاد مین سے مخدوم ابی الحسن جُنیدی بن سید حسین دہلی کے فتح کیلئے خراسان سے ہند مین تشریف لائے۔ اسوقت ہندوٗن کی شان وشوکت بڑہی ہوی ہتی۔ مخدوم موصوف کو کامیابی نہوسکی آخر الامر شہید ہوئے۔ اور مسجد ایاز کے صحن مین مدفون ہیں۔ اور حضرت شہید کے متعلقین اسی شہر مین متوطن ہوئے۔ پہر مدت دراز کے بعد آپکی ولادت باسعادت چوتہی تاریخ ماہ رجب سنہ ۷۲۱ھ سات سو اکیس ہجری مین ہوئی۔ آپکا نام سید محمد بن سید یوسف المعروف بہ شاہ راجو قتال ہے اور لقب بندہ نواز گیسو دراز ہے۔ اور کنیت ابو الفتح ہے۔ آپکی نسب کا سلسلہ بائیسوین پشت مین حضرت سید الشہدا امام حسین رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے چار پانچ برس کی عمر مین حادثہ دہلی کے خرابی مین اپنے والد بزرگوار کے ہمراہ دولت آباد مین تشریف لائے۔ والد ماجد سے پڑہنے لگے۔ سات برس کی عمر مین حافظ قرآن ہوئے۔ اکثر والد ماجد کی خدمت مین رہتے تھے۔ والد کے انتقال کے بعد دہلی تشریف لیگئے۔ وہان ابتدای کتب صرف ونحو۔ مولانا تاج الدین بہادر۔ اور مولانا شرف الدین کیتلی سے پڑھین۔ پہر اکثر کتب معقول و منقول مولانا قاضی عبد المقتدر تہانیسری سے تمام کین۔ علوم ظاہری سے فارغ ہونیکے بعد سولہ برس کی عمر مین قدوۃ العارفین شیخ نصیر الدین محمود

چراغ دہلی کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ علوم باطنی کے حاصل کرنے مین
ریاضت و مشقت بہت کی۔ مبادی سلوک کو منتہای وصول تک پہنچایا۔ اکثر جب
آپ اپنے واقعات شیخ قدس سرہٗ سے عرض کرتے تو شیخ سنتے ہی زبان
مبارک سے فرماتے کہ مجھے ستر برس کے بعد ایک لڑکے نے شائق بنایا
ہے۔ اور واقعات سابق کو یاد دلایا ہے۔ سیر محمدی مین لکھا ہے کہ حضرت
بندہ نواز نے اپنے خالہ زاد بھائی علاء الدین الندی ملک جی کو شیخ قدس سرہٗ
کی خدمت میں بیعت کیلئے حاضر کیا۔ شیخ نے اونکو مرید کرلیا۔ اور فرمایا
اے ملک زادہ آپ کو مجھسے ملنا ممکن نہوگا اور کچھ کہنا سُنتا بھی نہوسکیگا
دوستون مین سے کسیکی صحبت اختیار کیجئے۔ مولانا علاء الدین اسباب کو
سوچنے لگے۔ پھر شیخ نے یہی بات مکرر کہی۔ مولانا نے عرض کیا کہ وہ سید ہے
جو گیسو دراز لقب سے مشہور ہے۔ شیخ نے فرمایا ہان۔ وجہ لقب گیسو دراز کی
بابتہ کہتے ہین کہ آپ کے گیسو نہایت دراز تھے زانو تک پہنچتے تھے شیخ نے
فرمایا اے سید محمد گیسو دراز یہان آئیے۔ ملک زادہ کو اپنے ساتھ رکھئے جو کچھ
مین نے آپکو تلقین کیا ہے وہ انکو بھی سکھلائیے۔ اوسوقت سے مولانا علاء الدین
اور حضرت بندہ نواز ایک ہی جگہ رہنے لگے۔ اور حضرت سے مستفید ہوتے
رہے۔ مولانا علاء الدین مشایخ دکن سے ہین۔ مولانا کا مرقد منور الندین جو
گلبرگہ سے بارہ کوس کے فاصلہ پر ہے واقع ہے۔ مرقد منور پر ایک گنبد

عالی ہے۔ زیارت گاہ خاص و عام ہے۔ سیر محمدی کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے
کہ حضرت کے ملقب بہ گیسو دراز ہونیکی یہی وجہ مذکورہ بالا ہے۔ اور شیخ عبد الحق
محدث دہلوی فرماتے ہین لقب مشہور ہونیکی وجہ یہ ہے کہ ایکروز حضرت
بندہ نواز اور کئی مریدون نے حضرت شیخ نصیر الدین محمود کی پالکی اوٹھائی
اوٹھاتے وقت بندہ نواز کے گیسو پالکی کے پایہ میں اولجھہ کے پھنس گئے
بندہ نواز نے شیخ کی محویت محبت اور پاس ادب سے گیسو کے علیحدہ کرنیکا
کچھہ خیال نہین کیا۔ دور تک اوسی حالت مین چلے گئے۔ پھر شیخ کو معلوم ہوا
آپکی سچی محبت اور خوش اعتقادی کی بہت تعریف کی اور فرمایا۔

ہر کہ مرید سید گیسو دراز شد — واللہ خلاف نیست کہ او عشق باز شد

اور اہل شہر آپ کو بندہ نواز کے لقب سے پکارتے ہین۔ صائب کا شعر
حضرت پر صادق آتا ہے

گردن از بندگیٔ عشق مکش چون یوسف — کہ عجب سلسلۂ بندہ نوازی دارد

شیخ نصیر الدین محمود قدس سرہٗ نے مرض موت مین حضرت بندہ نواز کو
خلافت عطا کی۔ شیخ کے انتقال کے بعد تیسرے دن حضرت بندہ نواز
خلافت کی مسند پر بیٹھے۔ مریدون و طالبون کو ہدایت کرنے لگے اور بہت سے
لوگون نے آپکے دست مبارک پر بیعت کی۔ چالیس برس کی عمر مین
حضرت بندہ نواز نے والدہ مخدومہ کی خواہش سے مولانا محمد جمال الدین حسینی

مغربی کی دختر نیک اختر مسمّاۃ رضا خاتون سے شادی کی۔ حضرت کو دو لڑکے
اور تین لڑکیان پیدا ہوئین۔ ایک صاحبزادے کا نام سید محمد اکبر عرف میان بڑے
دوسرے صاحبزادے کا نام سید محمد اصغر عرف میان ٹھرہ ہے۔ بالفعل
بڑے صاحب اور چھوٹے صاحب کے نام سے مشہور ہین۔ آپکے دونون
صاحبزادے صاحب کرامات تھے۔ ہر ایک بزرگ کا حال اس تذکرہ مین
گذارش کیا گیا ہے۔ پھر حضرت بندہ نواز سنہ ۸۰۱ ہجری مین اسی برس کی عمر
مین حادثہ امیر تیمور مین وطن مالوفہٗ دہلی سے دکن کے طرف روانہ ہوئے
راہ مین جس شہر و گائون مین پہنچتے تھے۔ وہان کے سب چھوٹے بڑے
کیا امیر کیا فقیر حضرت کی مہمان داری عمدہ طرح سے کرتے تھے اور بیعت سے
مشرف ہوتے تھے۔ آخر سنہ مذکور مین گجرات کی سرزمین مین رونق افزا
ہوئے۔ وہان ایک مدت تک رہے۔ وہان کے تمام خاص و عام کیا رعایا
کیا حکام سب آپکے ذات بابرکات کو مغتنمات سے جانتے تھے۔ پھر حضرت نے
دولت آباد کا ارادہ فرمایا۔ اوسوقت دکن مین فیروز شاہ بادشاہ بہمنی تھا۔
بادشاہ نے آپکی تشریف آوری کی خبر سنکر عضد الملک کو جو دولت آباد کا
حاکم تھا۔ لکھا کہ آپکی خدمت مین میرے طرف سے نذر و نیاز پیش کرین
جب حضرت دولت آباد مین پہنچے۔ حاکم مذکور نے حضرت کی ملازمت حاصل
کی اور بادشاہ کے طرف سے نذر و نیاز گذرانی۔ حضرت نے قبول فرمایا

پھر حضرت اپنے والد ماجد قدوۃ العارفین حضرت سید یوسف حسینی المعروف
بہ راجو قتال قدس سرہ کی زیارت باسعادت مین مشغول ہوئے۔ اور ۸۱۵ھ
آٹھسو پندرہ ہجری مین گلبرگہ کا ارادہ کیا۔ فیروز شاہ اس خبر کے سننے سے
خوش ہوکر فیروزآباد دارالسلطنت سے گلبرگہ آیا۔ اور تمام ارکان دولت
اور شاہزادگان باسعادت کو حضرت کے استقبال کے لئے روانہ کیا۔
سب حضرت کو نہایت اعزاز واکرام کے ساتھ شہر مین لائے۔ اور بادشاہ
قدمبوس ہوا اور عرض کیا کہ آپ یہان سکونت اختیار کیجئے۔ اور ہم سب کو
اپنے فیضان نعمت سے سرفراز فرماتے رہئے۔ حضرت نے بادشاہ کی
عرض قبول کی شہر مذکور مین اقامت وسکونت اختیار کی چونکہ سلطان
فیروز شاہ حکیم منش وفلسفی مشرب تہا۔ حضرت کو علوم ظاہری مین فلاسفانہ
طرز مین نہین پایا۔ حضرت سے دور ہونے لگا اور توجہ کی باگ موڑنے لگا
اسکے خلاف اوسکا بہائی احمد شاہ بہمنی حضرت سے اعتقاد تمام رکہنے لگا حضرت کیلئے
ایک خانقاہ تیار کرادی۔ اکثر اوقات حضرت کی مجلس مین حاضر ہوتا تہا۔ اور
صوفیہ کرام کے کلام سے فیض پاتا تہا۔ خانقاہ کے درویشون اور مریدونکو
بذل ونوال سے نہال کردیتا تہا۔ پہر سلطان فیروز شاہ بہمنی کو ایک مہم بیجا
نگر کے راجہ سے درپیش آیا۔ حضرت کی خدمت مین حاضر ہوا۔ فتح و
نصرت کی دعا چاہی۔ آپنے فرمایا چند روز توقف کر اس سفر مین تمہاری شکست ہے

اس بات کو سنکر نہایت رنجیدہ ہوا۔ کثرت غرور اور تکبر سے حضرت کے فرمانے کا کچھہ خیال نہین کیا۔ بیجانگر پر چڑہائی کی۔ اول مقابلہ مین کامیاب ہوا۔ حاضرین مجلس سے کہنے لگا۔ سید دہلوی نے خبر دی تہی کہ شکست ہوگی مین نے اوسکے خلاف فتح پائی۔ اس سفر سے مراجعت کرنیکے بعد سید کو گلبرگہ سے خارج کرونگا۔ یہ بات گلبرگہ مین مشہور ہوئی حضرت نے بھی سنی فرمایا اگر خدا تعالیٰ کو میری بات منظور ہے تو ضرور سلطان فیروز شاہ شکست پائیگا۔ آخر پہر راجہ نے مقابلہ کیا۔ سلطان پر غالب آیا۔ سلطان کو شکست ہوئی۔ تباہ حالی و پریشانی سے گلبرگہ مین داخل ہوا اسی شکست کے رنج و غم مین سخت بیمار ہوا۔ تین برس تک بیمار رہا ۸۱۸ھ آٹھسو اٹھارہ ہجری مین اپنے بڑے بیٹے حسن خان کو جو عیاش و کم عقل تہا ولی عہد کیا اور تمام ارکین دولت و بزرگان وقت سے بیعت کرائی اور حضرت کے پاس چند آدمیون کو بہیجا اور چاہا کہ حضرت اسکے لئے فاتحہ خیر پڑہین اور دعا کرین۔ حضرت نے فرمایا جب آپنے اسے بادشاہت دی فقیر کی دعا کی کیا ضرورت ہے۔ پہر دوبارہ بہیجا نہایت انکساری ظاہر کی۔ حضرت نے فرمایا کہ تقدیر مین سلطنت کا تاج احمد خان کے نام سے ہوا ہے۔ کوشش کرنا اور فاتحہ پڑہنا لغو ہے۔ کچھہ فائدہ نہوگا۔ بادشاہ اس بات سے نہایت غمناک و غضبناک ہوا۔ اور کہلا بہیجا کہ آپکا خانقاہ قلعہ کے قریب ہے آدمیون کا مجمع بہت رہتا ہے

شور وغوغا ہوتا ہے ہم کو تکلیف ہوتی ہے آپکو شہر سے باہر رہنا چاہیئے
حضرت مجبور ہوکر مع عیال واطفال شہر سے باہر آئے تمام معتقدین سے نے
ایک مکان آپکے لئے بنا دیا۔ آپ کا مرقد مبارک اوسی مقام پر ہے
جہان مکان بنایا گیا تہا ۸۲۵ھ آٹہہ سو پچیس ہجری مین احمد خان تخت
سلطنت پر قایم ہوا۔ اور سلطان احمد شاہ کے لقب سے مشہور ہوا چونکہ
حضرت سے سلطنت کی بشارت سنی تہی اسلئے حضرت کی بڑی تعظیم وتکریم
کی اور آپ کا مرید ہوا۔ کئی گانون گلبرگہ کے علاقہ مین نذر کئے اس
زمانہ تک وہ سب گانو حضرت کی اولاد کے قبضہ مین ہین۔ بمصداق
الناس علیٰ دین ملوکہم۔ تمام اہل دکن حضرت کے طرف متوجہ ہوئے
اور حضرت سے اعتقاد کامل رکہنے لگے۔ آپکے دروازہ مبارک کو کعبہ
مراد بنایا حتی کہ کسی نے ایک دکہنی سے پوچہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کا مرتبہ بزرگ ہے یا سید محمد گیسو دراز کا۔ جواب دیا کہ محمد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اگرچہ خدا کے رسول ہین۔ لیکن سبحان اللہ ہمارے
مخدوم سید محمد گیسو دراز کچہہ اور ہی ہین۔ ۸۲۶ھ آٹہہ سو چہبیس ہجری مین مولانا
علاء الدین گوالیری حضرت کی ملاقات کو گلبرگہ مین آئے تمہید عین القضاۃ
وفصوص الحکم پیش کئے۔ اور سوانح بہی پیش کرنا چاہے کہ حضرت نے فرمایا
کہ مین نے دہلی مین سوانح کا سبق شروع کیا تہا لیکن شیخ احمد غزالی نے

نے مجھے خواب مین فرمایا کہ آجتک میری کتاب باکرہ تھی یعنے مشکل تھی۔ آپ سبق دیتے ہین۔ مین نے کہا آپ مردان خدا کے سامنے بکر کا نام لیتے ہین مردان خدا نہین چھوڑینگے۔ شیخ نے کہا ہان مت چھوڑو لیکن بہت مشقت دیکھوگے۔ اسکے بعد مجھکو چھ مہینے تک بخار آتا رہا۔ پھر مین نے شیخ کو خواب مین دیکھا کہ ہنستے کھڑے ہین اور فرماتے ہین کہ محنت دیکھی مین خاموش رہا۔ شیخ نے فرمایا اب سبق دیجئے۔ حضرت بندہ نواز نے فرمایا مجھے کشایش و کامیابی تلاوت قرآن و سماع سے ہوئی۔ خدا کا ذکر بہت کرنا چاہئے تا کہ دل مین واقع ہو۔ جب دل ذاکر ہو تب زبان بند کرو کیونکہ الذکر باللسان لقلقۃ ہے۔ جب سرّی ذکر ہووے تو دل روکو کیونکہ الذکر بالقلب وسوسۃ ہے۔ والذکر بالسّر معاینہ ہے۔ دل کو محافظت دم کے ساتھ روکنا چاہئے تا کہ دل کھولے اور مُنہ کھولے۔ جب مُنہ کھل جائے تو مقصود حاصل ہو جاتا ہے۔ لاہجرۃ بعد الفتح یعنے نہین روک کشایش کے بعد۔ حضرت نے اکثر رسائل و کتابین علوم ظاہری و باطنی مین تصنیف کین۔ ازانجملہ تلیقط تفسیر قرآن لبطور سلوک۔ تفسیر دیگر بطریق تفسیر کشاف و حواشی کشاف و شرح مشارق لبطور سلوک۔ ترجمہ مشارق بفارسی۔ معارف شرح عوارف۔ ترجمہ عوارف بفارسی۔ شرح تعرف۔ شرح فصوص الحکم۔ شرح آداب المریدین عربی و فارسی۔ شرح تمہیدات عین القضات

رسالہ دربیان رَبّی فی احسن صورۃ۔ شرح رسالہ قشیری۔ خلافت نامہ براے خلفا۔ ایک رسالہ بود۔ و بہت۔ و باشندکے معانی ہین۔ اور ترجمہ رسالہ شیخ محی الدین عربی۔ رسالہ استقامت شریعت۔ بطریقۃ الحقیقت محبت نامہ سیر نبی صلی اللہ علیہ وسلم بشرح فقہ اکبر فارسی۔ شرح قصیدہ امالی۔ شرح عقیدہ حافظیہ بافضائل خلفاء راشدین۔ ضرب الامثال۔ حواشی قوت القلوب اسمار الاسرار۔ حدائق الانس۔ خاتمہ رسالہ قشیری۔ مجموعہ خمسہ رسائل۔ دیوان فارسی۔ ملفوظات اول۔ ملفوظات ثانی۔ اورا د مخصوص۔ مکتوبات حضرت اور بھی بہت سے ملفوظات ہین۔ فقیر مولف منجملہ کتب و رسائل حضرت شرح آداب المریدین و محبت نامہ و بعض ملفوظات سے مستفید ہوا ہے۔ اور دوسرے کتابون کے بھی تلاش مین ہون۔ خدا نصیب کرے۔ حضرت کے خلفا بحد و بے شمار ہوے ہین۔ ازانجملہ بزرگان مرقوم الذیل ہین۔ مخدوم زادہ[1] بزرگ سید محمد اکبر۔ مخدوم زادہ[2] خورد سید اصغر۔ برادر زادہ[3] مخدوم سید ابو المعالی۔ خسر پورہ[4] مخدوم سید احمد بن حسن۔ سید[5] ابن الرسول عرف میان منجلہ۔ مولانا[6] نصیر الدین دہلوی۔ مولانا[7] حسین دہلوی۔ مولانا[8] نظام الدین قبول۔ مولانا[9] معین الدین لوہانی۔ خواجہ[10] بہار الدین قاضی علاء[11] الدین الگوالیری۔ خوند[12] بن شیخ الاسلام۔ اسحق[13] بن محمد جنبری۔ سلیمان[14] بن محمد الجنبری ابن سالار[15] اللوہری۔ ابو المعالی[16] بن محمد مغربی۔ سراج[17] الدین شہریار

[18]سیف الدین ۔ [19]حمید الدین الاجودھنی ۔ [20]عثمان بن جعفر ۔ [21]مخدوم زادہ میان ید اللہ [22]مخدوم زادہ میان سفیر اللہ ۔ [23]میان عبد اللہ ۔ [24]سید روح اللہ [25]شیخ منہاج الدین [26]قاضی عبد الصمد المعروف بملک راجا ۔ [27]خواجہ نور اللہ ۔ وغیرہم رحمہم اللہ اجمعین حضرت صوم اور صلواۃ کے بڑے پابند تھے ۔ پانچون وقت کی نماز جماعت سے ادا کرتے تھے اور نوافل وسنن وتہجد واشراق بلاناغہ گذارتے تھے اور وظائف معمولی کو پڑہتے تھے ۔ سال مین تین مہینے رجب وشعبان ورمضان اور ہر مہینے مین ایام بیض کے تین دن روزے رکہتے تھے ۔ نماز اشراق وظہر کے بعد علم حدیث وتفسیر وسلوک ۔ وکلام وفقہ مین متعدد طلبہ کو درس دیتے تھے ۔ اکثر طلبا آپکے فیضان نعمت سے مستفید ہوتے تھے ۔ آپکی وضع سیدہی سادہی تہی ۔ لباس علما کیطرح پہنتے تھے اور ایک کمل بہی رکہتے تھے باریک سالو وغیرہ کپڑون سے پرہیز کرتے تھے ۔ دستار مبارک گزی کی ہوتی تہی ۔ جمعہ کے روز چنڈریکی پگڑی سر مبارک پر رکہتے تھے ہمیشہ سنت نبوی کی پیروی کرتے تھے ۔ آپ صاحب کرامات جلیلہ تھے ۔ کرامتین خاص وعام کے نزدیک مشہور ومعروف ہین ۔ کیا امراء کیا فقراء آپ کی درگاہ فیض آثار سے فائدہ پاتے ہین اور ہزارون ناامید اپنی مرادون مین کامیاب ہوتے ہین ۔ آپ کی عمر ایک سو پانچ برس کی تہی ۔ آپنے بروز دوشنبہ وقت چاشت سولہ تاریخ ماہ ذیقعدہ ۸۲۵ھ آٹھ سو پچیس ہجری مین بمقام

گلبرگہ اس عالم فانی سے عالم جاودانی کے طرف انتقال فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ آپ کی رحلت کی تاریخ مخدوم دین و دنیا ہے گلبرگہ مین مدفون کئے گئے۔ سلطان احمد شاہ بہمنی نے ایک گنبد بزرگ مرقد مبارک پر بنایا۔ مزار فایض الانوار عجب برکت وسعادت کا مقام ہے۔ مولف عاجز ربیع الاول ۱۳۰۷ھ و ۱۳۲۷ھ ہجری مین حضرت کی زیارت سے مشرف ہوا ہے خورشید جاہی مین آپکی وفات کی سترہ تاریخ ماہ مذکور ہے۔ شاید سہو کاتب سے لکھا گیا ہوگا

سید مصطفےٰ ابر وم المعروف شاہ رحمت اللہ

آپ سید علی بروم کے برادرزادے ہین عالم فاضل وادیب کامل تھے متقی و پرہیزگار متشرع و دیندار تھے۔ ہمیشہ درس وتدریس مین مصروف رہتے تھے۔ آپ کے حلقہ درس مین حدیث وتفسیر ومعانی وبیان وفقہ و اصول مین متعدد درس ہوتے تھے۔ آپ کی خانقاہ مین قصبات و دیہات کے طلبہ جمع رہتے تھے۔ آپ طلبہ کی بڑی خاطر و مدارات فرماتے تھے۔ اکثر طلبہ آپکی خدمت مین فارغ التحصیل ہوئے ہین۔ روضۃ اولیا کے مولف نے لکھا کہ میرے والد ماجد نے حضرت کی خدمت مین ابتدا سے انتہا تک کتب درسیہ ختم کین انتہی کلامہ۔ آپ خوش تقریر وتحریر تھے طلبہ آپکی تعلیم وتفہیم سے بہت خوش ہوتے تھے اور آپ مسائل مشکلہ اس خوبی کے ساتھہ بیان فرماتے تھے کہ طلبہ مسائل مشکلہ کو

آسانی سے سمجھہ لیتے تہے ۔ اور آپ خلایق کو اتباع شرع کی تاکید کرتے تہے تارک الصلوٰۃ سے نفرت فرماتے تہے مشہور ہے کہ آپنے کتب تحصیلی مولانا سید عبدالرحیم شہر اُستاد و مولوی محمد اکرم صدر سے تحصیل کی تہین ۔ آخر آپنے اکیس تاریخ ماہ صفر سنہ ۱۱۲۰ھ گیارہ سو بیس ہجری مین رحلت کی عم بزرگوار سید علوی بردم کے پہلو مین مدفون ہوئے ۔ یزار و یتبرک بہ ۔

مولانا محمد زبیری بیجاپوری

آپکا اصلی وطن احمد آباد گجرات ہے نسب کا سلسلہ حضرت زبیر بن العوام سے پہنچتا ہے ۔ آپ کا نشو و نما گجرات مین ہوا بسن شعور کے بعد مولانا وجیہ الدین العلوی گجراتی کیخدمت مین کتب درسیہ تحصیل کین تحصیل کے بعد مدت تک احمد آباد مین تدریس فرماتے رہے ۔ ابراہیم عادل شاہ کے عہد مین زمانہ پیری مین بیجاپور مین وارد ہوئے عالم نبیل و فاضل جلیل تہے شہر کے مشایخ نے آپکا اعزاز و احترام کیا ۔ آپ عزیز خلایق ستہے ۔ شہر کے مدرسین و علما نے امتحاناً مسائل حکمیہ و دقایق کلامیہ مین مناظرے و مباحثے کئے ۔ آپ مناظرہ مین اکثر غالب ہوتے تھے اور مدرسین و علما الزام پاکے مغلوب ہوتے تھے روز بروز آپکی وقعت و عزت بڑہتی جاتی تھی ۔ اور شہر مین آپکے علم و فضائل کے چرچے ہوتے تھے ۔ رفتہ رفتہ آپکے حال سے بادشاہ کو اطلاع ہوئی ۔ مولانا کو بلایا ملاقات کی ۔ اور سکونت کی درخواست کی

آپنے منظور کیا۔ اور شہر مین متوطن ہوئے۔ بادشاہ نے آپکے لئے معقول وظیفہ و یومیہ مقرر کر دیا۔ آپ اطمینان سے درس و تدریس مین معروف ہوئے۔ اُس زمانہ مین مُلا نصیر برہانپوری شہر مین موجود تہا۔ اور شہر کے تمام علما و مدرسین کو مناظرہ و مباحثہ مین عاجز کیا تہا۔ سب نے باہم اتفاق کرکے آپسے درخواست کی۔ کہ ایکروز جلسہ منعقد کرین اور آپ ملا سے مناظرہ فرمائین تاکہ مُلا مناظرہ مین مغلوب ہوجائے۔ تاکہ شہر کے تمام علما ومدرسین کی ناموری بحال رہے۔ آپنے بمقتضائے ضعیفی اولا انکار کیا اور فرمایا کہ مین متعدد امراض مین گرفتار ہون۔ مجھکو معذور رکھو۔ لیکن علمانے اصرار کیا۔ مجبوراً آپنے منظور کیا۔ مجلس منعقد ہوئی۔ آپنے چند مسائل مشکل و دقائق علمیہ کتب حکمیہ سے استخراج کئے اور ایک فرد کاغذ پر لکھکے مجلس مین ہمراہ لائے۔ مجلس مین علما و مدرسین مجتمع تھے۔ اور ملا شیخ نصیر بھی نہایت فخر و ناز سے رونق افزا ہوا آپ سے سوالات شروع کئے۔ آپ سنتے رہے ملا کی تقریر تمام ہونے کے بعد آپنے جوابات مرقومہ ملا کے حوالہ کئے۔ ملا آپکے جوابات دیکھکے ساکت ہوا۔ اور کہا کہ علماء باطنی سے مباحثہ و مناظرہ کرنا مشکل ہے۔ جائے سے اوٹھکے آپسے مصافحہ کیا۔ اور آپکے علم و فضل کا اعتراف فرمایا۔ بعدازان جلسہ برخاست ہوا۔ علما و مدرسین خوش ہوئے اور اوس روز سے سب کو معلوم ہوا کہ آپ علوم باطنی مین بھی

کامل ہین سب آپکی بزرگی و مشیخت کے معترف ہوئے - آپنے چودہ تاریخ ماہ صفر ۱۰۲۷؁ ایکہزار ستائیس ہجری مین رحلت کی بیرون شہرپناہ بہن پلی دروازہ کے اطراف مین قاسم تالاب کے قریب مدفون ہوئے - آپکے تین صاحبزادے تھے - اور میان رحیم محمد برادر عموی تھے - مزار و تبرک بہ -

سید محمد قادری قدس سرہ

آپ حضرت غوث الثقلین سید عبد القادر جیلانی قدس سرہ کی اولاد مین ہین - مدت تک سیر و سیاحت مین بسر کرتے رہے - ہزارون اولیائے کرام سے ملے - ہر ایک گوشہ سے توشہ اور ہر ایک خرمن سے خوشہ حاصل کئے - صاحب کرامت و خارق عادت تھے - میران مبارکخان فاروقی والی برہانپور کے زمانہ مین خاندیس مین آئے - قلعہ اسیر کے اطراف کے پہاڑیون مین رہنے لگے - جب راجہ علیخان فاروقی برہانپور کا حاکم ہوا - تب آپکے لئے عادل پورہ مین ایک خانقاہ بنادی - آپ خانقاہ مین تشریف لائے - اکثر لوگ آپکی خدمت مین آتے تھے اور بیعت سے مشرف ہوتے تہے - جو کچھہ آپکو فتوحات ہوتی تھی وہ سب مریدون پر تقسیم کردیتے تہے - امرا اور فقرا سب آپسے مستفید ہوتے تہے کوئی ایسا نہین تہا جو آپکے فیض نعمت سے محروم ہو - آپ قطب زمانہ تھے اور خداپرستی مین یگانہ تھے آپکی رحلت غرہ رجب ۹۶۹؁ نوسوانہتر

ہجری مین واقع ہوئی۔ آپ کا مدفن خانقاہ کے باغچہ مین ہے۔ یزار و یتبرک بہ

سید حضرت المشہور شاہ حضرت الحسینی القادری

سید حضرت محمد نام۔ شاہ حضرت صاحب عرف ہے آپ کی نسب کا سلسلہ حضرت مخدوم سید محمد الحسینی گیسو دراز سے پہنچتا ہے۔ آپ بیجاپور کے مشائخ کرام و اکابر اولیا سے تھے۔ شیخ عبد الصمد کنعانی سے علوم ظاہری و باطنی حاصل کئے۔ اور شیخ سے خلافت بہی پائی۔ اور اکثر بزرگان کرام سے ملے ہین اور استفادہ کیا ہے جامع فضائل وکمالات و صاحب خارق عادات تھے۔ حرمین شریفین کا بہی سفر کیا حج و زیارت سے فارغ ہوکر آئے۔ بمقتضائے سنت نبوی کسی بزرگ کی لڑکی صالحہ سے عقد کیا ایک دختر پیدا ہوئی اوسکو شاہ مرتضیٰ بن شاہ برہان الحسینی العلوی سے شادی کردی صاحبزادی کو تین فرزند پیدا ہوئے۔ آپکی زوجہ محترمہ نے ایک نواسہ کو فرزندی مین لیا اور اوسکا نام حضرت حسینی رکھا۔ آپنے اوسکو اپنا سجادہ نشین فرمایا۔ آخر آپنے سات تاریخ ماہ رمضان ۱۱۰۷ھ گیارہ سو سات ہجری مین رحلت کی اندرون شہرپناہ بیجاپور شرقی جانب مین مدفون ہوئے۔ قبر چبوترے پر واقع ہے۔ یزار و یتبرک بہ

حضرت شیخ محمود خوش دہان قدس سرہٗ بیجاپوری

آپ شاہ ابوالحسن قادری کے ہمشیرہ زادے ہین۔ آپکا مولد و منشاء

بیجاپور ہے ۔ آپکی تربیت وتعلیم ناناکی خدمت مین مقام بیدر مین ہوئی. آپنے
خلافت و اجازت سلسلہ قادریہ مین نانا سے پائی ۔ بعد ازان بیدر سے بیجاپور وطن
مالوفہ مین آئے .حضرت شاہ برہان الدین جانم سے خانوادہ چشت کی
خلافت و اجازت حاصل کی اور فیضان صوری ومعنوی سے مستفید ہوے
اور حسب وصیت پیر ومرشد شاہ امین الدین کے سجادہ نشین ہوے .قادریہ
وچشتیہ دونو طریق مین طالبین کو مرید کرتے تھے .خوش سیرت و نیک
طینت تھے صاحب کشف وکرشمہ تھے ۔ وصاحب کرامت ومکاشفہ تھے ۔آپکی
توجہ وصحبت کی برکت سے اکثر گمراہ راہ راست پر آے اور طلبیہ با خدا
ہوے ۔ وجہ تسمیہ بخوش دہان یہ ہے کہ اصل مین آپکا دہان مبارک
کسیقدر کج تہا۔ اورعوام آپکو کج دہان کہتے تھے .چونکہ یہہ عرف مریدین کو
ناخوش معلوم ہوتا تہا بناءً علیہ آپ کو خوش دہان ملقب کیا۔ آپکی رحلت
تخمیناً ۹۶۵ سنہ نوسو پینسٹھہ ہجری مین واقع ہوئی .خواجہ امین الدین بیجاپوری
کے روضہ مین مدفون ہوئے ۔یزار ویتبرک بہ ،، ،،

حضرت شیخ محمد جنید ثانی

آپکی نسب کا سلسلہ شیخ سراج جنیدی سے ملتا ہے .بیجاپوری المولد
والمنشا تھے ۔آسپنے شاہ برہان الدین جانم کی خدمت مین ریاضت
ومجاہدہ کے بعد بیعت وخلافت پائی .مسالک طریقت کے سالک و

معارف حقیقت سب کے عارف تھے۔ مشائخ کملا سے شمار کئے جاتے تھے
ہدایت و تلقین مین مصروف رہتے تھے۔ متوکل و قانع تھے۔ گوشہ نشین
تھے۔ حجرہ سے باہر قدم نہین رکھتے تھے سنت نبوی کے پابند تھے آخر
آپنے تقریباً ۹۸۵ نوسو پچاسی ہجری مین رحلت کی بیرون شہر پناہ زہرہ پور مین مدفون ہین۔

سید شاہ محمد صبغۃ اللہ حبیب اللّٰہی مشہور شاہ صاحب

آپ سید شاہ حبیب اللہ قادری کے صاحبزادے ہین جب آپ عدم سے
میدان وجود مین آئے اوسوقت شاہ صاحب کے والد بزرگوار نے
فرمایا کہ میرا فرزند شاہ صاحب مادرزاد ولی ہے۔ مجکو جو مرتبہ آخر عمر مین حاصل
ہوا تھا وہ اوسکو ابتدائی حال مین ہوگا سبحان اللہ پدر و پسر قطب زمان تھے
خوردسالی مین اکثر آپ سے ایسے افعال نمایان ہوتے تھے کہ اُنپر خوارق کا اطلاق
صحیح ہوتا تھا سن شعور کے بعد آپنے چند مدت مین والد ماجد سے
علوم ظاہری و باطنی مین لیاقت تامہ حاصل کئے۔ عالم شباب مین عالم فاضل
و عارف کامل ہوئے حسن اخلاق و سیر پسندیدہ سے موصوف تھے معتقدین
و مریدین کے ساتھ حسن سلوک فرماتے تھے۔ صاحب مکاشفہ تھے۔ اکثر
عوام الناس آپکے فیض و تربیت و توجہ سے کامیاب ہوئے ہین آپکو
والد ماجد سے بیعت و خلافت تھی۔ آخر آپ نے بیسوین رجب ۱۰۷۱
ایکہزار اکہتر ہجری مین رحلت کی والد ماجد کے غربی جانب مین مدفون

ہوئے ۔ محمد قاسم بن عبد القادر حبیب اللّٰہی مولف کتاب الانفاس آپکا
مرید و خلیفہ تہا ۔ مدفن بیجاپور ہے ۔ بزار و یتبرک بہ ؒ ؒ ؒ ؒ

شیخ الاسلام مخدوم شیخ گنجگی

شیخ گنجگی نام شیخ الاسلام لقب ہے ۔ آپ جنیدیہ خاندان سے تھے ۔
مخدوم بزرگ جنیدی و شیخ سراج ثانی کے معاصر تھے ۔ جنیدیہ طریقہ کے
پابند ۔ صاحب خوارق عادات و کرامات تھے ۔ متقدمین اولیا سے شمار
کئے جاتے ہین ۔ رات دن ریاضت و عبادت مین مشغول و ذکر و شغل
مین مصروف رہتے تھے ۔ کریم الطبع سلیم الوضع تھے ۔ ہر ایک کے ساتھ
تواضع و حسن خلق سے پیش آتے تھے ۔ آخر آپنے ۱۴ شوال ۸۴۹ھ
آٹھ سو انچاس ہجری مین رحلت کی ۔ موضع کرگنجگی علاقہ بیجاپور مین دفن ہوئے ۔

حضرت شاہ میران حسینی قدس سرہ

شاہ میران حسینی ثانی نام ۔ سادات صحیح النسب سے ہین ابتدا مین سپاہ
پیشہ تھے ۔ قصبہ ونیاگل صوبہ حیدرآباد دکن مین سکونت پذیر تھے ۔ ایکروز
تائید الٰہی سے دل مین یہ خیال آیا کہ دنیا کا تعلق لغو ہے ۔ فوراً تعلق
ترک کرکے شاہ خداوند ہادی خلیفہ شاہ امین الدین علی رحمہما اللہ کی

خدمت مین آئے اور بارہ برس تک آپکی خدمت مین رہے۔ ریاضت شاقہ کے بعد شاہ صاحب کے مرید اور خلیفہ ہوئے اور دو تین سال بدستور مرشد کی خدمت مین رہے۔ پھر مرشد کی اجازت سے شہر حیدرآباد مین رونق افروز ہوئے اہل شہر آپکے مرید و معتقد ہوئے۔ طریقہ چشتیہ کے پیرو تھے انوار الاخیار مین لکھا ہے کہ آپ طریقہ قادریہ مین بھی مرید کرتے تھے۔ آپکو سلسلہ قادریہ کی خلافت شاہ محمود شیرین دہن سے ملی ہے۔ آپ ۱۱۲۵ھ گیارہ سو پچیس ہجری کے قریب اس جہان فانی سے عالم جاودانی کو روانہ ہوئے۔ علی آباد دروازہ کے قریب مدفون ہین۔ زیارت گاہ خلایق ہے آپکا خانقاہ بارونق ہے۔ آپکے یادگار تین فرزند۔ سید محمد صاحب۔ سید برہان صاحب۔ حضرت صاحب۔ تھے۔ سید برہان صاحب والد کے مرید و خلیفہ و سجادہ نشین ہوئے تھے۔ سالانہ عرس صندل کا جلسہ عظمت سے ہوتا ہے

میان خان چشتی

آپ شیخ نظام الدین نارنولی کے مرید و خلیفہ تھے۔ آپ ہند سے احمد آباد گجرات مین آئے۔ ملتان پوری مین متصل سابرمتی دریا کے کنارے فروکش ہوئے۔ اور وہان حجرہ تعمیر کیا ہمیشہ حجرہ مین دروازہ بند کرکے عبادت و وظائف مین مشغول رہتے تھے۔ اہل دنیا سے بہت کم ملتے تھے

اگر کوئی ملاقات کو جاتا اور حجرہ کی زنجیر ہلاتا تو آپ اندر سے پوچھتے آپ کون ہین
اور کیا نام ہے۔ نام کے معلوم ہونیکے بعد دریافت کرتے کہ آپ فقیر سے
پہلے ملے ہین یا نہین۔ اگر عرض کرتا نہین دروازہ کھولتے لگے دو چار منٹ تکلم
کر کے رخصت فرماتے۔ اور اگر عرض کرتا کہ مین ایک مرتبہ ملاقات سے
مشرف ہوا ہون تو اندر سے فرماتے مین وہی فقیر ہون جو آپنے دیکھا تھا
اب دوبارہ زیارت کی ضرورت نہین ہے۔ دروازہ نہین کھولتے تھے مشہور
ہے ایک روز شیخ محمد چشتی والد سے اجازت لیکے آپ کی خدمت مین آئے
اور زنجیر ہلائی آپنے عادت کے موافق سوال کیا۔ آپ کون ہین شیخ نے
جلال وجوش سے کہا ابتک آپ کیسے کیسے ہین ہین آپ خاموش ہوکے
تھوڑی دیر کے بعد آہستہ سے کہا آپکے معلوم ہوا۔ آپ شیخ حسن محمد چشتی کے
فرزند ہین۔ حجرہ کا دروازہ کھولدیا۔ شیخ اندر داخل ہوئے دونو باہم مکالمہ
کرنے لگے۔ بعد ازان رخصت ہوئے۔ صاحب کشف وکرامت تھے
جو کچھہ زبان سے فرماتے تھے وہ تیرہدف ہوتا تھا۔ آخر آپنے ۵ شہر
جمادی الاول ۹۹۵ سنہ ہجری مین رحلت کی مقام نردگاہ مین مدفون ہوئے
آپکی قبر کے قریب ملک مقصود کی مسجد کلان سنگین تعمیر کی ہوئی ہے۔ زیارت و توسل ہے

حضرت شیخ محمد بن فضل اللہ نایب رسول اللہ قدس سرہما

سفینۃ الاولیا کے مولف شاہزادہ محمد داراشکوہ نے لکہا کہ آپ کا نام محمد ہے۔ آپ شیخ فضل اللہ بن شیخ محمد صدر کے فرزند ہین۔ آپکی نسب کا سلسلہ حضرت امیرالمؤمنین ابا بکر صدیق رضی خلیفہ اول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منتہی ہوتا ہے۔ انتہی کلامہ مولف مذکور نے بدون تحقیق آپکو صدیقی الاصل قرار دیا اور سراسر واقع کے خلاف لکہا۔ حضرت کے باقیات صالحات اسبات پر متفق ہین کہ ہمارے بزرگان سلف سادات حسینی سے ہین۔ اولاً ہماری نسب کا سلسلہ حضرت خواجہ مودود چشتی سے اور ثانیاً بواسطہ خواجہ بہ امام حسن عسکری سے منتہی ہوتا ہے۔ اگرچہ بقول معتبر و صحیح حضرت امام عسکری کو کوئی فرزند بجز حضرت محمد جو مہدی موعود کہے جاتے ہین نہ تہا لیکن حضرت جعفر کے برادر امام حسن عسکری علیہ السلام کثیر الاولاد تہے۔ انکی اولاد نے اپنے کو انہا کے متبنّی قرار دیا۔ اس وجہ سے اونکی اولاد و احفاد حضرت امام کے طرف منسوب ہوئی۔ اور سادات کہلائے۔ صاحب ترجمہ کے باقیات نے جو نسب نامہ اپنی سیادت کے بابت طبع کرایا ہے اس سے سیادت ثابت ہوتی ہے۔ مولفین نے جو تحقیق کے راستہ سے منزلون دور ہین لفظ شیخ صاحب ترجمہ کے بزرگان سلف کے نام کا عنوان دیکھ کے صدیقی الاصل قرار دیا۔ کیا شیخ کے لفظ سے سیادت کی نفی ہوتی ہے؟ ہرگز نہین ہوتی ہے۔ چنانچہ غوث الاعظم حضرت محبوب سبحانی سید عبد القادر جیلانی رضی کے نام کا تاج لفظ شیخ ہے علمائے شریعت لفظ شیخ سے بزرگ و مرشد اعتبار کرتے ہین نسب کی تحقیق ہین

بہ نسبت دیگر مورخین و رُواۃ صاحب نسب کی اولاد کا قول شرعاً وعرفاً مسلم کیا
جاتا ہے۔ اسلیئے کہ اَہلُ البَیتِ اَعرَفُ بِالبَیتِ۔ ترجمہ صاحبان خانہ اپنے
گھر وخاندان کے حال سے بہ نسبت دیگران زیادہ واقف ہوتے ہین۔
اخبار الاخیار کے مولف نے لکھا کہ صاحب ترجمہ کے اجداد مین شیخ محمد عیسیٰ تاج
مشائخ جونپور مین نامی گرامی تھے۔ اور کاملین مین ولایت وکرامت کی صفت
سے موصوف شمار کیئے جاتے تھے۔ شیخ فتح اللہ اودہے کے مرید صادق
الاعتقاد تھے۔ شیخ کے والد ماجد شیخ احمد عیسیٰ تاج مشاہیر اکابر دہلی سے تھے
جب امیر تیمور گورکانی نے دہلی پر حملہ کیا۔ اوسوقت دہلی مین تباہی و بربادی
واقع ہوئی۔ اکثر بزرگان دہلی ہنگامہ وفتنہ کی وجہ سے وطن سے جلاوطن ہوئے
ہندوستان کے بلاد وقصبات مین چلے گئے۔ اسی ہنگامہ فتنہ انگیز مین شیخ احمد عیسیٰ
مذکور مع عیال واطفال دہلی سے جونپور مین آئے اور سکونت پذیر ہوئے
اوسوقت شیخ محمد عیسیٰ تاج کی عمر ہشت سالہ تھی۔ والد کی ہدایت سے خوردسالی مین
شیخ فتح اللہ مذکور کے مرید ہوئے جسب الارشاد مرشد ملک العلما قاضی شہاب الدین
دولت آبادی سے تحصیل علم شروع کی۔ ابتدا سے انتہا تک کتب درسیہ قاضی کی
خدمت مین ختم کین۔ قاضی کے ارشد تلامذہ سے مانے جاتے تھے۔ چنانچہ
قاضی نے اصول بزدوی پر حاشیہ آپکی ترغیب وتقریب سے لکھا ہے تحصیل
ظاہری سے فارغ ہوکے مرشد شیخ کی خدمت مین علم باطنی کی طرف متوجہ ہوئے

اذکار واشغال مین ہمہ تن مشغول ہوئے شغل وذکر مین ایسے محو تھے کہ خودی سے
بیخود تھے۔ ہمیشہ حجرہ مین رہتے تھے۔ ضرورت کے وقت باہر آتے تھے ضرورت
ونماز سے فارغ ہوکے حجرہ مین جاتے تھے۔ اکثر مراقبہ مین بسر فرماتے تھے۔
شیخ کی گردن کی ہڈیان برآمد ہوگئی تہین۔ سر سینہ پہنچ گیا تھا۔ آخر شیخ فوت ہوگئے
جونپور مین ایک مقام پر فضا مین مدفون ہوئے۔ قبر پر معتقدین نے گنبد بنایا گیا
زیارتگاہ ہے۔ انتہی کلامہ۔ صاحب ترجمہ کے والد بزرگوار شاہ فضل اللہ بہی جامع علوم
ظاہری وباطنی تھے۔ اور شیخ صفی گجراتی کے مرید وخلیفہ تہے۔ صاحب تالیف و
تصنیف تھے۔ آپکا ایک رسالہ موسوم بہ تحفہ محمدیہ تصوف مین ہے۔ رسالہ کیا ہے
معرفت وحقیقت کا خزانہ ہے۔ کتبخانہ آصفیہ مین نسخہ نادرالوجود موجود ہے۔ فقیر
مولف اسکے مطالعہ سے مشرف ہوا ہے۔ یہ نسخہ خاص شیخ کے کتبخانہ کا ہے
صاحب ترجمہ شیخ محمد بن فضل اللہ کا مولد ومسقط الراس احمد آباد گجرات ہے شیخ کے
تولد سے والد ماجد اور دیگر اعزہ بہت خوش ہوئے۔ تربیت کے طرف متوجہ ہوئے
آپکے چہرہ سے بزرگی کے آثار نمود تھے۔ اسلئے والدین آپ کو عزیز الوجود
سمجہتے تھے۔ ابہی آپ نشو ونما کے زمانہ مین تھے کہ والد ماجد نے اس دار
فانی سے عالم جاودانی کے طرف رحلت کی۔ اعزہ کے سایہ رحمت مین عالم
شباب کو پہنچے۔ ابتدائے شباب مین بزرگان سلف کی طرح حضرت شیخ صفی
گجراتی کی خدمت مین گئے۔ بیعت واجازت سے مشرف ہوئے حسب الارشاد

مرشد حرمین شریفین کی زیارت کو روانہ ہوئے۔ بارہ برس مکہ میں رہے شیخ علی متقی کی خدمت مین مستفید ہوتے رہے۔ وہان سے مراجعت کرکے وطن مالوفہ احمد آباد مین پہنچے۔ اعزہ کے اصرار سے عقد کرلیا۔ باوجود کتخدائی ذکر و شغل مین سستی نہین فرماتے تھے۔ اسی تعلق کے زمانہ مین حضرت شیخ وجیہ الدین علوی گجراتی کی خدمت مین کتب درسیہ متداولہ سے بھی فراغت حاصل کی۔ اور انہین ایام مین شیخ ماہ بن شاہ صفی گجراتی کی خدمت مین بھی آمد و رفت فرماتے تھے۔ شیخ نے صاحب ترجمہ کے والد کی زبانی سنا تھا کہ میرا فرزند قطب زمانہ ہوگا۔ لہذا آپکو عظمت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ عزت و آبرو مین کمی نہین کرتے تھے۔ شیخ ابو محمد خضر تمیمی نے جو آپ کے والد کے خلیفہ تھے مولانا وجیہ الدین علوی و شیخ ماہ کو لکھا کہ آپ اپنے شہباز (محمد بن فضل اللہ) کو کیون پرواز مین نہین لاتے۔ دونو بزرگون نے جواب مین لکھا کہ اُسکی پرواز آپکے اقتدار و اختیار مین ہے۔ پس شیخ کو آسیر ضلع خاندیس روانہ کیا صاحب ترجمہ نے شیخ محمد خضر تمیمی کی خدمت مین پہنچ کے والد ماجد کی عطا کی ہوئی نعمتون کو ہمدست کیا اور شہر برہان پور مین متوطن ہوئے۔ چند مدت درس و تدریس مین معروف رہے۔ پھر درس موقوف کرکے خلایق کی ہدایت مین مشغول ہوئے۔ اکثر لوگ آپکی تربیت و تعلیم کی بدولت درجہ کمال کو پہنچے۔ آپ معاصرین مین یگانہ و مرجع بزرگان زمانہ تھے

مشائخ چشتیہ مین بزرگ مانے جاتے تھے۔ ملک خاندیس و برار مین آپکی پیری مریدی
کا بازار گرم تہا۔ اطراف و اکناف کے باشندے حسن ارادت سے آپکی خدمتمین
آتے تھے بیعت سے مشرف ہوتے جاتے تھے۔ آپ رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم کی محبت مین فنا فی الرسول تھے۔ اکثر اوقات جوش محبت و ولولۂ شوق
مین بے اختیار مدینہ منورہ کے طرف متوجہ ہوتے تھے۔ چند منازل طی
کرنیکے بعد حسب الارشاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مراجعت فرماتے تھے۔
آپ قانع و متوکل علی اللہ تھے۔ جو کچہ معتقدین و مریدین سے آمدنی ہوتی
تھی اوسکے تین حصہ کرتے تھے۔ ایک حصہ عیال و اطفال کو دیتے تھے
اور دوسرا حصہ خانقاہ کے فقرا و طلبہ کو عطا فرماتے تھے۔ تیسرا حصہ حضرت
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی نذر کرکے حرمین شریفین کو بھیجتے تھے صاحب
خرق عادت و کرامت تھے۔ دنیا و مافیہا سے تعلق نہین رکہتے تھے۔ جہانگیر
بادشاہ ہند آپکی بزرگی کو مانتا تہا عظمت و شان سے آپکا ذکر خیر سنتا تہا۔ شاہجہان
شاہزادگی کے عہد مین آپکی زیارت سے مشرف ہوا ہے۔ آپکے لئے وظیفہ معاش
و جاگیر مقرر کرنا چاہتا تہا۔ آپ قبول نہین کرتے تھے۔ آپکی رحلت کے بعد حسب
سعی شاہزادہ شاہجہان آپکی اولاد کے لئے موضع ہیگنہ تمنا مک پرگنہ ملکاپور
ضلع برار جاگیر التمغا حسب فرمان نورالدین جہانگیر بادشاہ عطا ہوا۔ چنانچہ اب تک
مرحوم کی اولاد پر بجال و برقرار ہے۔ آپ صاحب التالیف و التصنیف تھے

آپکی تصنیفات سے متعدد رسائل ہین۔ ازانجملہ رسالہ التحفۃ المرسلۃ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ رسالہ قلیل اللفظ کثیر المعنی نہایت مختصر ہے۔ آپنے اس رسالہ مین وحدت وجود کے مسئلہ کو مدلل طور سے لکہا ہے گویا دریا کو کوزہ مین بہر دیا ہے۔
ٹیپو سلطان بادشاہ مدراس کے کتبخانہ کی فہرست مطبوعہ لندن مین اس رسالہ کی تالیف کی وجہ یہ لکہی ہے کہ جزیرہ جاوا کے علما وحدت وجود کے مسئلہ مین باہم بحث وتکرار کرتے تھے۔ ایک فریق دوسرے فریق کی تکفیر کرتا تہا۔ صاحب ترجمہ نے قیام حرمین کے زمانہ مین اس اختلاف و باہم تکفیر کی کیفیت سنی۔ فی الفور یہ رسالہ تصنیف کیا۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب مین تحفہ پیش کرکے جاوا روانہ ہوئے۔ علمائے جاوا کے سامنے رسالہ پیش کیا اور وحدت الوجود کے مسئلہ کو مدلل طریق سے سمجہایا۔ تمام نے باہمی اختلاف و تکفیر سے توبہ کی۔ باہم شیر وشکر کی طرح متفق ہوگئے اور تمام نے صاحب ترجمہ کا شکریہ ادا کیا۔ اور آپکی تحریر و تقریر کی داد دی۔ انتہی کلامہ۔
صاحب فہرست نے جو کچہہ نقل کیا ہے۔ منقول عنہ کے ذکر سے سکوت کیا۔ فقیر مولف کو اس واقعہ کا پتہ بجز فہرست مذکور کسی تاریخ سے نہین ملا۔ واللہ اعلم بالصواب۔
چونکہ یہ رسالہ دقت مضامین کی وجہ سے عام فہم نہ تہا لہذا شیخ ابراہیم کردی مدنی نے اسکی شرح مسمی اتحاف الذکی بشرح التحفۃ المرسلۃ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم لکہی ہے۔ دیباچہ شرح مین صاحب ترجمہ کی تعریف و توصیف کی ہے۔ اور

شیخ عبد الغنی نابلسی نے بہی اسکی شرح مسمی المواہب المترسلہ شرح التحفہ المرسلہ لکہی
اور اسکا ترجمہ فارسی میں مولف کے مرید وخلیفہ شیخ عبد الغفور بن شیخ عبد الملک نے کیا
چنانچہ ترجمہ مذکور حیدرآباد مین مطبوع ہوا ہے۔ غلطی سے حیدرآباد کے بعض
مقرظین نے اس ترجمہ کو عبد الغفور لاری شاگرد مولانا جامی المتوفی ۸۹۸ہجری کی
طرف منسوب کیا ہے۔ مولانا لاری مولف تحفہ سے ایکسو برس قبل فوت ہوئے
ہین۔ مولف کی وفات سنہ ۱۰۲۹ ہجری مین واقع ہوئی ہے۔ فافہم مافیہ۔ دوم
الہدیۃ المرسلہ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم شرح دعائے سیفی۔ سوم شرح لوائح جامی
چہارم معراج نامہ۔ پنجم خلاصۂ کتاب شفائے قاضی عیاض وشمائل ترمذی۔ ششم
رسالہ احکام امرد متضمن بر کراہیت امامت او۔ ہفتم تحفہ مرسلہ کی شرح حامل المتن
مسمی الحقیقۃ الموافقۃ للشریعۃ وغیرہ رسائل لکہے ہین۔ فقیر مولف آپکے دو تین
رسائل کے مطالعہ سے مشرف ہوا ہے۔ اور آپکی شرح مسمی الحقیقۃ الموافقۃ للشریعۃ
کی شرح الشرح فارسی مین لکہی تہی طبع کی فکر مین تہا افسوس ابہی طبع کی نوبت نہین
آئی تہی کہ وہ شرح میرے کتبخانہ کے ساتہہ حیدرآباد کی طغیانی مین نذر سیلاب
وغرق آب ہوگئی۔ آپ کو شیخ علی متقی وحضرت ابو محمد بن خضر تیمی سے خلافت کی
سند ملی تہی۔ آپ طریقہ قادریہ وچشتیہ وسہروردیہ مین خلایق کو مرید کرتے تہے
خاص طریقہ چشتیہ نظامیہ مین شیخ صفی گجراتی سے خلافت ملی تہی۔ اور آپ نے تمام آفاق
مین نائب رسول اللہ کے لقب سے مشہور ہوئے۔ شہرت کی وجہ یہ ہے۔

چونکہ آپ حضرت رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت مین محو تھے اور ہر وقت جوش محبت وشوق سے مدینہ کے طرف روانہ ہوتے تھے۔ چند منازل طے کرنیکے بعد آپ کو عالم رویا مین حضرت سے ارشاد ہوتا تہا کہ مراجعت کرکے خلائق کو ہدایت کیجیئے۔ آپ حسب الارشاد واپس آتے تھے۔ اور وطن مالوفہ برہانپور مین اقامت فرماتے تہے۔ پس اسی وجہ سے نائب رسول اللہ کے لقب سے ملقب ہوئے۔ اگرچہ تذکرہ نویسون نے آپ کو نائب رسول اللہ نہین لکھا ہے لیکن واقع مین بمصداق العلماء ورثۃ الانبیا۔ علمائے ظاہر باطن پیغمبرون کے وارث ونائب ہین۔ اکثر اولیاء اللہ وعلمائے دین حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے اشاعت اسلام ودین کے لئے مدینہ منورہ یا اپنی سکونت گاہ سے ممالک کے بلاد وقصبات مین جاتے ہین اور عام وخاص کو ہدایت وارشاد سے سرفراز فرماتے ہین اور خاص وعام ہادی رہبر کو نائب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لقب سے ملقب کرتے ہین۔ نسب نامہ مطبوعہ مین نائب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ملقب ہونیکی وجہ یہ ہے کہ حضرت شیخ محمد صاحب ترجمہ مدینہ منورہ مین مقیم تہے اور اکثر اوقات روضہ منورہ مین حاضر ہوتے تہے۔ زائرین آپکا اعزاز واکرام زیادہ کرتے تھے آپکے اطراف مین جمع ہوتے تھے۔ معتقدین کا ہجوم دیکھہ کے شریف مکہ کے دلمین رشک پیدا ہوا۔ ایک روز آپسے کہا کہ آپ یہان نشست نفرمائیے

دوسرے مقام مین اختیار کیجئے۔ جب شام ہوئی مجاورین قنادیل روشن کرنے لگے مگر قنادیل برابر روشن نہین ہوتے تھے۔ شریف مکہ حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین نہایت تضرع وزاری سے عرض کرنے لگا اسی حالت مین غنودگی اسپر غالب ہوئی۔ عالم رویا مین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے مشرف ہوا۔ عرض کیا۔ کیا وجہ ہے کہ امشب روشنی نہین ہوتی ہے ہم خادمون سے کیا خطا صادر ہوئی ہے۔ ارشاد ہوا کہ شیخ ہندی جو ہمارا نائب ہے اسکو آپنے رنجیدہ کیا۔ وہ ہماری روشنی ہے۔ چاہیے کہ اوسکی دلجوئی کیجئے اور خطا کی معافی چاہیے۔ روشنی اُسکے ہاتھ سے ہوگی۔ شریف بیدار ہو آپ کی خدمت مین آیا خطا کی عذرخواہی کی اور خواب کا واقعہ بیان کیا اور کہا آپ نائب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہین قدم رنجہ فرمائیے۔ روشنی آپکے ہاتھ سے ہوگی۔ حضرت صاحب ترجمہ شریف کے ہمراہ روضہ مین آئے روضہ منورہ کے سامنے ادب سے نہایت انکساری کے ساتھہ تین مرتبہ صلوۃ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بھیجے۔ فوراً قنادیل حسب معمول روشن ہوگئے اسروز سے آپ نائب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ملقب ہوئے۔ انتہی کلام نسب نامہ۔ فقیر مولف گزارش کرتا ہے کہ نسب نامہ مطبوعہ کی یہ روایت سینوی ہے کہ اہل خاندان مین سینہ بسینہ مروی ہے۔ اور جو وجہ صدر مین فقیر مولف نے لکھی وہ سفینوی ہے۔ کتابی روایت بمقابلہ روایت زبانی وثوق واعتماد مین

افضل ہے۔ خلاصہ کلام آپ بہرحال نائب رسول اللہ صلّی علیہ وسلّم تھے۔ غفر اللہ لہٗ

آپکے عادات واخلاق کا ذکر

آپ اخلاق ستودہ وشیم محمودہ سے موصوف تھے۔ خلایق کے ساتھہ نہایت ہی ہمدردی فرماتے تھے۔ علما وکملا کی بہت قدر کرتے تھے۔ طلبہ وفقرا کو عزیز کی طرح سمجھتے تھے۔ غربا پرور مہمان نواز تھے جو مسافر غریب نابلد آتا تھا آپکے غریبخانہ پر فروکش ہوتا تھا۔ آپ مہمان کی خدمت خود بجا لاتے تھے۔ ماحضر طعام وامداد مین کوتاہی نہین روا رکھتے تھے۔ آپکی عادت تھی کہ شب جمعہ مقبرہ مین جاتے اور قبور پر فاتحہ پڑہتے تھے۔ اور نماز جمعہ کے بعد بیمارون کی عیادت فرماتے تھے۔ تا بزندگی اس عادت مستمرہ پر قائم رہے۔ کبھی سستی وکاہلی نہین کرتے تھے۔ یتامی وقرابندارونکے ساتھہ حسن سلوک جاری رکھتے تھے۔ قریب وبعید کی دستگیری وہمدردی واجب جانتے تھے۔ حلیم المزاج وسلیم الطبع تھے۔ فی زماننا آپکے باقیات صالحات باہم متفق نہین ہین۔ صلہ الرحم کا لحاظ نہیں کرتے ہین۔ ایسی حالت دیکھہ کے افسوس ہوتا ہے۔ خدا باہم اتفاق کی ہدایت کرے تاکہ بزرگونکا نیک نام باقی رہے۔

علم وفضل کا ذکر۔

صاحب ترجمہ بزرگان سلف کی طرح علم وفضل کے زیور سے آراستہ مشیخیت وبزرگی کے پیرایہ سے پیراستہ تھے۔ خاص علم تصوف وتعرف مین عدیم المثل۔ اور

معاصرین کے مقابلہ مین بے نظیر فرد مانے جاتے تہے۔ آپکے رسائل تصوف فقیر مولف کی تصدیق کرتے ہین۔ آپ جامع علوم ظاہری و باطنی تہے آپکا علم عمل کے ساتہہ لازم تہا۔ باوجود درویشی صوم و صلوۃ کے پابند تھے چشتیہ طریقہ پر چلتے تہے محفل سماع مین شریک ہوتے تھے۔ شیخ پورہ جو آپ کے نام پر ہے آپکا مسکن و آرام گاہ تہا اور شہر برہانپور مین عیال و اطفال رہتے تھے تاریخ ہرات مین مرقوم ہے کہ خواجہ بمعنی خداوند ہے۔ اور اہل توران سادات کو لقب خواجہ سے ملقب کرتے ہین۔ سیادت کی وجہ سے حضرت خواجہ معین الدین چشتی و خواجہ مودود چشتی قدس سرہما کا نام گرامی معنون بخواجہ ہوا۔ حضرت محمد بن فضل اللہ صاحب ترجمہ کے اولاد کے نام جاگیر کے فرمان جہانگیری مین لفظ خواجہ یعنے خواجہ فضل اللہ و خواجہ فضیل مذکور ہوا ہے۔ بادشاہی فرمان مین بموجب اصطلاح اہل توران دونون کے نام کا تاج لفظ خواجہ ہے۔ اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ آپ سادات سے ہین۔ اور فضل اللہ و فضیل کے زمانہ سے آپکی اولاد مین ہر ایک کے نام کا جزاول خواجہ ہوتا ہے۔ چنانچہ ابتک اُنکی اولاد مین اسی لفظ کا استعمال جاری ہے۔ اور بزرگان سلف کے نام کا جزاول تواریخ و تذکرون سے شیخ ثابت ہوتا ہے۔ فی الحال ایک نسب نامہ مطبوعہ مطبع آگرہ دیکھا گیا اسمین تمام بزرگان سلف کے اسما کو بلفظ خواجہ معنون کیا ہے

یہ امر واقع کے	آپکی رحلت کا ذکر	خلاف ہے

آخر آپ سنہ ۱۰۲۹ ہجری مین بعارضہ بخار وغیرہ امراض مین مبتلا ہوئے۔ چند
مدت صاحب فرش رہے۔ باوجود بیماری ذکر وشغل مین کوتاہی نہین فرماتے
تھے۔ صوم وصلوۃ کے پابند تھے کبھی کسی وقت مین آپکی نماز قضا نہین
ہوتی تھی۔ جس طرح ہوتا تھا ادا فرماتے تھے۔ آخر مین یہ نوبت ہوئی تھی کہ
اشارہ سے ادا کرتے تھے۔ تا برحلت آپکے ہوش حواس درست تھے
خلفا و اولاد کو اتباع شریعت کی وصیت فرماتے تھے۔ اور تاکید کرتے
تھے کہ دین واسلام کی اشاعت وہدایت مین کوتاہی جائز نہ رکھو۔ آپ قناعت
پسند تھے۔ دنیا ومافیہا کی ہوس نہین فرماتے تھے۔ جو کچھ فتوحات ہوتے تھے
صرف کر دیتے تھے۔ باقیات صالحات کیلئے ذخیرہ نہین رکھتے تھے تا زندگی
باوجود اصرار سلاطین وحکام وظیفہ ومدد معاش وجاگیر قبول نہین کی آپکی رحلت کے
بعد باقیات صالحات کیلئے سلاطین وحکام کے طرف سے وظائف وجاگیر
التمغا مقرر ہوئے چنانچہ جاگیر عطیہ جہانگیری اولاد کے قبضہ وتصرف مین
تا حال بحال ہے۔ آخر آپنے بمصداق کل من علیہا فان الخ بتاریخ یکم رمضان
سنہ ۱۰۲۹ ہجری اس دار فانی سے بملک جاودانی رحلت کی۔ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون
شیخ پورہ علاقہ برہانپور مین مدفون ہوئے۔ مختصر گنبد پختہ بنایا گیا تھا۔ فی الحال
گنبد شکستہ وریختہ ہو گیا ہے۔ خواجہ بدیع الدین صاحب خان بہادر و
دیگر ورثہ نے درست کرایا ہے۔ سالانہ عرس ہوتا ہے۔ نیاز و تبرک

رحلت کی تاریخ

چون محمد بن فضل اللہ فضل و جہان	رفت از دنیا بتاریخش بقول اہل راز
عمدۂ فضل ست و شیخ احسن و شیخ فلاح	نیز ہادی زمان افضل بگو با صد نیاز
سال ترحیلش رقم کن زیب دین فضل اللہ	باز کن تحریر فضل اللہ ہادی پاکباز

آپکے خلفا

نعمت اللہ ۔ خواجہ فضل اللہ ۔ و خواجہ فضیل ۔ و شیخ عبد الغفور وغیرہ تھے آپکے خاندان مین اکثر علما و فقرا نسلاً بعد نسل ہوئے ہین ۔ آخر مین بمصداق تلک الایام نداولہا الخ ۔ علم و فقر مین تنزل اور دنیوی جاہ و حشمت مین ترقی ہونے لگی ۔ رفتہ رفتہ خاندان مین علم کا چراغ گل ہوگیا ۔ اور فقر و سلوک کا بازار سرد ہوگیا ۔ لیکن بزرگان سلف کے اخلاق و عادات کی روشنی بعض باقیات صالحات مین دکہائی دیتی ہے ۔ مہمان نوازی و غربا پروری مین بزرگان سلف کے ہمقدم ہوتے ہین ۔ بلحاظ زمانہ اخلاق و عادات پسندیدہ سے موصوف ہونا غنیمت ہے ۔ اللہم زد فزد ۔ و یادگاران موجودہ کو بزرگان گذشتہ کا ہمدم و ہمقدم کر اور دنیا کے فریب و دغا سے دور رکہہ اور باہم برادران دینی اعمام مین حسن اتفاق ہو ۔ آمین ثم آمین ۔ فقیر مولف کو آپکے بزرگان سلف سے حسن ارادت ہے ۔ اور مجکو اونکے ساتھہ ہم وطن ہونیکا بہی حق ثابت ہے بنا برعلیہ انکو ذکر خیر و دعائے نیک سے یاد کرتا ہون بجز ہم وطنی کے کوئی

ہدایت سے مشرف ہورہے ہین۔ آپ حضرت کی شہرت سنتے ہی ارادت و قدمبوسی کا احرام باندہکے اورنگ آباد سے برآمد ہوئے۔ نہایت شوق کے ساتہہ حیدرآباد مین پہنچے اور حضرت کی ملازمت و قدمبوسی سے مشرف ہوئے۔ حضرت پیر آپکو دیکہتے ہی تاڑ گئے کہ یہ ہونہار ہین۔ تہوڑے ہی مدت کے بعد آپ کو خلافت و جانشینی سے سرفراز فرمایا۔ پیر مرشد آپکی نسبت فرماتے کہ یہ شبلی و جنید زمانہ ہے۔ آپ نہایت ہی سخی و کریم تھے۔ بیشمار داد و دہش فرماتے تھے۔ غربا و فقرا کی دستگیری کو فرض جانتے تھے کوئی سائل آپکے دروازہ سے محروم نہین جاتا تہا مجلس سماع مین وجد و حال مین مست ہو جاتے تھے۔ جو کچہہ پاس ہوتا تہا قوالون کی نذر کرتے تھے۔ اکثر اوقات جسم سے قبا و سر سے دستار عطا فرماتے تھے ایک روز کی نقل ہے کہ آپ پیر و مرشد کی خدمت مین آئے اسوقت مجلس سماع گرم تہی۔ آپ مجلس مین شریک ہوئے۔ پس آپ پر وجدانی کیفیت طاری ہوئی۔ حضرت پیر مرشد نے آپکی حالت جذب و وجد کو سلب کرلیا۔ آپ ہوش مین آگئے۔ دل مین حیران تھے کہ میری حالت یکایک کیون سلب ہوگئی۔ حضرت پیر مرشد سے دریافت کیا گیا۔ حضرت نے فرمایا کہ مین نے جمعدار صاحب کی وجدانی حالت کو اس وجہ سے سلب کیا کہ جمعدار صاحب سخی المزاج ہین اسوقت قیمتی ڈوپٹہ و دوشالہ وغیرہ زیب بدن

ایسا ہوکہ جمعدار صاحب یہ سب قیمتی چیزین قوالون کو دیدین ۔ آپ پیرومرشد کی خدمت مین انکی زندگی تک رہے اور پیرومرشد کی رحلت کے بعد اورنگ آباد چلے گئے ۔ آٹھ برس تک وہان قیام پذیر رہے ۔ پھر حیدرآباد مین آئے ۔ یہان ایسے بسے کہ مرکے اُٹھے ۔ اہل دکن آپکی ہدایت و رہنمائی سے مستفید ہوتے رہے ۔ آخر آپ ۲۰ تاریخ ماہ رمضان ۱۲۵۵ھ ہجری بروز ایک شنبہ بہشت برین روانہ ہوئے ۔ مرشد کے مزار کے قریب مدفون ہوئے ۔ آپکی عمر تریسٹھ برس کی تھی ۔

حضرت شیخ منتجب الدین زرزری زربخش قدس سرہ

آپ شیخ برہان الدین غریب کے برادر بزرگ ہین ۔ شیخ فریدالدین گنج شکر کے مرید و خلیفہ ہین ۔ چنانچہ بعض شعرانے شیخ کی مدح مین چند ابیات لکھے ہین انسے ثابت ہوتا ہے کہ آپ واقع مین گنج شکر کے مرید تھے ۔

منتجب شیخ زرزری زربخش
کوشفیق کلان بود بشمار

از مریدانِ خواجۂ گنج شکر
کرد اوّل بدیو گیر قرار

خلعتِ زر زغیب می آمد
و صباح و رواح و لیل نہار

شد ازان نام زرزری زربخش
می نمودش براہِ خیر نثار

رخت زین تنگنائے چون بربست
بجز امید سوئے دار قرار

خواجہ احمد کی اولاد

(۵) پسر - (۳) دختر

خواجہ بدر الدین المتوفی - خواجہ امین الدین المتوفی - خواجہ فخر الدین موجود خواجہ علیم الدین موجود - خواجہ معز الدین موجود - یک دختر منسوب بہ خواجہ بدیع الدین خان بہادر مرحوم زندہ ہے - دوم منسوب بہ خواجہ منیر الدین زندہ سوم معلوم نیست کہ منسوب بکدام است -

فرزند دوم شیخ بن فضل اللہ صاحب ترجمہ کی اولاد -

فتح اللہ المخاطب بہ فتح الدولہ

غلام سرور المخاطب بہ اکرام جنگ

ہاشم علیخان

میر تہور علیخان

مولوی میر عبد الوہاب مرحوم

مولوی عبد الصمد مرحوم

ایک پسر موجود

میر رفعت علی

[illegible]

[illegible]

احمد اللہ

دختر منسوب بہ میر عزیز الدین برادر عم جہان نام تھا

حضرت شاہ محمد شفیع قدس سرہ المعروف بہ جمعدار صاحب

آپ پیر محمد خان بن عبد اللطیف خان بن محمد حسین خان کے صاحبزادے ہیں
آپکے بزرگان سلف بادشاہی اہل مناصب کے زمرہ مین تھے۔ صاحب عزت
و آبرو تھے۔ تذکرہ پنج گنج و انوار الاخیار وغیرہ سے معلوم ہوا کہ آپکے والد ماجد
شہر اورنگ آباد مین سکونت پذیر تھے۔ آپکی ولادت ۱۱۹۲ھ ہجری مین شہر
مذکور مین واقع ہوئی۔ شہر کی آب و ہوا مین نشو نما پایا۔ سن تمیز کو پہنچے بقدر
ضرورت لکہنے پڑھنے مین مہارت پیدا کرلی۔ بزرگان سلف کی وجاہت
و وقعت کی وجہ سے سرکار آصفیہ مین منصب جمعداری سے سرفراز ہوئے
جمعیت سواران و پیادہ پر حکومت کرتے تھے مہاراجہ چندو لعل مدار المہام
آپکے حال پر زیادہ نظر توجہ فرماتے تھے۔ غرض آپ آبا و اجداد کی طرح مکرم
و معزز تھے۔ ہاتی و پالکی بہی رکہتے تھے۔ ہتیار و آلات سپاہگری سے
شایق تھے۔ آپکا سلاح خانہ عمدہ عمدہ سیوف و بنادیق وغیرہ سے معمور تہا
اور سامان امارت بہی بے شمار رکہتے تہے۔ باوجود جاہ و حشمت و مال و دولت
دلمین خدا طلبی کا ولولہ موج زن تہا۔ فقرا دوست تہے حصول مطلب کیلئے
پیر ہادی کے طالب رہتے تھے۔ ظاہراً آپکی شان امیرانہ تہی لیکن باطناً
درویشانہ طرز رکہتے تھے پس آپکو معلوم ہوا کہ شہر حیدر آباد مین ایک بزرگ
با خدا مسمی شاہ محمد قاسم عرف شیخ جی حالی قیام پذیر ہین اور ساحل شہر آپ کی

نہین ہے۔ مین جو کچھہ اُنکی نسبت لکھتا ہون محبت و اخلاص پر مبنی ہے خوشامدانہ
نہین ہے۔ آپکے باقیات جو فی زمانناً یادگار ہین ان کو بھی عظمت کی نظر سے
دیکھتا ہون۔ اگرچہ بعض اُنمین سے مجکو نظر انداز فرماتے ہین بخیال بزرگان
سلف انکی کم توجہی کی پروا نہین کرتا ہون۔ دعائے خیر سے یاد کرتا ہون سلمہم اللہ تعالیٰ

آپکی اولاد کا ذکر

تاریخ برہانپور کے مولف نے لکھا کہ آپکی اولاد برہانپور خاندیس وملکاپور برار
وحیدرآباد دکن مین موجود ہین۔ صاحب ترجمہ کے دو فرزند تھے۔ ایک
خواجہ فضیل دوم خواجہ فضل اللہ ثانی۔ خواجہ فضل اللہ ثانی کے فرزند خواجہ
محمد وارث عرف میان جی تھے۔ اور میان جی کے پانچ فرزند نرینہ تھے
اول خواجہ محمد فضل اللہ ثالث۔ دوم خواجہ محمد قدرت اللہ۔ سوم شیخ محمد عرف
میانصاحب۔ چہارم شاہ ولی اللہ پنجم شاہ علی۔ شیخ پورہ کی درگاہ اور اُسکے
متعلق جو یومیہ و اراضی سلاطین دہلی سے مقرر تھے میان جی مذکور کی اولاد
کے قبضہ مین سے عملداری مرہٹہ مین ضبط ہو گئے۔ مگر درگاہ کے اطراف کی
زمین ابتک وارثین کے قبضہ مین باقی ہے۔ اور عرس کیلئے بھی نقد رقم
قلیل علاقہ خاندیس سے ہمدست ہوتی ہے۔ اولاد مین جو باقیات الصالحات
ہین محاصل و نقد آمدنی خرچ کرتے ہین۔ شیخ فتح اللہ المخاطب بہ نواب
فتح الدولہ بن خواجہ فضل اللہ ثالث کی اولاد حیدرآباد مین موجود ہین۔ نواب

فتح الدولہ اُنکے فرزند غلام سرور خاطب اکرام جنگ۔ اور اُنکے دو فرزند تھے
اول ہاشم علیخان انکا فرزند میر رفعت علی مرحوم اُنکے فرزند احمد اللہ عبید اللہ
محب اللہ موجود ہین۔ دوم میر تہور علیخان اُنکے فرزند میر عبد الوہاب صاحب مرحوم
اُنکے فرزند مولوی عبد الصمد مرحوم۔ عبد الصمد کی اولاد بہی ہے۔ اور دوسرے
فرزند خواجہ فضل اللہ ثالث کی اولاد و آل بلدہ برہانپور و خاندیس مین ہین
دوم فرزند صاحب ترجمہ خواجہ فضیل ہے۔ موضع ہگینہ جاگیر التمغا علاقہ ملکاپور
برار اُنکے نام پر ہے۔ چنانچہ صدر مین مذکور ہوا۔ اُنکی اولاد مین مندرجہ ذیل ہین
خواجہ محمد صاحب و خواجہ احمد صاحب ملکاپور برار مین رہتے ہین شیخ محمد
بن فضل اللہ صاحب ترجمہ دونو بزرگون کے جد ہشتم ہین۔ خواجہ محمد صاحب سرکار
کے طرف سے ملکاپور کی قضائت پر مامور ہوئے۔ اور قضا کی خدمت
کے معاوضہ مین جو انعامات و جاگیرات تھین اُسپر قابض و متصرف ہوئے
فی زماننا اُنہین دونون بہائیون کی اولاد جاگیر و انعام پر قابض ہین۔
خواجگان کی اولاد کا شجرہ۔ خواجہ محمد مرحوم قاضی ملکاپور کی اولاد۔

تین فرزند

خواجہ بدیع الدین المتوفی ۱۳۲۳ | خواجہ اکرام الدین المتوفی | خواجہ منیر الدین سلمہ اللہ تعالیٰ

خواجہ بدیع الدین: خواجہ غیاض الدین موجود — ایک پسر ایک دختر ۲ دختر؛ خواجہ قطب الدین موجود — سہ دختر پسر

خواجہ اکرام الدین: خواجہ معین الدین، خواجہ فصیح الدین — دو دختر پسر

خواجہ منیر الدین: خواجہ حبیب الدین — دو دختر

زندہ زو گشت سنت و آثار		خواجہ برہان سوے دکن آمد
کے توان کرد وصف او تکرار		شو خاموش از ثناے او عبدی

اور معارج الولایت کے مولف نے لکھا ہے کہ جب آپ نے ریاضت شاقّہ و مجاہدۂ شدیدہ سے فارغ ہوکے درجۂ کمال کو عروج کیا۔ اور مرتبہ محبوبی پایا۔ آپ کو غیب سے صبح و شام دو خلعت زرین عالم غیب سے بدست ہوتی تہین آپ دو نو خلعتون کو فقرا پر تقسیم کر دیتے تھے۔ اور خود استعمال نہین فرماتے تھے۔ اسی وجہ سے زرزری زربخش لقب سے مشہور ہوے۔ فرشتہ لکھتا ہے کہ ہر شب تہجد کی نماز کے وقت غیب سے دُرج زرین آتا تہا صبح آپ اسکو فروخت کرا کے فقرا پر صرف فرماتے تھے اسوجہ سے زربخش مشہور ہوے۔ انتہی کلامہ موسیٰ خان جرأت میر منشی آصف جاہ اول آپ کی مدح مین کہتا ہے

زر بجتا جان رساند ز زر زیست		آن جوانمردے کہ در راہِ خدا

احسن الاقوال کے مولف شیخ حماد کاشانی نے لکھا کہ شیخ برہان الدین غریب نے فرمایا کہ مولانا منتجب الدین نے ایک روز دعا گو کے سامنے کہانا پیش کیا مین نے کہا آج روزہ ہون۔ فرمایا افطار کرنا چاہیے۔ روزہ کا عوض روزہ رکہہ سکتے ہیں۔ مین نے قبول نہین کیا۔ اُسی روز مین شیخ المشائخ نظام الدین اولیا قدس سرہٗ کی خدمت مین پہنچا۔ فرمایا فلان کے سامنے کہانا پیش کرو۔ مین نے شیخ کے سامنے افطار کیا جب مین وہان سے

مکان پر واپس آیا۔ مین نے چاہا کہ عصر کی نماز جماعت سے ادا کرون مین
جسکے پاس پہنچا تھا اور کہتا تھا کہ عصر کی نماز باہم ملکے جماعت سے ادا کرین وہ کہتا تھا کہ
مین ادا کر چکا ہون آخر الامر مین نے بدون جماعت ادا کی۔ افسوس میری شامت
اعمال ہے کہ مین نے مولانا منتجب الدینؒ کے قول پر عمل نہین کیا روزہ وجماعت دونون
ہاتھ سے کھوئے۔ الخ شیخ رکن الدین نفاس الانفاس مین نقل کرتا ہے کہ شیخ برہان نے
فرمایا کہ برادرم مولانا منتجب الدین کا ایکدوست سیدی نام تھا نہایت تند مزاج تھا
جب راہ مین چلتا تھا راستہ مین سپاہی یا سپاہ سالار یا عالم فاضل
اگر سامنے گذرتا تو سلام نہین کرتا تھا۔ اگر راستہ مین کسی فقیر گرد آلود
وژندہ پوش کو دیکھتا تو اسکے قدم پر گر جاتا تھا اور اُسکی تعظیم وتکریم
کرتا تھا۔ اور کہتا تھا کہ ایسے شخص کی تعظیم کرنا ایک امر عظیم ہے۔
انتہی کلامہ سیدی کو یہ رتبہ حضرت زرزری زربخشؒ کی صحبت کی
برکت سے حاصل ہوا تھا۔ آخر آپ ہفتم ربیع الاول ۷۰۹ھ ہجری
مین اس عالم فانی سے بہشت برین روانہ ہوئے۔ بیرون حصار
روضہ خلد آباد دفن ہوئے آپکا سالانہ عرس بڑی شان وعظمت سے ہوتا ہے
زائرین وشایقین دور دور سے آتے ہین عجب مجمع بزرگ ہوتا ہے کہ دوسرے مشایخ کے عرس مین ایسا نہین ہوتا

حضرت مولوی محمد زمان خان صاحب شہید علیہ الرحمہ

آپ محمد عمر خان شاہجہان پوری کے فرزند ہین۔ آپکے والد شریف زادے صالحین سے تھے۔ قانع ومتوکل۔ قناعت وتوکل کو پسند فرماتے تھے۔ سپاہانہ زندگی بسر کرتے تھے۔ آپکی ولادت تیسری تاریخ ماہ ذیقعدہ سنہ ۱۲۴۲ ہجری مین واقع ہوئی۔ نشوونما شہر کی آب وہوا مین ہوا۔ جب آپ ساتھ برس کے ہوے تب والدین کی توجہ سے قرآن شریف وابتدائی کتب فارسی اساتذہ سے پڑہین۔ بارہ سالہ عمر مین آپ کو تحصیل علوم عربی کا شوق ہوا۔ مختصرات صرف ونحو وفقہ واصول سے فارغ ہوکے بیس برس کی عمر مین یعنے سنہ ۱۲۶۲ ہجری مین طالب علمانہ وطن سے کانپور آئے۔ وہان مولانا شاہ سلامت اللہ صاحب کشفی صدیقی بداونی شاگرد مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی کے درس وتدریس کا بازار گرم تھا۔ اور مولانا کی خدمت مین ہند وسندہ کابل وقندہار وغیرہ ممالک کے طلبا مجتمع تھے آپ بہی طلبا کے زمرہ مین شریک ہوئے تین سال تک مولانا کی خدمت مین رہے۔ کتب درسیہ معقول ومنقول سے مستفید ہو حدیث وتفسیر سے بہی فراغت پائی۔ مولانا کے زبانی سنتے تہے کہ مولانا کرامت علی محدث ومفسر جلیل القدر وحید العصر حیدرآباد دکن مین سرکار عالی نظام خلد اللہ ملکہ کی ریاست مین عہدہ جلیلہ پر مقرر ہین باوجود خدمت سرکاری درس وتدریس سے شیفتہ ہین۔ گہر پہ صبح وشام طلبہ کو حدیث وتفسیر وفقہ ومنطق وغیرہ علوم مین تدریس فرماتے ہین۔ اکثر طلبائے افاغنہ

وغیر افاعنہ آپکی خدمت مین جاتے ہین اور علوم وفنون سے مستفید ہوتے ہین۔ پس مولانا کرامت علی صاحب کی تعریف سنکے آپکے دلمین شوق کی آگ مشتعل ہوئی۔ اور دلمین ٹھان لیا کہ ایسے فاضل عدیم المثل کی خدمتمین پہونچکے علوم وفنون خاص فن حدیث کی تکمیل کرونگا۔ پس آپ شہر کانپور سے برآمد ہوئے اور استاد علامہ سے ایک خط مسمی مولوی کرامت علی صاحب لکھواکے ہمراہ لیا۔ رامپور۔ فرخ آباد و بریلی وگوالیار وبھوپال وبرہانپور وغیرہ بلاد کی سیر کرتے ہوئے ماہ صفر ۱۲۶۵ھ ہجری مین حیدرآباد دکن مین مع الخیر پہنچے۔ میر اشرف علیصاحب نقشبندی مجددی کے مکان پر فروکش ہوئے۔ فارغ التحصیل تھے درس وتدریس مین مشغول ہوئے اور مولانا کرامت علی صاحب سے بھی ملے۔ مولانا نے آپکی خاطر ومدارات کی۔ آپ بھی والد ماجد کی طرح قناعت پسند تھے۔ کسیکا بار خاطر نہین ہوتے تھے۔ آن بان کے ساتھ رہتے تھے۔ انہین ایام مین آپکے لئے عدالت مین کوئی خدمت تجویز ہو رہی تھی۔ لیکن آپ اوس خدمت کو قبول نہین فرماتے تھے۔ پھر آپ دو تین سال کے بعد بذریعہ احمد یار خان محی الدولہ مرحوم ومولوی حکیم سید ابراہیم صاحب وغلام محی الدین صاحب جمعدار وغیرہم نواب ناصر الدولہ بہادر نظام الملک چہارم کے دربار مین باریاب ہوئے۔ نواب غفران منزل آپکی علمی لیاقت وفضیلت واخلاق ونیت و

مذہب و ملت کی کیفیت سنکے بہت خوش ہوئے۔ ساٹھ روپیہ ماہوار منصب
مقرر فرمایا۔ اور صاحبزادے میر تہنیت علی افضل الدولہ مرحوم کی تعلیم آپکے
تفویض ہوئی۔ آپ حسب الارشاد تعلیم مین مصروف ہوئے۔ ڈیوڑہی سے
مراجعت کرکے گھر آتے تھے اور یہان طلبا کو پڑھاتے تھے شہر کے
اکثر امرازادے وغیر امرازادے آپکے درسگاہ مین شریک ہوتے تھے
کتب درسیہ علوم و فنون تفسیر و حدیث و فقہ و منطق و حکمت و اصول وغیرہ
پڑھاتے تھے۔ آپکی تقریر سے طلبہ بہت محظوظ ہوتے تھے۔ طالبعلم
جو سوال کرتا تھا اوسکو جواب نہایت آسانی سے سمجھاتے تھے۔ بعہد افضل
ناصر الدولہ نظام الملک رابع کے بعد نواب مختار الملک سالار جنگ
مدار المہام اول نے آپ کو ۱۲۷۳ھ ہجری مین دار العلوم کے مدرسہ مین
اکیسو تیس روپیہ ماہوار مقرر کرکے اول مدرسی کی خدمت عطا کی۔ آپ
چار سال تک مدرسہ مین مدرسی کا کام عمدہ طرح سے انجام دیتے رہے
آپکی تدریس کی بدولت اکثر امرازادے وغیر امرازادے علم و فضل کے
زیور سے آراستہ ہوئے۔ مدرسی کے زمانہ میں آپ شرف الدین خان
مرحوم کے مکان پر رہتے تھے۔ اور خان مرحوم کی مسجد مین نماز مغرب و
عشا و صبح ادا فرماتے تھے۔ بروز جمعہ قرآن شریف سے وعظ کرتے تھے
قرآن شریف کے اسرار و نکات فصاحت و بلاغت کے ساتھ بیان

فرماتے تھے سامعین کو آپکے بیان سے نہایت ہی لطف وحظ حاصل ہوتا تھا۔ آپ خلق و تواضع مین عدیم المثل تھے۔ مزاج مین کسر نفسی خاکساری بے انتہا تھی۔ امیر و فقیر کے ساتھ ایک ہی طرح ملتے تھے۔ شہر کے امرا و فقرا آپکی نہایت ہی تعظیم و تکریم کرتے تھے۔ اور آپ کو مرشد و رہنما سمجھتے تھے سنہ ۱۲۷۷ ہجری مین آپ مدرسہ کی نوکری سے علیحدہ ہوگئے۔ نواب مغفرت مکان افضل الدولہ مرحوم نے دوسو ساٹھ روپیہ ماہوار مقرر کردی آپ اسوقت سے خانہ نشین ہوگئے۔ اور طلبہ کی خدمت مین مشغول ہوئے سنہ ۱۲۸۲ ہجری مین حج وزیارت کے لئے حرمین شریفین روانہ ہوئے حج وزیارت سے فارغ ہوکے مقامات متبرکات بیت المقدس و بغداد شریف و کربلائے معلیٰ۔ و نجف اشرف و مصر و اسکندریہ و دمشق و موصل وغیرہ کے طرف روانہ ہوئے۔ ان تمام مقامات کی زیارات و سیر و سیاحت سے ایک دو سال مین فارغ ہوکے شہر حیدرآباد مین مع الخیر آئے۔ آپنے اپنا سفرنامہ لکھا ہے اسکا نام عالم نما رکھا ہے اسمین سیر و سیاحت کی کیفیت مفصل لکھی ہے۔ آپنے شاہ علی بنڈہ کے قریب ایک مکان خرید لیا تھا۔ اسی مکان مین تا بہ شہادت سکونت پذیر رہے۔ مکان کے سامنے محلہ شکر گنج سے متصل ایک مدرسہ و مسجد تعمیر فرمایا۔ اور معاش کے تین حصے کرتے تھے ایک حصہ ذاتی خرچ کے لئے دوسرا حصہ طلبہ کیلئے

تیسرا حصہ والدہ صاحبہ و دیگر اعزہ ذا قربا وغیرہ کیلئے۔ آپ حنفی المذہب قادری المشرب تھے۔ تعصب سے کوسون دور رہتے تھے احادیث نبوی پر کاربند۔ حرارت دین وحمیت اسلام آپکے دل مین شعلہ زن تھی معترضین مذہب کے اعتراضات کو مدلل طور سے رد کرتے تھے۔ کتاب ہدیہ مہدویہ آپکی حمیت کی شاہد عدل ہے۔ آپ صاحب التالیف والتصنیف تھے آپکے تالیفات سے خیر المواعظ۔ سفینہ بلاغت۔ خلاصہ ماتم الملوین وسر الشہادتین عربی۔ بستان الجن فارسی۔ ہدیہ مہدویہ ہندی وغیرہ کتب ہین۔ بعض مطبوع وبعض غیر مطبوع ہین۔ آپ جامع علوم عقلی و نقلی تھے۔ علمائے باکمال آپکی فضیلت ولیاقت کو تسلیم کرتے تھے۔ باوجود لیاقت وفضیلت وصاحب جاہ وحشمت نہایت ہی منکسر المزاج وسلیم الطبع تھے۔ جہان نوازی وغربا پروری وہمدردی طلبہ ودستگیری فقرا مین فرد فرید تھے۔ جو کوئی محتاج وحاجتمند آپکی خدمت مین جاتا اور اپنی حاجت کو عرض کرتا تو آپ اسکی حاجت روائی مین کوشش بلیغ فرماتے وحسن سلوک ودستگیری مین دریغ نہین فرماتے تھے۔ صوم وصلوۃ کے پابند تھے نماز جماعت کے ساتھ ادا کرتے تھے۔ اکثر اوقات درود و وظایف و تلاوت قرآن شریف وتدریس طلبہ مین گزارتے تھے۔ انہین اشغال مین کوئی بزرگ اگر ملاقات کیلئے آجاتے تو تواضع وخندہ پیشانی سے

ملتے تھے۔ درس کے وقت مقتضائے حال کے موافق بزرگان سلف
کی نقلیں وحکایتیں بیان فرماتے تھے۔ حاضرین مجلس کو خوش بیانی و
شیرین زبانی سے محظوظ کرتے تھے۔ ظریف الطبع وخوش مزاج تھے
اکثر بزرگان سلف کے واقعات طلبہ کو سناتے تھے۔ فقیر مولف آپ کی
خدمت میں دو ڈہائی سال تک رہا ہے۔ حلقہ درس میں شریک تہا۔
حدیث وفقہ واصول کی کتب آپ سے پڑہکے تکمیل کیلئے لکھنؤ ولاہور
چلا گیا۔ جناب مولنا واستاذنا العلام مولوی محمد عبدالحی صاحب مرحوم و
مولوی فیض الحسن صاحب مرحوم سے تکمیل کی سند حاصل کی الخ۔
فقیر ہدیہ مہدویہ کی تالیف کے وقت میں حضرت کے مکان پر سکونت
پذیر تہا۔ عنایت ومحبت سے سرفراز فرماتے تھے۔ ؎ ؎ ؎

آپ کا تقرر اعلیحضرت مرحوم کی تعلیم کیلئے

جب ۱۲۸۷ھ ہجری میں اعلیحضرت میر محبوب علیخان نظام الملک آصفجاہ
ششم کی تسمیہ خوانی کی رسم نہایت تجمل وشوکت کے ساتھ ادا ہوئی تب
نواب مختار الملک مرحوم اول نے آپ کو اعلیحضرت قدر قدرت کی تعلیم و
تدریس کے لئے ماہوار ایکہزار روپیہ مقرر فرمایا۔ اس تقرر کے بعد آپنے
طلبۂ علوم کیلئے ایک مکان وسیع تعمیر فرمایا اور اسکو مدرسۂ محبوبیہ کے نام سے
مسمٰی کیا۔ مدار المہام نے مدرسہ کے اخراجات کیلئے علاوہ تنخواہ چہ روپیہ

روزانہ معین کیا۔ مدرسہ مین ایک سو سے زائد طلبہ تھے۔ اُنکی خوراک
و پوشاک و اخراجات اساتذہ وغیرہ کا تمام اہتمام شہید مرحوم ذات خاص
سے فرماتے تھے۔ خرچ کثیر ہوتا تھا۔ سرکاری امداد کافی نہین تھی۔
آپ اپنی تنخواہ کا ایک بڑا حصہ اسی کار خیر مین کردیتے تھے۔ اور آپ
تنخواہ کے تھوڑے حصہ مین ذاتی خرچ فرماتے تھے۔ طلبۂ علوم کے
ساتھ اعزہ واقربا سے زیادہ محبت رکھتے تھے۔ وقتاً فوقتاً حسن سلوک
سے پیش آتے تھے۔ اور آپکی عادت تھی کہ طالب علمی کی حالت مین
طلبہ کو سعی سفارش کرکے سرکاری ملازمت مین مقرر کرادیتے تھے۔ اور
نصیحت کرتے کہ ماہوار جو کچھ ملے والدین اگر زندہ ہون یا جو متعلقین
ہون تو اُنکے لئے بھیجا کرو۔ صدہا طلبہ آپکے توسل سے سبق طلبق و ناتحتاج
سے بہرہ مند ہوتے تھے۔ فقیر مولف شہر حیدرآباد مین آپ ہی کی توجہ و
عنایت سے آیا اور آپکی خدمت مین دو ڈہائی سال تک فقہ و حدیث کی
کتب پڑھتا رہا اور آقا سید علی صاحب المخاطب بسناد الملک شستری سے
ادب و دیگر اساتذہ مولنا نیاز احمد صاحب بدخشانی و مولوی محمد مراد صاحب
پنجابی و مولوی روضۃ اللہ شاہ صاحب ولایتی وغیرہم سے بھی مستفید ہوتا
تھا۔ اور فقیر کا سکونت گاہ شہید مرحوم کا دولتخانہ و مدرسہ تھا۔ اب مین مختصراً
یہ بھی ذکر کرتا ہون کہ مین شہید مرحوم سے کسطرح ملا اور طالب علمی کے زمانہ مین کیونکر شہر مین آیا

هو ہذہ

سنہ ۱۲۸۲ ہجری مین حضرت استادی شہید مرحوم حج وزیارت حرمین شریفین کی غرض سے بمبئی تشریف لائے اور بھنڈی بازار مین ایک مکان مولوی عنایت اللہ صاحب کے مکان کے قریب کرایہ لیکر فروکش ہوئے فقیر مولف اسوقت بمبئی مین طالبعلمی کررہا تھا۔ مولوی صاحب کا حال سنکر مع چند طلبہ حضرت کی خدمت مین حاضر ہوا۔ حضرت نہایت خندہ پیشانی سے ملے دیر تک بمبئی کے درس و تدریس کی کیفیت دریافت کرتے رہے اور حیدرآباد کے مدرسہ دارالعلوم اور یہان کے علما و فضلا کے حالات سنائے پہلی ہی ملازمت مین فرمایا بمبئی تجارت گاہ ہے فی الحال حیدرآباد دارالعلوم ہے۔ ہندوستان و مدراس و عرب و فارس کے علما مجتمع ہین۔ اگر آپکو تحصیل علم مطلوب ہے تو حیدرآباد جائیے وہان میرے بھائی مولوی مسیح الزمان خان موجود ہین مین اونکو خط لکھدیتا ہون۔ فقیر مولف شہید مرحوم کی ہمدردی و سچی محبت کا ممنون ہوا۔ اور اقرار کیا انشاء اللہ تعالیٰ جاؤنگا۔ بمبئی مین جبتک حضرت قیام پذیر رہے فقیر مولف سایہ کی طرح آپ کی خدمت مین ملازم رہتا تھا۔ آپ جہاز دخانی مین سوار ہوکے حرمین روانہ ہوے مین بدستور بمبئی مین رہا۔ پھر حضرت مرحوم سنہ ۱۲۸۳ ہجری مین حج وزیارت روضہ مدینہ منورہ وزیارات متبرکہ مقامات سے فارغ ہوکے بمبئی آئے۔ فقیر حضرت سے

ملا۔ فرمایا کیا ابتک آپ یہین ہین۔ اب چلئے۔ پہر آپ چند روز قیام کر کے
حیدرآباد روانہ ہوئے اور فقیر کو فرمایا کہ آپ میرے ہمراہ چلو۔ مین نے
پختہ وعدہ کیا کہ ایک مہینہ کے بعد حاضر ہوتا ہون۔ پہر مین حسب وعدہ آیا
اور شہید کے مکان پر فروکش ہوا آرام سے رہا اور طالب علمی کرنے لگا۔
اسوقت حضرت نے مجہہ سے دریافت کیا کہ والدین زندہ ہین۔ مین نے عرض
کیا والدہ فوت ہوگئین۔ والد ماجد زندہ ہین۔ فرمایا اُنکی خدمت کرنی واجب ہے
پس میرے لئے ایک جائے نوکری تجویز کی۔ مین نے انکار کیا۔ اور
عرض کیا تا فراغت تحصیل علم ہرگز نوکری نہین کرونگا۔ خاموش ہوئے
اور فرمایا اللہ تعالیٰ آپکو فائز المرام کرے۔ حضرت کی توجہ کی برکت ہے کہ فقیر کو یہ مرتبہ حاصل ہوا

شہید مرحوم کے خواب کا ذکر

آپنے شہادت سے قبل ماہ رمضان مین عالم رویا مین دیکھا کہ ایک مکان
عالیشان ہے اور اس سے ملا ہوا دوسرا مکان وسیع بہی ہے وہان
ایک بزرگ برآمد ہوئے اور فرمانے لگے کہ اس مکان مین حضرت
فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا رونق افزا ہین اور انکے پاس کپڑے نہین ہین
آپنے چند طاقے ململ کے منگوائے۔ حضرت کی خدمت مین پیش کئے
بزرگ موصوف ایک سرخ پارچہ ہاتہہ مین لئے ہوئے آئے اور فرمایا کہ
حضرت بی بی خاتون جنت فرماتی ہین کہ آپکی نذر قبول ہے۔ مگر ہم سفید پارچہ

نہین پہنتے۔ یہ کپڑا یعنے سرخ پہنتے ہین. آپنے سرخ پارچہ کو سر و آنکہون پر رکہا۔ اور جسم پر ملا کہ اسکی برکت سے دوزخ کی آگ کچہہ اثر نہین کریگی پس آپکی آنکہہ کہلگئی. صبح کو آپ نے والدہ صاحبہ اور بہائی سے خواب کا واقعہ بیان کیا۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا اے میرے لخت جگر اس خواب کی تعبیر شہادت ہے۔ والدہ صاحبہ افسوس و حسرت کرنے لگین۔ آپنے تسلی و دلاسا دیکے فرمایا اماجان امر نابر حق ہے اگر شہادت سے ہو تو اس سے کیا بہتر ہے والدہ صاحبہ خاموش ہوگئین

آپ کی شہادت کا ذکر

آپ کی عادات مستمرہ سے تہا کہ عصر کی نماز سے فارغ ہو کے مغرب تک اور مغرب سے عشا تک تلاوت قرآن مین مشغول ہوتے تہے تلاوت سے فارغ ہو کے فرایض و سنن کے اداکرنیمین مصروف۔ چنانچہ عادات جاریہ کے موافق بتاریخ شب ہفتم ذیحجہ ۱۲۹۲ سنہ ہجری مین مغرب کی نماز ادا کرنیکے بعد تلاوت قرآن مین مصروف ہوئے۔ پارہ قال الملا الذین الخ پڑہ رہے تہے اسی اثنا مین ایک پیرزادہ مسمی سید احمد عہدہ و یہ مسجد مین آیا. پشت کے جانب سے تلاوت کی حالت مین ایک کٹار ماری ضرب شدید ایسی واقع ہوئی کہ سینہ سے کٹار برآمد ہوگئی۔ آپ نے پلٹ کر قاتل کو دیکہا۔ اللہ اکبر کہتے ہوے قرآن پر سر رکہدیا پہر قاتل ظالم نے کٹار کا دوسرا وار مارا۔ اس ضرب سے شہرگ کٹ گئی اسیوقت روح مبارک بہشت برین روانہ ہوگئی۔ پہر شور و غل ہوا

قاتل کو زندہ گرفتار کئے۔ شہر مین قیامت برپا ہوگئی۔ صبح بروز چہار شنبہ کہ مسجد مین امرا و فقرا و مشایخ و علما جمع ہوے۔ اور نماز جنازہ بامامت حاجی سید نور الدین قیصی القادری ادا کی گئی۔ مسجد سے جنازہ کو مدرسہ مین لائے۔ جنازہ کے ساتھ مجمع کثیر و جم غفیر تھا۔ ظہر تک بکرات و مرات نماز جنازہ پڑہی گئی۔ اخر مدرسہ کے صحن مین دفن کئے گئے۔ مدرسہ شاہ علی بنڈہ پر روبرو مکان غلام یٰسین خان مرحوم کے ہے بحسب حکم شرع محمدی کفن و غسل کی ضرورت نہین ہوئی جو لباس زیب بدن تھا اسیکے ساتھ دفن کئے۔ آپکی عمر پچاس برس کی تھی۔ بعض شعرانے آپکی شہادت کی تاریخین لکھی ہین۔ مولوی محمد خلیل الرحمن صاحب برہانپوری نے عربی مین تاریخ لکھی

هو هذا

از مولینا محمد زمان	کان ذو فضل وذو العلم الرشید
منه کان هدایت للمومنین	فی طریق الحق والدین السدید
من کتابه زال کل الاشتباه	فی امام المهدی الآتی الحمید
کان من ذی الحجة یوماً سابعاً	قد قتله الشقی کالیزید
مثل ما قتل الحسین او علی	ابو بکر و عثمان و فاروق وحید
عند قراة مصحف فی مسجد	سال دمه نحو قرآن مجید
ان اهل الحق کانوا یحزنون	کلهم یبکون بالحزن الشدید
یشهد القرآن فی یوم الحساب	مر شهادته و من ظلم العنید

قال تاریخ شہادة خلیل		فھو اللہ علی ھذا شہید ۱۲۹۲ھ

تقسیم اوقات کا ذکر

صبح سے اشراق تک اوراد ماثورہ و تلاوت قرآن و حوائج ضروری سے فارغ ہوکے طلبہ کے پڑہانے مین بارہ بجے تک مصروف رہتے تھے بارہ بجے کے بعد طعام تناول فرماکے قیلولہ مسنونہ ادا فرماتے تھے۔ پھر ظہر کی نماز مع جماعت ادا کرکے تالیف و تصنیف و احباب کی ملاقات مین بسر کرتے تھے۔ عصر تک یہی کیفیت رہتی تھی۔ عصر سے عشا تک تلاوت قرآن مین گذارتے تھے۔ اگر اسوقت مین کوئی صاحب غرض آپکے پاس آتا تو آپ اُسکے طرف متوجہ ہوتے تھے۔ اور خندہ پیشانی سے ملتے تھے اور اوسکی حاجت روائی مین جان و دل سے دریغ نہین فرماتے تھے۔ مولوی صاحب شہید کی شہادت کے وقت نواب مختار الملک بہادر سابق نواب گورنر جنرل بہادر و شہزادہ پرنس آف ویلز بہادر کے ملنے کیلئے کلکتہ و بمبئی گئے تھے۔ اس واقعہ کے سنتے ہی فوراً شہر مین داخل ہوئے اور حسن تدبیر سے جو فتنہ فریقین مین واقع ہونے والا تھا اسکو دفع کیا اور قاتل قصاص مین مار ڈالا گیا۔ اور دوسرے مفسدین دائم الحبس کئے گئے اور مولوی مسیح الزمان خان صاحب کو شہید مرحوم کی جگہ مقرر فرمایا۔ یعنے اعلیحضرت قدر قدرت کی تعلیم کے لئے معین کیا۔ مولوی مسیح الزمان خانصاحب

دو تین سال تک بدستور شہید تعلیم فرماتے رہے۔ اور بھی محلات و دیگر کارخانجات کے مہمات بھی آپکے سپرد تھے۔ آپ خوبی کے ساتھ انتظام فرماتے رہے۔ پھر ایسے اسباب پیدا ہوگئے کہ آپ حسب الحکم حضور پرنور وطن مالوفہ شاہجہان پور روانہ ہوگئے۔ وظیفہ ماہوار و منصب بدستور بحال رہا۔ ماہانہ بھاتے ماہوار ایصال ہوتی رہی۔ چند روز گذرے مجھے آپکے صاحبزادے حبیب الزمان خانصاحب سے معلوم ہوا کہ سنہ ۱۳۲۱ھ مین بہشت برین روانہ ہوے۔ نیک طینت و خوش اخلاق تھے۔ صاحب اولاد تھے

آپکے صاحبزادے مندرجہ ذیل ہین		
محمود الزمان خان۔ حبیب الزمان خان ؔ ؔ		

شاہ مخفی قدس سرہٗ

شاہ مخفی نام عرف خواجہ سالار ہے۔ شاہ ابوالحسن ثانی کے مرید و خلیفہ نسب کا سلسلہ سید محمد حسینی گیسو دراز سے ملتا ہے۔ درویش با صفا صاحب تسلیم و رضا تھے مقبول بارگاہ کبریا تھے۔ خارق عادت و صاحب کرامت تھے۔ اسم باسمی تھے گوشہ قناعت مین مخفی رہتے تھے۔ خلائق کے نزدیک آپکی بزرگی مسلم الثبوت تھی کسیکو انکار کا محل نہ تھا۔ معتقدین آپکے چشمہ فیض سے سیراب اور آپکی توجہ کی برکت سے کامیاب ہوتے تھے۔ فقرا دوست تھے۔ ہر وقت

فقرار وغربا کی خدمت مین مستعد رہتے تھے۔ اُنکی تائید اور اعانت مین کوتاہی نہین فرماتے تھے۔ مشکواۃ النبوۃ مین لکھاہے کہ آپسے خرق عادات عجیب وغریب ظاہر ہوئے ہین عام وخاص اُن عجائبات کے دیکھنے سے گمان کرتے تھے کہ حضرت ساحر ہین کوئی کہتا تھا کہ آپ عامل ہین۔ آخر آپکی وفات تاریخ سات ماہ صفر ۱۱۴۰ھ گیارہ سو چالیس ہجری مین واقع ہوئی۔ حیدرآباد مین بیرون بلدہ متصل لعل دروازہ شہرپناہ کے نیچے دفن کیے گئے۔ تاریخ معینہ پر آپکا عرس تکلف سے ہوتاہے بہت سے معتقدین صغیر وکبیر جمع ہوتے ہین عرس کا مدار توکل پر ہے روز معینہ کو معتقدین مین سے ہر ایک بقدر طاقت خرچ کرتاہے اجر عظیم پاتاہے

میران جی بیجاپوری

سید صحیح النسب تھے۔ چند واسطہ سے آپکے نسب کا سلسلہ زید مظلوم سے ملتاہے۔ اوائل مین جب آپ پر محبت الٰہی غالب ہوئی۔ آپ تمام دنیوی تعلقات سے دست بردار ہوئے۔ اور حرمین شریفین کی زیارت کو روانہ ہوے۔ مدینہ منورہ میں چند مدت تک گوشہ نشین رہے۔ شریف مکہ کو عالم رویا ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت دی کہ میرانجی کو ہمارے سلاح خانہ سے ایک علم دو اور میران جی سے کہو کہ علم لیکر دکن مین جائے اوسنے ہمنے اوسکا حصہ وہین محفوظ رکہاہے جس مقام مین

یہ علم قائم رہیگا۔ وہی مقام آپکا مدفن ہوگا۔ شریف نے حضرتؐ کے حکم سے آپکو ایک علم عطا کیا۔ آپ علی الصباح علم لیکر دکن روانہ ہوئے۔ شاہ جمال مغربی جو میر سید محمد حسینی کے خلیفہ تھے اُن سے بیعت کی اور خلافت کا خرقہ بھی لیا۔ آپکے پاس زمانہ سلوک مین مسافت بعیدہ سے ایک طالبعلم آیا۔ اور آپسے پوچھا کہ خدا کہان ہے فرمایا تمہارے پاس ہے اور اسکو کہا یہان سے جاؤ۔ طالب علم کشیدہ خاطر ہوکر چلتا ہوا آپکے صاحبزادے شاہ برہان الدین اسباب پر مطلع ہوئے فورًا طالب علم کو بلایا اور گھر پر مہمان رکھا پھر اسکو عرفان الٰہی سے آگاہ کیا اور اس سے کہا۔ جو والد ماجد نے فرمایا تھا سچ ہے یا دروغ طالب علم نے اقرار کیا کہ سچ ہے پھر حضرت صاحب ترجمہ اوس مقام مین آئے۔ جہان قبر واقع ہے اور علم کو زمین پر قایم کیا۔ علم جم گیا۔ اور آپ نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے آثار شریف جو بیجاپور مین تھے اونکو پایا۔ اوس مقام مین مقیم ہوئے چند روز کے بعد ۵ ۲ شوال ۹۷۰ھ نوسو ستر ہجری مین فوت ہوئے آپ اگرچہ گوشہ نشین و تارک الدنیا تھے اور اہل دنیا سے کم ملتے تھے لیکن ہدایت واشاعت اسلام مین کوتاہی نہیں فرماتے تھے۔ دنیوی معاملات سے کوئی تعلق نہین رکھتے تھے اگر کوئی معتقدین سے دنیوی معاملہ مین ذکر کرتا تو اُس سے روگردان ہوتے تھے۔ آپکے حضور مین

قال اللہ و قال رسول اللہ کا ذکر ہوتا تھا۔ رحمہ اللہ تعالےٰ۔

سید محی الدین احمد عرف محی الدین بادشاہ

آپ شاہ درویش محی الدین کے بڑے فرزند ہین۔ والد کے بعد مسند نشین ہوے۔ صاحب رسالہ مکاشفہ نے لکھا کہ آپنے علوم ظاہری و باطنی والد ماجد سے حاصل کئے۔ آپ مقتدائے وقت تھے۔ رسالہ جام حق نما آپکی تالیف سے ہے۔ اس مین عروج و نزول کے مراتب خوب بیان کئے ہین۔ آپ سخی المزاج تھے۔ اکثر امرا مثلاً عبدالوہاب خان نصیر الدولہ بن انورالدین خان و نواب الملک وغیرہ آپکے مرید تھے آپ شاہانہ اخراجات رکھتے تھے۔ انوارالاخیار کے مولف نے لکھا ہے کہ آپ کی ذات مستغنی تھی۔ شاہ فتاح صاحب جب کڑپہ سے مراجعت کر کے حیدرآباد مین آئے ایک خوان و ایک شال اور ایک گلاب کا شیشہ و ایک آئینہ کلان و دو سیلے اور پانچ اشرفی پیش کین۔ آپنے نہین لیا اور فرمایا کہ فقیر کو فقیر سے لینا درست نہین۔ آپ موزون الطبع تھے۔ کبھی کبھی حقانی مضمون موزون کرتے تھے

من اشعارہ

گنج اسرار خدا در خویش است	طلعت ماہ لقا در خویش است

چشم بکشا و به بین جلوهٔ آن ‌‌ شاہد مہر لقا در خویش است

ولہ

ذات مطلق گشتہ پنہان در حجاب آدمی ‌‌ جلوهٔ صد گونہ دارد در نقاب آدمی
گرچہ این منقوش اکوان از کمال صانع است ‌‌ زان ہمہ صنعت گریہا انتخاب آدمی

ولہ

شاہ درویش دلبری دارد ‌‌ ہمہ راہ رہبری دارد
طرفہ قانون دولت درویش ‌‌ ہر کہ باید سکندری دارد

ولہ

کیمیا ئیست صحبت درویش ‌‌ مصدر گنج خدمت درویش

ولہ

پیر شہ را پیشوا داریم ما ‌‌ دل بسوئے پیر شاہ داریم ما

ولہ

ما گدا یانیم ما را حاجت قالیچہ نیست ‌‌ خاک را بہتر ز فرش عرش میدانیم ما
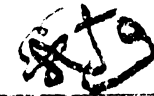
غرض حضرت صاحب تصرف تھے - آپکی وفات ۳ صفر ۱۱۸۷ھ گیارہ سو ستیاسی ہجری میں واقع ہوئی اجداد کے روضہ مین مدفون ہوئے - یزار و تبرک

سید محی الدین محمد عرف قادر بادشاہ صاحب

آپ حضرت شاہ درویش کے دوسرے فرزند ہین۔ متدین ومتقی ومتشرع تہے
شریعت کے مسائل سے واقف اور طریقت کے مسالک سے عارف
تہے۔ مکاشفہ کے مولف نے لکہا کہ جب آپکی عمر سترہ سال کی ہوئی والدنے
آپکو خلافت کی خلعت عنایت کی اور بزرگوں کے سجادہ پر جانشین کیا آپ
مادر زاد ولی تھے۔ آپ ہمیشہ دائم الوضو رہتے تہے صوم وصلواۃ کے پابند
تھے۔ تہجد پڑہکے تمام شب جاگتے رہتے تھے۔ زندگی کا مدار توکل پرتہا
آپ کبہی کسی سے سائل نہین ہوئے اور مدۃ العمر کسی سے ایک حبہ قرض
نہین لیا۔ ہمیشہ خوشحال رہے۔ منہیات سے منزلون دور رہتے تھے
حلم و تواضع میں ایک پہاڑ تھے۔ حیا وشرم میں بے مثل۔ قوت وشوکت
بزرگی ومشیخت مین کامل تھے۔ ایکروز شاہ ابراہیم شاہ عبدالقادر لنگ بند
کے خلیفہ رائچور سے حیدرآباد مین آئے ایک روز حضرت سے ملے
اور مصافحہ کیا۔ اور کہا دیکہو مجہہ مین کسقدر قوت ہے۔ آپ خاموش رہے
شاہ صاحب رخصت ہونے لگے آپ بھی زینہ تک پہنچانے آئے یکایک
شاہ کا پیر پہسلا گرتے ہی تھے کہ آپنے تہام لیا اور فرمایا دیکہو فقیر مین کسقدر
طاقت ہے۔ شاہ ابراہیم آپکی ولایت کے قائل ہوئے اور عذرخواہی کی
آپ کبہی کبہی شعر بہی موزون کرتے تھے ؎

اقلیم دل بزور مسخر نمی شود	این فتح جز شکست میسر نمی شود

فکر ہرکس بہ کار و بار خوش است	در جہان ہر طرف بہار خوش است
بہر تسخیر عالم دلہا	دعوت عجز و انکسار خوش است
برہ فقر گر توانی رفتن	قدم استوار خوش است
گرچہ نزدیک عارفان ہمہ اوست	لیک کثرت باعتبار خوش است
ہمدرین عمر جانِ عاشق را	عیش و عشرت بذکر یار خوش است

ولہ

خودی از خود برون کن تا خدا پیدا شود آری	یقین ہر ظرف خالی را صدا پیدا شود آری
بفکر بیش و کم ہرگز نمی افتند درویشان	توکل بر خدا کردن غنا پیدا شود آری

آپنے موت سے اول مریدین سے کہدیا کہ اب دس روز باقی ہین۔ آخر دوسرے دن ۹ ۲ ذیقعدہ عارضہ اسہال سے بیمار ہوئے دس روز تک صاحب فرش رہے۔ ۱۱ ذیحجہ ۱۱۷۱ھ گیارہ سو اکہتر ہجری کو جان بحق ہوئے۔ آپ اندرون شہر شاہ محی الدین ثانی کے روضہ کے قریب بیرون حجرہ مشرقی جانب مدفون ہوئے۔ آپکے دو صاحبزادے تھے ایک حضرت شاہ موسیٰ قادری دوسرے شاہ غلام درویش عرف دستگیر صاحب دونو صاحبزادے والد ماجد کے مرید و خلیفہ تھے۔ یزار و یتبرک۔

سید شاہ محی الدین احمد عرف محی الدین پادشاہ

آپ سید عبد القادر ثانی کے بڑے صاحبزادہ اور سجادہ نشین تھے۔ اٹھارہ برس خلافت کی مسند پر ہدایت وارشاد کرتے رہے۔ صاحب انوار الاخیار نے لکھا کہ آپ نہایت ہی کامل و عارف تھے۔ حسن خلق سے موصوف تواضع وحلم میں معروف تھے۔ علم دوست تھے۔ فقرا و علما سے زیادہ محبت واتحاد رکھتے تھے۔ آپکی وفات ۱۱۷۰ھ گیارہ سو ستہتر ہجری میں واقع ہوئی۔ والد ماجد کی گنبد مین دفن ہوئے۔ آپ کا ایک صاحبزادہ سید عبد القادر عرف حضرت صاحب یادگار تھا۔ یزار و تبرک بہ

سید محی الدین عرف پیران صاحب

آپ شاہ امان اللہ قادری کے تیسرے فرزند ہین۔ آخر مین والد ماجد کے قائم مقام ہوئے۔ آپ خلق مجسم تھے۔ اوصاف حمیدہ وصفات پسندیدہ سے موصوف تھے۔ مرتاض ومتقی تھے۔ ریاضت کی محنت سے نحیف البدن اسدرجہ تھے کہ ہڈیان وپوست دکھلائی دیتا تھا۔ آپ اس حالت مین بھی عبادت الٰہی و مواظبت وظائف مین چست و چالاک تھے۔ کبھی آپکے وظائف وعبادت مین قضا کی نوبت نہین آتی تھی۔ رحلت کے بعد آپکا چہرہ شمع کی طرح چمکتا نظر آتا تھا ۲۳ تاریخ ماہ رمضان ۱۲۰۴ھ بارہ سو چار ہجری مین فوت ہوئے

والدماجد کے روضہ مین ایک چبوترہ پر مغربی جانب مین مدفون ہوئے۔

مخدوم جی شیخ محمد ابراہیم بن شیخ محمد ملتانی

آپ شیخ محمد ملتانی کے بڑے صاحبزادے ہین۔ شہر بیدر مین سکونت پذیر تھے۔ نہایت مسن و متعبد و عالی ہمت و عظیم الشان تھے۔ امرا و اغنیا سے کم ملتے تہے۔ باوجود کبرسنی تمام شب عبادت کرتے تھے۔ آپ عالم فاضل و ولی کامل تھے۔ صاحب کشف و کرامات و خارق عادات تھے جامع کمالات انسانی و فضائل روحانی تھے۔ دکن مین آپکے خوارق مشہور ہین۔ از انجملہ ہم چند ذیل مین لکھتے ہین تاکہ ناظرین انکے مطالعہ سے مستفید ہوون مشکوۃ النبوۃ کے مولف نے لکھا کہ شاہ جی المخاطب بصدر جہان جو امامیہ مذہب تہا۔ سنی درویشون سے اعتقاد نہین رکہتا تہا۔ جب آپکے فضائل کا شہرہ سنا تب ایکروز آپکی خدمت مین آیا اور دل مین امتحاناً ارادہ کیا کہ اگر حضرت آج امیر المومنین علی کرم اللہ کے فضائل بیان کرینگے یا اول سے کرتے ہونگے تو مین آپکو کامل درویش سمجہونگا۔ الغرض جب وہ آپکی خدمت مین پہنچا اوسوقت آپ امیر المومنین کے فضائل نہایت خوبی سے بیان فرما رہے تھے۔ نہایت محظوظ ہوا آپکے قدمون پر سر رکہدیا اور اپنی شوخی و گستاخی سے توبہ کی اور معذرت چاہی۔ پہر اکثر اوقات ہمیشہ آپکی خدمت مین آتا تہا

نقل هے

حاجی میان نامی ایک بزرگ نقل کرتے ہین کہ مین ایک وقت حضرت کی خدمت مین تہا۔ اور حضرت نماز مین مشغول تھے نوافل اداکر رہے تھے آپنے نماز مین سجدہ گاہ کو ہاتھ سے پاک وصاف کرکے سجدہ کیا۔ میرے دل مین گذرا کہ حضرت نماز مین یہ فعل کیون کرتے ہین۔ یہ ممنوع ہے آپنے نماز کے بعد مجکو کہا کہ آپ اپنا دل پاک کیجیے۔ دوسرونکی عیب جوئی نہ کیجیے فرمایا نماز کے اہم امور سے دل کی حضوری ہے ایسے کاموں سے کچھہ نقصان نہین ہوتا ہے

کرامت

شیخ عبدالقادر احمد شاہ نقل کرتا ہے کہ ایک دن میرے والد مخدوم جی کی خدمت مین حاضر تھے کہ تین مسافر وارد ہوئے۔ جب آپ نے مسافرون کو دیکہا تب میرے طرف خطاب کرکے فرمایا کہ یہ تینون شخص میرے امتحان کو آتے ہین ہراک نے اپنے اپنے دل مین ایک ایک ارادہ کیا ہے آپسمین ایک کو دوسرے کے ارادہ سے خبر نہین۔ ایک کا ارادہ ہے کہ حضرت مجکو داہنے طرف بٹہائین دوسرےکا خیال ہے کہ حضرت مجہکو شیر برنج کہلائین۔ تیسرے کا قصد ہے کہ جو کہانا ہو کہلائین۔ آپنے ایک کو داہنے طرف جگہ دی۔ دوسرے کو شیر برنج تیسرے کو طعام ماحضر۔ تینون قدمون پر گرے اور گستاخی کی معافی چاہی

ہم نے بہی نیت کی تہی تینون نے مرید ہونیکی خواہش کی ۔ آپ نے قبول نہین فرمایا ۔ اورکہا جو استحقاق آئے وہ مریدی کے لائق نہین ۔ آپکے اوصاف بے شمار ہین اگر لکہین تو ایک بڑی تاریخ ہو گی ۔ آپ والد کے سجادہ نشین تھے ۔ اقوال و افعال ہین والد کے ہمقدم ۔ بزرگون کے طریقہ اور شرع محمدی کے راستہ سے سرمو تجاوز نہین فرماتے تھے آپ قانع و صابر تھے ۔ سلاطین و امرار کی صحبت سے منزلون دور رہتے تھے اورکسی دنیا دار کے دروازہ پر نہین جاتے تھے ۔ اپنی خانقاہ ہین رہتے تھے ۔ ابراہیم قطب شاہ نے ملاقات کی درخواست کی آپنے منظور نہین فرمایا ۔ پادشاہ نے عرض کیا اگر آپ نہین آتے ہین تو نعلین مبارک کو بہیجدیجئے تا کہ نعلین بوسی سے مشرف ہون ۔ آپ نے یہ بہی نہین قبول کیا اور جواب مین کہلا بہیجا کہ سلاطین درویشون سے دعا چاہتے ہین ۔ مین آپکو تمام مسلمانون کے ساتھ دعا مین شریک کرتا ہون ۔ یہ کافی ہے ۔ صاحب تصانیف تھے ۔ چند رسالہ تصوف مین ہین ۔ آخر آپ نے ۲۲ ۔ شوال ۹۷۲ھ نوسو بہتر ہجری مین اس عالم فانی سے دارالبقا کو رحلت کی بیدر مین مدفون ہوئے ۔ یزار و یتبرک بہ

سید محی الدین بن شاہ برہان بن سید میران حسینی

علی آباد محلہ حیدر آباد مین سکونت پذیر تھے۔ آپ کسیکی تعظیم و تکریم نہین کرتے تھے۔ اور مشایخ سے بھی بہت کم ملتے تھے۔ اور کہین دعوت مین بھی نہین جاتے تھے۔ گوشہ تنہائی کو پسند کرتے تھے۔ انوار اللہ صاحب اخبار الاخیار اپنی تالیف مین لکھتے ہین کہ آپ شہر کے مشایخ مین مشہور و معروف تھے اصل مین خاندان قادریہ سے تھے۔ تین واسطہ سے خانوادہ چشتیہ مین منسوب ہوگئے ہین۔ آپکے دو فرزند ارجمند صاحب ہوش تھے۔ ایک شاہ یٰسین صاحب۔ دوسرے سیّد غوث۔ دونو لاولد فوت ہوئے آپکی وفات کی تاریخ وسن کسی تذکرہ سے معلوم نہین ہوا۔ مزار زیارتگاہ۔ مدفن حیدرآباد دکن

حضرت مومن خاموش

میر مومن نام۔ وطن زمین ایران ہے۔ فقر ارزان شاہی سے تھے مشہور ہے کہ سلطان محمد قطب شاہ کے زمانہ مین حیدر آباد دکن مین آئے آپکے ہمراہ چالیس یا ساٹھ مرید تھے جس مقام پر مزار ہے وہان فروکش ہوئے تھے۔ اور مدت تک وہین رہے۔ درویش صاف باطن و مرتاض تھے۔ ہمیشہ یاد الٰہی مین مشغول رہتے تھے۔ گوشہ قناعت مین عافیت سے بسر کرتے تھے۔ عمر بھر خاموش رہے۔ کسی سے ہم کلام نہین ہوئے۔ چشتیہ طریق کے سالک تھے۔ ولایت کمال کے مالک تھے

مشکوۃ النبوۃ و انوار الاخیار مین لکھا ہے کہ آپ مع مریدین کے دیوار قہقہ تک سیر کرتے ہوئے پہنچے ہین۔ اولاً مریدین سے ایک کو دیوار پر چڑھائے۔ تاکہ دیوار کے پرے کیا ہے۔ خبر دیوے۔ مرید اجل رسیدہ فوراً قہقہ مارکے دیوار کے پرے گرا۔ اسیطرح اور چند فقیرون کے جانین تلف ہوئین۔ اور اس بات کی زیادہ جستجو کرنے لگے کہ ضرور دیکھنا چاہئے کہ اس دیوار کے پرے کیا ہے۔ سب مریدین سے مشورہ کرکے یہ رائے قرار پائی کہ اب حضرت کی کمر مبارک مین ایک مضبوط رسی باندھی جائے اور آپ بالائے حصار جائین سب مریدین رسی کو تھامے رہینگے۔ آپ ملاحظہ کر لیجئے۔ ہم سب آپکو کہینچ لینگے۔ آخر رسی آپکی کمر مبارک پر باندھی گئی۔ آپ بالائے حصار پہنچے۔ دیوار کے پرے دیکھتے ہی قہقہ مارنے لگے۔ قریب تہا کہ اوسطرف چلے جائین۔ ایک ہی مرتبہ فی الفور سب نے زور کیا۔ آپ کو اپنے طرف کہینچ لیا اوسوقت سے آپ خاموش ہوگئے۔ دیوار کے پرے کا کچھہ حال بیان نہین فرمایا یہ کیفیت مریدون کے ذریعہ سے عالم مین مشہور ہوئی تہی۔ کہتے ہین اس کیفیت عجیب وغریب کے سنتے ہی سلطان قطب شاہ نے شاہی مکان مین جو چارکمان مین واقع تہا مع مریدین حضرت کی دعوت کی محلات شاہی کو خوب آراستہ و پیراستہ کیا تہا جہاڑون اور فانوسون کی روشنی سے گلزار

بنایا تھا ۔اقسام و انواع کے آرایشون سے سجایا تھا ۔ فرش محلات مین مخملی تھا
کھانے بھی اقسام کے تیار ہوئے تھے ۔ بلورین و چینی ظروف عجائب
وغرائب تھے ۔رقص و سرود سے مکان گونج رہا تھا۔ مزامیر کی آوازو نسے
ہر ایک کا دل ہل رہا تھا۔ آدمی و غیر آدمی خودی سے بیخود ہو رہے تھے
ہر طرف وجد و حال کا سما تھا۔حضرت نے یہ سب کیفیت دیکھی اور تبسم
فرما کر کہا۔ یہ نقل ہے وہ اصل تھی ۔یعنے جو چیز دیوار کے پرے تھی وہ
اصل تھی ۔آخر آپکا انتقال ۱۱۲۵ھ؁ ایکہزار پچیس ہجری کے قریب مین ہوا ہے
بیرون بلدہ علی آباد دروازہ کے مدفون ہوئے ہین ۔یزار و یتبرک بہ ۔
دیوار قہقہہ کی تصدیق کتب جغرافیہ سے پوری طور پر نہین ملتی ۔معلوم نہین
کسطرف ہے اور کہان ہے ۔شاید عالم مثال مین ہو ۔یا کہین عالم وجود مین
موجود ہو ۔ہماری اس نقل دیوار قہقہہ پر نئی طرز کے لوگ ۔خوب قہقہہ
مارینگے اور کہینگے کہ یہ شخص یعنے مولف فقیر لکیر کا فقیر ہے ۔بیشک انکا
خیال قہقہہ کی نسبت بظاہر درست ہے کیونکہ حال کے محققین کو سد
سکندری کی طرح اس دیوار کا بھی کہین پتا نہین ملا ۔معلوم نہین کسطرف ہے
اسبات مین ہم بھی اونکے ساتھ شریک ہین کہ دیوار کہان ہے اور
کدھر ہے اور نہین کہہ سکتے کہ مطلقاً اوسکا وجود نہین ممکن ہے کہ زمانکے
انقلابات و کون و فساد کے اتفاقات سے اسوقت وہ ایسے مقام مین

واقع ہو کہ وہان انسان کا گذر ممکن نہین۔ چنانچہ موجودہ زمانہ مین ایسے ایسے مقام ہین کہ وہان آدمی کا گذر نہین ہوسکتا اور انسان کے جہل سے یہ نہین لازم آتا ہے کہ واقع مین بھی اوس چیز کا وجود نہو۔ تاویل کرکے اور بیفائدہ اوس کا ایک مصداق قرار دینا۔ جیسا کہ بعض نے سد سکندری سے دیوار چین اور یاجوج ماجوج سے تاتاری مراد لیا ہے۔ والعلم عند اللہ

شاہ معصوم

آپ چوک کے قریب چوڑی بازار مین سکونت پذیر تھے۔ ابتدائے جوانی مین شاہ میر زند کی صحبت مین تھے۔ اونکی شہادت کے بعد درویشی کا خرقہ زیب تن فرمایا اور خانہ نشین ہوئے۔ قانع و متوکل تھے۔ ہمیشہ تلاوت قرآن کرتے تھے۔ چار ساعت مین کلام اللہ ختم فرماتے تھے۔ مقتدا خان کا بھائی آپکا مرید ہوا۔ اوسکے بعد بہت سی خلایق معتقد ہوئی۔ آپ کی وفات ۷ ربیع الثانی سنہ مین واقع ہوئی۔ مقام سکونت گاہ مین حسب وصیت مدفون ہوئے۔ یعنے چوڑی بازار واقع حیدرآباد مین۔ یزار و یتبرک بہ۔

مخدوم میانجی قدس سرہ

آپ مولانا شیخ داؤد دفتنی کے صاحبزادے ہین۔ آپ کے والد ماجد پٹن سے مانڈو مین سلطان ناصر الدین خلجی کے زمانہ مین آئے آپ خورد سال تھے۔ بادشاہ نے آپکے والد کی نہایت تعظیم و توقیر کی۔ اور علما کے زمرہ مین شریک کیا۔ وظیفہ مددِ معاش آپکے لئے معین فرمایا۔ آپکے والد اطمینان سے قیام پذیر ہوئے۔ ہدایت و تعلیم و درس و تدریس کا دروازہ کشادہ فرمایا۔ غرض آپ کا مولد و مسقط الراس پٹن گجرات ہے۔ اور منشا شہر مانڈو مالوہ ہے۔ جب آپ نے بارھوین سال مین قدم رکھا والد نے رحلت کی۔ بادشاہ نے والد مرحوم کا وظیفہ آپکے نام سے منتقل کیا۔ آپ تحصیل علوم مین مشغول ہوئے۔ مالوہ و برہانپور کے علما سے کتب درسیہ ختم کین۔ علوم ظاہری کی تحصیل کے بعد دل مین علوم باطنی کے اکتساب کا شوق و جوش پیدا ہوا۔ مالوہ کے تعلق سے دست بردار ہوئے۔ اور گجرات تشریف لیگئے۔ سید محمد جعفر شیرازی اور شیخ صدر الدین ذاکر سے خلافت کا خرقہ و مشیخت کا تاج حاصل کیا۔ ریاضت و عبادت کی برکت سے عارف کامل و صوفی واصل ہوئے۔ آپ خلایق سے پوشیدہ رہتے تھے۔ اور تجارت کرتے تھے۔ طلبہ کو درس و تلقین سے سرفراز فرماتے تھے۔ تہجد گزار تھے۔ تیس برس تک کبھی آپ کی نماز پنجگانہ و تہجد قضا نہین ہوئی۔

پھر آپ گجرات سے مانڈو مین آئے اور چند روز کے بعد ۹۸۵ھ نوسو پچیاسی ہجری مین اس دار رنج و محن سے بہشت برین کو رحلت کی منڈو مین فوت ہو

مخدوم العالم مولانا شیخ نور الدین قدس سرہ

شیخ نور الدین نام ـ مخدوم العالم لقب ہے ـ آپ حاجی الحرمین شیخ محمد صالح کے صاحبزادے ہین ـ آپ کی ولادت بقول آزاد بلگرامی دسوین تاریخ ماہ جمادی الاول ۱۰۶۴ھ ایکہزار چونسٹھہ ہجری ـ و بقول صاحب مرات احمدی ۱۰۶۳ھ ایکہزار تریسٹھہ ہجری میں ہوئی ـ بمقتضائے السَّعِیْدُ مَنْ سُعِدَ فِیْ بَطْنِ اُمِّہٖ آپکے چہرہ سے بزرگی و سعادت کے آثار نمایان زیرکی و شیخیت کے نقوش عیان تھے ـ نشوونما کے بعد دس برس کی عمر مین حافظ قرآن ہوئے ـ اور والدہ ماجدہ سے گلستان سعدی سات روز مین ختم کی اور اخوند مولانا احمد بن مولانا سلیمان و ملا فرید الدین احمد آبادی کی خدمت مین کتب تحصیل سے فراغت پائی اور حدیث و قرأت کی سند مولانا سید ابو المجد محبوب عالم سے حاصل کی اور طریقہ سہروردیہ مین مولانا کے مرید و خلیفہ ہوئے ـ اور دوسرے سلاسل کی بھی اجازت و خلافت پائی ـ علوم معقول و منقول و فروع و اصول میں یگانہ تھے ـ گجرات مین کوئی انکا نظیر نہین تھا ـ مولانا کے علم و فضل کی شہرت بلاد و امصار مین

پہنچی۔ طلبہ جوق جوق اطراف وجوانب سے آنے لگے۔ آپ نے
درس وتدریس کا بازار گرم کیا۔ اکثر طلبہ آپکی توجہ سے فضلا ہوئے۔
محمد اکرم الدین المخاطب شیخ الاسلام خان صوبہ احمد آباد نے جو آپکے
مرید وشاگرد تھے۔ ایک لاکھ روپیہ خرچ کرکے آپکے لئے مدرسہ
بنا کیا۔ مدرسہ مذکورہ کی بنا ۱۱۰۲ھ گیارہ سو دو ہجری مین شروع ہوئی۔
مدرسہ مع کل عمارات ۱۱۰۹ھ گیارہ سو نو ہجری مین تیار رہوا چنانچہ آیہ کریمہ
الْمَسْجِدُ أُسِّسَ عَلَى التَّقْوَىٰ مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ سے اختتام کی تاریخ
برآمد ہوتی ہے۔ اور باقی عمارات متعلقہ مدرسہ ۱۱۱۱ھ گیارہ سو گیارہ
ہجری مین تمام ہوئین۔ اوسکی تاریخ مَدْرَسَةٌ فِيهَا الْهُدَىٰ لِلْعٰلَمِيْنَ
سے ظاہر ہوتی ہے۔ عمارات کی تعمیر مین ایک لاکھ چوبیس ہزار
روپیہ خرچ ہوا۔ اور سلاطین گجرات نے موضع لیو ندرہ عملہ پرگنہ سانولی
سرکار جانپانیر مولد شریف کے خرچ کیلئے۔ اور موضع بہٹہ پرگنہ کڑی
ورناسن پرگنہ پٹن اور دو روپیہ یومیہ طلبہ کے وظائف وصرف مایحتاج
کے لئے مقرر ہوا۔ بلاد وامصار کے طلبہ جو مدرسہ مین داخل ہوتے
تھے اونکو مکان وصرف مایحتاج وکہانا مدرسہ سے ملتا تہا۔ مدرسہ مین
کتب خانہ بہی تہا۔ تقریبًا اوس مین کتب ایک لاکھ تہین طلبہ کو کسی
قسم کی تکلیف نہین ہوتی تہی۔ اطمینان سے علم وفضل حاصل کرتے تہے

تحصیل کرکے اپنے اوطان مالوفہ کو مراجعت کرتے تھے۔ یہہ مدرسہ
بڑا نامی وگرامی تہا۔ گویا ہند مین بغداد کے مدرسہ نظامیہ کا مثل تہا۔
اس مدرسہ کی وجہ سے گجرات کا نام بلاد وامصار مین مشہور ومعروف
ہوا۔ گجرات کو دار الحسنات ودار العلوم کے لقب سے ملقب کرتے
تھے۔ مولانا کی وجہ سے مدرسہ کا وجود ہوا۔ اور مولانا کی ذات
متبرکہ کی بدولت ہی نامور ومشہور ہوا۔ مولانا علماے متقدمین وبزرگان
پیشین کے نمونہ تھے۔ افضل العلماء اعلم الفضلاء تھے۔ آپکی تصنیفات
سے ایک سُو ستر کتب ہین۔ ازانجملہ۔ التفسیر الرحمانی للسبع المثانی۔ والتفسیر
الربانی علی صورة البقرہ۔ وحاشیہ اوائل تفسیر بیضاوی۔ ونور القاری
شرح صحیح البخاری۔ والحاشیہ القویمہ علی الحاشیہ القدیمہ۔ وحاشیہ شرح المواقف
وحل المعاقد حاشیہ شرح المقاصد۔ وحاشیہ شرح المطالع۔ وحاشیہ
التلویح۔ وحاشیہ العضدی۔ والمعول حاشیہ المطول۔ وحاشیہ شرح الوقایہ
وحاشیہ شرح ملا جامی۔ وحاشیہ المنہل۔ وحاشیہ الشمسیہ۔ وشرح تہذیب
وطریق الامم شرح فصوص الحکم۔ مولانا ۱۱۴۳ھ گیارہ سو تینتالیس ہجری
مین حرمین شریفین گئے حج وزیارت سے مشرف ہوکر وطن مالوفہ
مراجعت کی۔ حرمین شریفین مین علماء شرفا سے ملے۔ تمام نے آپکی
تعظیم وتوقیر کی۔ پہر ایک سال کے بعد احمد آباد مین مراجعت کی ہمیشہ

علی آباد محلہ حیدر آباد مین سکونت پذیر تھے۔ آپ کسیکی تعظیم و تکریم نہین کرتے تھے۔ اور مشایخ سے بھی بہت کم ملتے تھے۔ اور کہین دعوت مین بھی نہین جاتے تھے۔ گوشہ تنہائی کو پسند کرتے تھے۔ انوار اللہ صاحب اخبار الاخیار اپنی تالیف مین لکھتے ہین کہ آپ شہر کے مشایخ مین مشہور و معروف تھے اصل مین خاندان قادریہ سے تھے۔ تین واسطہ سے خانوادہ چشتیہ مین منسوب ہو گئے ہین۔ آپکے دو فرزند ارجمند صاحب ہوش تھے۔ ایک شاہ لیسین صاحب۔ دوسرے سید غوث۔ دونو لاولد فوت ہوئے آپکی وفات کی تاریخ و سن کسی تذکرہ سے معلوم نہین ہوا۔ یزار زیارت گاہ متبرک۔ مدفن حیدرآباد دکن

حضرت مومن خاموش

میر مومن نام۔ وطن زمین ایران ہے۔ فقر ارزان شاہی سے تھے مشہور ہے کہ سلطان محمد قطب شاہ کے زمانہ مین حیدرآباد دکن مین آئے آپکے ہمراہ چالیس یا ساٹھ مرید تھے جس مقام پر مزار ہے وہان فروکش ہوئے تھے۔ اور مدت تک وہین رہے۔ درویش صاف باطن و مرتاض تھے۔ ہمیشہ یاد الٰہی مین مشغول رہتے تھے۔ گوشہ قناعت مین عافیت سے بسر کرتے تھے۔ عمر بھر خاموش رہے۔ کسی سے ہم کلام نہین ہوئے۔ چشتیہ طریق کے سالک تھے۔ ولایت کمال کے مالک تھے

مشکوۃ النبوۃ و انوار الاخیار مین لکھا ہے کہ آپ مع مریدین کے دیوار قہقہ تک سیر کرتے ہوئے پہنچے ہین۔ اولًا مریدین سے ایک کو دیوار پر چڑہائے۔ تاکہ دیوار کے پرے کیا ہے۔ خبر دیوے۔ مرید امل رسیدہ فورًا قہقہہ مارکے دیوار کے پرے گرا۔ اسیطرح اور چند فقیرون کے جانین تلف ہوئین۔ اور اس بات کی زیادہ جستجو کرنے لگے کہ ضرور دیکہنا چاہئے کہ اس دیوار کے پرے کیا ہے۔ سب مریدین سے مشورہ کرکے یہ رائے قرار پائی کہ اب حضرت کی کمر مبارک مین ایک مضبوط رسی باندھی جائے اور آپ بالائے حصار چڑھین سب مریدین رسی کو تھامے رہینگے۔ آپ ملاحظہ کر لیجئے۔ ہم سب آپکو کہینچ لینگے۔ آخر رسی آپکی کمر مبارک پر باندھی گئی۔ آپ بالائے حصار پہنچے۔ دیوار کے پرے دیکہتے ہی قہقہہ مارنے لگے۔ قریب تہا کہ اوسطرف چلے جائین۔ ایکبارگی مرتبہ فی الفور سب نے زور کیا۔ آپ کو اپنے طرف کہینچ لیا اوسوقت سے آپ خاموش ہوگئے۔ دیوار کے پرے کا کچھہ حال بیان نہین فرمایا یہ کیفیت مریدون کے ذریعہ سے عالم مین مشہور ہوئی تہی۔ کہتے ہین اس کیفیت عجیب وغریب کے سنتے ہی سلطان قطب شاہ نے شاہی مکان مین جو چارکمان مین واقع تہا مع مریدین حضرت کی دعوت کی محلات شاہی کو خوب آراستہ وپیراستہ کیا تہا جہاڑون اور فانوسون کی روشنی سے گلزار

بنایا تھا ۔ اقسام وانواع کے آرایشون سے سجایا تھا ۔ فرش محلات مین مخملی تھا
کھانے بھی اقسام کے تیار ہوئے تھے ۔ بلورین وچینی ظروف عجائب
وغرائب سے تھے ۔ رقص وسرود سے مکان گونج رہا تھا ۔ مزامیر ونکی آوازسے
ہر ایک کا دل ہل رہا تھا ۔ آدمی وغیر آدمی خودی سے بیخود ہو رہے تھے
ہر طرف وجد وحال کا سماں تھا ۔ حضرت نے یہ سب کیفیت دیکھی اور تبسم
فرماکر کہا ۔ یہ نقل ہے وہ اصل تھی ۔ یعنے جو چیز دیوار کے پرے تھی وہ
اصل تھی ۔ آخر آپکا انتقال سنہ ۱۱۲۵ھ ایکہزار پچیس ہجری کے قریب مین ہوا ہے
بیرون بلدہ علی آباد دروازہ کے مدفون ہوئے ہین ۔ یزار وتبرک بہ ۔
دیوار قہقہ کی تصدیق کتب جغرافیہ سے پوری طور پر نہین ملتی ۔ معلوم نہین
کسطرف ہے اور کہان ہے ۔ شاید عالم مثال مین ہو ۔ یا کہین عالم وجود مین
موجود ہو ۔ ہماری اس نقل دیوار قہقہ پر نئی طرز کے لوگ ۔ خوب قہقہہ
مارینگے اور کہینگے کہ یہ شخص یعنے مولف فقیر لکیر کا فقیر ہے ۔ بیشک انکا
خیال قہقہ کی نسبت بظاہر درست ہے کیونکہ حال کے محققین کو سد
سکندری کی طرح اس دیوار کا بھی کہین پتا نہین ملا ۔ معلوم نہین کسطرف ہے
اسبات مین ہم بھی اونکے ساتھ شریک ہین کہ دیوار کہان ہے اور
کدہر ہے اور نہین کہہ سکتے کہ مطلقًا اوسکا وجود نہین ممکن ہے کہ زمانہ کے
انقلابات وکون وفساد کے اتفاقات سے اسوقت وہ ایسے مقام مین

واقع ہوکہ وہان انسان کا گذر ممکن نہین۔ چنانچہ موجودہ زمانہ مین ایسے ایسے
مقام ہین کہ وہان آدمی کا گذر نہین ہوسکتا اور انسان کے جہل سے یہ
نہین لازم آتا ہے کہ واقع مین بہی اوس چیز کا وجود نہو۔ تاویل کرکے
اور بیفائدہ اوس کا ایک مصداق قرار دینا۔ جیسا کہ بعض نے سد سکندری سے
دیوار چین اور یاجوج ماجوج سے تاتاری مراد لیا ہے۔ والعلم عنداللہ

شاہ معصوم

آپ چوک کے قریب چوڑی بازار مین سکونت پذیر تہے۔ ابتدائے
جوانی مین شاہ میر زندہ کی صحبت مین تہے۔ اونکی شہادت کے بعد
درویشی کا خرقہ زیب تن فرمایا اور خانہ نشین ہوئے۔ قانع و متوکل
تہے۔ ہمیشہ تلاوت قرآن کرتے تہے۔ چار ساعت مین کلام اللہ ختم
فرماتے تہے۔ مقتدا خان کا بہائی آپکا مرید ہوا۔ اوسکے بعد بہت سی
خلایق معتقد ہوئی۔ آپ کی وفات ۱۰ ربیع الثانی ۱۰۰۰ھ مین واقع
ہوئی۔ مقام سکونت گاہ مین حسب وصیت مدفون ہوئے۔ یعنی
چوڑی بازار واقع حیدرآباد مین۔ یزار و متبرک ہے۔ ٭ ٭

مخدوم میانجی قدس سرہ

آپ مولانا شیخ داؤد فلتی کے صاحبزادے ہین۔ آپ کے والد ماجد
پٹن سے مانڈو مین سلطان ناصر الدین خلجی کے زمانہ مین آئے آپ
خوردسال تھے۔ بادشاہ نے آپکے والد کی نہایت تعظیم وتوقیر کی۔
اور علما کے زمرہ مین شریک کیا۔ وظیفہ مدد معاش آپکے لئے معین فرمایا
آپکے والد اطمینان سے قیام پذیر ہوئے۔ ہدایت وتعلیم ودرس و
تدریس کا دروازہ کشادہ فرمایا۔ غرض آپ کا مولد ومسقط الراس پٹن
گجرات ہے۔ اور منشا شہر مانڈو مالوہ ہے۔ جب آپ نے بارھوین
سال مین قدم رکھا والد نے رحلت کی۔ بادشاہ نے والد مرحوم کا وظیفہ
آپکے نام سے منتقل کیا۔ آپ تحصیل علوم مین مشغول ہوئے۔ مالوہ و
برہان پور کے علما سے کتب درسیہ ختم کین۔ علوم ظاہری کی تحصیل کے
بعد دل مین علوم باطنی کے اکتساب کا شوق وجوش پیدا ہوا۔ مالوہ
تعلق سے دست بردار ہوئے۔ اور گجرات تشریف لیگئے۔ سید احمد جعفر
شیرازی اور شیخ صدر الدین ذاکر سے خلافت کا خرقہ ومشیخت کا تاج
حاصل کیا۔ ریاضت وعبادت کی برکت سے عارف کامل وصوفی
واصل ہوئے۔ آپ خلایق سے پوشیدہ رہتے تھے۔ اور تجارت
کرتے تھے۔ طلبہ کو درس وتلقین سے سرفراز فرماتے تھے۔ تہجد گزار
تھے۔ تیس برس تک کبھی آپ کی نماز پنجگانہ وتہجد قضا نہین ہوئی۔

پھر آپ گجرات سے مانڈو مین آئے اور چند روز کے بعد ۹۸۵ھ نو سو پچپاسی ہجری مین اس دار رنج و محن سے بہشت برین کو رحلت کی منڈو مین فوت ہوئے

مخدوم العالم مولانا شیخ نور الدین قدس سرہ

شیخ نور الدین نام۔ مخدوم العالم لقب ہے۔ آپ حاجی الحرمین شیخ محمد صالح کے صاحبزادے ہین۔ آپ کی ولادت بقول آزاد بلگرامی دسوین تاریخ ماہ جمادی الاول ۱۰۶۴ھ ایکہزار چونسٹھہ ہجری۔ و بقول صاحب مرات احمدی ۱۰۶۳ھ ایکہزار ترسیٹھہ ہجری میں ہوئی۔ بمقتضائے السَّعِیْدُ مَنْ سُعِدَ فِیْ بَطْنِ اُمِّہٖ آپکے چہرہ سے بزرگی و سعادت کے آثار نمایان زیرکی و شیخیت کے نقوش عیان تھے۔ نشو و نما کے بعد دس برس کی عمر مین حافظ قرآن ہوئے۔ اور والدہ ماجدہ سے گلستان سعدی سات روز مین ختم کی اور اخوند مولانا احمد بن مولانا سلیمان و ملا فرید الدین احمد آبادی کی خدمتمین کتب تحصیل سے فراغت پائی اور حدیث و قرأت کی سند مولانا سید ابو المجد محبوب عالم سے حاصل کی اور طریقہ سہروردیہ مین مولانا کے مرید و خلیفہ ہوئے۔ اور دوسرے سلاسل کی بھی اجازت و خلافت پائی۔ علوم معقول و منقول و فروع و اصول میں یگانہ تھے۔ گجرات مین کوئی انکا نظیر نہین تہا۔ مولانا کے علم و فضل کی شہرت بلاد و امصار مین

پہنچی ۔طلبہ جوق جوق اطراف وجوانب سے آنے لگے ۔ آپ نے
درس وتدریس کا بازار گرم کیا ۔ اکثر طلبہ آپکی توجہ سے فضلا ہوئے ۔
محمد اکرم الدین المخاطب شیخ الاسلام خان صوبہ احمد آباد نے جو آپکے
مرید وشاگرد تھے ۔ ایک لاکھہ روپیہ خرچ کر کے آپکے لئے مدرسہ
بنا کیا ۔ مدرسہ مذکورہ کی بنا سنہ ۱۱۰۲ہ گیارہ سو دو ہجری مین شروع ہوئی ۔
مدرسہ مع کل عمارات سنہ ۱۱۰۹ہ گیارہ سو نو ہجری مین تیار ہوا چنانچہ آیہ کریمہ
الْمَسْجِدُ أُسِّسَ عَلَى التَّقْوَىٰ مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ سے اختتام کی تاریخ
برآمد ہوتی ہے ۔ اور باقی عمارات متعلقہ مدرسہ سنہ ۱۱۱۱ہ گیارہ سو گیارہ
ہجری مین تمام ہوئین ۔ اوسکی تاریخ مَدْرَسَۃٌ فِيهَا الْهُدَىٰ لِلْعَالَمِينَ
سے ظاہر ہوتی ہے ۔ عمارات کی تعمیر مین ایک لاکھہ چوبیس ہزار
روپیہ خرچ ہوا ۔ اور سلاطین گجرات نے موضع لیوندرہ عملہ پرگنہ ساتولی
سرکار جانپانیر مولد شریف کے خرچ کیلئے ۔ اور موضع بہٹہ پرگنہ کڑی
و رناسن پرگنہ پٹن اور دو روپیہ یومیہ طلبہ کے وظائف وصرف مایحتاج
کے لئے مقرر ہوا ۔ بلاد وامصار کے طلبہ جو مدرسہ مین داخل ہوئے
تھے اونکو مکان وصرف مایحتاج وکہانا مدرسہ سے ملتا تہا ۔ مدرسہ مین
کتب خانہ بہی تہا ۔ تقریبًا اوس مین کتب ایک لاکھہ تہین طلبہ کو کسی
قسم کی تکلیف نہین ہوتی تہی ۔ اطمنیان سے علم وفضل حاصل کرتے تھے

تحصیل کرکے اپنے اوطان مالوفہ کو مراجعت کرتے تھے۔ یہہ مدرسہ بڑا نامی وگرامی تھا۔ گویا ہند مین بغداد کے مدرسہ نظامیہ کا مثل تھا۔ اس مدرسہ کی وجہ سے گجرات کا نام بلاد وامصار مین مشہور ومعروف ہوا۔ گجرات کو دارالحسنات ودارالعلوم کے لقب سے ملقب کرتے تھے۔ مولانا کی وجہ سے مدرسہ کا وجود ہوا۔ اور مولانا کی ذات متبرکہ کی بدولت ہی نامور ومشہور ہوا۔ مولانا علمای متقدمین وبزرگان پیشین کے نمونہ تھے۔ افضل العلما واعلم الفضلا تھے۔ آپکی تصنیفات سے ایک سوستر کتب ہین۔ ازانجملہ۔ التفسیر الرحمانی للسبع المثانی۔ والتفسیر الربانی علی صورۃ البقرہ۔ وحاشیہ اوائل تفسیر بیضاوی۔ ونور القاری شرح صحیح البخاری۔ والحاشیہ القویمہ علی الحاشیہ القدیمہ۔ وحاشیہ شرح المواقف وحل المعاقد حاشیہ شرح المقاصد۔ وحاشیہ شرح المطالع۔ وحاشیہ التلویح۔ وحاشیہ العضدی۔ والمعول حاشیۃ المطول۔ وحاشیہ شرح الوقایہ وحاشیہ شرح ملاجامی۔ وحاشیۃ المنہل۔ وحاشیۃ الشمسیہ۔ وشرح تہذیب وطریق الامم شرح فصوص الحکم۔ مولانا ۱۱۴۳ھ گیارہ سو تینتالیس ہجری مین حرمین شریفین گئے حج وزیارت سے مشرف ہوکر وطن مالوفہ مراجعت کی۔ حرمین شریفین مین علما و شرفا سے ملے۔ تمام نے آپکی تعظیم وتوقیر کی۔ پہر ایک سال کے بعد احمد آباد مین مراجعت کی ہمیشہ

عبادت و ریاضت مین مشغول رہتے تھے۔ اوراد و وظائف کے سوا ہر روز
قرآن شریف ختم فرماتے تھے۔ صلواۃ بجماعت ادا کرتے تھے۔ تہجد کی نماز
بھی کبھی ناغہ نہین فرماتے تھے۔ پندرہ برس کی عمر سے آخر عمر تک
کبھی آپ کی اوراد و عبادت فوت نہین ہوئے۔ متوکل علی اللہ تھے
کبھی بادشاہی یومیہ و وظیفہ قبول نہین کیا۔ باوجود جاہ و حشمت و مال و دولت
کبھی اشرفی و روپیہ کو ہاتھ مین نہین لیا۔ آخر آپنے ایکہتر برس کی عمر مین
بوقت دوپہر روز سہ شنبہ ۱۱۵۵ھ گیارہ سو پچپن ہجری مین رحلت کی مدرسے
متصل خانقاہ مین مدفون ہوئے۔ شعرا و فضلا نے آپکی وصال کی تاریخین
لکھی۔ مجموعہ تواریخ کا ایک رسالہ ہے از انجملہ (وارث اہل بیت
و اعظم الاقطاب)۔

آپ کی اولاد

آپکی اولاد مین پانچ لڑکے اور تین لڑکیاں تھین شیخ محمد صالح المتوفی
سنہ ۱۱۷۴ھ ہجری۔ قدوۃ محمد نظام الدین خان المتوفی ۱۱۶۵ھ شیخ محمود المتوفی
سنہ شیخ فخر الدین اصم و ابکم۔ بہار الدین المتوفی۔ حمیدہ بانو سعیدہ بانو
عفیفہ بانو۔ ہم نے اس کتاب مین محمد صالح و محمد نظام الدین کا حال مستقلاً لکھا ہے۔

میران سید محمد مدنی برادر زادہ شاہ صبغۃ اللہ نائب رسول اللہ شاہ ابن عبدالرحمن حسینی

مشہور ہے کہ شاہ صبغۃ اللہ نے انتقال سے پہلے خلیفہ شاہ عبد العظیم
مکی کو وصیت کی تھی کہ میرے انتقال کے دن میرا برادر زادہ ہند مین
پیدا ہوگا۔ عالم جوانی مین حج وزیارت کو آئیگا۔ آپ یہ خرقہ ودستار واجازتنامہ
وخلافت نامہ اوسکو دینا۔ وہ میرا جانشین ہوگا۔ اوس سے خلایق کو فیض پہنچیگا
اور یہ امانت دیتے وقت اوس سے اس امر کا اقرارنامہ لینا کہ وہ میرا سلسلہ
جاری رکھے۔ کہتے ہیں کہ شاہ عبد العظیم مکی نے اس امانت کے پہنچانیکی
امید مین حجرہ لب دریا بنایا۔ شاہ محمد مدرس جوان ہوے۔ اور دلمین محبت
الٰہی کا ولولہ پیدا ہوا۔ آپنے حج کا ارادہ فرمایا جب آپ بیت اللہ شریف کے
قریب پہنچے تب شیخ عبد العظیم مکی آپکی خدمت مین حاضر ہوا۔ شاہ صبغۃ اللہ کی
امانت مدرس صاحب کے سپرد کی۔ مشہور ہے کہ آپ کو خورد سالی مین
سید عبد القادر جمومی سے بیعت حاصل ہوئی تھی اسوجہ سے آپکو قادری
کہتے ہین۔ بیعت کی کیفیت مشکوۃ النبوہ مین اسطرح مرقوم ہے کہ آپکی عمر
دو سالہ تھی۔ ایک روز سر راہ دایہ آپکو گود مین لئے ہوئے کھڑی تھی
اتفاقاً اودہر سے حضرت کا گذر ہوا۔ حضرت نے بچے کو دیکھکر گود مین لیکر
محبت و الفت سے پیار کیا اور فرمایا۔ یہہ بچہ میرا فرزند ہے۔ مین نے
اسکو قادریہ طریقہ مین نعمت عطا کی۔ وہان سے پالکی مین بچے کو ہمراہ لائے
کچھہ خرما و نبات دئے۔ اور رخصت فرمایا۔ آپکے والد ماجد نے بچے کو

دیکھکر فرمایا۔ بابا سید محمد تو نے خاندان قادریہ سے نعمت پائی پھر آپ اوسی روز سے قادری مشہور ہوے۔ آپکے والد چشتی تھے۔ صاحب سفینہ کہتا ہے کہ سید محمد مدرس عارف کامل و عالم فاضل تھے۔ جامع علوم ظاہری و باطنی تھے۔ اور رسالہ تجلیات مین مذکور ہے کہ آپنے جسوقت بیت اللہ کا ارادہ کیا او سوقت گوشہ کی سرا مین فروکش ہوے اہل و عیال و مریدین و طلبہ رخصت کے لئے ہمرکاب تھے آپنے ارادہ کیا علی الصباح پوشیدہ جانا چاہیے تا کسیکو خبر نہو جب صبح ہوئی نماز سے فارغ ہوے۔ جانیکی فکر مین تھے کہ دایہ آپکا دو سالہ بچہ گود مین لیکر محل کے چہت پر سیر و تماشا کے خیال سے چڑہی بچہ دایہ کے گود سے گرا سر پر چوٹ آئی۔ امید زندگی نہین تھی اور حضرت یہ واقعہ دیکھکر سوار ہوے۔ بچے کا کچہہ خیال نہین فرمایا۔ بیوی صاحبہ بچے کی محبت مین بیقرار ہو کر رونے لگین لوگون نے آپسے کہا کہ بچہ قریب المرگ ہے ٹہیر جایئے۔ دفن کر کر جانا۔ آپنے فرمایا اگر میرا فرزند زین الدین فوت ہو گا تو جنازہ کی نماز کے لئے بہت مسلمان ہین۔ جن نے راہ خدا مین قدم رکھا ہے مجھکو ان جھگڑون سے کیا کام۔ سب کو رخصت کر کے سوار ہوے۔ مکہ مین پہنچنے کے بعد عظیم الدین مکی سے حضرت شاہ صبغۃ اللہ کی امانت لی۔ پھر حج و زیارت سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ روانہ ہوئے

مدینہ مین پہنچکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے۔
مکہ و مدینہ مین اکثر لوگ آپ کے مرید ہوئے۔ پہر آپنے وطن مالوفہ کی
طرف مراجعت کی جب وطن مین پہنچے اکثر عوام وخواص کو علوم
ظاہری و باطنی سے سرفراز فرمایا۔ دس سال تک وطن مین درس و
تدریس فرماتے رہے۔ آپکے خلفا تقریباً ننلو تھے۔ پہر آپنے دوبارہ
مکہ معظمہ کا ارادہ فرمایا۔ فرزند مسمّی زین الدین کو بہی ہمراہ لیا۔ اور دوسرے
فرزند مسمّی عبدالرحمٰن کو جانشین فرمایا۔ تمام مریدین وطلبہ کو ہدایت کی۔ کہ
عبدالرحمٰن کو میرا قایم مقام سمجھو۔ پہر روانگی کے وقت معتقدین کا اسقدر
ہجوم ہوا کہ ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ مرید کرنیکی فرصت نہین تہی۔ آخر آپنے
تمام کو صف بندی کرکے فرمایا کہ مین نے سب کو مرید کیا۔ پہر سوار ہوے
مکہ معظمہ مین پہنچے حج وزیارت سے فارغ ہوکر مدینہ منورہ روانہ ہوئے
وہان پہنچکر روضہ مبارک کے سامنے نماز مثل نماز جنازہ ادا کی۔ پہر چند
روز کے بعد عالم جسمانی سے عالم روحانی کے طرف روانہ ہوے۔ سب نے
ارادہ کیا کہ آپکو شاہ صبغتہ اللہ کی قبر کے متصل دفن کرین۔ مگر شاہصاحب
کے قبر کے متصل جگہ نہ تہی دوسری جگہ کا ارادہ کیا۔ اسی اثنا مین ایک شخص
آیا اور پوچھا کہ آپ کو کہان دفن کرتے ہین۔ سب نے کہا کہ ہم شاہ صبغتہ اللہ
قبر کے پاس دفن کرنا چاہتے تھے لیکن وہ جائے کافی نہین ہے

اوس شخص سنے کہا کہ آپ مجکو تجہیز و تکفین مین رکھین اور دو عدد اشرفی عنایت کرین تو ابہی آپکو شاہ صاحب کی قبر کے پاس جگہ دکہلاتا ہون خادمون نے قبول کیا۔ اوسنے جگہ دکہلائی۔ پہر لوگون نے اوس شخص کو تلاش کیا نہین پایا۔ مخازن اعراس کے مولف سنے لکہا ہے کہ آپ کی وفات مدینہ منورہ مین ہم ۲ ماہ شوال ۱۰۸۰ ہجری مین واقع ہوئی حضرت شاہ صبغتہ اللہ کی قبر کے نزدیک مدفون ہوئے۔ آپ کے تین صاحبزادے تھے۔ ایک سید زین الدین۔ دوم شاہ عبدالرحمٰن سوم شاہ کریم محمد۔ مزار دیبر کہ

شاہ مشیت اللہ قدس سرہ

آپ سادات صحیح النسب سے ہن۔ بزرگون کا پیشہ سپاہ گری تہا۔ آپ بہی اسی سلسلہ مین بہادر شاہ بادشاہ کی سرکار مین ملازم تھے۔ بہادر شاہ کے بعد چند مدت فرخ سیر بادشاہ کے ملازم رہے۔ سپاہ گری کے پیشہ مین بڑے ہوشیار و لایق تھے۔ بہادری و دلاوری مین بے نظیر تھے پادشاہی فوج کے ساتھ متعدد لڑائیون مین شریک رہے غنیم کے مقابلہ مین بڑے کارنمایان سکئے۔ میدان جنگ مین غنیم کے مقابلہ کے وقت اوس استقلال اور ثابت قدمی سے جمتے تھے کہ غنیم کے لشکر کو بجز شکست کوئی صورت نہین دکہلائے دیتی تہی۔ آپکی مزاج مین چستی اور چالاکی

اوس درجہ تہی کہ بہادر سپاہی آپکے مقابلہ مین نہین رہ سکتا تہا۔ تہوڑے ہی عرصہ مین اوس اجل رسیدہ کا کام تمام کر دیتے تھے۔ آپکی عمر کا اکثر حصہ صیغہ ملازمت مین گزرا۔ مہمات جنگ مین مصائب شدیدہ کا سامنا ہوتا رہا۔ آپکا جسم کثرت زخم سے چہلنی تہا۔ کوئی اعضا ایسا نہین تہا کہ اوسپر تیر تلوار کا وار نہو۔ جب تک تن مین توانائی اور ہاتھ پیر مین طاقت رہی۔ تب تک نوکری پر طبیعت لگی رہی آخر انحطاط کا زمانہ شروع ہوا۔ تمام اعضا مین خلل واقع ہوا۔ نوکری سے دل برداشتہ ہوا استعفار دیکر قطع تعلق کیا۔ ہند سے حیدر آباد دکن مین آئے۔ ایک ویرانہ مسجد مین جو فتح دروازہ کے باہر واقع تہی فروکش ہوئے۔ توکل و قناعت پر اعتماد کر کے گوشہ نشین ہوئے۔ اطراف و جوانب کے لوگ معتقد ہونے لگے امرا مین سے ایک بزرگ صندل خان باقی بہی آپکے معتقد ہوئے اکثر اوقات آپکی خدمت مین حاضر ہوتے تھے۔ آپ کسی سے سائل و طالب نہین ہوتے تھے۔ اور خرچ بہت کچہہ فرماتے تھے۔ اسوجہ سے مشہور ہوا کہ آپ کیمیا گر ہین۔ شہرت کا ہونا کیا ہوا آپ پر آفت آئی اکثر لوگ خدمت مین حاضر ہونے لگے آپکے گرد حلقہ باندہنے لگے تمام شہر مین حضرت کی شہرت نے کمال عروج پایا۔ ایکروز ناظم بلدہ نے آپکو پیغام بہیجا اگر اجازت ہو تو مین بہی ملازمت حاصل کرون۔ آپنے انکار کیا

اور ناظم نے اصرار کیا۔ اور قرار دیا کہ کل مین ضرور حاضر ہونگا ۔ آپ راتکو
مخفی طور سے مسجد سے نکل گئے۔ گولکنڈہ کے قریب ایک پہاڑی پر جو
مسجد ویران تہی اوسمین مقیم ہوئے صبح معتقدین اور مریدین حاضر ہوئے
حضرت کو نہین پایا جستجو کرنے لگے تین روز کے بعد معلوم ہوا کہ مسجد ٹیکوڑہ
واقع عقب گولکنڈہ مین قیام پذیر ہین معتقدین وہین پہنچے ۔ پہر آپ
وہان ۲ دو مہینے تک رہے ۔ ایکروز علی الصباح صحن مسجد مین رو بقبلہ
بیٹھے تھے حاضرین خدمت سے فرمایا کہ صندل خان وغیرہ خواہان کیمیا
کہان ہین اگر اسوقت یہان ہوتے تو مین انکو کیمیا دیتا۔ ایک ساعت تک
آپکی یہی کیفیت رہی ۔ پہر میدان ومسجد مین اپنی اصلی حالت پر آئے آپ
سلسلہ قادریہ مین مرید تھے ۔ اور اسی طریقہ مین اجازت وخلافت بھی پائی
تھی ۔ آپ کے خلفا مین سے پیر شاہ قادری وشاہ قاسم قادری تھے
میر محمد ابراہیم اپنی تالیف مین لکھتا ہے کہ آپکے خرق عادات مین سے
یہ ہے کہ آپ نے انتقال سے یکروز پہلے پیر شاہ صاحب قادری سے
کہا کہ میری وفات کا وقت قریب ہے کل مین اس عالم فانی سے عالم
جاودانی کو روانہ ہونگا ۔ آپ میری تجہیز وتکفین کے بابتہ کچہہ فکر نہ کیجیگا
کل محمد قاسم سوداگر کہ میرا مرید خاص ہے بندر سورت سے دوپہر تک
پہنچیگا ۔ دفن وکفن کا سب سامان کریگا ۔ پہر اوسی روز آخر شب مین آپنے

وفات پائی۔ علی الصباح تمام معتقدین خاص و عام جمع ہوئے۔ پیر شاہ صاحب نے آپکی وصیت سب کے سامنے عرض کی۔ تمام سوداگر کی آمد آمد مین چشم براہ تھے۔ کہ وقت معینہ کے قریب محمد قاسم سوداگر مع مبلغ پانچہزار روپیہ سواری سانڈنی پر آیا جو کچھہ سامان تجہیز و تکفین تھا تکلف کے ساتھ مہتیا کیا۔ پھر حضرت کو بیرون شہر حیدرآباد فتح دروازہ کے قریب دفن کیا دفن کے بعد محمد قاسم سوداگر نے کہا کہ پانچ روز گذرے ہین کہ حضرت نے مجکو خواب مین ارشاد فرمایا کہ میری وفات مین پانچ روز باقی ہین تم جلد مع اسباب تجہیز و تکفین یہان آؤ۔ لہذا مین سانڈنی پر سوار ہوکر برابر منازل طے کرتا ہوا آیا حضرت کی ملازمت مین سعادت حاصل کی۔ بغرض حضرت صاحب کمال تھے۔ آپکی وفات قریب سنہ ۱۱۳۶ھ گیارہ سو چھتیس ہجری مین واقع ہوئی۔ آپکی تصنیف سے ایک رسالہ عروج و نزول ہے۔ رحمۃ اللہ تعالی

شاہ میران صاحب ثانی قدس سرہٗ

آپ سید حسین عرف شاہ میران صاحب کے صاحبزادے اور شاہ امین الدین ثانی کے ہمشیرزادے و خلیفہ ہین۔ پیر کی اجازت سے بیرون بلدہ حیدرآباد محلہ دہول پیٹہ مین سکونت پذیر ہوئے۔ رات دن عبادت و ریاضت مین بسر کرتے تھے۔ بزرگی کا نور چہرہ سے نمایان تھا

خلق محمدی کا جلوہ عیان تہا۔ پیری مریدی کا سلسلہ جاری تہا۔ اکثر لوگ مرید ہوتے تھے۔ اور صوم وصلواۃ کے پابند تھے۔ شریعت کا بڑا ادب کرتے تھے۔ غربا و فقرا کے معین و مددگار رہتے تھے۔ والدہ ماجدہ کی نہایت تعظیم و تکریم کرتے تھے۔ ہر وقت والدہ کی رضامندی چاہتے تھے جبتک والدہ زندہ رہین تب تک اونکی خدمت مین رہے۔ آخر جسوقت والدہ ممدوحہ نے اس عالم فانی سے رحلت کی اوسوقت بہت غمگین ہوئے والدہ کو مکان کے صحن مین دفن کئے۔ والدہ کا اسقدر غم و الم ہوا کہ جذب کی حالت پہنچی۔ والدہ کی قبر پر آتے تھے اور ہم کلام ہوتے تھے اور فرماتے تھے کہ والدہ صاحبہ مجھکو جواب دیتے ہین۔ غرض کہ صاحب کمال تھے آپکی وفات ماہ ذیحجہ سنہ ۱۱۴۰ھ گیارہ سو چالیس ہجری مین واقع ہوئی۔ بیرون شہر حیدرآباد دہول پیٹہ مین مدفون ہوئے

مولوی سید میران شاہ بن مولانا شمس الدین عنایت الٰہی بالاپوری

آپ مولانا شمس الدین بالاپوری کے صاحبزادے ہین۔ آپکی ولادت سنہ ۱۱۵۷ھ گیارہ سو ستاون ہجری مین ہوئی۔ نشو و نما کے بعد قرآن شریف و کتب مختصرات فقہ و حدیث پڑہے۔ مجذوب الحواس تھے تعلقات دنیوی سے نفرت کرتے تھے۔ مگر باوجود جذب و حال صوم و صلوٰۃ کے پابند تھے۔ اباء کرام و اجداد عظام کے طریقہ پر ثابت قدم تھے۔ عم بزرگوار مولانا سید شاہ محمد معصوم کے

مرید و خلیفہ تھے حضرت سید نور الہدیٰ کی رحلت کے بعد اورنگ آباد مین بارکاہ کل عرف بھڑکل کی مسجد مین امامت کرتے تھے جمعہ و عیدین کو خطبہ پڑھتے تھے والد کا سالانہ عرس بڑے تکلف سے کرتے تھے۔ امرا و فقرا و مشائخ کو دعوت دیتے تھے مجمع کثیر ہوتا تھا خلیق و شیرین گو و نیکخو تھے صاحب ازدواج تھے مگر کوئی اولاد نہین ہوئی۔ آخر ۵ ماہ رجب سنہ ۱۲۲۴ بارہ سو چوبیس ہجری مین جنت مین داخل ہوئے۔ اپنے دیوان خانہ مین مدفون ہوئے۔ آپکی زوجہ بھی فوت ہوئی آپکے قریب دفن کیگئی زیارت گاہ ہے

سید میران حسینی الحموی عرف شاہ ابدال صاحب

آپ گھر سے نکل کر دکن مین آئے سلطان محمد قلی قطب شاہ کے زمانہ مین حیدرآباد مین پہنچے۔ آپ گولکنڈہ کی اوس مسجد مین جو قلعہ کے قریب واقع ہے فروکش ہوے۔ آپکے ہمراہ سو فقیر تھے۔ تین روز تک فقرا کو کوئی چیز میسر نہین ہوئی۔ فقرا شدت فاقہ سے مضطرب ہوئے چوتھے دن استقلال خان نے محمد قلی کے حکم سے پچاس خوان بھیجے آپنے خوان لئے اور اوس مین سے فقرا کو کھانا تقسیم کیا پھر خوانونکو باندھکر واپس کیا۔ استقلال خان کے خادمون نے سب کیفیت بیان کی خوانون کو کھولے تمام کھانے اوسی طرح سے تھے استقلال خان

اس کیفیت کے دیکھنے سے معتقد ہوا اور آپکی خدمت مین آیا اور
مریدون مین شریک ہوا اور حیدرآباد مین آپکے قیام کا باعث ہوا آپہی
اوسکے حسن اعتقاد کی وجہ سے ملکاپور ضلع حیدرآباد مین سکونت پذیر
ہوئے - آپسے خواص و عوام فیضیاب ہوتے تھے - آپ متوکل علی اللہ
تھے - دنیا و مافیہا سے تعلق نہین رکھتے تھے - ذکر و شغل مین زندگی
بسر کرتے تھے - جو کچھہ مریدین و معتقدین نذر کرتے تھے اُسی پر قانع
وراضی رہتے تھے - زیادہ کی ہوس نہین فرماتے تھے - لطائف
قادری کے مولف نے لکھا ہے کہ حضرت عبداللطیف صاحب لااُبالی
وشاہ ابدال صاحب دونون ساتھہ ہی آئے تھے - اور گولکنڈہ کی
مسجد مین فروکش ہوئے تھے - لاابالی صاحب قمرنگر مین گئے اور
شاہ ابدال صاحب ترجمہ شہر مین رہے - پہر سید شاہ محی الدین ثانی
بن لاابالی صاحب کی نسبت سید عبدالقادر صاحب بن سیّد میران حسینی الحموی
صاحب الترجمہ کی بیٹی سے ہوئی - پدر و پسر دونو حضرات صاحب خوارق
عادات وکرامات تھے - آپکے پانچ فرزند تھے - سیدؔ عبدالقادر - سید
عبدالوہاب - سیدؔ سعدالدین - سیدؔ محمد - سیدؔ عبدالرزاق - آپکی وفات
۱۳ - جمادی الاول سنہ ۱۰۴۹ھ ایکہزار اونتالیس ہجری مین ہوئی - آپکی قبر
گولکنڈہ کے قریب لنگر حوض کے کنارہ ہے - یزار و یتبرک بہ

نسب کا شجرہ

آپ کا لقب شاہ ابدال ہے۔ والد کا نام سید مسعود بن سیّد جلال الدین بن سید علی بن سید عبد اللہ۔ بن سیّد مرشد۔ بن سیّد قاسم۔ بن سیّد حسین ثانی بن سید موسیٰ بن سید محمد۔ بن سیّد حسین۔ بن سید احمد۔ بن سیّد عماد الدین۔ ابی صالح نصر الدین قطب الافاق سیّد تاج الدین عبد الرزاق بن حضرت محبوب سبحانی قدس سرہم

مولوی سید محمد معصوم مثنی نقشبندی بن مولوی محمد خلیل اللہ بن شاہ عنایت اللہ بالاپوری

آپ مولانا خلیل اللہ کے فرزند بزرگ ہین۔ آپکی ولادت باسعادت سنہ ہجری مین بالاپور برار مین واقع ہوی۔ نشو و نما بھی برار کی آب ہوا مین ہوا نشو و نما کے بعد والد ماجد و مولوی مجاہد الدین کی خدمت مین تعلیم و تربیت پائی۔ کتب تحصیلی قریب الختم کی تھین۔ حدیث و فقہ مین خوب مستعد تھے۔ درس و تدریس کا شوق کم تھا۔ کبھی کبھی حدیث کا درس فرماتے تھے متقی و پرہیزگار و بزرگ دیندار تھے۔ مزاج مین درویشی تھی مگر بظاہر امیرانہ تجمل و طمطراق سے زندگی بسر کرتے تھے۔ مہمان نواز و قبیلہ پرور تھے صدہا اعزہ و اقارب کے ساتھ حسن سلوک فرماتے تھے۔ ہر روز آپکے دسترخوان پر دس بیس آدمی شریک طعام رہتے تھے۔ تمام جاگیرات کا محاصل و پیری مریدی کی آمدنی مہمانداری و کُنبہ پروری مین صرف ہوتی تھی

اسقدر مشرف و فیاض تھے کہ کل آمدنی پر اکتفا نکرکے ہزار ہا روپیہ قرض منگواکے صرف کرتے تھے۔ وضع داری کے بڑے پابند اور آبا ؤ کرام کے طریقہ کے پیرو تھے۔ مدۃ العمر آن بان سے رہے۔ مزاج مین استغنا حد سے زیادہ تہا متوکل علی اللہ رہتے تھے کبھی کسی امیر و رئیس سے سائل نہین ہوئے برار مین آپ مسلمانون کے پیشوا کیا بلکہ حاکم تھے۔ اکثر اہل اسلام کے معاملات شرعی کا آپ ہی فیصلہ کرتے تھے۔ صاحب فتوٰی تھے۔ ہر ایک مرید و مستغیث و مستفتی سے حق الخدمت و پیش کش معقول لیتے تھے معتقدین حسن اعتقاد سے دیتے تھے کوئی عذر نہین کرتا تہا۔ مشکل یہ تہی اگر کوئی آپکے نذرانہ مین پس و پیش کرتا تو اوسکو اسلام کے دائرہ سے خارج فرماتے تھے اور اوسکا حقہ پانی بند کرتے تھے۔ کوئی اہل اسلام آپکے مردود کو شادی و غمی مین شریک نہین کرتا تہا نہ اوسکے ساتھ کوئی شریک ہوتا تہا۔ بظاہر یہ مولانا کا زیادہ تشدد تہا نہین معلوم مولانا کس نیت و کس ارادہ سے فرماتے تھے۔ شاید یہ امر تنبیہاً و تہدیداً کرتے تھے۔ واللہ اعلم بالصواب لیکن اہل برار آپکے تشدد سے ناخوش نہین ہوتے تھے۔ نہ کوئی حضرت کے نسبت شکایت کرتا تہا۔ عوام کی خوشی و رضامندی سے ثابت ہوتا ہے جو کچھہ آپ کرتے تھے بجا و درست تہا۔ برار مین آپکے ہزار ہا مرید تھے آپکو ہدایت و ارشاد کا شوق تہا۔ درس و تدریس کے طرف توجہ نہین تہی

کاش اگر آبار کرام کی طرح درس وتدریس کا شغل فرماتے اور اہل برار کو
علم وفضل کی ترغیب دیتے تو اکثر اہل برار خصوصاً جاگیرداران ومشایخ
وقضاۃ کے خاندان صاحب علم وادب ہوتے اور اجتک علم کا چرچہ برار مین
باقی رہتا ہر شہر وقصبہ دگانون مین حدیث وفقہ کا ذکر خیر ہوتا۔ اس ذکر وخیر
وبرکت کا ثواب حضرت کو عقبی مین ملتا عند اللہ ماجور وعند الناس
مشکور رہوتے۔ مولوی صاحب کی وجہ سے اہل برار پر تعلیم کا اثر زیادہ
موثر ہوتا۔ مولوی صاحب تعلیم کا انتظام عمدہ طرح سے کر سکتے تھے
کیونکہ آپکو دنیوی پورا اطمینان حاصل تہا۔ اور حکام اور امرا کی نظر مین
معزز ومکرم خواص وعوام سے نزدیک معظم ومحترم تھے۔ اسباب سب
مہیا تھے۔ مگر ظہور نہین ہوا۔ یہ سب ہم اہل برار کی بدنصیبی تہی ہم محروم رہے
آپکی مزاج مین دین واسلام کی حمیت وحرارت بے انتہا تہی آبائے
سلف کی طرح دینی امر مین جان ومال تک دریغ نہین فرماتے تھے
جب کبھی اہل اسلام واہل اصنام کی فیمابین مذہبی تکرار وبحث واقع ہوتی
تب آپ مستعدی کے ساتھ اسلام کے معین ومددگار ہوتے تھے۔ بلکہ
معارک مہالک مین شریک ہوئے ہین اہل اسلام کو ہر وقت اہل اصنام
پر آپکی بدولت فیروزی وکامیابی ہوئی ہے چنانچہ ماہ رمضان سنہ ۱۲۶۰ھ
بارہ سو ساٹھ ہجری مین آکولہ کے ہنود واہل اسلام مین مذہبی بابت فساد

شروع ہوا اوسوقت بالاپور و اکولہ کا تعلقدار رستم جی تہا۔ اوسکا نائب ہیرجی
بالاپور مین مقیم تہا۔ نائب پوشیدہ ہنود کا طرفدار و مددگار تہا۔ مولانا اہل اسلام
کے پیشوا تھے۔ آپنے جرأت و بہادری سے آکولہ پر چڑہائی کی ہنود مغلوب
و مولانا غالب رہے۔ آکولہ مین ایک گوسائین رام پوری آیا۔ اور ہنود کی
مذہبی مجلس قائم کی۔ اور مکان پر ایک نشان سبز با جہریرہ زرین قائم کیا
اور نوبت و مزامیر بہی بجواتا تہا۔ چند نوجوانان اسلام نے اس بدعت
تازہ کو یعنی نشان کو توڑ کے لے آئے۔ ہنود نے ہیرجی نائب
رستم جی سے شکایت کی۔ ہیرجی کا مستقر بالاپور تہا وہ خود مولویصاحب کی
خدمت مین آیا اور تصفیہ کی درخواست کی۔ مولانا نے اہل اسلام کو
بلا کے سب سے عدم فساد کے بابت نوشتجات لئے۔ اور تصفیہ کر دیا۔ پہر
چند روز کے بعد فارسی کے نائب نے قوم راجپوت سے سازش کی اور
مسلمانون کی استیصال کی ترغیب دی۔ فی الفور اطراف وجوانب کے
راجپوت جتھے جو بیرون شہر تھے۔ اوسمین جمع ہوئے اور باہم قرار دیا
کہ بروز عید الفطر جب مسلمان عیدگاہ مین جائینگے اوسوقت اونکا نشان
چھین لینگے۔ اور اسی اثنا مین موضع ٹانکلی کی راہ مین راجپوتون نے
حافظ عبد الحمید کو ناحق ظلماً قتل کیا۔ اور اوسکی داڑہی کو جلائی اور بہی
اسی قسم کی زیادتی کی۔ اہل اسلام کو معلوم ہوا مقتول کی لاش لائے۔

تعلقدار کے نائب کو دیکھا کے دفن کیا۔ عید الفطر کے روز تمام مسلمان مسلح
بہ تجمل و طمطراق تمام برآمد ہوئے اور تعلقدار کے نائب کو بھی ہمراہ لائے
نائب گھبرا کے راہ سے فرار ہوا پھر سب اوسکو تسلی و تشفی دیکر لائے
نماز ادا ہوئی۔ اوس روز کچھہ فساد نہین ہوا۔ راجپوت اطراف و جوانب سے
آکر جمع ہو رہے تھے۔ اور جنگ کا سامان بھی فراہم کر رہے تھے ہر چی
کہا گیا اوس نے جواب دیا کہ میرے کہنے سننے سے کچھہ نہین ہوتا۔ راجپوت
جنگ کیلئے مستعد ہین مین اس معاملہ مین مجبور ہون اوسوقت اہل اسلام کے
کان کھڑے ہوئے سمجھے کہ تعلقدار کی سازش ہے کل اہل اسلام
بالاتفاق مولوی صاحب کی خدمت مین آئے اور واقعہ بیان کیا۔
مولوی صاحب حمایت دین کے لئے مستعد ہوئے۔ برار کے اطراف و
جوانب مین خطوط بھیجے مولوی صاحب کے خطوط پہنچتے ہی ہر ایک قصبہ و شہر سے
اہل اسلام جوق جوق آنے لگے۔ نیم گانون۔ ناندوڑہ۔ وبیاول۔
و تلیگانون۔ وکھولاپور۔ و دریاپور۔ و ناگلی۔ و ملکاپور۔ و ڈھنیڈا و کھیڑلہ
و مورسی پارلہ و بچگوان۔ واڑگانون۔ و پاتور وغیرہ سے بے شمار فوج
جمع ہوگئی تقریباً دس ہزار تھے۔ نواب غلام عباس علیخان صاحب جو
سرکار عالی نظام کے طرف سے برار مین معتمد و امین تھے مصالحہ کیلئے
آئے مگر کسی نے نواب کی نہین سُنی نواب صاحب تعلقدار کی طرفداری

کرتے تھے۔ آخر مولوی صاحب نے زرہ و جوشن زیب بدن اور خود سر پر
رکھکر تیر وکمان لیکر مع جمعیت اکولہ روانہ ہوئے تیسرے دن شہر مین
داخل ہوئے۔ نواب جانیصاحب بہی آئے مولوی صاحب سے
ملے یکایک معلوم ہوا کہ جنگ شروع ہوگیا۔ چند روز باہم لڑتے رہے طرفین
کے سپاہ مجروح و مقتول ہوتے رہے۔ آخر ہنود عاجز ہوئے۔ اور
باہم نواب جانی صاحب اور پر تواڑہ چھاونی کے افسرون کے توسط
سے مصالحہ ہوا۔ اونکا راجپوت اکولہ سے چلے گئے۔ بعد ازان اہل اسلام
دس ہزار سے زیادہ تھے روانہ ہوئے۔ اور مولانا بہی بالاپور مین
خانقاہ مین داخل ہوئے۔ اور ۱۲۷۷ھ بارہ سو ستہتر ہجری مین آپ کی
جاگیرات کا انتظام سرکار گورنمنٹ کے طرف سے ابدی نسلاً بعد نسل ہوا مگر آپنے
اپنے داماد مولوی سید نورالاتقیا صاحب مرحوم کی راے سے سرکار مین
واگذاشت کی درخواست کی اوسکا مبادلہ ممالک محروسہ آصفیہ مین سے ملے۔
چنانچہ آپکی درخواست کے موافق اوسکا مبادلہ قصبہ واگرول وغیرہ دیہات
پرگنہ قصبہ سند کہیڑ سے ملے اب تک بحال و برقرار ہین اور مولوی صاحب ۱۲۸۴ھ
بارہ سو چوراسی ہجری مین بالاپور سے اورنگ آباد۔ اور اورنگ آباد سے
حیدرآباد مین آئے۔ حضرت نورالاصفیا صاحب کے مکانپر فروکش ہوئے
حیدرآباد کے علما و مشایخ نے آپکی تعظیم و تکریم کی اکثر شہر کے امرا آپسے

ملتے تھے۔ نواب مختار الملک سالار جنگ اوّل نے زور آور جنگ کے توسّل کے ذریعہ سے ملازمت کا اشتیاق ظاہر کیا۔ ۱۴ رمضان سنہ مذکورہ مین آپ مع نواسہ مولوی نور الحرمین صاحب و مولوی فخر الدین ترمذی و مولوی نور المقتدا صاحب عم بزرگوار وغیرہ مدار المہام کے دربار مین پہنچے نواب صاحب نے استقبال کیا اور کمال نیازمندی سے دست بوس ہوئے۔ اور سر جھکایا آپنے پیٹھ پر ہاتھ رکھکے دعا دی اور مسند پر بیٹھے تھوڑی دیر گفتگو کر کے رخصت ہوئے۔ نوابصاحب نے چند قدم مشایعت کر کے رخصت فرمایا پھر افطار کے وقت ستره خوان کا تورہ بھیجا۔ پھر ۱۲۸۶ھ بارہ سو چھیاسی ہجری مین جناب مولوی صاحب نے دختر زادے مولوی سید نور الحرمین کی شادی مولوی حبیب یار خان برادر محی الدولہ کی لڑکی سے کی۔ نواب مختار الملک بہادر اول رسم تہنیت کے لئے نواب قادر الدولہ کے مکان پر آئے۔ مولوی صاحب نے لب زینہ تک استقبال کیا۔ نوابصاحب دیر تک رہے باہم گفتگو ہوتی رہی نوابصاحب نے مولوی صاحب سے پوچھا کہ آپ کے جدامجد حیدرآباد مین کتنی مدت تک رہے تھے۔ آپنے جواب دیا آپکے جد منیر الملک نے ایکسال تک رکھا تھا۔ اللہ تعالی آپکو خوش و خرم رکھے کہ فقیر کو دو سال سے مہمان رکھے ہیں۔ پھر مولوی صاحب نے نواب صاحب کو رخصت کے وقت

پاندان وہار وگلدستہ دیئے۔ اور ایک دستار و قبضہ ترکش وکمان تیر کا عطا فرمایا۔ نوابصاحب نے دستار سر پر رکھی۔ اور رخصت ہوئے مکان سے دو ہزار روپئے نذر بھیجے۔ غرض کہ مولوی صاحب تا بزندگی معزز و محترم رہے۔ پھر چند مدت کے بعد مولوی صاحب نے ۱۲۸۷ھ بارہ سو ستیاسی ہجری مین حیدرآباد سے وطن مالوفہ برار مراجعت کی خیر و عافیت سے پہنچے اعزہ و اقارب و معتقدین وطالبین سے ملے۔ سب اہل برار آپکی تشریف آوری سے خوش وخرم ہوئے۔ آخر آپنے تاریخ ماہ ۱۲۹۷ھ بارہ سو ستیانوے ہجری مین اس عالم فانی سے فردوس برین کو رحلت کی۔ اِنَّ لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُون۔ بالاپور کی خانقاہ مین اجداد کے مزارات کے قریب مدفون ہوئے۔ مولوی امجد حسین صاحب خطیب جامع مسجد ایلچپور نے تاریخ کہی۔ عارف ہند و آفتاب برار

اولاد پانچ تھی

مولوی سید منتجب الدین۔ مولوی سید نور الدین۔ سیدالنسا بیگم زوجہ مولوی نور الاتقیا صاحب مرحوم۔ بخشی بیگم۔ یلیین بیگم۔ مولانا مرحوم اپنے داماد مولوی نور الاتقیا صاحب سے مقدمات خانگی کے بابتہ ناخوش تھے باہم داماد وخسر مین ترک ملاقات تھی مگر عالیجناب نواب مختار الملک بہادر وزیر دکن اول نے باہم صفائی کرادی تھی۔ مولانا معصوم واقع مین معصوم صفت تھے

کدورت عارضی کو دل سے دور کیا پھر خسرو داماد مین تا بوفات صفائی ومحبت رہی۔ مولوی صاحب کے انتقال کے بعد مرحوم کے صاحبزادے اور نواسہ مولوی نورالحرمین کے درمیان تنازع واقع ہوا۔ طرفین کے مقدمات جاگیر و معاش کے بابتہ عدالت دیوانی مین رجوع ہوئے صاحبزادے کامیاب ہوئے۔ مولوی نورالحرمین صاحب کو کامیابی نہین ہوئی۔ مولوی صاحب سلمہ ابتک مقدمہ کی پیروی و فکر مین ہین۔ اور مولوی صاحب مرحوم کی کل جائداد منقولہ و غیر منقولہ جاگیرات و عمارات پر اونکے صاحبزادے قابض و متصرف ہین۔ مولف فقیر کو مولانا مرحوم سے نیاز تہا۔ علاوہ نیاز مندی ہم وطنی کا بہی تعلق تہا۔ اس وجہ سے مولانا فقیر کے حال پر زیادہ عنایت فرماتے تھے۔ غفراللہ لہ

سیّد محمد صاحب گوسفند قدّس سرّہ

سید محمد نام صاحب گوسفند عرف ہے۔ وطن اصلی بیجاپور ہے۔ آپ کے والد سید فرید سادات صحیح النسب سے تھے۔ آپکا پیشہ سپاہگری تہا۔ مدت تک اسی پیشہ مین رہے۔ آخر آپکی بیوی صاحبہ اور صاحبزادی کا انتقال ہوا۔ دونون کی جدائی کا اسقدر رنج و ملال ہوا کہ دنیا و مافیہا کو وبال جان سمجھا۔ اسی رنج و غم مین ہوش و حواس باختہ والد ماجد کی خدمت مین

رخصت لیکر قصبۂ رچھوٹی مین پہنچے. اسوقت مین قصبۂ مذکور حضرت شاہ محی الدین بن شاہ ہاشم عرف خداوند ہادی قدس سرہٗ کی کرامت و خرق عادت سے معمور تہا۔ اور وہان آپ کی ہدایت وارشاد کا بازار گرم تہا۔ آپ شاہ صاحب کی خدمت مین آئے اور بیعت سے مشرف ہوئے ترک لباس و ترک لذت اختیار کرکے چندروز مین سالک و مجذوب کے درجہ کو پہنچے. کئی سال مرشد کی خدمت مین رہے۔ ذکر قلبی مین اسقدر محنت و مشقت کی کہ آپ کا قلب ذکر حق مین جنبش کرتا تہا۔ انوار الاخیار کے مولف نے لکہا ہے کہ آپ مرشد کی اجازت سے نواب عماد الملک مبارز خان صوبہ دار کے زمانہ مین شہر حیدرآباد دکن مین آئے۔ کسارہٹہ بازار کے سرراہ ایک مختصر حجرہ مین قیام پذیر ہوے یستانہ رہتے تھے۔ درویشانہ زندگی بسر کرتے تھے اکثر حاجتمند آپکی خدمت مین آتے تھے اور اپنے مرادات مین کامیاب ہوتے تھے۔ مرآت الاولیا کے مصنف نے بیان کیا ہے کہ عماد الملک مبارز خان آپ سے حسن اعتقاد رکہتا تہا۔ جب مبارز خان مرحوم نے حضرت مغفرت مآب نواب آصفجاہ بہادر سے مقابلہ کا ارادہ کیا اوسوقت آپکی خدمت مین استعانت کیلئے آیا. اور آپکے حجرہ مین جو نہایت بوسیدہ و شکستہ تہا گہانس و لکڑی سے بنا ہوا تہا چاہا کہ اندر آوے: ناگاہ حجرہ کی

چہت کی ایک لکڑی خان صاحب کی پگڑی مین آویزان ہوگئی۔ لکڑی و
پگڑی مین ایسا پیچ آگیا کہ خانصاحب کی پگڑی سر سے الگ ہوکر زمین پہ
گری گویا ریاست کی دستار سر سے اتری۔ خانصاحب مرحوم نے اس حالت کو
بدشگون سمجہکر مکان پر مراجعت کی۔ پہر آخر خانصاحب مرحوم ۱۱۳۲ سنہ ہجری مین
مقام شکر کہرلہ موسوم فتح کہرلہ مین مقتول ہوا۔ و حضور آصفجاہ فیروز و فتحیاب
ہوئے۔ خلاصہ کلام آپکی ذات بابرکات صاحب کشف و کرامات تہی
آپکو بکریون کے بچے بہت مرغوب تھے۔ معتقدین نذرانہ مین بکریون کے
بچے گذرانتے تھے۔ آپ اس نذرانے سے بہت ہی خوش ہوتے تہے
اسی وجہ سے صاحب گوسفند ملقب ہوئے۔ اگر کوئی معتقد اشیاء نفائس
سے پیش کرتا تہا تو اوس سے نفرت کرتے تھے۔ آپکی رحلت کے
بعد بہی معتقدین بکریون کے بچے مزار مبارک پر چڑہانے لگے چنانچہ اتبک
وہی رسم جاری ہے۔ آخر آپنے اسّی برس کی عمر مین اٹھارہوین تاریخ ماہ ذیحجہ
۱۱۳۲ سنہ گیارہ سو بتیس ہجری مین اس عالم فانی سے بہشت برین کو رحلت
کی اور اوسی مقام مین جہان سکونت پذیر تھے مدفون ہوئے۔ مرقد شریف
سر راہ متصل چوک و بازار کسارہٹہ واقع ہے۔ یزار و متبرک ہے۔
حضور بندگانعالی متعالی سرکار نظام مدظلہ العالی کے طرف سے آپکے
عرس کیلئے ایکسو پچیس روپیہ سالانہ مقرر ہے۔ تاریخ مذکور مین سالانہ

عرس ہوتا ہے۔ مشائخ وفقرا جمع ہوتے ہین۔ فقیر مولف بھی آپکی زیارت سے مشرف ہوا ہے۔ مقام خوشنما ہے۔ قبر کے اطراف بکثرت لون کے بچے اد چھلتے کودتے نظر آتے ہین

دیوان سید محمد زاہد قدس سرہٗ

سید محمد زاہد نام۔ آپ سید برہان الدین قطب عالم بخاری گجراتی کے صاحبزادے ہین۔ آپ کی ولادت نوین تاریخ ماہ رجب ۸۴۸ھ آٹھ سو اڑتالیس ہجری مین احمد آباد گجرات مین واقع ہوئی۔ آپنے نشو ونما کے بعد دس سال کی عمر مین قرآن شریف تمام کیا۔ اور بیس برس کی عمر مین فارغ التحصیل ہوئے۔ اور علوم وفنون کی تحصیل گجرات کے علما وفضلا سے کی اور علم تصوف کو والد ماجد سے اکتساب کیا۔ عالم باعمل وفاضل متدین متقی وپرہیز گار تھے۔ طہارت مین بڑی احتیاط فرماتے تھے۔ ہر وقت باوضو رہتے تھے۔ اور ہمیشہ آپکی زبان پر درود شریف جاری رہتا تھا مشہور ہے کہ پیشاب سے فارغ ہونیکے بعد ایک باریک سلائی کو مہین کپڑا لپیٹ کے آلہ تناسل کے سوراخ مین پچکاری کی طرح ڈالتے تھے کہ مبادا کوئی پیشاب کا قطرہ باقی نہ رہجا دے۔ اور وضو کے بعد ٹپکے آپکی طہارت کی نسبت حضرت شاہ عالم فرماتے تھے کہ محمد زاہد کا استنجا دوسرونکی ریاضت سے بہتر ہے۔ آپ حضرت شاہ عالم کے بھائی اور مرید وخلیفہ تھے۔ شاہ عالم آپسے بہت محبت کیا کرتے تھے

خانقاہ وغیرہ جاگیرات کا اہتمام بھی آپکے تفویض تھا۔ اسی وجہ سے آپ شاہ عالم کے دیوان وپیش کار مشہور ہین۔ خوش سلیقہ وپسندیدہ طریقہ تھے۔ دین ودنیا کے جامع تھے۔ شاہ عالم نے آپکو وصال کے قریب اپنے پاس بلایا اور فرمایا اے محمد زاہد یہان آئیے۔ آپکو خزائن غیب کی کنجیان جو میرے تفویض ہین عطا کرتا ہون۔ آپنے نہایت ادب و فروتنی سے عرض کیا۔ حضرت مین نے مدت العمر اس مطلب کیلیے خدمت نہین کی میرا مقصود معرفت الٰہی ہے۔ امیدوار ہون کہ آپ اوسکو عطا کیجیے۔ حضرت شاہ عالم آپکے کلام سے بہت خوش ہوئے اور فرمایا۔ بر تو رحمت باد۔ آج معلوم ہوا۔ اے زاہد تو اسم بامسمّٰی ہے اور قریب بلا کے سینہ سے لگایا اور زبان مبارک آپکے مُنہ مین رکھی۔ پیر کی عنایت وخدا کی رحمت سے آپکا دلی مقصود حاصل ہوا۔ آپ عارف باللہ وواصل الی اللہ ہوئے۔ ہدایت وارشاد مین مشغول ہوئے آخر آپنے ۲ تاریخ ماہ شعبان ۸۹۲ھ آٹھ سو بیانوے ہجری مین رحلت کی۔ موضع بٹوہ تعلقہ احمد آباد گجرات میں مدفون ہوئے۔ وصال کی تاریخ (قُرَّۃُ عَیْنِ نَبِیٍّ) ۸۹۲ھ ہے۔ اور مدت عمر لفظ جلوہ ۴۴ ہے۔ ۞

سید محمد محمود عالم بخاری گجراتی

سید محمد نام۔ محمود عالم لقب ہے بخاری الاصل گجراتی المولد ہین۔ آپ سید جعفر مجید عالم کے صاحبزادے ہیں نشو و نما کے بعد والد ماجد سے قرآن شریف و ابتدائی کتب عربی و فارسی پڑھین۔ بعد ازان لہو ولعب و عیش و طرب مین مشغول ہوے۔ تمام اہل خاندان آپکو نشانہ ملامت بناتے تھے اور کہتے تھے کہ ننگ خاندان ہے۔ بزرگان سلف کا فرزند ناخلف ہے۔ ہرچند کے سمجھاتے مناتے تھے مگر آپ کسی کی نہین سُنتے تھے چند مدت اسی شغل مین رہے آخر توبۃ النصوح کی اور والد ماجد کے مرید و خلیفہ ہوئے اور آپ پر محبت الٰہی کا غلبہ اسطرح ہوا کہ شبانہ روز عبادت و ریاضت مین بسر کرتے تھے اور ایام ماضیہ پر افسوس و حسرت فرماتے تھے۔ چند روز کے بعد ایسے مرتبہ کو پہنچے کہ اعزہ و اقارب کہنے لگے کہ فخر خاندان ہے۔ والد ماجد کے بعد خانقاہ مین مسند نشین ہوے۔ ہدایت و ارشاد کرنے لگے۔ درویش سالک و فقیر صوفی تھے خوش خلق و نیک سیرت تھے۔ باقیات الصالحات سے کوئی آپکا یادگار نہین تھا۔ آخر آپنے چھبیسوین تاریخ ماہ شعبان ۱۱۴۹ھ گیارہ سو انچاس ہجری مین رحلت کی والد ماجد کی قبر کے قریب رسول آباد واقع احمد آباد گجرات مین مدفون ہوئے۔ آپ کی جگہ سید عبد الشکور بن سید موسی برادرزادے سجادہ نشین ہوئے۔ یزار و یتبرک بہ۔

مراد شاہ دھوتی قدس سرہ

مراد شاہ نام ۔ شاہ دھوتی عرف ہے ۔ آپکا اصلی وطن کارنجہ علاقہ اورنگ آباد دکن ہے ۔ مشکواۃ النبوۃ مین لکھا ہے کہ آپ شاہ فاضل کے مرید اور خلیفہ ہین ۔ اور صاحب انوار الاخیار کا قول ہے کہ آپ امین الدین اعلیٰ کے مرید اور خلیفہ ہین ۔ روایت اول صحیح ہے ۔ آپ وطن سے حیدرآباد دکن مین آئے ۔ اور یہان سکونت اختیار کی ۔ آپ متاخرین اولیا مین یگانہ دنیا و مافیہا سے بیگانہ تھے ۔ خرق عادت وکرامت مین شہرۂ آفاق ۔ سب خاص و عام آپ کو قطب الاقطاب جانتے تھے فی الواقع آپکی ذات خلایق کا مرجع اور نامرادون کی مرادگاہ تھی ۔ آپ ملامتیہ فقرا سے تھے ۔ بجائے لنگ ہنود کی طرح دھوتی باندھتے تھے پیشانی پر ٹیکا جا کے گلے مین زنار ڈالتے تھے ۔ اور کہانے پینے مین بھی ہنود کی طرز پسند کرتے تھے ۔ کھانا خاص اپنے ہاتھ کا پکا ہوا کہاتے تھے ۔ جب کبھی فقرا کے جلسہ مین شریک ہوتے تھے تب صاحب جلسہ سے آٹا وغیرہ سامان خشک و خام لیکر پاکیزہ مقام پر پکا کے تناول فرماتے تھے مسلمان یا ہندو کسی کے ہاتھ کا کہانا نہین کہاتے تھے ۔ صاحب مشکواۃ النبوۃ نے لکھا ہے کہ ایک روز شمس مولا نے پہاڑی پر شاہ محمود اولیا کے

عرس بین تمام مشایخ اور فقرا کی دعوت کی آپ بھی دعوت مین شریک تھے
سب فقرا و مشایخ نے باہم اتفاق کر کے شمس مولا سے کہا کہ مراد شاہ
ہر اک مجلس مین سید صاحب سے اول لیتا ہے۔ اسوقت آپ اونکو سب سے
بعد دیجئے۔ نہین تو ہم سب یہان سے چلے جائینگے۔ شمس مولا متردد
ہوئے۔ مراد شاہ نے بھی یہ بات سنی۔ کہا مناسب ہے آپ فقرا کے
قول کی تعمیل کیجئے۔ مین سب کے بعد دیگ کا سامان لونگا۔ پھر سب فقرا نے
اول کہانا کہایا۔ کہاتے ہی سب نے قے کردی کوئی فرد صحیح و سالم نہین رہا
تمام فقرا و مشایخ آپ کی کرامت کے قائل ہوئے اور اپنی شوخی کی معافی
چاہی۔ آپ کی ذات فقرا اسلام و کفر مین برزخ تھی۔ انوار الاخیار کے
مولف نے لکھا کہ ایکوقت شہر مین چند جوگی گسائین آکے فروکش ہوے
آپ بھی اونکے مجمع مین شریک ہوئے۔ شکل و صورت لباس و ہیئت مین
اونکے مشابہ تھے جوگیون کے گرو نے آپکو سادھو سمجھکے پاس بلایا
حسن اخلاق سے نزدیک بٹھایا۔ کہانے پینے مین شریک کیا۔ آپ کہانے سے
فارغ ہوکر چلدیئے۔ پھر کسی نے جوگیون کو خبر کی یہ درویش جوگی کی
صورت مسلمان تہا۔ تمام دل مین پشیمان ہوئے۔ آخر اونکا گرو چند
چیلون کے ساتھ آپکی خدمت مین حاضر ہوا۔ اور عرض کیا اے حضرت
آپنے ہمکو ہمارے قوم و ملت سے خارج کیا۔ آپنے فرمایا جس نے

تمکو کہا ہے وہ سراسر غلط ہے ۔ مین تمہاری قوم سے ہون ۔ اس بات کی
دلیل قاطع یہ ہے کہ مین غیر مختون ہون ۔ پھر دھوتی کھولدی سب نے دیکھا
واقعی غیر مختون ہین ۔ یقیناً سمجھے کہ یہ فقیر ہم مین سے ہے ۔ سب خوشی خوشی
روانہ ہوئے ۔ اور کہتے تھے کہ آج مبارک مہادیوجی کا درشن ہوا ۔ پھر شہر کے
فقرا اور مشایخ نے آپ کے اوپر حملہ کیا اور آپ کی نسبت اقسام اقسام کی
باتین کرنے لگے ۔ آخر آپ مجبور ہوئے ۔ ان سب کے سامنے بھی دھوتی
کھولدی سب نے دیکھا کہ آپ اسلام کے موافق مختون ہین ۔ سب شرمندہ ہوے
اور آپکی کرامت کے قائل ہوئے ۔ حضرت رمز آگہی جو عارف کامل تھے
ماہ رمضان کی بارہ تاریخ کو آپ کے روضہ مین زیارت کے لئے آئے
طواف اور فاتحہ کے بعد وہان مراقبہ مین مصروف ہوئے ۔ عالم مثال
یا عالم ارواح مین دیکھا کہ شاہ مراد رونق افزا ہین ۔ شاہ موصوف نے
آپسے مصافحہ کیا ۔ اور آپکو ایک بلند مکان پر فضا مین لے گیا ۔ اور
یہ فرمایا کہ یہہ ہمارا مسکن وماوا ہے ۔ آخر آپ گیارہ تاریخ ماہ جمادی الثانی
سنہ ۱۱۴۰ھ گیارہ سو چالیس ہجری مین عالم بقا کو روانہ ہوئے ۔ بلدہ کے
باہر موضع ملکاپور مین متصل روضہ شاہ عبدالوہاب قادری کے قریب
آصف نگر مین مدفون ہوئے ۔ یزار و یتبرک بہ ۔ ارباب دکن آپسے
اعتقاد درست رکھتے ہین ۔ درگاہ شاہ مراد سے بامراد ہوتے ہین ۔

حضرت بندگانعالی سرکار نظام کے طرف سے آپکے عرس کیلئے سو روپیہ سالانہ مقرر ہے۔ اللہ تعالیٰ اس ریاست کو اولیاء کرام کی برکت سے قیامت تک قائم رکھے۔ آمین ثم آمین۔

سید محمد ابو المجد محبوب عالم بخاری گجراتی

سید محمد نام۔ ابو المجد کنیت و محبوب عالم لقب ہے۔ بخاری الاصل و گجراتی المولد تھے۔ آپ سید جعفر بدر عالم کے صاحبزادے ہین آپکی ولادت دوسری تاریخ ماہ ربیع الاول ۱۰۴۷ھ ایک ہزار سینتالیس ہجری مین واقع ہوئی۔ نشو و نما کے بعد پانچ برس کی عمر مین قرآن شریف پڑھنا شروع کیا آٹھوین سال قرآن کو ختم کیا اور تحصیل علوم مین مصروف ہوے انہین ایام مین صاحب قرآن شاہ جہان بادشاہ نے آپکے نام سے تولیت کا فرمان دستخط خاص سے مزین کرکے عطا کیا اوس وقت آپکی عمر نو برس کی تھی۔ مگر چہرہ سے بزرگی و عظمت کے نشانیان عیان تہین۔ شاہ جہان آپکے دیکھنے سے بہت خوش ہوا آپ تولیت نامہ کو ہاتھ مین لیکر دیکھ رہے تھے۔ اور چہرہ سے خوشی کے آثار نمایان تھے۔ اور تولیت نامہ زرافشان کاغذ پر سنہری حرفون مین لکھا ہوا تہا۔ شاہ جہان نے آپ کو خوش طبعی سے کہا کیا

مطلا فرمان کے دیکھنے سے خوش ہوتے ہو آپ نے جواب دیا کہ
ہمارا دامن آپ کی عنایت سے ہم وزن طلا ہے مجھکو آپکا مبارک خط
دیکھنے سے خوشی حاصل ہورہی ہے۔ شاہجہان آپکے اس فقرہ سے
پھڑک گیا۔ اور بہت ہی خوش ہوا۔ اور پاس بلا کے خلعت خاص سے سرفراز
فرمایا۔ آپ عالم شباب مین علما وفضلا کی صحبت کی برکت سے تحصیل سے فارغ ہوئے
عالم علامہ وفاضل فہامہ ہوئے۔ تدریس وتلقین کا بازار گرم کیا۔ اور بزرگی
وشیخت کی مسند کو رونق دی۔ آپ کو ایام خوردسالی سے خداطلبی کا شوق
تھا۔ اور والد ماجد سے مرید وخلیفہ ہوئے۔ درس وتدریس کے بعد ریاضت
وعبادت مین مشغول رہتے تھے۔ روزانہ اوراد ووظائف کے سوا ہر روز
قرآن شریف چار پارے پڑھتے تھے۔ مدۃ العمر اوقات کے پابند رہے
کبھی ناغہ نہین کیا۔ آپ کو تالیف وتصنیف کا بھی شوق تھا۔ آپکی تصانیف
سے ایک تفسیر بروایت اہل بیت ہے۔ دوسری تفسیر مختصر بطور جلالین
وزینۃ النکات شرح مشکوۃ وغیرہ کتب ہین۔ مولانا شیخ نورالدین جو آپکے خاص
خلیفہ تھے۔ اون سے منقول ہے کہ مین آپکی خدمت مین ماہ جمادی الآخر
مین حضرت شاہ عالم قدس سرہ کے عرس کے لئے گیا۔ ملازمت سے
مشرف ہوا۔ آپنے فرمایا مولانا بار عام شاہی کے روز ہمارا وصال ہوگا
چنانچہ اوسی شب حضرت کو مرض شروع ہوا۔ روز بروز بڑھتا گیا۔ جب

انیسوین تاریخ جو بار عام شاہی کا روز ہے آیا۔ آپ تمام روز عصر تک تسبیح وتہلیل مین مشغول رہے اور دریافت کرتے تھے کہ مجلس منعقد ہوئی یا نہین ۔ خادم نے عرض کی مجلس منعقد ہوئی ۔ علماء وفضلا ومشایخ وفقرائ مجتمع ہین بعد ازان آپکو اطلاع ہوئی کہ اب مجلس برخاست ہوئی ۔ آپنے سنتے ہی فرمایا کہ مجید عالم کو میری جگہ سجادہ نشین کرو ۔ چنانچہ مریدین نے اوسی وقت حکم کی تعمیل کی ۔ یعنے مجید عالم کو اپنا قائم مقام کیا ۔ بعد ازان آپنے زبان سے کلمہ پڑھا ۔ واصل حق ہوئے ۔ یہ واقعہ بروز چارشنبہ ۲۹ ماہ جمادی الآخر ۱۱۱۱ سنہ گیارہ سو گیارہ ہجری مین واقع ہوا ۔ مقبولیہ گنبد واقع رسول آباد مین مدفون ہوئے ۔ رحلت کی تاریخ (محمد بود ثانی شاہ عالم) سے برآمد ہوتی ہے ۔ یزار ویتبرک بہ

شیخ محمد صالح بن مولانا نورالدین

شیخ محمد صالح نام ۔ پیر بابا عرف ہے ۔ آپ مولانا نورالدین کے صاحبزادے ہین ۔ آپنے نشو ونما کے بعد سات برس کی عمر مین قرآن شریف حفظ کیا ۔ اور قرآن شریف کو مع قرات وتجوید ازبر کیا تھا ۔ چنانچہ محمد اعظم شاہ بن عالمگیر صوبہ دار گجرات نے آپکو بلایا اور آپ سے سورۃ الرحمن سماعت کی ۔ آپ نے سنائی ۔ کہین مد ومخارج حروف مین

غلطی نہین کی۔ بادشاہ زادہ بہت خوش ہوا۔ خلعت و نقد اور موضع تاجپور
پرگنہ بیرم گام اپنی جاگیر سے مرحمت کیا۔ اور حضور سے بادشاہی فرمان
منگوا کے دیا۔ حفظ قران کے بعد آپ نے علوم ظاہری و باطنی کی
تحصیل شروع کی۔ عالم شباب مین تحصیل علوم سے فارغ ہوے اور مرید
و خلیفہ بھی والد کے ہوئے۔ درس و تدریس و ہدایت و تلقین مین ہمہ تن
مصروف ہوے۔ اکثر طالبین و مریدین نے آپ سے فیض باطنی و
ظاہری پایا۔ گجرات کے علما و فضلا آپ کی فضیلت و قابلیت کے معترف
ہوئے۔ اور پیشوا و متقدم سمجھتے تھے۔ آپ دو مرتبہ حسب الطلب
سلاطین تیموریہ دار الخلافہ دہلی مین رونق افزا ہوئے۔ ایک مرتبہ
محمد فرخ سیر کے عہد مین۔ اور دوسرے مرتبہ محمد شاہ بادشاہ کے زمانہ
مین دونون بادشاہون نے آپ کی تعظیم و توقیر کی تھی۔ ہر ایک بادشاہ نے
نقد و خلعت و فیل علاوہ خرچ راہ دو ہزار روپیہ مرحمت کیا تھا۔ دہلی کے
علما و فضلا بھی آپکے فضائل و کرامات کے مُقر ہوئے۔ آپ اکثر علما کے
جلسون مین شریک ہوتے تھے۔ آخر آپنے دار الخلافہ دہلی مین ۱۶ تاریخ
ماہ جمادی الثانی ۱۱۴۷ھ گیارہ سو سینتالیس ہجری مین رحلت کی وہان سے
آپکا تابوت لا کے جد بزرگوار کے مقبرہ مین مسجد کے صحن مین احمد آباد
گجرات مین دفن کیا۔ مرآت احمدی کے مولف نے لکھا کہ صلاح و تقوی

وخلائق مین مشہور تھے۔ سخاوت وعلم وحلم مین معروف۔ اَلْوَلَدُ سِرٌّ لِاَبِیْہِ
کے مصداق تھے۔ عجب اتفاق ہوا کہ رحلت کے بعد آپکے والدنے
آپ کو خواب مین دیکھا آپنے والدسے عرض کی کہ مجھے مرادبخش خطاب
عطا ہوا۔ اور میری نیاز میٹھی بھتولی ہے۔ جو کوئی مجھ سے اپنی مراد چاہے
میری نیاز بھتولی شیرین وکڑہی ہے اور روح پر فاتحہ پڑہے۔ انشاءاللہ تعالیٰ
اوسکی مراد حاصل ہوگی۔ آپکے والدنے خواب سے بیدار ہونیکے
بعد مرادبخش کے عدد شمار کئے آپکی وصال کی تاریخ برآمد ہوئی۔ والدنے
مراد کڑہی ونیاز بھتولی پکاکے تقسیم کی اور دو روپیہ یومیہ تدریس مدرسہ اور
دوازدہم شریف ویازدہم شریف کا وظیفہ دوسوتیئیس روپیہ جو سرکاری
خزانہ عامرہ سے ملتا تہا۔ بدستور مقرر رکہا۔ موضع جہیج جو التمغا تہا۔ آپکے
پانچون فرزندون مین تقسیم کیا۔ اسمار فرزندان۔ بہاءالحق۔ صدرالحق
رکن الحق۔ رضاءالحق۔ فیض الحق۔ یزار وتیبرک بہ۔ ؎

مستان شاہ مجذوب پنجابی براری

مستان شاہ نام۔ پنجابی الوطن تھے۔ وطن سے سیاحت کرتے ہونے
برارمین آئے۔ موضع دانا پور ضلع اڑگاؤں برارمین فروکش ہوئے۔ مجذوب
تھے۔ آپ کو کسی سے کوئی تعلق نہیں تہا۔ ہندو اورمسلمان آپکے

معتقد تھے۔ صاحب کشف و کرامت اکثر معتقدین حسن ارادت سے
کامیاب ہوتے تھے۔ آخر آپنے ۱۲۶۰ھ بارہ سو ساٹھ ہجری مین رحلت
کی۔ سالانہ عرس ہوتا ہے۔ موضع داناپور مین مدفون ہوئے۔ سید علاء الدین
مشایخ نائب پرگنہ اکوٹ آپکے معتقد تھے۔ سید موصوف نے آپکی قبر پر گنبد
و خانقاہ بنانا شروع کیا ابھی خانقاہ و گنبد کا کام تمام نہیں ہوا تھا کہ سید صاحب
نیابت سے معزول ہوئے۔ راجہ رنگ راؤ تعلقدار نے خانقاہ کے
مصارف کے لئے پرگنہ جلگانون و اڑگانون داگوٹ سے کسیقدر روزینہ
سرد ہی مقرر کردیا تھا۔ مجاورین عرس وغیرہ مصارف میں آمدنی کو صرف
کرتے تھے۔ آپکا عرس ماہ ذیقعدہ میں ہوتا ہے۔ فی الحال روزینہ
موقوف ہے مجاورین پریشان ہین۔ یزار و یتبرک بہ۔

خاکی شاہ براری

خاکی شاہ نام۔ درویش مجذوب تھے موضع پیپری علاقہ مالیگانون برار مین
سکونت پذیر تھے۔ ایک خاص مقام مین بیٹھے ہوئے تھے۔ وہان سے
کبھی جنبش نہین فرماتے تھے۔ قطب از جانمی جنبد کے مصداق تھے اور
ہر ایک سے نسخہ قران شریف لیتے تھے۔ اور قرآن مجید مین خطوط مختلف
کھینچکے اطراف مین رکھتے تھے۔ اور بہت سے مصاحف آپ کے

اطراف میں جمع ہوگئے ۔ بدون تعظیم زمین پر پڑے ہوئے تھے ۔ اور ماکولات

و مشروبات فواکہ اور حلویات جو آتے تھے اون کو نہین کہاتے تھے اور

کسیکو عطا نہیں کرتے تھے ۔ تمام ضایع ہوتے تھے ۔ ایکوقت نواب محمد

فتح جنگ خان بہادر ایلچپوری کا گذر آپکے طرف سے ہوا ۔ بہادر ممدوح نے تمام

مصاحف جبرًا اوٹھا لئے ۔ کیونکہ شاہ صاحب کے اطراف مین بے ادبی سے

پڑے ہوئے تھے ۔ شاہ صاحب سخت ناخوش ہوئے مشہور ہے

جوش غضب سے تا بہ نیم قد گہر ہوگئے ۔ کسی سپاہی نے دو تین بید بھی مارے

درویش مجذوب نے صبر کیا ۔ فتح جنگ خان اوسی سال فوت ہوا اور سپاہ

ضارب بہی محتاج و ذلیل ہوا ۔ مشہور ہے کہ یہ سب یعنے ایلچپور کے

افاغنہ آپکی ہی بددعا سے ذلیل ہوئے ۔ آخر آپنے سنہ ۱۲۴۰ھ بارہ سو چالیس ہجری

میں رحلت کی ۔ پیری میں دفن ہوئے گنبد و مرقد معتقدین نے تعمیر کیا سالانہ عرس ہوتا ہے

مولوی شاہ منیر اللہ قادری بن مولانا حفیظ الدین واعظی

آپ مولانا حفیظ الدین واعظی کے صاحبزادے ہین ۔ مولوی منیر اللہ صاحب

قادری برار کے قدوہ مشایخ سے تھے ۔ آپ دکن سے حسب استدعائے

محمد صاحب جمعدار متعینہ قصبہ مانا مرتضی پور برار مین آئے ۔ جمعدار موصوف

آپکا مرید و معتقد تہا ۔ مولانا حقائق الٰہی و معارف نامتناہی سے واقف تھے

متقی و مرتاض علم و فضل مین یکتا تھے۔ برار مین آپکی ہدایت و تلقین سے اکثر گمراہ راہ راست پر آئے۔ اور طلبہ علم و فضل سے کامیاب ہوئے چند سال آپکی تلقین و تعلیم کا بازار برار مین گرم رہا۔ آخر آپنے ۱۲۷۹ھ بارہ سو اونیاسی ہجری مین رحلت کی قصبہ مانا مین دفن ہوئے۔ آپکے شاگرد مولوی امجد حسین خطیب ایلچپور نے رحلت کی تاریخ کہی۔ ؎

سَفَرَ فِی الصَّفَرِ مِنَ الدُّنْیَا	اِلٰی مَنْ لَیْسَ غَیْرُہٗ مَرْجِعٌ
شِبْلِیُّ الْعَھْدِ وَالْجُنَیْدُ شِیَمٌ	کَانَ قَلْبُہٗ بِسِرِّہٖ مُوْدِعٌ
دَاعِیًا قَالَ اَمْجَدُہٗ	اَعْطَرَہُ اللّٰہُ بِجُوْدِہٖ مَضْجَعٌ

لفظ مرجع و مودع و مضجع تینون مصراع مین منصوب واقع ہوا ہے رسم الخط کے خلاف ہے۔ اگر مرجعًا۔ مودعًا۔ مضجعًا۔ لکھتے تو درست ہوتا۔ مگر تاریخ مین ایک عدد بڑہ جاتا ہے۔ اگر اعطر کی جگہ عطر جو دونو ہم معنی ہین کہین تو درست و صحیح ہوتا ہے۔ عطر اللہ بجودہ مضجعًا۔ مرحوم کے برادر عموی شاہ کبیر الدین حیدرآباد مین برار سے آئے حضور آصفجاہ ناصر الدولہ سے ملے حضور نے آپکی عزت و آبرو کی اور آپ کو پانچ اشرفی نذر دی۔ نواب شمس الامرا بہادر آپسے حسن اعتقاد رکھتے تھے۔ محلہ مغلپورہ مین سکونت پذیر تھے۔ نواب موصوف نے وظیفہ معقول مقرر کر دیا تھا۔ آپ کے صاحبزادے شاہ احمد اللہ قصبہ بیودہ برار مین تھے۔ یہ زار متبرک یہ

مولوی حفیظ الدین واعظی قادری

آپ صحیح النسب ہیں۔ آپکی نسب کا سلسلہ حضرت محبوب سبحانی سے پہنچتا ہے عالم فاضل و واعظ کامل تھے۔ حکیم الحکما صدر الصدور محی الدولہ عزت یار خان بہادر کے معاصر تھے۔ حیدر آباد دکن مین ہدایت و ارشاد سے خلایق کو مستفید فرماتے تھے۔ متوکلاً علی اللہ زندگی بسر کرتے تھے۔ کبھی کسی امیر و وزیر سے جاگیر و انعام کے خواہان نہین ہوئے۔ راضی برضا و تسلیم تھے اکثر اوقات صدر الصدور و امرا نے جاگیر و معاش کی نسبت آپسے کہا آپنے قبول نہین فرمایا۔ پورنیا مرہٹہ کے لشکر مین آپکے مریدین بیشمار تھے۔ نواب وزیر خان بہادر جو کہرلہ کے جنگ مین مقتول ہوا۔ آپ کا مرید تہا۔ آپ خوش تقریر و خوش بیان تھے۔ آپ کا وعظ حدیث و تفسیر کے مطابق ہوتا تہا۔ امر معروف و نہی منکر کا بیان کرتے تھے۔ سامعین کو اتباع سنن نبوی کی تاکید فرماتے تھے۔ آپکے وعظ کا دلو نپر اثر ہوتا تہا قصبہ پیپل گانوں لاجر مین بہ نیت مدفن کسی قدر زمین سرکاری انعام قبول کی تہی اوسی پر اکتفا کئے ہوئے تھے۔ آخر آپنے تقریباً سنہ ۱۲۰۰ ہجری مین رحلت کی۔ قصبہ مذکور مین مدفون ہوئے۔ منیر اللہ صاحب و امیر الدین آپکے صاحبزادے تھے۔ ایک صاحبزادہ مانا اور دوسرا بیودہ مین تہا

مولوی امجد حسین خطیب ایلچپور آپکے نواسہ ہین۔ یزار دیتبرک ہے۔

پیر مقصود بیجاپوری

مشہور ہے کہ آپ بیجاپور کے اولیاء قدما سے ہین۔ اسلام سے قبل بیجاپور مین وارد ہوئے۔ اوسوقت بت پرستی کا عالم شباب تہا۔ ہر کوچہ و بازار مین بتکدے دکہلائی دیتے تھے۔ آپ جنگل و صحرا مین بسر کرتے تھے اور ہنود کو آہستہ آہستہ مسائل توحید سے واقف فرماتے تھے بعض جو سعید ہوتے تھے اسلام سے مشرف ہوتے جاتے تھے۔ اور اسلام کو اپنی قوم سے پوشیدہ رکہتے تھے۔ بظاہر ہنود کے ساتہہ ملے ہوئے رہتے تھے۔ اور باطن مین مسلمان تھے۔ حضرت سے اسلام کے ارکان سیکہتے تھے۔ آپ صاحب کشف و کرامت تھے۔ آخر آپنے ۶ رمضان تقریباً ۔۔۔ہجری مین رحلت کی اندرون شہر پناہ اللہ پور دروازہ کے قریب مدفون ہوئے

حضرت پیر معبری کہنڈایت

آپ کا اصلی نام شیخ محمد ہے۔ پیر معبری عرف ہے۔ منسوب بہ معبر جو کنارہ دریا پر ایک بندر ہے وہ علاء الدین خلجی کے زمانہ مین سنہ ۷۱۰ سات سو دس ہجری مین مفتوح ہوا ہے۔ آپ بیجاپور مین اوس زمانہ مین وارد ہوئے

کہ وہان بت پرستی کا بازار گرم تہا۔ آپ جامع علوم صوری ومعنوی تھے۔
ریاضت وعبادت کے میدان مین تیز قدم۔ توکل وقناعت کے راستہ
مین راسخ دم تھے۔ اکثر ہنود آپکے خرق عادات وکرامت کو دیکھ کے
اسلام ودین محمدی سے مشرف ہوئے ہین ہنود اکثر آپکو ایذا پہنچاتے
تھے۔ اکثر آپکے معتقدین واعزہ مقابلہ مین مقتول ہوئے۔ قلعہ مین
گنج شہیدان موجود ہے۔ آخر آپ نے ایکیسوین رجب تقریباً ۸۰۰ھ
ہجری مین رحلت کی۔ مرقد قلعہ مین واقع ہے۔ قبر پر عمارت جو بنی ہوئی
تہا۔ اور محمد حسن ولد شیخ محمد بخشی بیجاپوری نے روضہ کی تعمیر وترمیم کی
اور اطراف مین سنگین احاطہ بنوادیا۔ ابراہیم عادل شاہ کی مرقد کے قریب انسب محل تعمیر کیا تہا

حضرت شاہ مجد الدین قدس سرہٗ

آپ مرید وخلیفہ شیخ بن احمد صاحب کے تھے۔ مدت تک مرشد کی
خدمت مین رہے۔ ریاضت شاقہ ومحنت شدیدہ کے بعد کامل ہوے
جواہر خمسہ کے عامل ہوئے۔ پنج گنج مین لکھا ہے کہ آپ کو اشغال واذکار
کی تعلیم وارشاد مین پوری مہارت تھی اوسوقت اس فن کے طالب کی
تشفی وتسلی بجز آپکی توجہ کے نہین ہوتی تہی۔ جو کوئی طالب تشنہ آتا تہا آپکے
فیضان فہمایش سے سیراب ہو جاتا تہا۔ مولوی عزت اللہ صدر حیدرآباد

آپکے معاصر ہین - آپسے اور مولوی صاحب سے بڑی محبت تہی مولوی صاحب
اور آپ اکثر اوقات نماز جمعہ کو مکہ مسجد مین ملکر جاتے تھے ۔ نماز کے بعد
پہر دو نو بزرگ اولیاء اللہ کے زیارات و ملاقات سے مشرف ہوتے
تھے - یا کسی بیمار کی عیادت عملاً بالحدیث فرماتے تھے ۔ دیکھو اوسوقت کے
مولویون اور بزرگون کے کیا عمدہ اخلاق تھے کہ صوم وصلواۃ کے پابند ہی
ساتہہ ہمدردی اور محبت قوم کا بڑا لحاظ رکہتے تھے ۔ اور اونکے عقائد
کیسے درست و پاک تھے کہ اونکا نظیر کوئی بغیر اونکے نہین ہو سکتا ۔ غرض
مجدالدین صاحب قدس سرہ کملا زمانہ تھے ۔ آپکے خلفا مین شاہ غلام احمد
کمل پوش و شاہ حفیظ اللہ علوی و سید خواجہ وغیرہ اچہے بزرگ ہوئے ہین
آپکی وفات سنہ ۱۱۰۰ھ گیارہ سو ہجری مین واقع ہوئی ۔ آپ کی قبر متصل
چادر گہاٹ کنارہ موسی ندی زیارت گاہ خاص و عام ہے ۔ مشہور ہے کہ
موسی ندی کو اکثر اوقات طغیانی اسقدر ہوی ہے کہ بہت سے عمارتین
اوسکے صدمہ سے تہ و بالا ہو گئین مگر باوجود صدمات آپکی مزار کا سنگ لوح
اوسی طرحسے باقی رہا جسطرح تہا اور اپنے مقام اصلی سے ذرا بہی حرکت
نہین کیا ۔ یہ حضرت کی کرامت مین سے ہے ۔ رحمہ اللہ ۔ آپ کا عرس بہی
سالانہ سرکار عالی کے طرف سے ہوتا ہے ۔ ؁ ؁ ؁

شاہ موسیٰ قادری

آپ اولیا متقدمین سے ہین۔ قادری المشرب والنسب ہیں۔ آپ سلطان پور نذر بار خاندیس کے محافظ تھے۔ آپ نے سلطان پور مین سکونت اختیار کی۔ خلایق کی رہنمائی مین مصروف ہوئے۔ آپ صاحب کشف و کرشمہ تھے۔ خاندیس مین اکثر آپ کی کرامتین مشہور ہین۔ صحائف السادات کے مولف نے نقل کیا کہ حضرت شاہ عالم سلطان پور مین سیر و سیاحت کرتے ہوئے وارد ہوئے شاہ موسی کی قبر کے قریب فروکش ہوئے دونوں مین باہم دوستی تھی۔ معاہدہ تھا کہ انتقال کے بعد باہم ہی محبت و اتحاد کا سلسلہ جاری رہے۔ جب شاہ عالم آپ کی قبر کے قریب پہنچے عالم روحانی میں آپنے قبر سے دونو ہاتھ نکال کے شاہ عالم سے مصافحہ کیا۔ اولیاے کرام کے نزدیک عالم روحانی و عالم جسمانی برابر ہے۔ مگر ہم بسبب ظلمات نفسانی عالم روحانی کو مشاہدہ نہین کر سکتے۔ اکثر ہمنے اولیا اللہ کے حالات مین دیکھا کہ فلان بزرگ فلان شیخ سے قبر سے برآمد ہو کے ملے بیشک اولیا اللہ مین یہ قدرت ہے کہ عالم جسمانی مین اپنے کو مجسم و متشکل مثل زندگی نمود کرین۔ کشف قبور کا بھی ایسا ہی حال ہے جو شخص صاحب کشف ہے وہ مردہ کی حالت کو ہو بہو دیکھتا ہے اور جو شخص کہ اس صفت سے موصوف نہین وہ اگرچہ صاحب کشف کے ہمراہ ہو اوسکو کچھہ نظر نہین آتا۔ آخر شاہ عالم نے موسی شاہ قادری سے باشراق باطن کہا کہ ہاتھہ

اندر کھینچ لیجیے۔ آپنے دونون ہاتھ کھینچ لئے۔ آپ شاہ عالم گجراتی کے معاصر تھے۔ شاہ عالم کی وفات ۸۸۰ھ آٹھ سواسی ہجری مین واقع ہوئی اور آپ شاہ عالم کی حیات مین فوت ہوئے تھے۔ تقریبًا آپکی وفات ۸۷۳ھ آٹھ سو تہتر ہجری مین واقع ہوئی۔ سلطان پور ضلع خاندیس مین مدفون ہوئے مشہور ہے کہ شاہ عالم نے آپکی قبر کے متصل وضو کرکے مسواک کو زمین مین جما دیا تہا وہ جم کے درخت سبز ہوگئی۔ اور اوسمین نمو ہوا وہ درخت املی کا جو قبر کے قریب ہے اوس کی اصل مسواک سے تبلاتے ہین واللہ اعلم۔ اور گجرات و خاندیس کے بعض رسائل سے معلوم ہوا کہ وہان املی کا ایک پودہ نوبادہ تہا۔ شاہ عالم نے اوسکے قریب وضو کیا اور وضو کا پانی اوسکی جڑ مین پہنچا وہ درخت تہوڑی مدت مین سرسبز و بلند و بالا ہوا اب تک موجود ہے۔ شاہ عالم کی کرامت کا یادگار ہے دکن مین مشہور ہے کہ املی کا درخت تقریبًا دو تین سو برس تک تہا ہے سالانہ پھول دینا

محمد شاہ بنا قدس سرہٗ

آپ شیخ قلندر کے مرید و خلیفہ ہین۔ آپ عاشق رسول اللہ و عارف باللہ تھے آپکا دل ذاکر و شاغل رہتا تہا دل مین محبت الٰہی کا جوش اور دماغ مین معرفت لم یزلی کا خروش تہا۔ چہرہ نور عرفان سے افروختہ اور دل تار

عشق سے سوختہ تھا ۔ صاحب خوارق عادات وطوارق حادثات تھے
توکل وقناعت کی مسند پر قایم ریاضت وعبادت مین ثابت قدم آپ سے
اکثر خلایق نے فیض پایا ۔ آپ سرخ وسبز لباس زیب بدن فرماتے تھے
آخر آپنے سنہ ہجری مین رحلت کی ۔ برہانپور محلہ چکلہ اندرون فصیل مدفون ہوئے

ملک شعبان

آپکا اصلی نام ملک شرق ہے ۔ ملک شعبان خطاب ہے آپ اصل مین
سلطان محمد کے چیلون مین تھے ۔ اور سلطان قطب الدین کے زمانہ
مین وزیر ہوئے ۔ اور شعبان خطاب پایا ۔ سلطان محمود گجراتی کے زمانہ
مین وزارت کے عہدہ سے مستعفی ہوئے ۔ اور درویشی اختیار کی اور
یاد الٰہی مین مشغول ہوئے ۔ موضع رکھیال آپ کو جاگیر مدد معاش مین
مقرر تھا ۔ آپنے وزارت کے زمانہ مین وہان ایک باغ مسمی باغ شعبان
تعمیر کیا تھا ۔ باغ مین عمارات دلکش ومکانات فرح بخش اور ایک مسجد
وگنبد وتالاب پختہ بنا گیا تھا ۔ حالت درویشی مین اوسی باغ مین گوشہ
نشین ہوئے ۔ ریاضت وعبادت مین مصروف ہوئے ۔ ریاضت
ونفس کشی کی بدولت مرتبہ کمال کو پہنچے ۔ درویش کامل عارف واصل
تھے ۔ کسر نفسی ودرویشی مین بے نظیر ۔ آسمان کرامت کے بدر منیر تھے

عام وخاص اعتقاداً آپکی خدمت مین حاضر ہوتے تھے۔ اور فیض صحبت
مستفید ہوتے تھے۔ آپ قائم اللیل وصائم الدہر رہتے تھے اہل دنیا
سے کم ملتے تھے۔ آخر آپکی وفات دوسری تاریخ ماہ جمادی الآخر ۸۷۰ھ
آٹھسو ستر ہجری مین واقع ہوئی۔ باغ شعبان جو قصبہ راکھیال مین تھا آپنے
زندگی مین وہان ایک گنبد تعمیر فرمایا تھا اوسی مین مدفون ہوئے۔
آپکے انتقال کے بعد جاگیر و باغ خالصہ مین داخل ہوا۔ یزار و متبرک ہے۔

حضرت شیخ محمود میان صاحب چشتی گجراتی

شیخ محمود میان نام۔ وسامی میان لقب ہے۔ آپ مخدوم شیخ حسام الدین
عرف خوب میان کے صاحبزادے ہین۔ آپ کی ولادت باسعادت
پندرہوین تاریخ ماہ جمادی الاول ۱۱۳۲ھ بارہ سو بتیس ہجری مین احمد آباد
گجرات مین واقع ہوئی۔ ولادت سے پہلے آپکے والد ماجد کو حضرت
شیخ نصیر الدین چراغ دہلی نے عالم رویا مین بشارت دی تھی کہ تجھکو فرزند
نیک اختر پیدا ہوگا۔ اوسکا نام میرے نام پر رکھنا۔ اوسکے وجود سے
خاندان نصیریہ و کمالیہ کا چراغ روشن ہوگا۔ بناءً علیہ آپکے والد ماجد نے
استخارہ کیا۔ استخارہ مین چراغ دہلوی کے اشارہ کے موافق شیخ محمود نام
منکشف ہوا یہی نام رکھا گیا۔ آپ نسباً فاروقی و حسباً موسوی الحسینی ہین

آپنے سن تمیز وشعور کے بعد علوم وفنون کی تحصیل شروع کی۔ بیس برس کی عمر مین علما وفضلا کی خدمت مین تحصیل سے فراغت پائی۔ علوم ظاہری کی تحصیل کے بعد والد ماجد کی خدمت مین علوم باطنی کی تکمیل کی پھر آپ ریاضت وعبادت مین مشغول ہوئے۔ اذکار واشغال مین مصروف مدت تک ریاضت ومجاہدہ کرتے رہے۔ آخر درجۂ کمال کو پہنچے۔ اکمل الاولیا ہوئے والد ماجد نے خلافت کا خرقہ واجازت کا فرمان عطا فرمایا۔ آپنے ہدایت وتلقین ودرس وتدریس کا بازار گرم کیا اور مشیخت وسجادگی کی مسند کو رونق دی۔ ہند وسندھ دکن وبرار کے طالب خدمت مین حاضر ہوتے تھے۔ اور فیض نعمت سے مستفید ہوتے تھے۔ آپ مرجع خلائق ومقبول خالق وعارف معارف وحقائق تھے تصوف وتعرف مین کامل۔ منازل سلوک وعرفان مین واصل تھے ومکاشفہ ومجاہدہ ومراقبہ ومشاہدہ مین مستغرق۔ دنیا ومافیہا سے متنفر تھے آپکی شان شان عرفا۔ آپکی سیرت سیرت کملا تھی۔ آپ صوفی باصفا ودرویش صاحب ورع واتقا تھے۔ اخلاق مین مجسم اخلاق عمیم الاشفاق کریم الاعراق تھے۔ صاحب خوارق عادات وطوارق حادثات وبوارق کرامات تھے فرشتہ صفات قدسی نژاد عالی ذات والانہاد تھے عارف باللہ وفنا فی اللہ وفنا فی الرسول عاشق اہل بیت واولاد بتول تھے۔ آپکی تعریف وتوصیف

تحریر و تقریر کے دائرہ سے خارج ہے ہم جسقدر لکھینگے اُسکا عشر عشیر
ہی ہو گا - علی ہذا القیاس آپکے خوارق بھی بیشمار ہین - شجرۂ محمودیہ کے
مولف نے اپنی کتاب مین مفصل لکھے ہین - اِنْ کُنْتَ شَائِقًا فَلْیَرْجِعْ اِلَیْہَا
آپ صاحب التصانیف والتصنیف تھے - آپنے ایک کتاب مسمی تبصرۃ التوحید
لکھی تھی - اوسمین مشائخ کرام کے حالات اور اونکے مکاشفات کے
واقعات شرح و بسط کے ساتھہ درج کئے ہین - کتاب عجیب غریب ہے
گویا حقائق و سلوک کی سُلّم ہے - آپکو چوالیس طرق کی اجازت و خلافت
حاصل تھی - جس طریقہ کا طالب آتا تہا اوسی طریقہ مین مرید فرماتے تھے
صاحب باطن و روشن ضمیر تھے - جو شخص آپ کی خدمت مین حاضر ہوتا تہا
اوسکے ما فی الضمیر سے واقف ہوتے تھے - دکن و گجرات مین آپنے
قبولیت عام پائی تھی - اہل دکن و گجرات کثرت سے آپ کے دائرۂ
بیعت مین داخل ہوتے تھے - دونو مقامات مین آپکے معتقدین بیشمار
ہین - آپ سنہ ۱۲۷۸ھ بارہ سو اٹھتر ہجری مین بتقریب زیارات اولیاء دکن
احمد آباد گجرات سے حیدر آباد دکن روانہ ہوئے - راہ مین بڑودہ و
سورت بمبئی و پونہ و شولہ پور و گلبرگہ وغیرہ مقامات سے سیر کرتے ہوئے
اور بزرگون کی زیارت سے مشرف ہوتے ہوئے ساتوین تاریخ محرم
سنہ ۱۲۷۹ھ بارہ سو اناسی ہجری مین حضور افضل الدولہ بہادر کے زمانہ مین

حیدرآباد مین رونق افزا ہوئے۔ اولاً بندہ علیخان مرحوم کے بالاخانہ
واقع کمان شیردل مین فروکش ہوئے۔ شہر کے علما وامرا نے آپکا اعزاز
احترام کیا۔ ہر وقت آپکی خدمت مین علما ومعتقدین کا مجمع رہتا تھا۔ آپکی
صحبت بابرکت سے مستفید ہوتے تھے۔ ثانیاً آپ حسب خواہش نواب
محی الدولہ مرحوم فرودگاہ سابق سے نقل مکان کرکے نواب موصوف کے
بالاخانہ واقع مچھلی کمان کے متصل فروکش ہوئے۔ بدستور طالبین ہر روز
جوق جوق آتے تھے۔ اور بیعت سے مشرف ہوتے تھے۔ آپ
شہر مین ایک برس دس مہینہ تک سکونت پذیر رہے۔ بہر اکیسوین
تاریخ ماہ شوال ۱۲۸۰ھ بارہ سو اسی ہجری مین حیدرآباد سے اورنگ آباد
روانہ ہوئے اول روز حسین شاہ ولی کی درگاہ مین منزل گزین ہوئے
شہر سے اکثر علما ومشایخ وامرا درگاہ شریف مین رخصت کے لئے گئے
آپکی رخصت کے وقت قیامت برپا تھی۔ معتقدین مفارقت کے
صدمہ سے آہ ونالہ کرتے تھے آپ تسلی وتشفی فرماتے تھے۔ آپ
روانہ ہوئے اورنگ آباد پہنچے اور بزرگون کی زیارت سے مشرف
ہوکے احمدآباد گجرات روانہ ہوئے۔ وطن مین مع الخیر پہنچے۔ اہل
گجرات آپکے دیدار فیض آثار سے ممتاز ہوئے۔ آپ بدستور ہدایت
وارشاد مین مشغول ہوئے۔

حیدر آباد مین آپکا دوبارہ رونق افزا ہونا

غلام دستگیر خان بہادر فاروقی نے جو حیدر آباد کے معززین اور آپکے مریدین صادقین سے ہین۔ آپ کی خدمت مین عرض کی کہ بندہ زادے کی شادی قرار پائی ہے آپ تشریف لے چلین اور مجھکو سرفراز فرمائین اور آپکے بغیر شادی کا ہونا غیر ممکن ہے۔ آپنے فرمایا خدا مبارک کرے مجھکو معاف رکھئے۔ خان موصوف نے اصرار کرکے عرض کی اگر حکم ہو تو دولہا دلہن کو آپ کی خدمت مین حاضر کردون۔ آپ خاموش ہوئے۔ فرمایا مین بغیر اجازت بزرگان کرام خانقاہ سے باہر قدم نہین رکھتا ہون۔ انشاء اللہ تعالیٰ آج عرض کرونگا۔ اجازت ملے تو ارادہ کرونگا۔ خان موصوف نے عرض کی۔ بہتر۔ آپنے رات کو مراقبہ کیا اجازت ملی۔ صبح آپنے خانصاحب سے کہا اب مین چلنے کے لئے مستعد ہون۔ خان موصوف خوشخبری کے سننے سے تازہ دل دخوش ہوئے۔ آپ ۲۹ تاریخ ماہ صفر ۱۳۰۱ھ تیرہ سو ایک ہجری مین احمد آباد سے حیدر آباد روانہ ہوئے۔ ۳ ربیع الاول سنہ مذکور بعہد حضور نواب میر محبوب علیخان بہادر نظام الملک آصفجاہ ششم حیدرآباد دکن مین داخل ہوئے اور عیسیٰ میان کے بازار مین خان موصوف کے

مکان پر فروکش ہوئے۔ خان موصوف نے شادی کی تیاری شروع کی انہین
ایام مین عروس کے مکان مین تقریبًا پانچ چھ لاکھ کی چوری ہو گئی جہیز کا
اکثر سامان تلف ہو گیا۔ لہذا شادی ملتوی ہوئی۔ آپنے خانصاحب سے
فرمایا جسطرح ہو سکے عقد شرعی کر لینا چاہئے۔ خانصاحب نے تیاری
کی۔ دلہن کے قرابتدار مانع ہوئے۔ آخر حضرت کی توجہ و برکت سے
۲۴ تاریخ ماہ ربیع الاول سنہ ۱۳۰۱ھ تیرہ سو ایک ہجری مین عقد ہوا۔ آپ نے
فرمایا جو مشیّت ایزدی مین ہے وہ ضرور ہوتا ہے۔ کسیکے روکے سے نہین
رک سکتا جن لوگون نے غلام دستگیر خان کو ستایا وہ عنقریب خراب ہونگے
چنانچہ آپکے فرمانیکے موافق واقع ہوا۔ شادی کے بعد دو مہینہ تک
حیدرآباد مین رہتے طالبین و مریدین کو ہدایت و ارشاد سے سرفراز اور
بعض کو خلافت و اجازت سے ممتاز کیا۔ کمترین فقیر مولف بھی انہین ایام مین
آپکی ملازمت سے مشرف ہوا۔ اوسوقت مجمع کثیر تھا۔ آپ ہدایت و
ارشاد مین مشغول تھے فقیر مولف بھی مصافحہ کر کے ایک گوشہ مین بیٹھ گیا
اوسوقت میرے ساتھ مولوی خلیل احمد سنبھلی مدرس مدرستہ العلوم
علی گڈہ بھی تھے۔ جو یہان بطریق سیر آئے تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد
مین نے مولوی صاحب سے کہا چلئے ماوشما کس قطار مین یہان جنگ
و دولہ کا مجمع ہے۔ مین ایک گوشہ سے آہستہ اوٹھا۔ اوسوقت حضرت نے

اوس مجمع مین مجھکو بلایا خندہ جبین وشگفتہ روئی سے فرمایا کیا جاتے ہو
مین حضرت کے قریب پہنچا اور دست بوس ہوا ۔ اور عرض کی کہ پھر حاضر
ہونگا گستاخی معاف آپ مسکرائے مین رخصت ہوکے گھر آیا ۔ مین نے
آپکی روشن ضمیری وکشف باطنی کا یہ واقعہ بچشم خود دیکھا اور تجربہ کیا علیٰ ہذا
آپکے تصرفات وخوارق عادات برحق وثابت ہین ۔ پھر آپ ساتوین تاریخ
ماہ جمادی الاول سنہ ۱۳۰۲ھ تیرہ سو دو ہجری مین حیدر آباد سے احمد آباد گجرات
روانہ ہوے ۔ معتقدین نے حسب طاقت وما تیسر نذرین پیش کین ۔ آپ
احمد آباد مین مع الخیر والعافیہ پہنچے ۔ ہدایت وارشاد مین مصروف ہوے
آخر تاریخ ماہ سنہ ہجری مین اس عالم فانی سے فردوس برین
رحلت کی ۔ شاہ پور احمد آباد مین مدفون ہوے ۔ سنہ وتاریخ مین اشتباہ تہا اسوجہ سے نہین لکہا

مولوی سید مجاہد الدین بن سید مولانا محمد معصوم نقشبندی عنایت اللہی بالاپوری رحمۃ اللہ

آپ مولانا سید محمد معصوم نقشبندی کے تیسرے صاحبزادے ہین سنہ ۱۱۵۸ھ
گیارہ سو اٹھاون ہجری مین پیدا ہوے ۔ آپ کا مولد ومنشا بالاپور برار ہے
سن شعور وتمیز کے بعد مولوی سید شمس الدین آپکو تعلیم کے لئے اورنگ آباد
ہمراہ لیگئے ۔ آپنے ابتدائی کتب شرح ملا تک مولویصاحب کی خدمت مین
تحصیل کین ۔ پھر مولوی صاحب نے عالم فانی سے رحلت کی ۔ آپنے مولوی

نورالہدی سے درس شروع کیا۔ ذکی الطبع و ذہین تھے۔ مجمع طلبہ کے ساتھ مباحثہ مین سب پر غالب رہتے تھے۔ حضرت مولانا قمرالدین سنے آپکو ملقب بأسَدُ المعرکہ فرمایا تھا۔ آپنے چند مدت مین تحصیل سے فراغت حاصل کی اور تحصیل کے بعد مولانا قمرالدین کی خدمت مین بیعت وخلافت کی درخواست کی۔ مولانا سنے فرمایا آپکے والد معصوم بہائی افضل زمانہ ہین اونسے بیعت حاصل کرو۔ آپنے اصرار کیا مولانا سنے فرمایا آج شبکو استخارہ کرو آپ سنے استخارہ کیا عالم رویا میں دیکھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ کے اطراف ہین چار قبرین ہین اور دل مین ارادہ کیا کہ چوتھی قبر کے پاس جانا چاہیے آپ اسی خیال مین گئے وہان کسی سے دریافت کیا کہ یہ چوتھی قبر کس بزرگ کی ہے۔ اوس شخص سنے جواب دیا کہ حضرت معصوم بن شیخ احمد سرہندی کی قبر ہے۔ آپ خواب سے بیدار ہوئے۔ علی الصباح مولانا کی خدمت مین خواب کا واقعہ بیان کیا۔ مولانا سنے فرمایا معصوم بہائی مسمّٰی عروۃ الوثقیٰ ہین آپکو اونکی بیعت کا اشارہ ہوا۔ پہر آپ اورنگ آباد سے بالاپور مین والد ماجد کی خدمت مین آئے والد کے مرید وخلیفہ ہوئے۔ والد سے کمالات باطنی حاصل کئے درجہ کمال کو پہنچے۔ آپ جامع علوم صوری ومعنوی تھے۔ طالبین و مریدین کو درس وتدریس وتوجہ وتلقین سے سرفراز فرماتے تھے بیعت

بعد دوسرے سال آپنے مسجد مین ماہ رمضان مین قرآن ختم کیا سامعین
بہت خوش ہوئے۔ اوس روز ماہ مبارک کی ستائیسوین تاریخ تھی والد
ماجد نے خلافت کا خرقہ عطا کرکے سجادہ نشین فرمایا۔ آپ حسن سلوک و
خلق مین مشہور آفاق عزیز خلایق و مقبول خلاق تھے۔ آپ خانقاہ مین
سجادہ نشین ہوئے۔ خانقاہ کو آپکے وجود ذی جود سے دوچند
رونق ہوئی۔ جو کچھہ خانقاہ مین آمدنی ہوتی تھی وہ سب فقرا پر صرف
کرتے تھے۔ ایک حبّہ بہی جمع نہین فرماتے تھے۔ آپکی مزاج مین
دین کی حمیت و اسلام کی حرارت شدت سے تھی۔ دینی امر مین کسیکی
رعایت نہین کرتے تھے۔ شرع کے موافق کرتے تھے سنہ ۱۲۰۱
بارہ سو ایک ہجری مین بالاپور مین مرہٹہ نے گنیش کے رسم جدید ایجاد
کی۔ اہل اسلام مانع ہوئے۔ وہ اپنے فعل سے باز نہین آئے
بلکہ گنیش کی سواری اہل اسلام کے متبرک مقامات مساجد و خوانق
سامنے سے لیجانا چاہتے تھے۔ اہل اسلام نے آپکی خدمت مین
عرض کی آپ بمقتضائے نام خود مجاہد فی سبیل اللہ ہوئے جنگ کا
سامان فراہم کرکے مودھوجی بھونسلہ سے مقابلہ کیا۔ نواب آصف جاہ
ثانی نے تائید کی اور مودھوجی کو تہدیدًا ایک مراسلہ بہیجا اور نواب
صلابت خان ناظم ایلچپور کے نام احکام بہیجے کہ مولانا کی اعانت کرو

اور سکندر خان کو سرکار عالی کے طرف سے امین مقرر کرکے روانہ فرمایا۔
حکام وامین کے پہنچنے سے قبل مولانا اور مودھوجی کے درمیان سخت جنگ ہوا
مرہٹہ نے خانقاہ جلادی اور خانقاہ کا تمام اسباب غارت کیا۔ آپکے
پاس فوج تھی نہ جنگ کا سامان مگر آپ متوکلاً علی اللہ دین واسلام کے لئے
متعدد مریدین واہل اسلام کو ہمراہ لیکر خوب لڑے اور جان نثاران محمدی نے
بھی بہادری کی داد دی۔ آخر آپ فیروز وکامیاب ہوئے۔ مخالفین مغلوب
وناکام رہے۔ تمام اہل اسلام ومشایخ برار بہت خوش ہوئے۔ سب نے خدا کا
شکریہ ادا کیا۔ بعد ازان آپ ۱۲۳۳ھ بارہ سو تینتیس ہجری مین برادر مولوی سید
نور العلیٰ کی ملاقات کے لئے حیدرآباد دکن گئے۔ حیدرآباد کے علما و
مشایخ آپکے مقدم شریف سے بہت ہی خوش ہوئے۔ ہر ایک آپکی ملاقات
سے مشرف ہوتا تھا۔ آپ حضور سکندر جاہ کی ملازمت سے سرفراز ہوے
حضور نظام آپکی ملاقات سے بہت خوش ہوئے۔ آپ کو دو موضع جاگیر
عنایت کئے۔ تا بہ حین حیات بحال رہے۔ آپکی رحلت کے بعد گاؤن
ضبط ہوگئے آپ اور برادر مولوی کلیم اللہ مین نہایت محبت تھی گویا ایک
جان دو قالب تھے۔ اور آپکی شادی خواجہ میر محمود خان بن عبداللہ خان
مخدوم اعظمی احراری دیوان اُجین کی لڑکی سے ہوئی تھی۔ کوئی اولاد نہین
ہوئی لاولد تھے۔ بھائیون کی اولاد کو بجائے فرزندان سمجھتے تھے۔

آخر آپ بیس ۲ تاریخ رجب روز پنجشنبہ ۱۲۳۵ھ بارہ سو پینتیس ہجری مین دار البقا کو روانہ ہوئے۔ مولانا سید ظہیر الدین کی قبر کے قریب دفن ہوئے۔ اور آپکی زوجہ آپکے حین حیات مین ۱۲۰۰ھ بارہ سو ہجری مین فوت ہو چکی تھین مرحوم کے برادر زادے مولوی خلیل اللہ مولف تکملہ عنایت الٰہی نے آپکی رحلت کی تاریخ

چو کرد رحلت خجستہ ذات عم ابو العلم میر جانی
ازین سپنج سرائے کہنہ بسیر بستان جاودانی

فزون زحد بیان غم او شدہ بصلحا و اہل تقوی
نمودہ تمام عالم بماتمش اشک ارغوانی

بلطف خود کردہ بود خقش بکل فضائل چو مہر یکتا
چہ در اصول و چہ در حقایق چہ غیر ازان منطق و معانی

چہ عالمان زمانہ ہرگز کسے مثالش شرف ندیدہ
بعصر او گر بدی فلاطون یقین رسیدے بدرس خوانی

شریف ذات ملائک صفات و خدیو ملک علوم و دانش
بملک ہند و دکن نگشتہ عیان چو وی فی کمال ثانی

بیان اخلاق و علم و لطف و شرافت آن حسن شمائل
کنم نشر طے کہ عمر نوح وارم دہد خدا طول زندگانی

زعقل تاریخ او بمصرع رقم مع نام و کنیت شد
ابو المعانی مجاہد الدین روانہ شد از مقام فانی

۱۲۳۵ھ ہجری

مولانا منیب اللہ بن عنایت اللہ بالاپوری ؒ

آپ سید عنایت اللہ بالاپوری کے صاحبزادے ہین۔ آپکی ولادت ۱۰۸۳ھ ایکہزار تریاسی ہجری مین بالاپور ضلع برار مین واقع ہوئی۔ نشو و نما بھی برار کی آب و ہوا مین ہوا سن شعور مین حفاظ و قرا سے قران شریف ختم کیا

اور عم بزرگوار سے علم قرأت کو سیکھا اور کتب علوم ظاہری و باطنی والد ماجد اور علما برہان پور علی الخصوص مولوی نجم الدین برہانپوری سے ختم کین فارغ التحصیل ہوئے اور انہین ایام مین حضرت خواجہ محمد نقشبند مجدّدی سرہندی بارادہ زیارت حرمین شریفین بلدہ مذکور مین وارد ہوئے تھے۔ آپ ہر روز خواجہ کے حلقہ توجہ مین شریک ہوتے تھے۔ خواجہ آپکے والد ماجد کے لحاظ سے آپکے حال پر نظر خاص فرماتے تھے۔ اگر کسی مواقع کی وجہ سے آپ نہین حاضر ہوتے تھے۔ تو خواجہ آپ کو بلاتے تھے۔ اور حلقہ مین داخل فرماتے تھے چنانچہ چند مدت کے بعد خواجہ شہر سے روانہ ہوئے۔ رخصت کے وقت آپکو اپنا عمامہ و تاج مرحمت کیا۔ آپ خواجہ کی رخصت کے بعد بالاپور مین آئے اور والد ماجد کی خدمت مین خواجہ کی عنایت و مرحمت کا حال بیان کیا۔ والد ماجد نے فرمایا کہ منیب اللہ آپنے حضرت سے استفادہ کیا۔ اور خلافت کا خرقہ بھی لیا۔ کیا ہم سے غرض نہین رکھتے ہو۔ بابہم محبت سے گفتگو کرکے ارشاد و ہدایت کی اجازت دی۔ آپنے ہدایت و تلقین کا بازار گرم کیا۔ طالبین و مریدین کو درجۂ کمال کو پہنچانے لگے۔ علوم ظاہری مین علامہ تھے تحریر و تقریر مین بے نظیر اور علوم باطنی مین آفتاب منیر تھے صاحبدل و روشن ضمیر تھے۔ اخلاق مین عدیم المثال گویا مجسّم اخلاق تھے ہمیشہ خندان جبین و شگفتہ رو رہتے تھے۔ خوشی و غمی آپ کے نزدیک

باہم مساوی نہین کبھی چین بر جبین نہین ہوتے تھے ۔ اور زمانہ کے انقلابات کی شکایت نہین فرماتے تھے ۔ اور آپ معاد و معاش کے معاملات مین خاص و عام سے دستور العمل تھے ۔ چندروز کے بعد ایلچپور برار سے رابعہ ثانی المعروف ملکھن بی بنت شیخ عبد القادر قادری کا خط آپ کے والد ماجد کے نام سے آیا ۔ اور اوسکا مضمون یہ تہا کہ مین ایک یتیمہ سیدزادی رکھتی ہون اگر آپ اوسکو فرزندی مین قبول کرین اور مولوی منیب اللہ سے منسوب کرین تو باعث اجر عظیم ہوگا ۔ اور آپ مطابق اوس حدیث و آیت کے جو یتامی کی تربیت مین وارد ہے ۔ ماجور ہونگے ۔ چنانچہ آپکے والد ماجد نے اس امر کو قبول کیا ۔ اور شرط کیا کہ شرعی طور سے ہونا چاہیئے ۔ اور آپکو تیرہ تاریخ ماہ صفر بالاپور سے ایلچپور روانہ کیا ۔ اور ماہ مذکور مین عقد ہی ہوا ۔ لوگ مانع ہوئے کہ یہ مہینہ نحس ہے ۔ آپنے فرمایا ایام کی نحوست حضرت کی بعثت کی برکت سے مدفوع ہوئی ہے ۔ پھر رابعہ ثانی نے آپکے والد سے درخواست کی کہ منیب اللہ کو ایلچپور مین سکونت کی اجازت دیجئے ۔ آپکے والد نے منظور کیا ۔ آپنے ایلچپور مین سکونت اختیار کی ۔ صاحب خوارق و عامل تھے قاضی سلیمان تورانی نے آپکو بہت تنگ کیا تہا اور آپکی معاش کے ضبط کرنیکا مدعی تہا ۔ آپنے مجبورًا ایکروز مشت خاک پر دم کرکے میر جعفر سیدزادہ کے حوالہ کیا کہ قاضی کے گھر پر ڈالدے اب مین قاضی کے ظلم کی برداشت

نہین کرسکتا میر جعفر رات کو گیا اور خاک قاضی کے گہر پر ڈالدی ۔ قاضی صبح
دربار مین آیا نواب خان فیروز جنگ صوبہ دار سے بے ادبانہ کلام کیا
نواب نے غضبناک ہوکر حکم دیا کہ قاضی کو نکالو ۔ اور اوسکا مال و جائداد اخراج
کرو ۔ ملازمین نے قاضی کو خوب گوشمالی دی اور تمام گہر لوٹ لیا ۔ آپکے
صاحبزادے شمس الدین عنایت الٰہی مین لکھتے ہین کہ مین نے والد ماجد
سے پوچہا کہ آپنے خاک پر کیا دم کیا تہا ۔ آپ نے فرمایا سورۂ لہب ۔

نقل ہے

کہ آپکے گانون کا ایک زمیندار آپکی خدمت مین آیا ۔ اوسکے طرف
حضرت کی کچہہ رقم بر آمد تہی اوس نے انکار کیا ۔ اور کہا اگر آپ فرمائین تو
مین حلف کرتا ہون ۔ آپ نے فرمایا حلف ضرور نہین ۔ تیرا انکار کافی ہے
چنانچہ زمیندار گہر گیا ۔ یکایک گہر مع اثاث البیت جل کے خاک سیاہ ہوگیا
آپ معاش کے معاملات سے برداشتہ خاطر رہتے تھے ۔ اور خوشدامن
صاحبہ سے کہتے تھے ۔ مجہکو اجازت دیجئے کہ یہان سے جاؤن اور معاد
کے امور مین مشغول ہون ۔ وہ کہتے ہین کہ میری زندگی تک رہو مجہکو تنہا
نہ چہوڑو ۔ آپ مرحومہ کی زندگی تک وہان رہے بعد ازان والدسے درخواست
کی کہ مجہکو اجازت دیجئے کہ مین یہان سے کہین سفر کرون آپکے والد نے
لکہا کہ مین نے تجہکو دین و دنیا دونو دیئے ۔ حضرت کا اس فقرہ سے یہ

ارشاد تہا کہ وہان رہو وہان کے دنیوی و دینی کام کا انتظام برابر کرو۔ پھر آپ بدستور دہین رہے۔ مگر آپ قفس مین طوطی کی طرح بیقرار رہتے تہے۔ اور چاہتے تھے کہ دنیوی تعلقات سے قطع کرون۔ آپ کی بیتابی کی خبر نواب عضد الدولہ نے سنی کہ آپ ایلچپور سے جانا چاہتے ہین آپکو بلایا اور کہا کہ خجستہ بنیاد مین سکونت اختیار کیجئے تاکہ آپ کے فرزند وہان تحصیل علوم کرین اور ہم آپکی صحبت سے مستفید ہو جائین آپ راضی ہوئے اور ایلچپور سے اورنگ آباد آئے۔ نواب عضد الدولہ نے آپکے ساتہہ حسن سلوک کیا۔ اپنے محلات مین سے ایک حویلی آپکے رہنے کو عطا کی آپ اطمینان سے سکونت پذیر ہوئے۔ اور صاحبزادونکی تعلیم و تدریس مین مشغول اور ارادت مندون کی ہدایت و تلقین مین مصروف ہوئے۔ آپ کے جانیکے بعد ایلچپور مین قضائے الٰہی سے آتش افروزی کا ہنگامہ گرم ہوا اکثر محلے جلکر برباد و خاک سیاہ ہوئے۔ اکثر اہل شہر کہتے تھے کہ ہم پر آفت آسمانی حضرت کی ہجرت کی وجہ سے نازل ہو رہے ہے۔ مولانا غلام مصطفٰے فرماتے تھے میان صاحب شہر سے گئے اور شہر کو پھونکدیا۔ عضد الدولہ کے مرنیکے بعد حضور نظام الملک آصفجاہ اورنگ آباد مین داخل ہوئے۔ آپ عضد الدولہ کی حویلی مین تھے حضور نظام الملک آصفجاہ کے خانساماں نے آپکو اطلاع دی کہ

بادشاہی حویلی خالی کر دیجئے آپ نے حویلی خالی کردی خانساماں حویلی
مین داخل ہوتے ہی فوت ہوا۔ اور فوت کے بعد حویلی مین غیب سے
سنگ باری شروع ہوئی۔ پس ماندگان مرحوم حویلی چھوڑکے فرار ہوئے
اہل دربار آپکے پاس آئے آپنے فرمایا مینے کچھہ نہین کیا یہ آفت
آسمانی ہے۔ آپکی عادت تہی کہ شہر مین مشایخ کی دعوت اور مجالس
اعراس و سرود مین بلحاظ اجتناب امور منہیات مثلاً سماع و رقص و چراغان
نہین جاتے تھے۔ ایکروز مشایخ مین سے کسی نے اپنا خادم حضرت کی
خدمت مین دعوت کیلئے بہیجا۔ خادم نے عرض کی کہ حضرت آج چراغان
ہین۔ آپ تشریف لائے۔ اور مجلس کو رونق دیجئے آپ نے فرمایا۔
میرے طرف سے کہو کہ آپ روشن ضمیر ہین آپ پر سب روشن ہے
فقیر کو معاف رکہئے۔ آپکی مزاج مین بڑی احتیاط تہی۔ ہمیشہ شرع کا آداب
و پاس مد نظر رکہتے تھے۔ آپ آخر مین قرض کی ادائی کی بہت فکر
کرتے تھے۔ قرض زیادہ تہا آہستہ آہستہ ادا کیا۔ بہت خوش ہوئے فرمایا
الحمد للہ آج خدا نے مجہکو اس بلا سے نجات دی اور آیندہ جب ضرورت
پڑتی تہی تو قرض نہین لیتے تھے۔ اور اگر ضرورت کے وقت کوئی قرض کی
رائے دیتا تہا تو آپ فرماتے تھے۔ مین مدت کے بعد اس بار گران
سے سبکدوش ہوا ہون۔ اب اگر دوبارہ اس بلا مین مبتلا ہونگا

تو بڑی نادانی ہوگی۔ اور اکثر یہ حدیث پڑھتے تھے۔ حدیث

عَنْ سَلَمَۃَ بْنِ الْاَکْوَعِ قَالَ کُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ
سلمہ بن اکوع سے مروی ہے کہا کہ ہم سب حضرت رسول اللہ کی خدمت مین
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذْ اُتِیَ بِجَنَازَۃٍ فَقَالُوْا صَلِّ عَلَیْہَا. فَقَالَ ھَلْ
حاضر تھے۔ اسوقت جنازہ آیا۔ سب نے کہا حضرت اس پر نماز پڑھیئے پس آپنے
عَلَیْہِ دَیْنٌ قَالُوْا لَا فَصَلّٰی عَلَیْہَا ثُمَّ اُتِیَ بِجَنَازَۃٍ اُخْرٰی
فرمایا کیا اس پر دین ہے۔ سب نے کہا نہین۔ حضرت نے نماز پڑھی۔ پھر دوسرا جنازہ آیا
فَقَالَ ھَلْ عَلَیْہِ دَیْنٌ قِیْلَ نَعَمْ قَالَ فَھَلْ تَرَکَ شَیْئًا
پس کہا کیا اس پر دین ہے۔ کہا گیا ہان۔ فرمایا کیا کچھہ مال چھوڑا ہے۔ سب نے کہا
قَالُوْا ثَلٰثَۃَ دَنَانِیْرَ فَصَلّٰی عَلَیْہَا ثُمَّ اُتِیَ بِالثَّالِثَۃِ قَالَ
تین دینار۔ پس آپ نے نماز پڑھی۔ پھر تیسرا جنازہ آیا فرمایا کیا اسپر
ھَلْ عَلَیْہِ دَیْنٌ قَالُوْا ثَلٰثَۃُ دَنَانِیْرَ قَالَ ھَلْ تَرَکَ
دین ہے۔ سب نے کہا تین دینار۔ فرمایا کیا کچھہ مال چھوڑا سب نے کہا نہین
شَیْئًا قَالُوْا لَا قَالَ صَلُّوْا عَلٰی صَاحِبِکُمْ ثُمَّ قَالَ اَبُوْ قَتَادَۃَ
فرمایا تم نماز ادا کرو۔ اپنے دوست پر پھر ابو قتادہ نے کہا حضرت آپ ادا کیجے
صَلِّ عَلَیْہِ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَاَدَّی دَیْنَہٗ وَصَلَّی عَلَیْہِ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ
اوس کا قرض مین ادا کرونگا۔ پھر حضرت ادا کیے۔ اس حدیث کو بخاری نے روایت کیا ہے۔

آپ آخر عمر مین ایک سال بالاپور اور ایک سال اورنگ آباد مین گذارتے تھے۔ اسطرح پانچ سال تمام ہوئے۔ اور فرماتے تھے عمر آخر ہوئی

چاہتا ہون کہ بالاپور مین والد ماجد کے قرب مین رہون اور وہان کی خاک مین دفن ہون۔ آپ کو آخر عمر مین پاؤن مین درد کا عارضہ ہوا تھا۔ آپ جب بالاپور مین رہتے تھے۔ تو عارضہ بڑھتا تھا۔ اور اورنگ آباد مین آتے تو عارضہ کم ہوتا تھا۔ ایکوقت آپ بالاپور مین تھے۔ مرض کی شدت ہوئی سید غلام حسین قادری سلطان المشایخ نے اورنگ آباد سے آپ کو خط لکھا کہ بالاپور کی ہوا مخالف اور اورنگ آباد کی موافق ہے آپ یہان تشریف لائیے۔ آپنے جواب مین لکھا بالاپور مین مرض کی شدت اور اورنگ آباد مین عافیت کا سبب آب وہوا کے سوا ہے یعنے بالاپور مین مرض کی شدت بشارت ہے کہ یہان قیام کیجئے اور جانے کی فکر نہ کیجئے۔ اور اورنگ آباد مین عافیت اشارہ ہے کہ یہان سے تشریف لیجائیے۔ مین مصلحتاً یہان مقیم ہون۔ اور آپنے بالاپور مین قبر کے لئے ایک جاے تجویز کی۔ بیمار تھے۔ مگر نماز تا بمرگ ادا کرتے رہے۔ رحلت کے روز صبح کی نماز و وظائف سے فارغ ہوئے اور تکیہ سے جلوس کیا۔ اطبا ملاحظہ کے لئے آئے۔ اطبا سے مکالمہ کرتے کرتے حالت جلوس مین بہشت برین کو روانہ ہوئے۔ یہ واقعہ روز چارشنبہ ستائیسون تاریخ ماہ ذیقعدہ سنہ ۱۱۶۱ گیارہ سو ایکسٹھہ ہجری مین واقع ہوا۔ بالاپور کی خانقاہ مین

مدفون ہوئے ۔ آپکی عمر اٹھہتر سال کی تہی اور حلیہ مبارک والد ماجد کے
مشابہ تہا ۔ مجمع فضایل گرامی سید میر غلام علی ازاد بلگرامی نے رحلت
کی تاریخ کہی ہے ۔ تاریخ سید عمدہ منیب اللہ ۔ صدر آرائے محفلِ
عرفان ؛ سال تاریخ رحلتش ہاتف ۔ گفت زین دار رفت قطب زمان
اور فقرۂ ۔ متوجہ بہشت ۔ سے بہی تاریخ بر آمد ہوتی ہے ۔ آپ کے
تین صاحبزادہ تھے ۔ مولوی حبیب اللہ مولوی قمرالدین ۔ مولوی شمس الدین

ملک محمود پیارو قدس سرہٗ

آپ فارقیہ سلاطین کے وزیر زادے ہین ۔ عالم فاضل زاہد ومتقی تہے
والد کے انتقال کے بعد چند مدت وزارت کی خدمت پر مامور ہوئے
آخر خدمت سے مستعفی ہوے اور گوشہ نشینی اور درویشی اختیار کی دنیا
و ما فیہا سے نفرت کرتے تہے ۔ جاہ وحشمت کو حقارت سے دیکہتے
تھے ۔ بمضمون الفخر فقری درویشی پر ناز وفخر کرتے تھے ۔ شاہ منصور
کی خدمت مین حاضر ہوتے تھے اور معرفت الٰہی کی درخواست کرتے
تھے ۔ ایکروز شاہ موصوف نے فرمایا کیا آپ کے پاس فارسی قرآن
ہے ملک محمود نے فی الفور آپ کے اشارہ کو سمجہہ کے عرض کیا
حاضر ہے اسی وقت مولانا معنوی کی مثنوی پیش کی ۔ شاہ منصور نے

آپ سے فرمایا پڑھ آپنے مثنوی کے چند اشعار سنائے شاہ نے
سنکر فرمایا اس کتاب کو مطالعہ مین رکھ یہ کتاب معرفت الٰہی کی مفتاح
ہے۔ آپنے کتاب کو مطالعہ مین رکھا رات دن وظیفہ کی طرح
پڑھتے تھے چند روز مین مطالعہ کی برکت سے دل مین محبت الٰہی کا
ولولہ پیدا ہوا آپکے ہر رگ و ریشہ سے المحبتہ کی آواز آنے لگی شاہ
منصور نے آپکو اشارہ کیا۔ کہ سید عرب شاہ بخاری نبیرۂ قطب عالم
بخاری کی خدمت مین جائیے۔ آپ حسب الاشارہ شاہ بخاری کی
خدمت مین آئے مرید و خلیفہ ہوئے۔ معرفت الٰہی کو پہنچے۔ اور
پیر کی اجازت سے دار الخیر اجمیر گئے حضرت خواجہ معین الدین چشتی
کے روضہ مین فروکش ہوئے۔ چند روز جاروب کشی کرتے رہے
اکثر سلاسل مین مشایخ کرام سے خلافت حاصل کی۔ اور اجمیر سے
احمد آباد گجرات مین تشریف لائے۔ اور سنہ ۱۰۰۰ھ ایکہزار ہجری مین
عالم فانی کے طرف رحلت کی۔ احمد آباد گجرات مین مدفون ہوئے

مولانا شیخ عبد المعطی قدس سرہ

آپ عالم فاضل و محدث و مفسر تھے۔ حدیث کی سند امام سخاوی مصری
کے شاگرد سے پائی۔ حرمین شریفین گئے حج و زیارت سے مشرف

ہوکے عرب کی سیر کرتے ہوئے احمد آباد گجرات مین رونق افزا ہوئے
عالم سیاحت مین اکثر مشائخ و شیوخ کی ملازمت سے بہرہ یاب ہوئے
ہین ۔ ہر ایک کی صحبت مین استفادہ کیا ۔ سلسلہ قادریہ مغربیہ مین
خلافت و اجازت پائی تہی ۔ طالبین کو ہر ایک سلسلہ مین مرید فرماتے
تھے ۔ تدریس و تعلیم و ہدایت و تلقین مین زندگی بسر کرتے تھے آپ
حدیث و تفسیر و تصوف مین تدریس فرماتے تھے ۔ آپ کے حلقۂ
درس مین دس بیس طلبہ سے کم نہین ہوتے تھے ۔ اہل گجرات مین
اکثر طلبہ آپ کی توجہ سے محدث و مفسر ہوئے ۔ آخر آپنے سنہ ۹۸۴ھ
نوسو چوریاسی ہجری مین رحلت کی ۔ احمد آباد گجرات مین مدفون ہوئے

شیخ محمود چشتی رنتہوری

آپ شیخ الہداد چشتی رنتہوری کے صاحبزادے ہین آپنے والد ماجد سے
خلافت چشتیہ کا خرقہ پایا ۔ اور ریاضت و عبادت و ذکر و شغل مین مشغول
ہوئے چند مدت کے بعد صاحب کشف و کرامت ہوئے ۔ درجہ
کمال کو پہنچے ۔ قادر شاہ حاکم مالوہ کے زمانہ مین وطن مالوفہ سے
مانڈو ملک مالوہ مین آئے اور موضع کہجانون مین دریائے نربدا
کے کنارے ایک چہپر بنا کے سکونت اختیار کی اور یاد الٰہی مین مصروف ہوئے

متوکل تھے۔ مسافرین واردین کی دعوت کرتے تھے ؎

طریقت بجز خدمت خلق نیست		بہ تسبیح وسجادہ و دلق نیست

آپکی رحلت سنہ ۹۶۰؁ نوسو ساٹھ ہجری مین واقع ہوئی موضع کہجانوین مدفون ہوئے

مولانا شیخ مبارک سندھی

آپ سندھی الاصل ہیں۔ آپکے جد بزرگوار موضع پاتر ضلع سندہ سے گجرات مین آئے۔ چند مدت پٹن و احمدآباد مین بسر کئے آپنے مولانا مخدوم عباس بن جلال سے کتب درسیہ ختم کین۔ فارغ التحصیل ہوئے۔ طلبہ کو درس دیتے تھے۔ مگر آپ کے جد بزرگوار اور شیخ عیسیٰ جنداللہ و شیخ محمد طاہر برہان پوری کے فیما بین محبت و اتحاد تہا۔ آپ اس تعلق کے لحاظ سے احمدآباد سے برہان پور آئے۔ ناصرالملک کی مسجد مین فروکش ہوئے اور طلبہ کا درس شروع ہوا۔ شہر مین آپکی شہرت ہوئی۔ علما و فضلا خصوصاً شاہ عیسیٰ جنداللہ و شیخ محمد طاہر وغیرہ آپ سے ملے آپکی مہمانداری کی۔ آپ سب کے ملنے سے خوش ہوئے۔ برہانپور کے حاکم نے آپ کی لیاقت و استعداد کی تعریف سنکے قصبہ چوپڑہ خاندیس کی قضا پر مقرر کیا۔ آپ چوپڑہ مین آئے اور قضا کا کام امانت و دیانت سے کرتے تھے۔ شرعی حدود و احکام کے جاری کرنیمین

کسی کی رعایت نہین فرماتے تھے۔ چند روز اس خدمت پر مامور رہے اونہین ایام مین عماد شاہ حاکم برار کے وزیر تفاول خان نے بلدہ ایلچپور مین مدرسہ قایم کیا۔ مدرسہ مین تمام علوم وفنون حدیث و تفسیر و منطق و فقہ واصول وغیرہ پڑہائے جاتے تھے اور مدرس بلاد و امصار سے بلائے۔ چنانچہ مولانا کی تعریف سنکے وزیر نے آپکو اصرار سے بلایا آپ چوپڑے کی خدمت قضا سے مستعفی ہوکر ایلچپور برار گئے وہان مدرسی کی خدمت پر مقرر ہوئے۔ اور مولانا شیخ طیب سندہی و مولانا شیخ محمد طاہر یوسف محدث سندہی بہی اوسی مدرسہ مین مدرس تھے۔ اسوقت برار کا مدرسہ عروج پر تہا۔ مدرسہ مین اہل برار و خاندیس وغیرہ کے طلبہ شریک ہوتے تھے۔ اکثر طلبہ فاضل ہوئے۔ یہ مدرسہ دو چار سال تک ترقی کرتا رہا۔ بعد ازان وزیر بانی مدرسہ دنیوی ہنگامہ و محاربات مین مبتلا ہوا۔ مدرسہ درہم و برہم ہوگیا۔ آپ اور مولانا شیخ محمد طیب و شیخ محمد طاہر یوسف محدث برہان پور مین آئے۔ آپ تارک الدنیا ہوئے شیخ لشکر محمد عارف باللہ کے مرید و خلیفہ ہوئے شطاریہ طریقہ کا خرقہ لیا ہدایت و تلقین کا بازار گرم کیا۔ خلایق کو فیض باطنی سے بہرور فرمایا۔ آخر آپنے روز جمعہ ۹۷۸ھ نو سو اٹہتر ہجری مین اس جہان فانی سے بہشت برین کو رحلت کی۔ برہانپور مین

شیخ ابراہیم بن عمر سندہی کے قبر کے متصل دفن ہوئے۔ یزار و یتبرک بہ

شیخ محمد چشتی فاروقی گجراتی

شیخ محمد نام۔ وابوالحسن کنیت وشمس الدین لقب ومحبوب اللہ خطاب ہے
آپ شیخ حسن محمد چشتی کے صاحبزادے ہین۔ شیخ ولی آپکی ولادت کی تاریخ ہے
آپ نے نشو ونما کے بعد سن شعور کے اوائل مین والد ماجد سے
کتب درسیہ علوم عربیہ شروع کین عالم شباب مین تحصیل سے فارغ ہوئے۔ اور
تدریس ومطالعہ کتب مین مصروف ہوئے۔ علامہ وہر وفہامہ عصر ہوئے
عارف باللہ وعاشق رسول اللہ تھے۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے دربار مین باریاب ہوتے تھے۔ اور ریاضت وعبادت مین مصروف
رہتے تھے۔ صائم الدہر وقائم اللیل تھے۔ اور دریاے سابرمتی
کے کنارہ سر وپا برہنہ گھومتے تھے۔ اور ہر ہر قدم پر اللہ اللہ فرماتے
تھے۔ مرقد مبارک کے نقش کا شغل کرتے تھے۔ مخبر الاولیا کے
مولف نے آپکے تقسیم اوقات کو اسطرح بیان کیا۔ صبح کی نماز کے بعد
تلاوت قرآن واشراق تک بعد ازان گھر پر آتے۔ کھانا تناول کر کے
قیلولہ فرماتے۔ قیلولہ سے برخاست کر کے ظہر کی نماز ادا کر کے
والد ماجد کے روضہ مین عصر تک تالیف ومطالعہ مین مصروف رہتے تھے

عصر ومغرب کے مابین سلوک وتصوف مین درس فرماتے تھے اور
اورمغرب کی نماز پڑھ کے عشا تک وظائف ۔ اور عشا کے بعد گھر پر
آتے ۔ کہانا تناول کر کے تہجد کی نماز تک وظیفہ ومطالعہ ۔ تہجد ادا
کر کے آرام فرماتے تھے ۔ انتہی کلامہ ۔ والد ماجد کی رحلت سے کے بعد
سجادہ نشین ہوئے ۔ طالبین ومریدین کی ہدایت وتلقین مین
مشغول ہوئے ۔ خانقاہ وسجادہ کو رونق دی ۔ اور سید جلال ماہ عالم
سے ملاقات کی ۔ سید نے آپکی عزت وآبرو کی اور فرمایا آپسے خلایق
کو فائدہ پہنچیگا ۔ اور آپ کی ولایت کی بلاد وامصار مین شہرت ہوگی
اور صاحب تصانیف ہوسکے ۔ آپکا قول وفعل صوفیہ کرام کے نزدیک
مقبول ہوگا ۔ واقعی چند مدت کے بعد سید ماہ عالم کے قول کی تصدیق
ہوئی ۔ آپ سے بیشمار خلایق مستفید ہوئی ۔ آپ متوکل علی اللہ وقانع
برزق اللہ تھے ۔ امرا وسلاطین سے کچھہ تعلق نہین رکھتے تھے ۔ بلکہ نفرت
کرتے تھے ۔ جب گجرات کی سلطنت منقرض ہوئی ۔ اور اکبر بادشاہ کے
تصرف مین آئی ۔ تمام اہل معاش ومشایخ نے اسناد قدیمہ پیش کرکے
اپنے حقوق بادشاہ سے لئے ۔ اور بادشاہ نے ہر ایک کو از سر نو
بحالی کی سند عطا کی ۔ آپ سے بھی مریدین نے کہا اسناد قدیمہ پیش
کیجئے اور جاگیرات ومعاش کو بحال کرلیجئے ۔ آپنے فرمایا ہمکو کیا

حاجت ہے کہ مجازی بادشاہون کا احسان ومنّت اٹھائین ۔ہمارا باد شاہ حقیقی رزاق مطلق ہے ۔بے منّت ہم کو دیتا ہے اور دیگا۔ ہرچند کہ سب نے اصرار کیا۔ آپ نے انکار فرمایا اور اسناد قدیمہ کو خانقاہ کے حوض مین غرق کیا۔ آپ مخالفین کی وجہ سے شہر سے برآمد ہوئے دریاے سانبھرمتی کے کنارے ملک مقصود کی مسجد مین گوشہ نشین ہوئے۔ جمعہ کے روز شہر مین خانقاہ مین جاتے تھے۔ جمعہ کی نماز ادا کر کے مسجد مین چلے آتے تھے ۔اور اسیطرح سے چند سال گذارے اور اذکار واشغال مین خوب ریاضت کی صاحب خوارق عادات ومظہر کرامات ہوئے کثرت سے اہل گجرات مرید ہوئے ۔آپ مسجد سے اوٹھہ کے خانقاہ مین آئے ۔اور سکونت اختیار کی درس وتدریس کا دروازہ کشادہ کیا۔ آپ بزرگون کے اعراس مین سماع بدون مزامیر سنتے تھے۔ سماع کے وقت آپکے آنکھون سے چشمہ روان کی طرح پانی جاری ہوتا تہا اور بیخود ہوتے تھے ۔مورخین نے لکھا کہ آپکو ہاتف غیبی نے آواز دی کہ بشرط تحمل آپکو قطبیت کی خدمت عطا ہوئی آپ اس آواز کے سُننے سے تین روز تک مست و مدہوش رہے تین روز کے بعد آپ کو قطبیت کی خلعت سرفراز ہوئی اور خود بخود شہر مین شہرت ہوئی کہ شیخ محمد قطب ہے ۔چنانچہ آپنے ۲۶ ۔رمضان

سنہ ۱۰۰۲ ایکہزار دو ہجری مین خادم سے فرمایا تھوڑی سی شیرینی لا کے رکھو اور صبح کی نماز کے وقت حاضر رہو مین جسکے لئے اشارہ کرون اوسکو دینا۔ بتاریخ ۷ ۲ ماہ مذکور صبح کی نماز مین شریف عبد القادر بن حضرت شریف شیخ عیدروسی تشریف لا کے شریک ہوئے۔ نماز کے بعد آپ سے ملاقات کی مصافحہ کے بعد فرمایا آپکو قطبیت مبارک ہو آپنے خادم کو اشارہ کیا اوس نے شیرینی پیش کی شریف نے تبرکاً لی۔ اور اوسمین سے حاضرین کو بہی دی اور رخصت ہوئے۔ مرآت احمدی مین لکھا ہی کہ آپ حضرت مخدوم شیخ نصیر الدین چراغ دہلی کی زیارت کے لئے دہلی گئے۔ آپ شیخ کے مزار پر پہنچے اوسوقت کوئی مجاور موجود نہین تہا۔ آپ گنبد مین داخل ہوئے اور مراقبہ مین مستغرق ہوئے۔ عالم مثال مین قبر شق ہوئی۔ آپ اندر داخل ہوئے۔ بعد ازان برآمد ہوئے اوسوقت آپکا چہرہ آفتاب کی طرح روشن تہا۔ روضہ کے خدام آپکی یہ حالت دیکہکر حیران ہوئے۔ اور یہ خبر شہر مین مشہور ہوئی۔ امرا و وزرا آپ کے معتقد ہوئے۔ جہانگیر بادشاہ کو بہی آپکی حالت سے اطلاع ہوئی۔ اوسوقت بادشاہ اجمیر مین تہا۔ آپ کی ملازمت کا مشتاق ہوا۔ اور حکم دیا جب حضرت خواجہ کی زیارت کے لئے آئین تب مجھسے ملاقات کرائین آپ دہلی سے اجمیر پہنچے۔ مراجعت کے وقت بادشاہ سے ملاقات کی

اور ایک موضع جہالوری نذر کیا۔ آپ نے قبول فرمایا اور اوسی روز
وہان سے رخصت ہوئے۔ اقامت کے لئے بادشاہ نے کہا مگر آپنے
قبول نہین فرمایا۔ اجمیر سے گجرات مین مع الخیر والعافیہ پہنچے۔ انتہی کلامہٗ
سنہ ۱۰۲۷ھ ایکہزار ستائیس ہجری مین بادشاہ گجرات مین رونق افزا ہوا۔ اور
آپکی خدمت مین سید احمد قادری کے ذریعہ سے ملاقات کی درخواست کی۔
آپ ایک روز تشریف فرما ہوئے اوسوقت بادشاہ شیرون کو ملاحظہ کر رہا
تھا۔ یکایک ایک شیر پنجرہ توڑکے برآمد ہوا۔ تمام بادشاہ کے ملازمین فرار
ہوئے۔ آپ بدستور بدون خوف وخطر وہان ثابت قدم رہے۔ شیر گربہ کی
طرح آپکے سامنے دم ہلاتا ہوا کہڑا رہا۔ بادشاہ اور سپاہ حضرت کے معتقد
ہوئے۔ آخر آپنے وقت چاشت روز یکشنبہ اونیسوین تاریخ ماہ ربیع الاول
سنہ ۱۰۴۰ھ ایکہزار چالیس ہجری مین دار فانی سے عالم باقی کو رحلت کی۔
احمد آباد گجرات مین خانقاہ مین والد ماجد کی قبر کے متصل شرقی جانب
مین مدفون ہوئے۔ کسی شاعر نے وفات کی تاریخ کہی۔ واصل حق محمد چشتی
سنہ ۱۰۴۰ ہجری

آپکے چار فرزند

اول شیخ حسن محمد چشتی۔ المتوفی روز شنبہ غرہ ربیع الثانی سنہ ۱۰۴۰ھ مین
والد کے سوم کے روز مدفن احمد آباد گجرات شاہپور۔ دوم شیخ محمود
چشتی۔ مرید وخلیفہ والد ماجد تمام فرزندون سے عزیز ومحبوب زیادہ تھے

والدنے آپکے صاحبزادے شیخ یحییٰ کو سجادہ نشینی کا ولیعہد کیا تھا۔ المتوفی شب یکشنبہ ۹ ماہ ربیع الآخر ۱۰۴۴ھ ہجری شاہپور احمدآباد مین مدفون ہوئے سیوم سراج الدین چشتی المتوفی ۱۰۵۰ھ ہجری۔ چہارم شیخ عزیز اللہ چشتی المتوفی ۲ جمادی الاول سنہ

آپکے خلفا

شیخ یحییٰ قطب الدین۔ شیخ حسن محمد شیخ محمود۔ شیخ سراج الدین شیخ عزیز اللہ شیخ سراج الدین ثانی شیخ نصراللہ المتوکل شیخ علی متقی خورد۔ سید مصطفےٰ بخاری سید شریف بن سید عبدالرحمن علوی۔ سید ابومحمد سیرازی شیخ فتح اللہ ہاشمی شیخ عطاء اللہ ہاشمی حضرت عیسیٰ چشتی۔ حاجی علی بیجاپوری۔ شاہ سراج غوثی مولانا فریدالدین۔ شاہ لطیف علی درویش۔ حضرت عظمت اللہ۔ شاہ رکن عاجز شیخ سلیمان شیخ عبدالحی۔ حضرت چاند۔ مولانا اسحاق بہروچی۔ قاضی محمود بہروچی

مولانا محمد صدیقی ملتانی

آپ ملتانی المولدہین۔ عالم فاضل و عارف کامل تھے۔ ہدایت و ارشاد کی غرض سے سندہ مین رونق افزا ہوئے۔ ہمیشہ خلایق کی رہنمائی مین مصروف رہتے تھے۔ جام جونہ آپ کا مرید و معتقد تھا۔ اور بنی اعمام سے تنازع کی وجہ سے پریشان و پراگندہ رہتا تھا آپنے اس سے کہا کہ

اگر آپ اس ملک سے گجرات کا ارادہ کرین اور حضرت شاہ عالم قطب عالم کی خدمت مین پہنچین اور اپنی لڑکی حضرت سے منسوب کرین تو آپکے لئے مفید ہوگا۔ چنانچہ پیشتر آپکے چچا فتح خان نے بھی اپنی لڑکی حضرت قطب عالم سے منسوب کی تھی۔ جام جونہ نے حضرت کے حکم کو سمعاً وطاعۃً قبول کیا اور آپ کے ہمراہ دونون فرزند جام خیرالدین و جام صلاح الدین کو مع دو دختر بی بی مرکی و بی بی مغلی روانہ کرنیکے لئے مستعد ہوا۔ حضرت مع خلیفہ شیخ عبداللہ ان کو ہمراہ لیکر حضرت شاہ عالم کی خدمت مین گجرات روانہ ہوئے۔ چندروز کے بعد گجرات مین پہنچے۔ آپ کا ارادہ تھا کہ بی بی مغلی جو جمیلہ و شکیلہ ہے شاہ عالم سے منسوب کرین۔ سلطان محمد گجراتی بی بی مغلی کے حسن دلفریب کی خبر سُن کے فریفتہ ہوا امرائے جام کو حکمت عملی کے ساتھ زور کے دباؤ اور زر کی طمع سے اس بات پر راضی کیا کہ بی بی مغلی بادشاہ کو اور بی بی مرکی شاہ عالم کو دیجائے۔ شاہ عالم نے یہ ماجرا والد ماجد قطب عالم سے بیان کیا۔ قطب عالم نے گجراتی زبان مین کہا بیٹے تسا و نصیب ہون دیکہ۔ یعنے اے فرزند دونو تمہارے نصیب مین ہین۔ شاہ عالم یہ فقرہ سنکے خاموش ہوئے مگر آپ کا میلان خاص بی بی مغلی کے طرف تھا۔ آخر بی بی مغلی کا نکاح سلطان محمد گجراتی سے ہوا۔ اور بی بی مرکی کا نکاح حضرت سے ہوا۔ بی بی مرکی

شکم سے حضرت کو شاہ بھیکن المتوفی سنہ ہجری مین پیدا ہوے۔ اور
بی بی مغلی کے شکم سے فتح خان المخاطب سلطان محمود بادشاہ گجرات
مین پیدا ہوا۔ بعدازان سلطان محمد نے انتقال کیا۔ بی بی مغلی مع
فرزند حضرت شاہ عالم کی خدمت مین رہی اور سلطان قطب الدین گجرات کا
بادشاہ ہوا۔ قطب الدین چاہتا تہا کہ فتح خان کو دستگیر کر کے قتل کرے
مگر فتح خان آپکی حمایت مین تہا۔ اسوجہ سے محفوظ رہا۔ آخر آپکی توجہ کی برکت
سے گجرات کا بادشاہ ہوا۔ چند مدت کے بعد مرکی نے بہی انتقال کیا۔ آپنے
بی بی مغلی سے نکاح کیا۔ حضرت قطب عالم کے قول کی تصدیق ہوئی اور
شیخ عبداللہ شاہ عالم کی خدمت مین ہمیشہ فیض باطنی سے مستفید ہوتے
رہے۔ حضرت نے آپکو اور شیخ عبداللہ کو خلافت کا خرقہ و اجازت کا فرمان
عطا کیا۔ آپ دونو بزرگ خلایق کی ہدایت و تعلیم مین مصروف ہوئے۔
محلۂ قطب پورہ کے قریب رسول کہنہ مین دریائے سابہر کے کنارے
سکونت پذیر ہوئے۔ اور جام خیرالدین و جام صلاح الدین بہی گجرات مین
متوطن ہوئے۔ اوسی مقام مین ایک قلعہ و محلات تعمیر کئے۔ ملک کوٹ
کے نام سے مشہور ہے۔ آخر ۱۴ ماہ ذیقعدہ ۸۷۹ھ آٹھسو اونیاسی ہجری
مین رحلت کی دریائے سابہر کے کنارے مدفون ہوئے۔ آپ کی اولاد
گجرات و ملتان مین اتبک باقی ہے۔ اور شیخ عبداللہ نے بھی پیر مرشد کے

بعد رحلت کی۔ پیر کے قریب مدفون ہوئے۔ بزار ویتبرک بہ ؤ

قاضی محمد نظام الدین خان

محمد نظام الدین خان نام۔ آپ مولانا نورالدین کے دوسرے صاحبزادے ہین۔ آپ کا مولد و منشا احمد آباد گجرات ہے۔ آپ نے آٹھ برس کی عمر مین قرآن شریف ختم کیا۔ اور علوم و فنون کی کتب درسیہ والد ماجد کی خدمت مین ختم کین۔ عالم محقق و فاضل مدقق ہوئے ریاضی و حکمت مین بے نظیر و انشا و شعر گوئی مین لاثانی تھے۔ امرا و سلاطین آپ کا اعزاز و احترام کرتے تھے۔ اکثر اوقات سلاطین کے دربار مین باریاب ہو کے خلعت و فیل سے سرفراز ہوئے ہین۔ ۱۱۵۱ھ گیارہ سو اکیاون ہجری مین بلدہ احمد آباد گجرات کی قضا پر مقرر ہوئے۔ جاگیر مدد معاش سے ممتاز ہوئے۔ شرع کے احکام مین کسی کی رعایت نہین کرتے تھے متخاصمین کے مقدمات کو خوب تحقیق کر کے فیصلہ لکھتے تھے۔ اہل مقدمات آپکے عدل و انصاف سے خوش تھے۔ خدمت قضا پر مامور ہونیکے بعد کسیکے مکان پر ضیافت و دعوت مین نہین جاتے تھے۔ مزاج مین اتقا کمال درجہ تھا۔ اور سراپا حمیت اسلام و دین تھے۔ دین و اسلام کیلئے جان و مال سے دریغ نہین فرماتے تھے۔ ۱۱۶۳ھ گیارہ سو ترسٹھ

ہجری مین ہنود نے اندرون شہر محلہ شاہ پور مسجد کے قریب ایک بتخانہ تعمیر کیا۔ نماز و اذان کے وقت سنکہ و گھنٹا بجاتے تھے۔ اور موذن کو ایذا پہنچاتے تھے۔ کفار روز بروز زیادتی کرتے جاتے تھے۔ جو بہار وغیرہ اہل اسلام کے طرف کچھ توجہ نہین کرتے تھے۔ آخر آپنے مریدین مسلمین کی جماعت ہمراہ لیکر بت خانہ پر حملہ کیا۔ بت خانہ کو توڑ کے نیست و نابود فرمایا فریقین مین جنگ ہوا۔ طرفین کے آدمی مقتول و مجروح ہوئے۔ مسلمان غالب و ہنود مغلوب۔ اور احمد شاہ بادشاہ اس خبر کے سننے سے بہت خوش ہوا۔ آپکے لئے خلعت خاص و مادۂ فیل روانہ کیا۔ آپ صاحب التصانیف تھے۔ آپکی تصنیفات سے رسالہ فضیلت عالم۔ و رسالہ میزان الساعہ و تفصیل الفصول و رسالۂ قہوہ وغیرہ ہین۔ آپ لاولد تھے موضع بیاپچہ تعلقہ احمد آباد بموجب فرمان محمد شاہ و موضع ناویج جاگیر مدد معاش تھی۔ آخر آپنے ۱۲ ماہ ذیقعدہ ۱۱۶۵ ؁ گیارہ سو پینسٹھ ہجری مین رحلت کی۔ والد ماجد کے قبر کے قریب مدفون ہوئے۔ مدفن احمد آباد گجرات

شیخ محمود المعروف شیخ راجن

شیخ محمود نام شیخ راجن عرف ہے۔ آپ علیم الدین چشتی فاروقی کے صاحبزادے ہین۔ آپ نے عالم جوانی مین علوم و فنون کی تحصیل کے بعد

والد ماجد سے بیعت کی اور خلافت کا خرقہ لیا۔ اور سہروردیہ طریقہ مین شیخ قاون سے۔ طریقہ چشتیہ مین شیخ احمد کہتو سے خلافت پائی۔ اور نعمت حاصل کی۔ شیخ عزیز اللہ متوکل علی اللہ سے بھی استفادہ کیا۔ غرض آپ عرفا و فقرا سے ملتے رہتے تھے۔ اور ہر ایک کی صحبت سے مستفید ہوتے تھے متقی و پرہیزگار و عابد و تہجد گذار تھے۔ دین و اسلام کے حامی و مددگار تھے۔ اہل اسلام کے ساتھ ہمدردی و مساعدت جان و مال سے کرتے تھے۔ اور اہل اصنام کے ساتھ بھی بلحاظ تالیف قلوب وحسن سلوک فرماتے تھے۔ آپ کی ارادت کا سلسلہ مخدوم خواجہ نصیر الدین چراغ دہلی سے پہنچتا ہے۔ اور نسب کا سلسلہ حضرت امیر المومنین عمر بن الخطاب سے منتہی ہوتا ہے۔ آپنے شیخ عزیز اللہ متوکل علی اللہ کی دختر ملک بی بی سے شرعی طور سے شادی کی وہ بی بی عابدہ زاہدہ عالمہ فاضلہ تھی۔ اوس کے بطن سے شیخ جمال الدین عرف جمن پیدا ہوے آپ گجرات مین معزز و مکرم تھے۔ مشایخ و علما آپ کی تعظیم و توقیر کرتے تھے فرادیس فرخ شاہی کے مولف نے آپ کے فرزند شیخ جمن کی زبانی نقل کیا کہ آپ جب ابوالفتح قریشی کی مجلس مین جاتے تھے تب شیخ تعظیماً قیام فرماتے تھے۔ اور کہتے کہ آپ اوس بزرگ کی اولاد ہین جسکی دستار کو دیکھکے مخدوم چراغ دہلی تعظیماً کھڑے ہوتے تھے۔ یعنے حضرت

چراغ دہلوی مولانا کمال الدین علامہ کی بڑی تعظیم فرماتے تھے۔ آخر آپنے بقول مخبر الاولیا ۲۲ ماہ صفر ۹۰۰ھ نوسو ہجری مین اس دار فانی سے بہشت برین کو رحلت کی اولاً احمد آباد گجرات مین خان اعظم کے حوض کے کنارے دفن کئے گئے۔ چند روز کے بعد آپکے فرزند شیخ جمن نے وہان سے منتقل کر کے پٹن مین سراج الاولیا کے روضہ مین دفن کیا۔ یزار و یتوسل

محمد پیر جاپانیری شطاری

محمد پیر نام۔ آپ کا اصلی وطن و مولد بلدۂ جاپانیر گجرات ہے۔ آپ شیخ جلال الدین بن شیخ جعفر چشتی کے صاحبزادہ ہین۔ اور شیخ محمد غوث گوالیری کے مرید و خلیفہ۔ آپ شیخ کے مرید ہونیسے پہلے حرمین شریفین گئے۔ حج و زیارت سے فارغ ہو کے عرب کے مشایخ و شرفا سے استفادہ کیا۔ آپکے والد ماجد و جد امجد نے وصیت کی تھی کہ ہمیشہ با وضو قرآن کی تلاوت کیا کرو۔ کلام کی برکت سے فائز المرام ہونگے۔ آپ وصیت کے موافق ہمیشہ قرآن کی تلاوت فرماتے تھے۔ تلاوت کی مداومت سے آپکا دل آئینہ کی طرح روشن ہوا۔ آپ روشن ضمیر ہوئے۔ آپ نے حرمین شریفین سے مراجعت کی وطن مالوفہ پہنچے۔ عبادت و ریاضت مین تھے کہ انہین ایام مین شیخ محمد غوث گوالیری جاپانیر مین رونق افزا

ہوئے۔ آپ بیعت و خلافت سے مشرف ہوئے اور پیر کے ہمراہ احمد آباد
گجرات مین آئے۔ اور یہان سکونت پذیر ہوئے۔ اور کسی بزرگ کی
دختر صالحہ سے عقد بھی کرلیا۔ صاحب کشف و کرامات تھے۔ ہدایت
تلقین مین تیز و چالاک تھے شیخ فتح اللہ بن محمود کشمیری آپکا مرید رشید
تھا۔ اوس نے ایک رسالہ آپکے مناقب مین لکھا۔ اوسمین آپکے خوارق
و ملفوظات جمع کئے ہین۔ آخر آپنے سنہ ہجری مین رحلت کی۔
احمد آباد مین مدفون ہوئے شیخ سیف اللہ آپکی اولاد مین کاملین سے تھے

مولانا سید مبین اللہ بن مولانا سید عنایت اللہ بالاپوری

آپ مولانا سید عنایت اللہ کے تیسرے صاحبزادے ہین۔ آپ کی
ولادت با سعادت ۱۰۸۵ھ ایکہزار پچاسی ہجری مین بمقام بالاپور برار
واقع ہوئی نشو و نما کے بعد والد ماجد کی خدمت مین تعلیم و تربیت پائی
ایام طفلگی مین آپکے چہرہ سے بزرگی و سعادت کے آثار پیدا و حرکات
سکنات سے پارسائی و سیادت کے اطوار ہویدا تھے۔ آپ علوم
باطنی کے اکتساب مین مشقت تامہ اور عبادت و ریاضیت مین محنت
شاقہ فرماتے تھے۔ آپ زہد و تقوی مین فرید۔ درویشی و فقیری مین وحید
تھے۔ والد ماجد کے مرید و خلیفہ ہوئے۔ اور برادر بزرگ سے بھی

استفادہ کیا۔ برادر کلان کے انتقال کے بعد ۱۱۱۹ھ گیارہ سو انیس ہجری

مین ہند کا سفر اختیار کیا۔ دہلی مین پہنچے۔ وہان بارہ برس تک رہے

علماء عظام و مشایخ کرام سے ملے۔ ہر ایک کی خدمت سے مستفید

ہوئے۔ علی الخصوص میان محمد صدیق برادر حضرت خواجہ محمد نقشبندی کی

خدمت مین رہے۔ فیض باطنی سے کامل حصہ پایا۔ دلی مین مشاہیر علما

و مشایخ صلحا سے شمار کئے جاتے تھے۔ اکثر شاہزادے و امرا آپ سے

حسن عقیدت رکھتے تھے۔ شاہ عالم بہادر شاہ نے موضع سراڈہوند متعلقہ

ملکاپور برار جاگیر مدد معاش عطا کیا تہا اور جہان دار شاہ بھی آپ سے ارادت

و عقیدت رکھتا تہا۔ اور آپکو وطن مالوفہ کی مراجعت سے روکتا تہا جب

جہان دار شاہ و فرخ سیر مین مخالفت واقع ہوئی۔ طرفین سے جنگ کا سامان

مہیا ہوا۔ جہان دار شاہ نے چار مشایخ کرام سے اعانت کی درخواست کی

تین مشایخ نے فتح کی بشارت دی۔ چہارم آپ تھے۔ آپ سے بھی

درخواست کی کہ آپ عین معرکہ مین فیل سوار ہمرکاب رہین۔ تاکہ آپ کی

حمایت و توجہ سے کامیابی و فیروزی حاصل ہو جائے۔ آپنے فرمایا یہ امر

فقرا کی شان کے لایق نہین ہے کہ جنگ مین شریک ہون۔ آپ جنگ

کیجیے اور یہ دعا پڑہیے۔ اَللّٰھُمَّ یُفَصِّلُ مُفَصِّلٌ وَاللّٰہُ خَیْرُ الْفَاصِلِیْنَ

عنایت الٰہی کے تکلہ مین مولوی خلیل اللہ لکھتے ہین کہ جہاندار شاہ نے

چار بزرگان کرام سے استعانت کی تین نے فتح کی بشارت دی اورچہارم آپ خاموش تھے۔ آپ سے دریافت کیا کہ تین بزرگ کامیابی کی بشارت دیتے ہین اور آپ کچھہ نہین فرماتے آپ نے فرمایا کہ وہ بزرگ صفا باطن ہین اور فقیر کا قلب زنگ آلودہ ہے۔ کچھہ معلوم نہین ہوتا جہاندار شاہ جواب سنکے خاموش ہوا۔ آخر جہاندار شاہ و فرخ سیر مین سخت جنگ ہوا جہاندار شاہ مقتول اور فرخ سیر مظفر و منصور ہوا۔ فرخ سیر نے جلوس کے بعد حکم دیا کہ جو فقرا جہاندار شاہ کے معتقد علیہ تھے اونکو حاضر کرو شاہ قدرت اللہ شاہجہان آبادی ماخوذ ہوکے مقتول ہوا۔ اور میر علی اکبر برہان پوری۔ اور دوسرے ایک بزرگ فرار ہوئے۔ چوتھے آپ دربار مین حاضر کئے گئے۔ فرخ سیر نے آپکو زبان مبارک سے فرمایا کہ مین آپکے حال سے واقف ہون آپنے کچھہ نہین کہا۔ نہ دعا سے تائید کی اوسیوقت صدر الصدور پر حکم نافذ صادر ہوا کہ آپکو موضع سراڈھونڈ کی سند مطابق شاہ عالم بہادر شاہ کے دیجائے۔ اور انعام مدد معاش برابر جاری کیا جائے۔ آپنے ۱۱۳۱ھ گیارہ اکتیس ہجری مین جدید سند حاصل کرکے وطن مالوفہ مراجعت کی۔ اعزہ واقارب سے ملے تمام آپکی تشریف آوری سے خوش ہوئے۔ اور خانقاہ کو رونق تازہ حاصل ہوئی۔ آپ قانع و متوکل و محتاط تھے۔ صدق مقال واکل حلال و

پسندیدہ خصائل سے موصوف تھے۔ تا بہ زندگی عطیہ بادشاہی پر قانع رہے
کسی سے ہدیہ و تحفہ قبول نہین فرماتے تھے۔ عالم تجرید مین زندگی بسر کی۔ ہرچند کہ
اعزہ و اقارب شادی کے معاملہ مین اصرار کرتے رہے۔ ہمیشہ عبادت
و ریاضت مین مصروف رہتے تھے۔ عبادت خانہ مین دروازہ بند کرکے
بیٹھتے تھے۔ اہل دنیا سے بہت کم ملتے تھے۔ مسجد مین جماعت تیار
ہونیکے بعد حجرہ سے برآمد ہوتے تھے۔ سلام سے فارغ ہوتے ہی فی الفور
حجرہ مین داخل ہوتے تھے۔ کبھی کبھی تنہا پیادہ پا صحرا مین طواف کرتے
تھے۔ امرا کی دعوت مین شریک نہین ہوتے تھے۔ مگر غربا و فقرا کے
گھر خوشی سے جاتے تھے اور فقرا و غربا کے ساتھہ ہمدردی و مساعدت
فرماتے تھے۔ آخر مرض الموت مین مبتلا ہوئے۔ اوسکے چند روز بعد
ماہ رمضان شروع ہوا۔ آپنے اعزہ و اقارب کو بلایا اور ہر ایک سے معافی
چاہی۔ مریض تھے مگر کسی کو آپکی رحلت کا گمان نہین تہا۔ روزے برابر
رکھتے تھے۔ اور ہر روز فقرا کو طعام کفارہ بہی تقسیم کرتے تھے۔ اور افطار
مع تین چار فقرا فرماتے تھے۔ اور افطار کے بعد فقرا کو کھانیمین شریک
کرتے تھے۔ یہ امر آپکے خلاف عادت تہا۔ اسلیئے کہ مدۃ العمر کسی کے
ساتھہ ہم طعام نہین ہوتے تھے۔ رحلت سے قبل تجہیز و تکفین کا تمام
سامان مہیا کیا اور قرض کے بارہ مین برادر مولوی سید امام الدین کو وصیت کی

کہ جاگیر کے محاصل سے ادا کرنا۔ اور بھی چند امور کی ہدایت کی۔ آخر شب پنجشنبہ چوبیس ۲۴ تاریخ ماہ رمضان ۱۱۵۸ھ گیارہ سو اٹھاون ہجری مین دار فنا سے عالم بقا کو روانہ ہوئے۔ والد ماجد کی قبر کے متصل بالا پور مین دفن کئے گئے۔ آپکی عمر چہتر سالہ تھی۔ گندم رنگ قصیر القامت تھے۔ فاضل علامی میر غلام علی ازاد بلگرامی نے تاریخ لکھی۔ ؎

بہین اللہ شمع بزم عرفان	سیادت مرتبت قطب زمانی
خرد تاریخ فوتش کرد انشا	امام الاتقیا جنت مکانی

مولوی سید محی الدین ابو البقا بن مولانا سید معصوم اول عفا اللہی بالاپوری

آپ مولانا سید معصوم نقشبندی بالاپوری کے صاحبزادے ہین۔ آپکا تولد ۱۱۵۰ھ گیارہ سو پچاس ہجری مین مقام بالا پور برار مین ہوا اور اسی سال مین مولوی سید ظہیر الدین مرحوم کے روضہ و مسجد کی تعمیر ختم ہوئی۔ مولانا سید امام الدین برادر مولوی سید معصوم مولود مسعود سے بہت محبت رکہتے تھے بجائے فرزند سمجھتے تھے۔ نشو و نما کے بعد آپنے برادرزادہ کی تعلیم و تربیت کی۔ آپنے کتب درسیہ عربیہ عم بزرگوار سے ختم کین ۱۱۷۳ھ گیارہ سو تہتر ہجری مین مولانا قمر الدین صاحب کی دختر بزرگ سیدۃ النسا بیگم سے منسوب ہوئے۔ شرعی طور سے شادی ہوئی۔ آپ کو سیدہ سے ۱۱۷۴ھ گیارہ سو چوہتر

ہجری مین ایک لڑکا پیدا ہوا۔ تولد کے ایام مین مولوی محمدؐ امین نے خواب دیکھا کہ حضرت خواجہ باقی باللہ حضرت مولوی قمرالدین کے گہر مین رونق افزا ہین۔ صبح مولوی نے حضرت سے خواب کا واقعہ بیان کیا۔ آپ نے اوسکی تعبیر کہی کہ میری دختر نیک اختر کو فرزند نرینہ پیدا ہوگا۔ بنائر علیہ لڑکے کا نام باقی باللہ رکہا۔ اور اوسی سال حضرت مولوی قمرالدین صاحب حرمین شریفین حج وزیارت کے لئے روانہ ہوئے۔ اس لئے باقی باللہ کا عرف حاجی صاحب تہا۔ عین عالم شباب اٹہارہ برس کی عمر مین عارضہ چیچک سے فوت ہوا۔ متوفی ذہین وفہیم وہونہار تہا۔ یہ واقعہ ماہ ربیع الاول ۱۱۹۲ھ گیارہ سو بیانوے ہجری مین ہوا۔ اور آپ کو سیدہ کے بطن سے ایک لڑکی بہی تہی وہ سید فخرالدین علیخان بن میر نظیر خان سے منسوب تہی۔ والدین کی حیات مین لاولد فوت ہوئی۔ والدین کو اولاد کا سخت کوفت ورنج تہا۔ آخر ۱۲۱۲ھ بارہ سو بارہ ہجری مین سیدہ فوت ہوئین۔ بعدازان بارہوین ماہ ذیحجہ ۱۲۲۶ھ بارہ سو چہبیس ہجری مین آپ بہی اس جہان سے بہشت برین روانہ ہوئے حضرت مولوی ظہیرالدین کے روضہ کے اطراف مین مدفون ہوئے۔ مدفن بالاپور برار۔ آپ علم وادب مین لائق ومعارف حقائق مین فائق تہے نیاز رکن

مولانا مجدالدین المدعو شاہ محمد معصوم نقشبندی بالاپوری

آپ مولانا محب اللہ کے تیسرے صاحبزادے ہین۔ آپکی ولادت سنہ ۱۰۱۶ھ ایکہزار سولہ ہجری مین بالاپور برارمین ہوئی۔ اور جدامجد شاہ عنایت اللہ نے مولود کے کان مین اذان دی اور ایک خرما اپنے منہ مین چابکے آپکے منہ مین دیا۔ وخرقہ عنایت کیا۔ اور سید معصوم نام رکہا۔ حضرت جدامجد کی برکت سے پیدا ہوتے ہی آپکے چہرہ سے بزرگی ومشیخت کے آثار نمود تھے۔ آپ ایک روز ایام شیرخوارگی مین والد کے آغوش مین تھے۔ حضرت نے اتفاقاً والد کے سر سے کلاہ مبارک اوٹہلکے اپنے سرپر رکہی۔ اوسوقت آپکے والد نے فرمایا کہ معصوم نے اشارۂ غیبی سے ہم سے اپنی امانت لی۔ آپکے والدۂ ماجدہ نے کلاہ مبارک کو حضرت سے لیکے احتیاط سے رکہا۔ آپکو ایام بلوغ کے وقت مرحمت کیا وہ تبرکاً مولوی معصوم مثنیٰ کے زمانہ تک موجود تھی۔ آپ نے نشو ونما کے بعد برادر بزرگ مولانا ظہیرالدین سے کتب درسیہ تمام کین اور علم باطنی مین بھی مولانا سے فیض پایا۔ اور بہائی کے مرید وخلیفہ ہوئے اور ورود غیبی وغیرہ ادعیات ماثورہ کی سند واجازت بہی مولانا سے حاصل کی اور سنہ ۱۰۲۹ھ ہجری مین مولانا کے ہمراہ حرمین شریفین گئے۔ حج وزیارت سے مشرف ہوئے۔ حج وزیارت کے وقت آپکی والدہ صاحبہ سخت بیمار تہین آپنے والدہ صاحبہ کو اپنی پشت پر سوار کرکے ارکان حج وزیارت وطواف

ادا کئیے۔ اور ناز کرتے تھے اور فرماتے تھے۔ حجاج مین ہر ایک ایک حج
ادا کرتا ہے اور مین دو حج کرتا ہون ایک کعبہ سر پر اوٹھا کے دوسرے
کعبہ کا طواف ادا کرتا ہون۔ آپ حرمین شریفین مین اکثر مشائخ کرام و شرفا عظام
سے فیضیاب ہوئے ہین۔ مجاورین حرمین آپکی تعظیم کرتے تھے۔ ایکروز
آپ اور آپکے بہائی سید امام الدین ام المومنین زوجہ سید المرسلین خدیجہ رضا الکبریٰ
کی زیارت کو گئیے۔ دہان مجاورین اول زائرین کی سیادت دریافت
کرکے روضہ مقدسہ مین جانیکی اجازت دیتے ہین بدون تحقیق اندر
جانیکی اجازت نہین دیتے۔ آپ دونو بہائی باہر آس و یاس کے ساتھ
اس انتظار و تردد مین قیام پذیر ہوئے۔ اسی اثنا مین ایک زن حبشیہ
مجذوبہ نے مسکرا کے آپسے فرمایا جدۂ ماجدہ کی زیارت کو کیون نہین
جاتے ہو۔ پہر آپ اندر گئیے۔ فاتحہ و زیارت سے فارغ ہوکر برآمد ہوے
مولانا سید امام الدین و مولانا سید معصوم صاحب ترجمہ باہم دونو بہائیون
مین نہایت محبت و اتفاق تہا۔ بظاہر دو جسم عنصری تھے۔ لیکن باطن مین
ایک ہی تھے۔ چنانچہ ایکوقت سرمست خان بالاپوری آیا اوسوقت
آپکے برادر معظم سید امام الدین جناب مولوی سید قمر الدین صاحب کی ملاقات
کو گئیے تھے۔ اور آپ خانقاہ مین موجود تھے۔ سرمست خان نے خیال کیا
کہ خانقاہ خالی ہوگا۔ خادم کو بہیجا کہ خانقاہ مین جا۔ اور تسلیم کرکے آ خادم

جب خانقاہ مین آیا۔ دیکھا کہ آپ رونق افزا ہین۔ فی الفور خانصاحب کو خبر دی کہ چھوٹے حضرت موجود ہین خان موصوف فی الفور خانقاہ مین آیا ملازمت سے مشرف ہوا اور معذرت کی کہ مجھکو معلوم نہین تھا کہ آپ یہان موجود ہین۔ مابہ الامتیاز نہین۔ یہ آپ کا اور سید امام الدین کا کمال تھا کہ مریدین دونوکو برابر سمجھتے تھے۔ فقیر مولف عرض کرتا ہے کہ فی زماننا دو بھائی باہم معاش و خلافت کے بابت خصومت و خلاف کرتے ہین۔ اور ایک دوسرے کی شکایت مین زبان درازی کرتا ہے۔ اللھم احفظنا من بلاء الدنیا واغفرلی ولھم۔ آپ فن سپاہگری مین اوستاد تھے۔ گھوڑیکی سواری مین چابک سوار اور تیر اندازی مین یگانہ روزگار تھے۔ شمشیر بازی وفن کشتی مین مشہور تھے۔ اور فن بنوٹ کے بھی اصول و قواعد سے علماً و عملاً واقف و ماہر تھے۔ باوجود کمالات گوشہ نشین و قانع و متوکل صابر و شاکر و ذاکر و شاغل تھے۔ آپ سنہ ۱۱۵۰ھ گیارہ سو اوپچاس ہجری مین عم بزرگوار مولانا سید منیب اللہ کے مرید و خلیفہ ہوئے۔ چار طرق یعنے نقشبندیہ و قادریہ و چشتیہ و سہروردیہ مین خلافت پائی۔ مولانا نے عمامہ و قباے خاص عطا کی۔ آپ فنا فی الشیخ تھے۔ مرشد کی بڑی تعظیم و تکریم کرتے تھے۔ آپ باوجود خلافت و اجازت کسیکو مرید نہین فرماتے تھے۔ آپکے بنی عم مولوی شمس الدین نے اسبات کا اصرار کیا کہ چند

فیض کو جاری کرنا چاہیئے ۔ آخر ۱۱۷۰ھ گیارہ سو ستر ہجری مین مولانا
قمر الدین صاحب اورنگ آباد سے بالاپور مین آئے آپ کو فرمایا کہ
پیری مریدی کا سلسلہ جاری کرو خلائق کو فیض نعمت سے محروم نہین کرنا
چاہیئے ۔ آپنے دونون اعمام کی ترغیب وتحریک سے ہدایت وارشاد
کے چشمہ کو جاری کیا ۔ خلایق کے قلوب کو آب رحمت وفیض سے سیراب
فرمایا ۔ آپکی گذر اوقات کا مدار توکل وقناعت پر تھا ۔ مدۃ العمر آپ قناعت
وتوکل کے میدان مین ثابت قدم رہے ۔ کبھی آپکے عزم واستقلال
مین لغزش نہین واقع ہوئی ۔ ایک رات آپنے عالم خواب مین حضرت
رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ۔ حضرت نے آپکو دو قرص نان
عنایت کئے ۔ آپ خواب سے بیدار ہوئے ۔ اس خواب کی تعبیر کے
منتظر تھے کہ غیب سے کیا کشایش ہوتی ہے ۔ چند روز کے بعد دوگانون
ایک موضع رسول پور پرگنہ نادورہ اور دوسرا موضع پلسی سرکار عالی
نظام الملک آصفجاہ ثانی سے جاگیر التمغا مقرر ہوئے ۔ آپ نے فرمایا کہ
یہ دو گانون ملنے کی کیفیت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دو قرص کی
تعبیر ہے ۔ مولوی خلیل اللہ صاحب مرحوم نے عنایت الٰہی کے تکملہ مین
لکھا کہ مولانا شمس الدین اورنگ آباد مین رکن الدولہ سید لشکر خان سے
ملے اور اپنے بزرگان سلف کے حالات وپس ماندگان خلف کے

واقعات سنائے ۔ اور ظاہر کیا کہ متقدین امرا ہمارے بزرگون کو وظائف مقرر کرکے اسناد مزین بمواہیر سرکار عالی حضرات کی خدمات مین بھیجتے تھے ۔ ہمارے حضرات توکل علی اللہ پر اعتماد کامل کرکے قبول نہین فرماتے تھے اور اسناد کو مسترد کرتے تھے ۔ چند نظائر بھی پیش کئے ۔ اور کہا فی الحال اوسی خاندان مین میرے بھائی سید معصوم صاحب قدس سرہٗ بالاپور کی خانقاہ مین سکونت پذیر ہین ۔ بزرگان سلف کے طریقہ پر ثابت قدم و راسخ دم ہین ۔ اور خلایق کی ہدایت و تلقین مین مشغول و مصروف ہین ۔ بسبب کثرت متعلقین و تابعین تکلیف اٹھاتے ہیں اسبات کی تصدیق کے لئے شاہ محمود و محمد مراد خان بہادر گواہ صادق القول موجود ہین ۔ دو نوا میر دربار مین حاضر تھے دونون نے تصدیق و تائید کی ۔ اگر کوئی موضع جاگیر عطا ہو تو باعث مثوبات آخروی و مرضیات الٰہی سے ہوگا ۔ آپ عرضداشت پیش کرکے دربار سے دولت خانہ کو آئے ۔ نواب نے درخواست خوشی سے لی اور تسلی دی ۔ پھر آپ کے بھائی مولانا شمس الدین شاہ محمود سے ملے اور اون سے یہ تمام ماجرا بیان کیا ۔ شاہ موصوف نے بھی تائید و ترغیب کی نواب نے موضع رسول پور پرگنہ ناوڈرہ بصیغۂ جاگیر عطا کیا اور حسب ضابطہ جاگیر کی سند سنہ ۱۱۶۶ گیارہ سو چھیاسٹھہ ہجری مین عنایت کی ۔ اور سنہ ۱۱۶۷ گیارہ سو سٹرسٹھہ ہجری مین دوسرا موضع پلسی مرحمت ہوا ۔ اور اس موضع کی سند بذریعہ نواب غلام نبی خان

مخاطب یمین الدولہ شاہ سوار جنگ ملی ۔ یہ دوگانون کا ملنا خواب کی تعبیر سے ہے. بعد ازان نظام الدولہ آصف جاہ ثانی کے زمانہ مین دونو مواضع کی تجدید سند ہوئی ۔ موضع یلیسی کی سند سنہ ۱۱۸۰ھ گیارہ سو اسی ہجری مین بواسطہ نواب صمصام الملک دیوان دکن اور موضع رسول پور کی سند بذریعہ واحد علیخان بہادر حاصل ہوئی ۔ اور محمد مراد خان کے ذریعہ سے ایک روپیہ روزینہ موضع ٹانگلی برار سے مقرر ہوا ۔ رکن الدولہ میر موسیٰ خان وزیر دکن کے زمانہ حیات تک رہا پھر موقوف ہو گیا اور موضع نوباغ ضلع بالاپور بھی شاہ سوار جنگ کے توسل سے خانقاہ کے لئے مقرر ہوا ۔ بعد ازان وقتاً فوقتاً سرکار عالی نظام کے طرف سے اس خاندان کے ساتھ حسن سلوک ہوتا رہا ۔ اور سرکار اس خاندان کے بزرگون کا اعزاز و اکرام کرتی رہی اور ابتک کرتی ہے ۔ خدا ریاست کو قائم دائم رکھے سنہ ۱۱۸۳ھ گیارہ سو تراسی ہجری مین بالاپور کی ندی مین طغیانی ہوئی شہر مین تمام پانی بھر گیا ۔ جامع مسجد کے چھت تک اور قلعہ کے اندرونی دروازہ تک پہنچ گیا تھا ۔ اور آپکی خانقاہ ندی کے قریب نشیب مین تھی ۔ مریدین نے آپکو کہا کہ خانقاہ سے نکلنا چاہئیے ۔ کسی بلند مقام مین محفوظ ہونا چاہئیے ۔ آپ نے فرمایا ہمارے لئے خدا کی حفاظت کافی ہے ۔ خانقاہ سے باہر قدم نہین رکھا پانی مسجد کے طاق و دیوانخانہ کے زینہ تک پہنچ گیا تھا ۔ آپنے کچھہ پروا نہین کی ۔ بلکہ

اطمینان سے وضو کرکے تعویذات لکھے اور دریا مین ڈالے دریا کی طغیانی کم ہوئی. خانقاہ کی عمارات منہدم ہوئین مگر بزرگان سلف کے مزار بجنسہ قائم رہے اور مزارات گلی تھے اون مین کسی قسم کی شکست و ریخت نہین ہوئی۔ یہ امر بزرگون کے تصرف سے تہا۔ آپ چند روز کیلئے جناب مولانا قمرالدین کی ملاقات کیلئے اورنگ آباد مین رونق افزا ہوئے برادر معظم و برادر زادگان مکرم بہت خوش ہوئے۔ مولانا قمرالدین نے بھی آپکی بڑی تعظیم و توقیر کی۔ اوس زمانہ مین باہم برادرون و غیر برادرون مین باہم اتحاد و محبت اس قسم کی ہوتی تھی کہ دوئی کا مضمون معدوم محض معلوم ہوتا تھا۔ فی زماننا اوسکے خلاف اتحاد و محبت مفقود و معدوم ہے آپنے چند روز کے بعد وطن مالوفہ مین معاودت کی پھر آپکو لقوے کا مرض عارض ہوا اوسوقت مولانا قمرالدین نے اورنگ آباد سے لکھا کہ آپ یہان آئیے۔ یہان اطبا لائق موجود ہین معالجہ عمدہ طرح سے ہوگا اگر آپ نہ آئینگے تو مین خود آکے آپ کو لاؤنگا۔ آپ نے جواب مین لکھا اسوقت بیماری کا عارض ہونا موت کا پیغام ہے ایسے وقت مین بزرگون سے دور ہونا مناسب نہین۔ لیکن آپکے حکم کی بہی تعمیل ضرور ہے اگر آپکی خدمت مین پہنچنے تک موت مہلت دیگی تو آپکے حضور مین تصدق ہونگا۔ اور اگر راہ مین لاحق ہوگی تو سخت مشکل ہوگی۔ خط لکھنے کے بعد

دوسرے دن آپنے اورنگ آباد کی تیاری کی اور میر محمد صالح مریدین کو
رفاقت کے لئے فرمایا۔ رات کو خواب مین حضرت خواجہ عبداللہ احرار کو
دیکھا خواجہ نے فرمایا کہ خواجگان کا ختم پڑہ تجھکو صحت ہوگی۔ صبح آپنے
میر محمد صالح وغیرہ سے فرمایا۔ اب مجھکو ضرور صحت ہو گی۔ اب ہمراہ چلئے یا نہ چلئے
آپ مع میر محمد صالح دوبارہ اورنگ آباد مین آئے۔ معالجہ کیا صحت ہوئی
صحت کے بعد وطن مالوفہ مین آئے۔ آپ تمام اعزہ و اقارب کے ساتھ
حسن سلوک فرماتے تھے۔ کبھی برادران و بنی اعمام سے خلاف و
تنازع نہین کیا پھر چند مدت کے بعد مولانا قمر الدین صاحب بالاپور مین
آئے یکایک بیمار ہوئے۔ چاہا کہ رخصت لیکے مراجعت کرین مگر آپنے
یعنے مولانا سید معصوم نے رخصت نہین کیا۔ مولانا نے ارادہ کیا
اصرار کرکے رخصت لونگا۔ رات کو مرشد کو خواب مین دیکھا کہ وہ فرماتے
ہین کہ سید معصوم کی اجازت بغیر نہین جانا چاہیے۔ پھر آپنے پندرہ روز
قیام کیا۔ آخر بعض کی تحریک سے آپنے مولانا قمر الدین کو رخصت کیا
مولانا اورنگ آباد گئے۔ یہان آپ پھی بیمار ہوئے۔ مولانا نے اورنگ آباد
سے آپکو لکھا کہ آپ یہان تشریف لائے ہین آپکا منصب معصومی لونگا
آپکو تو منصب منیب الٰہی حاصل ہے۔ گویا ہم باہم مکافات و معاوضہ
کرینگے۔ اور آپ کی اور ہماری یہ آخری ملاقات ہے۔ آپ

روانہ ہونے کی تجویز کرنے لگے ۔ اہتمام وسامان مین چند مہینے گذر گئے
آخر مولانا قمرالدین نے ۱۱۹۳ھ گیارہ سو ترانوے ہجری مین آپ کے
انتظار مین رحلت کی ۔ بالاپور مین آپکو رحلت کی خبر معلوم ہوئی سخت افسوس
کیا ۔ پھر برادرزادونکے تعزیت اور مرحوم کی زیارت کے لئے بالاپور سے
روانہ ہوئے ۔ وہان پہنچ کے مولانا نورالہدیٰ و نورالعلی و نورالمصطفےٰ
وغیرہ متعلقین کو تسلی و دلاسا دیا ۔ مولانا نورالہدیٰ فرماتے تھے کہ مین نے
آپکے داخل ہونیکے قبل رات کو والدماجد کو خواب مین دیکھا خندان
رو وخوش تھے ۔ خوشی کا سبب دریافت کیا فرمایا معصوم بھائی کی تشریف
آوری سے خوش ہوتا ہون ۔ تعزیت کے بعد وطن مالوفہ مین آئے
بدستور ہدایت وارشاد مین مصروف ہوئے ۔ آخر آپکو ماہ رجب کی
بائیسوین تاریخ روز دوشنبہ سخت بخار عارض ہوا ۔ روز بروز شدت
بڑھنے لگی ۔ آپ بروز چارشنبہ روضہ کلان مین گئے اور پھراک مزار پر
فاتحہ پڑھی اور مکان پر آئے ۔ اس بیماری مین مسجد مین جاکے جماعت
سے نماز اداکرتے رہے ۔ پنجشنبہ کی عشا تک برابر یہی حالت رہی
پھر آپ طاقت سے طاق ہوئے ۔ جمعہ کے دن پانچون وقت کی
نماز ین بستر پر اداکین شب شنبہ تہجد کی نماز کا ارادہ کیا اور وضو کیلئے
پانی مانگا ۔ خادمین نے عرض کیا ابھی تہجد کا وقت نہین ہوا ۔ آپنے

اصرار کرکے پانی منگوایا۔ اور وضو کیا اور قبلہ کے طرف متوجہ ہوئے لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہکے جان بحق و واصل رب المطلق ہوئے۔ یہ واقعہ شب شنبہ ۲۶ تاریخ ماہ رجب ۱۱۹۸؁ھ گیارہ سو اٹھیا نوے ہجری مین واقع ہوا۔ عمر آپکی اٹھیاسی سال کی تھی اور مدت خلافت وسجادگی اکتیس سال۔ مولوی شاہ امام الدین مرحوم کی قبر کے متصل بالاپور مین مدفون ہوئے۔ محمد انور سندھی نے قبر کی تعمیر کی۔ مرحوم کی رحلت کی تاریخ مولانا فاضل علامی میر غلام علی آزاد بلگرامی نے لکھی لوح مزار پر کندہ ہے

مَاتَ رُکْنُ الْمَشَائِخِ الْمَعْصُومِ	خَیْرُ اَوْلَادِ اَفْضَلُ الشُّفَعَا
قَالَ آزَادُ عَامَ رِحْلَتِہٖ	مَسْکَنُ الْخُلْدِ زُبْدَۃُ الْعُرَفَا

۱۱۹۸؁ھ

آپ کی اولادین

^۱ مولوی سید محی الدین ابو البقا۔ ^۲ مولوی سید مجاہد الدین۔ ^۳ مولوی سید شرف الدین ابو الوفا۔ داماد مولانا قمر الدین۔ ^۴ مولوی سید کلیم اللہ داماد مولانا قمر الدین

آپکے خلفا

^۱ شاہ غریب عالم۔ ^۲ شاہ برہان اللہ عرف بدھو میان ایلچپوری ^۳ شیخ عبد اللہ برادر برہان اللہ ^۴ سید شاہ میران بن مولوی سید شمس الدین مرحوم

مولانا محب اللہ بن سید عنایت اللہ بالاپوری

آپ مولانا سید عنایت اللہ بالاپوری کے بزرگ صاحبزادے ہین سادات خجند سے ہین۔ آپکے اجداد خجند سے ہند مین آئے اور امن آباد لاہور مین سکونت پذیر ہوئے۔ آپکے والد ماجد ہند سے بالاپور مین رونق افزا ہوئے۔ اور شیخ مظفر صوفی نقشبندی برہان پوری کی خدمت مین بعیت وخلافت سے مستفید ہوئے۔ تمام عیال و اطفال بھی ہمراہ تھے۔ عنایت الٰہی کے مولف نے لکھا کہ آپکی ولادت باسعادت برہان پور مین ۱۱۷۶ھ گیارہ سو چھہتر ہجری مین واقع ہوئی شیخ صوفی ممدوح نے آپکے کان مین اذان دی اور محب اللہ نام رکھا۔ آپکے والد ماجد برہانپور سے بالاپور آئے۔ آپ کا نشو و نما بالاپور مین ہوا۔ آپنے اولاً قرآن شریف عم بزرگوار مولانا محمد سعید سے ختم کیا۔ ثانیاً قرأت کے قواعد کو بھی مولانا سے حاصل کیا۔ قاری خوش الحان تھے۔ قرآن کو نہایت خوبی کے ساتھہ پڑھتے تھے۔ مد و تشدید و مخارج حروف کو عمدہ طرح سے ادا کرتے تھے۔ سامعین کو لطف وحظ حاصل ہوتا تھا اور قاضی سیف اللہ بالاپوری سے حسن خط اخذ کیا خوش خطی مین استاد ہوئے۔ پھر آپکے والد ماجد شیخ صوفی کی خدمت مین دوبارہ

بالاپور سے برہان پور آئے۔ آپکو بھی ہمراہ لائے۔ آپکے والد ماجد اُن
شیخ کے حلقہ توجہ مین آپکو بھی ہمراہ لیجاتے تھے۔ آپ شیخ کے فیضان
نعمت سے بہرہ یاب ہوتے تھے۔ آپنے والد ماجد و ملا نجم الدین برہانپوری
سے کتب تحصیلی ختم کین اور نیز ایک فاضل ہندی نزیل بالاپور سے
استفادہ کیا فاضل علّامہ و عالم فہامہ ہوئے۔ اور تحصیل کے بعد والد
ماجد سے بیعت کر کے درجہ کمال کو پہنچے اور والد ماجد نے خلافت کا
خرقہ بھی عنایت کیا۔ آپ والد ماجد کی خدمت مین حد سے زیادہ عقیدہ
وخلوص رکھتے تھے۔ ایکروز والد ماجد کی نعلین پر کسی کا بلغم گرا۔ خدام
صاف کرنیکے لئے رومال و تولیہ تلاش کرنے لگے آپنے فی الفور زبان
سے پاک کیا۔ سب نے تحسین و تعریف کی۔ اور والد ماجد نے فرمایا ادب
اسطرح چاہیئے۔ جب آپکے والد ماجد نے ۱۱۱۱ھ گیارہ سو گیارہ ہجری
مین رحلت کی تین صاحبزادے لائق عارف یادگار چھوڑے ہر ایک
علم و فضل مین یگانہ تھا۔ آپ فنا فی الرسول کے مرتبہ مین تھے آپنے
سنت کنایتی سے جو حضرت امیرالمومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی
خلافت کے بابت ہے استدلال کیا۔ چونکہ والد ماجد نے آپکو مرض الموت
مین عیدین کی نماز و امامت کی اجازت دی تھی۔ اور آپنے امامت
کی تھی۔ گویا حضرت نے آپکو اپنا جانشین کیا۔ آپ اس استدلال سے

سجادہ نشین ہوئے۔ آخر آپ اس دار فانی سے ۱۲ ماہ ربیع الثانی ۱۱۱۹ھ
گیارہ سو انیس ہجری مین بہشت برین روانہ ہوئے۔ روضہ شریف مین
قریب دیوار شرقی دفن کئے گئے۔ آپکی عمر چوالیس سال کی تھی۔ مدت
خلافت دو سال ۴ ۲ روز۔ اور آپ کے حرم محترمہ ۴ ۲ شوال ۱۱۵۱ھ
گیارہ سو اکاون ہجری مین فوت ہوئین۔ شوہر کے قریب مدفون ہوئین
آپکی بیوی کی نسبت حضرت محبوب سبحانی سے پہنچتی ہے۔ آپکی اولاد
تین صاحبزادے تھے۔ مولوی ظہر الدین المتوفی ۱۱۴۱ھ ہجری
و سید امام الدین المتوفی ۱۱۶۵ھ ہجری۔ و سید مجد الدین المدعو محمد معصوم
المتوفی ۱۱۹۵ھ ہجری ہمنے ہر ایک کا حال اس تذکرہ مین لکھا ہے
کُلُّ یرجع الیٰ محلہ۔ فضایل پناہ محمد صابر نے آپکی رحلت کی تاریخ لکھی ہے

بمحبوب خدا جان شیرین سپرد	محب ولی سیرت و نیک خو
چو تاریخ نقلش ز دار فنا	زِ قَد مَاتَ فِی عِشْقِ وَہّاب جو
بزار دیتبرک بہ	۱۱۱۹ھ ہجری

شاہ معصوم و شاہ اسمٰعیل

دو نو بزرگ کرنول مین تھے۔ باہدیگر معاصر ہین۔ اتفاقاً ایکروز دونو
بزرگ راہ مین گذرے۔ نواب رسنت خان حاکم کا فیلبان آپسے
ملا اور عرض کیا۔ حضرت نواب کا ہاتی رات سے سو گیا ہے ہشیار نہین ہوتا

واقع مین ہاتی گر گیا تہا۔ جہان سے بیجان تہا دونو بزرگ فیلبان کے ہمراہ ہوئے
اور آپس مین گفتگو کی کہ چلئے ہاتی کو ہشیار کرین۔ راستہ مین ایک نداف کی عورت
ملی اوس سے شاہ معصوم نے ایک روئی کا پہاہا لیا اور شاہ اسمعیل سے
کہا آپ ہاتی کی دم تہامئے اور مین اوسکی سونڈ تہا مونگا۔ شاہ معصوم نے
روئی کے پہائے پر یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ دم کرکے ایک نعرہ مارا اور ہاتی کے
سر پر مارا وہ ہاتی اوسیوقت اوٹہہ کہڑا ہوا۔ یہ نقل تمام کرنول مین مشہور ومعروف
ہوئی۔ ساکنان کرنول کیا امیر وکیا فقیر سب آپکے معتقد ہوئے۔ شاہ
اسمٰعیل صاحب کی والدہ زندہ تہین وہ آپکا کہانا پکاتی تہی آپ اوسکو طباخہ
کہتے تھے۔ اتفاقاً طباخہ فوت ہوگئی آپ مان کی لاش کے پاس آئے
اور یا حکیم یا حکیم یا حکیم کہکر چلائے طباخہ زندہ ہوگئی۔ اور فرمایا جبتک
مین زندہ رہون تب تک آپ بہی رہئے میری رحلت کے بعد آپ بہی رحلت
کیجئے آخر آپکی والدہ آپکی زندگی تک زندہ رہے آپکے مرنیکے بعد وہ بہی
فوت ہوئین۔ دونو بزرگون کی قبور کرنول مین ہین۔ وفات کی تاریخ اور سنہ
نہین معلوم ہوا مگر تقریباً ۱۱۷۵ھ گیارہ سو پچہتر ہجری مین ہوئے۔ یزار و یتبرک بہ

شاہ مسکین

سادات بخارا سے ہین۔ سید محمد بخاری کے صاحبزادہ ہین گردش زمانہ سے

وطن مالونہ سمانہ سے مع والدہ صاحبہ کرنول مین آئے۔ مولوی حسین صاحب

کے مکانپر فروکش ہوئے۔ ولی کامل تھے۔ ابتدا سے ریاضت کش

تھے بارہ برس تک ایک کنوئین کے کنارہ پر چلہ کشی کرتے رہے ایک

لڑکے پر فریفتہ تھے۔ بعد ازان آپکے دل مین محبت الٰہی کا جوش وحق

طلبی کا ولولہ پیدا ہوا۔ شاہ معصوم کے مرید وخلیفہ ہوئے۔ ہر روز مرشد سے

خدا کی معرفت پاتے تھے۔ ایک روز شاہ علی گنج گوہر آسیری جو آپکے

پیر کے پیر تھے۔ آپکے طرف متوجہ ہوئے اور آپکو اپنا لنگوٹ دھونیکے لئے

دیا۔ آپنے حسن اعتقاد سے دہویا اور کسی قدر اوس مین سے پانی نوش

کیا۔ اسیوقت حقایق ومعارف کے اسرار سے واقف ہوئے حجاب کا

پردہ نظرون سے غائب ہوا۔ آپکی حالت مجذوبانہ ہوگئی جذب کی حالت

مین لنگوٹ کو پارہ پارہ کرکے تناول کیا شاہ علیصاحب جب مطلع

ہوئے شاہ معصوم کو کہا تو جیسا تھا ویسا ہی رہا یہ دیوانہ کامیاب ہوگیا

نقل ہے

کہ ایک روز چند فقرا آپکی خانقاہ مین فروکش ہوئے اور آپ کے ایک

مرید کے مکان پر دعوت مین گئے۔ سب کے بستر خانقاہ مین تھے

شاہ مسکین نے سب بستروں کو آگ لگادی اور آپ برہنہ تن ہوگئے

تمام فقرا دعوت سے واپس آئے۔ فرودگاہ واسباب ہمراہی کو سوختہ

خاک سیہ پایا سب نے شور وغوغا کیا۔ آپنے فرمایا اے فقرا کیون گھبراتے ہو جو تمہارا
زر نقد تہا وہ سب موجود ہے۔ سب پشیمان ہوئے۔ اور آپکے مارنیکے لئے مستعد
ہوئے۔ آپ قمرنگر مین بہاگے اوسوقت ہمت بہادر وہان کا حاکم تہا اور منورخان
اوسکا بہائی مدرسہ مین پڑہتا تہا۔ آپ مدرسہ مین آتے تھے اور منورخان کو ہدایت
وارشاد کرتے تھے۔ اور منورخان آپکا معتقد تہا۔ منورخان نے چاہا کہ آپسے
بیعت کرے آپنے فرمایا تونے میری کیا کرامت دیکہی کہ مرید ہوتا ہے تہوڑے سے
دن صبر کرکہ تجہکو یہانکا حاکم بناتا ہون پہر مرید کرونگا۔ منورخان نے جواب
دیا ہان مجہکو حاکم کرتے ہین۔

نقل ہے

کہ ایکروز منورخان آپکے مکانپر حاضر ہوا۔ تنگدستی وافلاس کی شکایت کی آپنے
فرمایا اے قمرلنگ یہان سے برآمد ہو مین تیرے ہمراہ ہون منورخان بہائی
سے رخصت لیکر مع والدہ حضرت کی خدمت مین آیا۔ حضرت سب کو ہمراہ لیکر
تل گہاٹ مین آئے وہان کے حاکم نے بڑی توقیر وتعظیم کی تہوڑے دنون
مین ہمت بہادر ہدایت محی الدین نواسۂ آصفجاہ کے مقابلہ مین مقتول ہوا اور
کرنول کا تمام ملک رئیس دکن کے دیوان کے قبضہ مین آیا۔ منورخان کرنول
کی یہ حالت دیکہکر فی الفور مقابلہ کیلئے مستعد ہوا۔ جدال وقتال کے بعد
کرنول پر متصرف ہوا۔ کرنول کے قلعہ کے دروازہ پر پہلا حملہ حضرت مسکین شاہ نے

کیا تہا قلعہ آپکی توجہ سے مفتوح ہوا۔ خان مذکور نے بیعت کی اور تا زندگی
آپکا معتقد رہا۔ آپ صاحب خوارق و کرامات تھے عوام مین آپکی کرامتین
بے شمار مشہور ہین۔ شاہ معصوم و شاہ مسکین ہر دو معاصر تھے۔ شاہ مسکین صاحب
۱۱۸۰ھ گیارہ سو اسی ہجری مین خلد برین کو روانہ ہوئے۔ بیرون قلعہ دفن
کئے گئے۔ اور شاہ معصوم صاحب اندرون قلعہ مدفون ہوئے۔ یزار و یتبرک بہ

قاضی میر محمد فاضل عرف شاہ جی

آپ شاہ افضل جو آپکے بڑے بہائی تھے اونکے مرید و خلیفہ ہین ابتدا
مین ہمیشہ نوکری کو پسند کرتے تھے۔ میر خلیل خان مرحوم کی صحبت مین بعزت
خدمت پر مامور ہوئے۔ راجندری مین صاحب وقار محسوب کئے جاتے
تھے۔ بعد ازان محبت الٰہی کا جذبہ غالب ہوا۔ نوکری ترک کر کے شاہ افضل
برادر بزرگ کی خدمت مین آئے۔ فقیری اختیار کی مدت تک ریاضت
کرتے رہے آخر درجہ کمال کو پہنچے۔ خود آپ پنج گنج مین لکہتے ہین کہ
مین ۱۱۶۷ھ گیارہ سو چہتر ہجری مین ورنگل سے راجندری کو گیا
وہان حضرت مرشدی موجود تھے۔ میری آمد کی خبر سنکر صاحبزادہ سید غلام
پیر کو استقبال کیلئے بہیجا اور خانقاہ مین منتظر رہے۔ جب مین حاضر ہوا قدم بوسی
حاصل کی۔ آپنے مجہکو سینہ سے لگایا فرمایا کہ تیرا آنا ہزارون فتوحات سے

افضل ہے۔ دو ہفتہ کے بعد کلاہ و دستار و خلافت نامہ عطا فرمایا اور از کار و اشغال کی تلقین کی۔ خود آپ دوسرے مقام مین لکھتے ہین۔ مرشد کے انتقال کے بعد خانقاہ مین چلہ کشی کا اتفاق ہوا۔ ایکروز مین نے عین حالت شغل مین دیکھا کہ میرے سامنے ایک بڑا چوہا نمود ہوا۔ پھر وہی چوہا سانپ ہو گیا۔ اوسوقت میرے بدن پر رونگٹے کھڑے ہو گئے مگر زبان پر اسم کی قرائت جاری تھی وہ سانپ غائب ہو گیا۔ جب مین اسمار کے پڑھنے سے فارغ ہوا دیوار سے تکیہ لگائے نیم خواب تھا یکایک ہوا مین ایک تخت نمودار ہوا اوسپر تین بزرگ اولیا صورت بیٹھے تھے۔ مین نے اونکو سلام کیا فرمایا اے شخص تو شاہ افضل کا بھائی ہے مین نے کہا ہان۔ فرمایا تیرا چلہ مقبول ہوا۔ کچھ خوف مت کر۔ پھر مین نے واقعہ عرض کیا فرمایا اسمار خمسہ کو پڑھ اور فرمایا مین نے موکلون سے عہد لیا ہے کہ میرے کسی طالب کو ایذا نہ پہنچائین۔ مین نے دریافت کیا حضرت آپ کون ہین معلوم ہوا کہ حضرت شاہ محمد غوث گوالیری ہین۔ پس مین نے حضرت کے قدمون پر سر رکھا۔ فرمایا دل جمع رہو۔ تخت غائب ہوا اور میرا لرزہ و بخار بھی جاتا رہا۔ آپ کی تحریرات سے معلوم ہوا کہ آپ ذاکر و شاغل تھے جفاکش و چلہ کش تھے۔ ریاضت شاقہ کے بعد منزل معرفت کو پہنچے۔ آپکی وفات سنہ ۱۲۱۰ھ بارہ سو دس ہجری مین واقع ہوئی

قبر قاضی پیٹھہ علاقہ ورنگل مین ہے۔ نیاز و تبرک ہے۔

حضرت سید شاہ میران جی حسین خدانما

آپ سید صحیح النسب الحسب ہین سلطان عبداللہ قطب شاہ کے سرکار مین سوارون کے جمعدار تھے۔اور آپ سرکاری کامون کو نہایت امانت و دیانت کے ساتہہ انجام دیتے تھے۔اسوجہ سے بادشاہ کی نظر مین آپکی عزت اور عظمت بڑہی ہوئی تہی۔اور بادشاہ کے معتمد علیہ تھے۔مدت تک اسی عہدہ پر مامور رہے۔آخر ایک وقت بادشاہ نے آپکو سفارتاً ابراہیم عادل شاہ کی خدمت مین بیجاپور روانہ کیا۔آپ بیجاپور مین تھوڑے دن تک رہے۔اور جو امور آپکے متعلق تھے اونکا انتظام کرکے عادل شاہ سے مراجعت کی اجازت لی مستعد تھے کہ حیدرآباد مراجعت کرین یکایک معلوم ہوا کہ حضرت امین الدین علی آج چلہ کشی کے حجرہ سے برآمد ہوئے ہین اور خلایق آپکی زیارت کیلئے کثرت سے جارہی ہے۔اس کیفیت کے معلوم ہوتے ہی آپکے دل مین بہی حضرت کی دیدار کا شوق پیدا ہوا۔نہایت اشتیاق سے حضرت کی خدمت مین آئے۔دور سے حضرت کے جمال جہان آرا کو دیکھتے رہے ہمیشہ سے حضرت کا یہ دستور تہا کہ آپ کبہی جذب کی حالت سے ہوش مین آتے تھے تب خود بدولت حجرہ سے برآمد

ہوتے تھے۔ مریدین وحاضرین کو ہدایت فرماتے تھے۔ اور آنکھہ بند
کیئے ہوئے اور سر جھکائے ہوئے بیٹھہ کر زمین کہودتے تھے۔ آپ
جب آنکھہ کہولتے تھے تب سب حاضرین سر سجدہ مین جھکا لیتے تھے
غرض اوس روز بہی سر جھکائے ہوئے زمین کہود رہے تھے اور
زبان مبارک سے فرماتے تھے کہ یہ پتھر کیا کہتا ہے۔ آپکے تمام
مریدین خاموش رہے کسی کی جرٲت نہین ہوئی کہ جواب دے۔ پھر مکرر
بہی فرمایا کہ یہ پتھر کیا کہتا ہے۔ سید میران جی حسین نے حضرت کے
مریدون سے آہستہ کہا اگر فرمائے تو مین عرض کرتا ہون۔ سب نے
کہا ہمکو جواب دینے کی طاقت نہین۔ آپ کس قطار وشمار مین ہین۔
آپ خاموش رہے۔ پھر حضرت نے تیسرے مرتبہ حاضرین مجلس سے
فرمایا جو کچھہ میران جی کہے کہنے دو۔ پھر میران جی نے حضرت کے سامنے
بٹھہ کے تسلیم کے بعد عرض کیا۔ حضرت یہ پتھر کہتا ہے۔ جو امین الدین
تہا وہ خدا ہوا۔ جو خدا تہا وہ امین الدین ہوا۔ حضرت امین الدین یہ فقرہ
سنتے ہی کہڑے ہوئے اور میران جی کا ہاتھہ پکڑ کے حجرہ مین لیگئے
چند ساعت حجرہ مین رکھہ کے میران جی کو اپنا مثل بنا کے رخصت کیا۔
جب میران جی رحمتہ اللہ فنا فی الشیخ کا مرتبہ حاصل کرکے حجرہ سے برآمد
ہوئے ہین سب نے آپکو سجدہ کیا۔ جب سجدہ سے سر اوٹھائے تب

معلوم ہوا کہ سید میران جی خدا نما ہے۔ سب دل میں پشیمان ہوے۔ اسی اثنا میں حضرت امین الدین رحمہ اللہ بھی حجرہ سے برآمد ہوے اور فرمانے لگے جو امین الدین تہا وہ میران ہوا۔ جو میران تہا وہ امین الدین ہوا۔ پھر میرانجی چند روز حضرت کی خدمت میں رہے۔ خلافت کی خلعت پہنکر حضرت کے حکم سے حیدر آباد میں آئے۔ سرکاری خدمت سے علیحدہ ہوئے یاد الٰہی میں مشغول ہوئے۔ خلایق کو فیض روحانی سے سرفراز کرنے لگے۔ اکثر آپکے فیض تربیت و ہدایت سے فائز المرام ہوئے۔ خلایق میں آپ کا لقب خدا نما مشہور ہوا۔ فی الواقع آپکی ذات بابرکات خدا نما تھی۔ آپکی تالیفات سے چند رسائل دکنی زبان میں ہیں۔ رسالہ وجودیہ رسالہ قربیہ۔ وغیرہ۔ آپکے رسائل دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپنے حقایق و معارف کے مضامین ان مختصرات میں اس خوبی سے بیان فرمایا ہے گویا دریا کو کوزہ میں بھر دیا ہے۔ جب حضرت کی ہدایت و شیخت کا آفتاب شہر حیدر آباد میں چمکنے لگا اور آپکے اوصاف حمیدہ و اخلاق پسندیدہ کی شہرت عالمگیر ہونے لگی۔ تب اکثر مشایخ حسد و رشک کرنے لگے۔ اور آپکے نسبت برا بہلا کہنے لگے۔ آخر سب نے اتفاق کرکے آپکے مرشد حضرت شاہ امین الدین کی خدمت میں ایک عرضداشت بھیجی۔ اوسکا یہ مضمون تہا کہ میران جی شیخت پر نازان ہے اور آپنے روگردانی

کثرتِ غرور سے آپکو محض لاشئے سمجھتا ہے۔ آپکی عزت و آبرو کا کچھ خیال نہین کرتا ہے۔ حضرت عرضداشت کا مضمون دیکھکر حاضرین سے فرمانے لگے۔ میران جی ہم سے کبھی ایسا نہین کریگا۔ مین نے اوسکو اپنا مثل بنایا ہے۔ ہذا بہتان عظیم۔ اور حاضرین سے فرمایا۔ اگر تم کو یقین نہو تو مین تمہارے لئے اوسکی عقیدت و ارادت کا امتحان لیتا ہون۔ پھر حضرت نے ایک خط لکھا اور ایک کُتّے کے گلے مین باندھ دیا۔ اور کتّے سے کہا حیدرآباد مین میران جی کو دیکر اوسکا جواب لے آ۔ مشکوۃ النبوۃ میں لکھا ہے کہ کتا بیجاپور سے حیدرآباد روانہ ہوا جب شہر کے قریب پہنچا حضرت میران جی کو کشف باطنی سے معلوم ہوا آپ مع جملہ مریدین کتّے کے استقبال کے لئے روانہ ہوئے۔ اور کُتّے کو پالکی مین بٹھلا کے اپنے کہاندون پر شہر مین لائے شہر کے تمام راستون مین بازگشت کی طرح پھرائے۔ آخر گھر مین لا کے مسند پر بٹھایا۔ نہایت عقیدت و ارادت سے تسلیم ادا کی اور اوسکے سامنے دست بستہ کھڑے رہے۔ چند روز تک کُتّے کو مہمان رکھا۔ اوسکی تعظیم و تکریم مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین فرمایا۔ پھر کُتّے کو بڑی عزت و شان سے بیجاپور ۔۔۔۔ روانہ کیا۔ تین کوس تک اوسکی مشایعت کی۔ اور چند مرید اوسکے ہمراہ بھیجے۔ اور ایک عرضی بھی اسکے گلے مین

آویزان کردی جسوقت گتا اور اُسکے ہمراہی خدام حضرت کی خدمت مین پہنچے حضرت نے عرضی کو ملاحظہ کیا اور میران جی کے حسن عقیدت و صدق ارادت کی تعریف کی۔ تمام حاسدین دنیا پرست شرمندہ ہوئے اور اپنی نادانی پر افسوس وحسرت کرنے لگے۔ غرض میران جی خدا نما پیر پرستی مین عدیم المثال تھے۔ آپ اٹھارہ تاریخ ماہ جمادی الاول سنہ ایکہزار ستر ہجری مین عالم فانی سے بہشت برین کو روانہ ہوئے۔ آپکا مرقد مبارک حیدرآباد کے مغربی جانب مسعود پورہ کے قریب عبداللہ پور مین واقع ہے۔ خلایق کا زیارت گاہ ہے۔ زیارت گاہ متبرک ہے۔ آپکا ایک فرزند مسمی شاہ امین الدین ثانی۔ والد ماجد کا قائم مقام تھا۔ اور ایک دختر نیک اختر تھی۔ فقط سالانہ عرس ہوتا ہے مشایخ وفقرا جمع ہوتے ہین

حضرت شاہ میران بخاری قدس سرہ

شاہ میران نام۔ بخاری الاصل سادات بخارا سے تھے۔ آپکے اجداد مین سے کوئی بزرگ ہند مین آئے۔ اور ہند سے آپکے والد بیجاپور دکن مین وارد ہوئے۔ آپکا تولد ونشو ونما بیجاپور مین ہوا۔ سن شعور کے بعد آپنے حضرت محمد مدرس وغیرہ علما کی خدمت مین کتب تحصیلی معقول و منقول سے فراغت حاصل کی۔ عالم متبحر وفاضل علامہ دہر ہوئے۔ عالمگیر بادشاہ کے

زمانہ مین حیدرآباد دکن مین آئے۔ اور خدمت اِفتا پر ملازم ہوئے مدت تک افتا کی خدمت پر مامور رہے۔ امانت و دیانت سے کام کرتے تھے۔ خلایق آپکے حسن اخلاق سے خوش تھی۔ اور گھر پر طلبہ کو علوم و فنون کے درس سے مستفید فرماتے تھے۔ اکثر طلبا آپکی خدمت مین کامیاب و فارغ التحصیل ہوئے ہین۔ آخر آپنے نوکری ترک کی۔ سرکار سے وظیفہ مقرر ہوا۔ بیجاپور گئے۔ آپ شاہ محمد مدرس کے مرید و خلیفہ تھے۔ طریقۂ قادریہ کے پیرو تھے۔ صاحب تصرف و کرامات و خارق عادات تھے۔ بیجاپور اورنگ آباد و حیدرآباد وغیرہ بلاد دکن مین مشہور و معروف تھے۔ انہین اضلاع مین کیا امیر و فقیر سب آپکو مانتے تھے حسن عقیدت و نیک ارادت سے مرید ہوتے تھے۔ آپ ایکوقت بیجاپور سے اورنگ آباد آئے۔ اور وہان مقیم ہوئے۔ معتقدین آپ کی تشریف آوری سے نہایت خوش ہوئے۔ آپکی خدمت مین جوق جوق لوگ آتے تھے۔ اور بیعت سے سرفراز ہوتے تھے۔ ماہ شعبان مین آپ وہین تھے کہ ماہ مبارک رمضان کی آمد آمد کے دن قریب آنے لگے۔ سلخ شعبان کو مرید و نین اسبات کا ذکر شروع ہوا کہ کوئی حافظ قرآن مقرر کرنا چاہیے۔ آپنے کہا کہ مین سناؤنگا۔ معتقدین خاموش رہے اور دلو نین تعجب کرنے لگے کہ حضرت حافظ قرآن نہین ہین

کیونکر سنائینگے۔ شام کو جب رویت ہلال ہوئی۔ تو آپنے رات کو تراویح پڑہائی
اور ایک پارہ نہایت قرأت وخوبی سے ساتہہ سنایا۔ قرأت تمام قواعد شد
و مد کے ساتھ پورے طور سے ادا کی۔ آپکا حافظہ نہایت ہی قوی تہا
دن بہر مین ایک پارہ یا سوا پارہ یاد کر لیتے تھے۔ اور اطمینان کامل کیساتہ
سناتے تھے۔ پہر مدت العمر حافظ کلام ربانی رہے۔ اور ہر سال ماہ مبارک
مین سناتے تھے۔ مریدون معتقدون کو سرفراز فرماتے تھے۔ پہر ماہ مبارک
کے بعد اورنگ آباد سے بیجاپور مراجعت کی۔ اور وطن مالوفہ مین رہنے
لگے۔ عالم گیر بادشاہ غازی کو آپسے حسن اعتقاد تہا۔ جسوقت بادشاہ
مذکور بیجاپور سے حیدر آباد آیا۔ آپ بہی بادشاہ کے ہمراہ آئے۔
شہر مین رونق افروز ہوئے۔ حیدر آباد کے امرا و فقرا سب آپکی خدمت
بابرکت مین مستفید ہونے لگے۔ حیدر آباد مین چند سال تک زندہ رہے
آپکے خلف الصدق و صاحبزادے دو تھے۔ ایک قطب عالم دوسرے
عبد الشکور۔ دونو صاحبزادے صاحب کمال تھے۔ شاہ قطب عالم کی
مسجد متصل بارادری نواب امیر کبیر شمس الامرا بہادر مشہور و معروف ہے
غرض کہ شاہ میران بخاری ولی کامل صوفی واصل تھے آخر قریب سنہ ۱۱۲۵
گیارہ سو پچیس ہجری مین واصل حق ہوئے۔ مسجد مذکورہ کے صحن مین مدفون ہوئے

حضرت شاہ محی الدین احمد قدس سرہٗ

شاہ محی الدین احمد نام ۔ دمحی الدین یا ؤ شاہ عرف ہے ۔ آپ شاہ عبدالقادر
عرف شاہ حضرت قدس سرہ کے فرزند ہین ۔ آپ نے بیعت وخلافت والد
ماجد سے پائی مدت تک ریاضت وعبادت مین مشغول رہے ۔ ریاضت
شاقہ ومحنت شدیدہ کے بعد درجۂ کمال کو پہنچے ۔ صاحب کرامات وخرق عادات
تھے ۔ خلق کے معتقد علیہ تھے ۔ اکثر ارباب شہر کیا امرا کیا فقرا آپکی خدمت
مین حسن عقیدت وصدق ارادت سے حاضر ہوتے تھے ۔ بیعت وتہلا
سے مشرف ہوتے تھے ۔ آپ امرا وفقرا کے ساتھہ نہایت توجہ فرماتے
تھے ۔ فقرا وغربا کے معین ومددگار رہتے تھے ۔ اگر آپ کی خدمت مین کوئی
سائل آتا تہا تو اسوقت جو کچھہ موجود ہوتا تہا نذر کر دیتے تھے ۔ یتیمون کے
سرپرست غریبون کے ہمدرد علمائے باعمل کے انیس واولیا مکمل کے
جلیس تھے ۔ آپ کی مجلس مین مسائل تصوف کا مذاکرہ رہتا تہا ۔ کوئی
مثنوی کی حکایت سناتا تہا ۔ کوئی مرید وجود وشہود کی حقیقت پوچہتا تہا ۔
آپ ۔ تکلم الناس علیٰ قدر عقولہم کے مطابق ہر اک مضمون کو نہایت
تشریح وخوبی کے ساتھہ بیان فرماتے تھے ۔ حاضرین مجلس آپکی تقریر
پرتاثیر سے بہت ہی محظوظ ہوتے تھے ۔ والد ماجد کے بعد آپ ہی سجادہ
نشین ہوئے ۔ اٹھارہ سال تک مسندنشین رہے ۔ پہر آخر بتاریخ
چہارم رجب ۱۱۷۰ء گیارہ سو ستہتر ہجری واصل حق ہوئے موضع ملکاپور

مین والد ماجد کے گنبد مین دفن کئے گئے۔ یزار و متبرک ہے۔
تین فرزند سید عبد القادر۔ سید سعد الدین۔ سید علی یادگار ہتے
آپ کا سالانہ عرس ہوتا ہے فقرار علمار و مشایخ کا مجمع ہوتا ہے۔

شیخ معین الدین چشتی گجراتی

شیخ معین الدین نام۔ آپ شیخ رشید الدین مودود لالا کے دوسرے صاحبزادے
ہین۔ آپ کا مولد و منشا شہر احمد آباد گجرات ہے۔ آپ زمانہ خوردسالی
مین مجذوب الحال تھے۔ ابتدا مین والد ماجد سے قرآن شریف و کتب
مختصرات مسائل نماز و روزہ پڑھین۔ بعدازان جذب کا غلبہ غالب ہوا
بےخود و بیہوش رہتے تھے مستجاب الدعوات و صاحب کرامات
تھے۔ آپ کی زبان مبارک سے جو کلام نکلتا تھا برابر صادق ہوتا تھا۔
ظاہر مین عالم فاضل نہین تھے۔ مگر صاحب باطن و روشن ضمیر تھے
والد ماجد سے بیعت و خلافت رکھتے تھے۔ جذب کی وجہ سے کسی
کو مرید نہین کرتے تھے۔ مگر اہل گجرات آپ سے حسن اعتقاد رکھتے تھے
اکثر آپ کی خدمت مین حاضر ہوتے تھے۔ خاموش باادب کھڑے
رہتے تھے۔ جسکے حق مین جو کچھ فرماتے وہی ظہور ہوتا تھا۔ باوجود مجذوبیت
خلایق آپ کے فیضان نعمت سے مستفید ہوتی تھی۔ آخر آپ نے

تقریباً سنہ ۱۱۶۲ھ گیارہ سو باسٹھ ہجری مین رحلت کی احمد آباد گجرات محلہ شاہ پور مین مدفون ہوئے

پیر میٹھی قدس سرہٗ

آپ بیجاپور کے مشاہیر مشایخ سے ہین۔ اولیاء متقدمین مین شمار کئے جاتے ہین۔ آپ دکنی الاصل ہین۔ کسی بزرگ سے فیض باطنی پایا تھا۔ آپ ہنود بت پرست کو وحدانیت اور رسالت سے ہدایت فرماتے تھے۔ اور مشرکین کو نہایت لطف ومحبت سے دین وایمان کی تلقین کرتے تھے اکثر ہنود مین مِل جُل کے رہتے تھے۔ اور روزی حلال کے لئے کوئی پیشہ اختیار کر لیتے تھے۔ آخر آپنے ۱۱۔ رجب تقریباً سنہ ۷۳۲ھ سات سو بتیس ہجری مین رحلت کی۔ بیرون شہر بیجاپور فتح پور دروازہ کے مشرقی جانب مین مدفون ہوئے۔ یہ زاروبیتبرک ہے۔

مولانا سید مجیب اللہ بن مولانا منیب اللہ قدس سرہٗ

آپ مولانا منیب اللہ بالاپوری کے بڑے صاحبزادے ہین۔ آپکی ولادت سنہ ۱۱۱۶ھ گیارہ سو سولہ ہجری مین بلدہ ایلچپور برار مین ہوئی۔ آپکی ولادت کے زمانہ مین حضرت شاہ عنایت اللہ قدس سرہٗ زندہ تھے۔ جدامجد نے مجیب اللہ نام رکھا۔ آپ کا نشوونما بلدہ ایلچپور مین ہوا

سن تمیز مین آسپنے کتب متداولہ والد ماجد کی خدمت مین ختم کین ہمیشہ والد ماجد کی
خدمت مین رہتے تھے۔ اور والد ماجد آپکو زیادہ عزیز رکھتے تھے۔ والد نے
آپکی شادی شاہ لطف اللہ بن شاہ عطار اللہ نقشبندی اورنگ آبادی کی دختر
نیک اختر سے کردی آپکے والد شادی کے لئے مع تمام قبائل اورنگ آباد
مین رونق افزا ہوئے۔ شادی کے اتمام کے بعد ایلچپور مراجعت کی ایک
برس کے بعد آپکی زوجہ عارضہ ولادت سے فوت ہوئین۔ پھر ایلچپور سے
آپ کے والد ماجد اورنگ آباد مین آئے۔ اور شہر مین سکونت اختیار
کی۔ آپ بہی والد ماجد کے ہمرکاب تھے۔ آپ متقی و پرہیزگار و متشرع
دیندار تھے۔ پسندیدہ اخلاق و برگزیدہ صفات جامع فضائل وکمالات
تھے۔ آخر آپنے شب دوشنبہ دوسری تاریخ ماہ ربیع الثانی ۱۱۵۶ھ
گیارہ سو چھپن ہجری مین بعارضہ استسقا عالم فانی سے دار عقبیٰ رحلت
کی۔ شیخ عطار اللہ کے مقبرہ مین بیرون بلدہ اورنگ آباد خضری دروازہ
واقع سید پورہ مین مدفون ہوئے۔ یزار و یتبرک بہ۔

سید محمد اکبر حسینی بن بندہ نواز قدس سرہما

آپکا نام سید حسین عرف محمد اکبر ہے۔ کہتے ہین جب آپکی ولادت باسعادت
ہوئی۔ بہت سے بزرگ تہنیت کے لئے آئے۔ آپنے نشو ونما کے بعد

حضرت مخدوم والد ماجد سے علوم عقلی ونقلی حاصل کئے۔ تاریخ حسینی مین لکہا ہے
کہ آپ ولادت کے بعد ماکولات ومشروبات مین سے دو ہی چیزین ایک خرما
دوسرا والدہ کا دودہ پسند کرتے تھے۔ مدت العمر منہیات ومکروہات کے پاس
نہین پھٹکے۔ حضرت مخدوم اکثر فرماتے تھے کہ محمد اکبر اگر میرا بیٹا نہوتا تو مین
اوسکی خدمت مین رہتا۔ اور فرماتے تھے کہ کوئی مرید پیر سے بہتر نہین
ہوا ہے۔ مگر دو شخص ایک قطب الدین۔ خواجہ معین الدین سے دوسرا
محمد اکبر مجہہ سے۔ اور فرماتے تھے کہ مین نے دو آدمیون کو غسل دیا۔ ایک
مرشد نصیر الدین محمود۔ دوسرے محمد اکبر کو۔ مخدوم ہر چہار شنبہ کو محمد اکبر کی
زیارت کو جاتے تھے تھوڑا سا کہانا مساکین پر تقسیم کر کے اونکی قبر کے
سامنے سر جہکاتے تھے۔ آپنے محمد اکبر کی قبر پر ایک عمارت عالیشان بنائی
محمد اکبر والد ماجد کے مرید وخلیفہ تھے۔ آپ کی وفات ۱۶ تاریخ ماہ
ربیع الثانی ۸۱۲ھ آٹھ سو بارہ ہجری مین واقع ہوئی۔ آپکے روضہ کے قریب
گلبرگہ مین مدفون ہوئے۔ حضرت بندہ نواز نے آپکی رحلت کے بعد
شاہ سفیر اللہ بن محمد اکبر کو خلافت اور بیعت کی اجازت دی۔ محمد اکبر صاحب
کرامات وخوارق عادات تھے۔ تاریخ محمدی مین لکہا ہے کہ علاء الدین
گوالیری حضرت مخدوم بندہ نواز کی قدمبوسی کے لئے گلبرگہ مین آئے
تیسرے دن۔ مخدوم سے عرض کیا کہ اگر اجازت ہو تو مخدوم زادہ کی

زیارت کردن۔ حکم ہوا کہ آپ اکبر کو جانتے ہین۔ آپ نے عرض کیا کہ مین واقف نہین ہون حضرت مخدوم نے فرمایا کہ مین ایک وقت گوالیر مین آیا تہا۔ آپکے والد میرے پاس آئے اور شمس الدین کی صحت کے لئے دعا کی۔ درخواست کی مین نے اون سے کہا اوسکی زندگی ختم ہوگئی۔ لیکن محمدؐ اکبر نے فرمایا کہ یہ مریض درست ہوگا۔ آخر اوسکو صحت ہوئی۔ اور اوسی تاریخ مین ہے کہ آپ خضر علیہ السلام سے ملے ہین خضرؑ نے فرمایا اے مخدوم زادہ جوکچھ چاہئے فرمائے۔ مخدوم زادہ نے کہا میرا مقصود اوس قسم سے نہیں ہے۔ جو آپ سے چاہون۔ محمد سعیداللہ آپکے فرزند بھی مخدوم بندہ نواز کے خلیفہ و مرید تھے۔ اونکی وفات ۲۸ ماہ ذیقعدہ ۸۳۵ھ آٹھ سو پنیتیس ہجری مین واقع ہوئی۔ اور آپ کو بھی ایک صاحبزادہ مسمی شاہ عسکر اللہ مرید و خلیفہ شاہ یدّاللہ بن محمد اصغر بن حضرت مخدوم تہا۔ اور ان کو بھی ایک صاحبزادہ مسمی شاہ اسداللہ ثانی۔ حضرت مخدوم کے روضہ کا سجادہ تہا۔ آپکے تین فرزند تھے۔ ایک عسکر اللہ ثانی ایک محل سے۔ اور دوسرے حرم محترم سے دو فرزند تھے۔ ایک ابوعبداللہ الحسین المعروف۔ بہ حسین شاہ ولی۔ دیگر شاہ راجو حسینی اور راجو حسینی شاہ اسداللہ ثانی کے وصیّ۔ و سجادہ بھی تھے۔ اور حسین شاہ ولی کو ابراہیم قطب شاہ نے حیدرآباد مین بلایا اور اپنی لڑکی سے شادی کردی دیونکا

یہاں کی محمد آباد گولکنڈہ مین رہے اور وہین فوت ہوئے۔ مگر بعض مورخین نے لکھا ہے کہ شاہ راجو حسینی برادر حسین شاہ ولی خدا بندہ قطب شاہ سے ناخوش ہوکر بیجاپور چلے گئے اور وہان فوت ہوئے۔ پھر مدت کے بعد آپکے نبیرہ راجو حسینی ثانی عبد اللہ قطب شاہ کے زمانہ مین بیجاپور سے حیدر آباد دکن مین آئے۔ آپ بھی تانا شاہ ابو الحسن کے پیر و مرشد تھے

حضرت شاہ موسی قادری قدس سرہٗ

سید شاہ موسی قادری نام نسب کا سلسلہ اکیسوین پشت مین حضرت غوث الصمدانی محبوب سبحانی قدس سرہٗ سے ملتا ہے۔ مشکواۃ النبوۃ مین پورا شجرہ لکھا ہے ہم آخر مین بجنسہ نقل کرینگے۔ آپکی ولادت باسعادت سنہ ۱۱۵۲ گیارہ سو باون ہجری مین واقع ہوئی۔ والد ماجد نے آپ کو ہمشیرہ صاحبہ کی فرزندی مین عطا کیا۔ آپنے پھوپو صاحبہ کی آغوشِ رحمت مین پرورش پائے۔ ایام شباب تک پھوپو صاحبہ کی خدمت مین رہے سنہ ۱۱۶۶ گیارہ سو چھیاسٹھ ہجری مین والد ماجد کے مرید و خلیفہ ہوئے خلایق کو ہدایت و ارشاد فرمانے لگے۔ ۱۲ ہ تاریخ ماہ ذیحجہ سنہ ۱۱۷۱ گیارہ سو ایکہتر ہجری مین انیس برس کی عمر مین والد ماجد کے سجادہ نشین ہوئے۔ سجادہ نشینی کے بعد چودہ سال والد ماجد کی خدمت مین رہے نماز پنجگانہ

والد ماجد کے ساتھہ جماعت سے گذارتے تھے۔ ہروقت درود شریف
پڑھتے رہتے تھے۔ فرایض وسنن وتہجد ونوافل پورے طور سے ادا
فرماتے تھے۔ آپ زیور صدق وصفا سے آراستہ ولباس تسلیم ورضا سے
پیراستہ تھے۔ فرشتہ خصال شیرین کلام صاحب اخلاق وخوش مزاج پسندیدہ
صورت وفرخندہ سیرت تھے۔ قناعت وتوکل کے میدان مین ثابت قدم
ریاضت وعبادت الٰہی مین اولوالعزم ومستحکم تھے۔ سخی تھے۔ غرض کہ
آپکی ذات بابرکات جامع الصفات تھی۔ آپکی سخاوت اوس درجہ تہی کہ
اگر کوئی سائل مکرر سہ کرر آتا تہا توآپ اوسے ہروقت دیئے جاتے تھے
کبھی سائل کو مایوس نہین فرماتے تھے۔ اور اُف تک بہی اسے نہین کہتے
تھے۔ گویا آپ اَمّا السّائلَ فَلَا تَنْہَرْ کے مضمون کے عامل تھے۔ توکل و
قناعت کی وہ شان تہی کہ کبھی کسی سے سائل نہین ہوئے۔ اور نہ اپنی
حاجت روائی کے لئے خواہان ہوئے۔ جوکچھہ چاہا خدا سے چاہا۔ جوکچھہ
ملا اوسکا شکریہ ادا کیا۔ کبھی شکایت کا حرف زبان پر نہین لایا بڑے ضابط
وصابر تھے۔ ہرچند دنیا مین مصائب شدیدہ کا سامنا ہوتا رہا لیکن آپ
کبھی سراسیمہ وبیقرار نہین ہوئے۔ ثابت قدمی واستقلال سے راضی
برضا رہے۔ خندہ رو کشادہ پیشانی تھے۔ نورانی چہرہ سے تبسم معلوم ہوتا تہا۔
حسن خلق کا وہ عالم تہا کہ ایک عالم مسخر تہا۔ سب کے ساتھہ نرمی ومدارا سے

پیش آتے تھے۔ آپکے نزدیک کیا دوست کیا دشمن مساوی تھے حلم
و بردباری کی وہ عظمت تھی کہ اوسکے مقابلہ مین کوہ بزرگ مثل کاہ کے تہا
مدۃ العمر کسی کے طرف قہر و غضب سے نہین دیکھا۔ اگر کسی نے گستاخی و
شوخی کی تو اوس سے درگذر کیا اوس شوخ گستاخ کو نرمی و شیرین زبانی سے
مسخر فرمایا۔ آخر شوخ اپنی شوخی سے باز آیا۔ اور آپسے معافی کا خواہان ہوا
قدمون پر گرا۔ گویا آپ حافظ شیرازی کے شعر کی مصداق تھے ؎

آسایش دو گیتی تفسیر این دو حرفست		با دوستان تلطف با دشمنان مدارا

علم ظاہری مین معمولی تعلیم پائی تھی فارغ التحصیل نہ تھے لیکن تائید وہبی
سے مذاکرہ علمیہ مین مسائل مشکلہ کو اسطرح حل فرماتے تھے کہ تمام علماء
حیران ہوتے تھے۔ ایکوقت ایک گسائین مسمی شمشیر ونت آپ کی
خدمت مین آیا۔ اور آپسے عرض کیا کہ اس بیت کی معنی (غذا الک است
محمد ہزار و آدم یک) بیا شرب صوفی اگر نداری شک) کچھہ بیان فرمائیے
حضرت نے فرمایا۔ بابا فقیر جاہل و اُمّی ہے۔ کسی مولوی سے پوچھو سائل
نے بہت اصرار کیا۔ آپنے فرمایا اسے عزیز بزرگان سلف سے معلوم ہوا ہے کہ
یہ بیت توحید الٰہی و نعت رسالت پناہی مین ہے۔ یعنے لفظ لک بقلب
کل ہوتا ہے۔ بس اوسکی معنی غذا اکل ہے۔ قولہ محمد ہزارہ بلفظ ہزار بقلب
رازہ ہوتا ہے۔ یعنے راز دار۔ قولہ آدم یک۔ یک تقلب کی ہوتا ہے۔

بمعنی کہا۔ معنی بیت خدا کل است یعنے جو کچھہ موجود ہے وہ ذات واجب تعالیٰ ہے۔ اور محمد ز ازدار ہے یعنے جسوقت حق تعالیٰ نے اپنی تجلی ذاتیہ دیکھی اوسکے ضمن مین حقیقت محمدی کو پایا۔ اوسوقت آدم کو گنجایش کا موقع نتہا۔ کیونکہ وہان اسمار کمال کا ظہور نتہا۔ یعنے احدیت مطلقہ ہر چیز مین موجود ہے اور وحدت یقین سے پاک ہے۔ شمشر ونت جو کلام صوفیہ سے مذاق رکھتا تہا۔ حضرت کی تقریر سنتے ہی خوش ہوا قدم مبارک پر سر رکھدیا حاضرین جلسہ بہت خوش ہوئے۔ مولوی عزت یار خان صدر الصدور حیدر آباد و مولوی عبد القوی خان آپکے معاصر تھے۔ آپکی خدمت مین اکثر حاضر ہوتے تھے۔ علمی مذاکرہ رہتا تہا۔ وحدت الوجود کے مسائل مین بحث وتکرار ہوتی تہی آپ وحدت کے مسائل کو ایسی خوبی کے ساتھہ بیان فرماتے تھے کہ تمام حاضرین علما تعجب کرتے تھے۔ اور آپکے کمال وفضل کی داد دیتے تھے۔ ایک روز آپکی مجلس مین شہر کے اکثر مشایخ وعلما مثلاً مولوی عزت یار خان محدث دہلوی ومولوی حافظ عبد القوی خان مفتی جمع تھے۔ اور آپکے دست مبارک مین امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا دیوان تہا۔ آپنے اوس شعر کا مطلب بیان فرمایا کہ بعض آدمی بظاہر موافق وبباطن منافق ہین۔ مولوی صاحب موصوف نے آپسے مخاطب ہوکر کہا کہ اَلْغِیْبَۃُ اَشَدُّ مِنَ الزِّنَا۔ واقع ہے۔ حضرت شاہ ولایت کس لئے غیبت

جائز رکھتے ہین۔ ہرایک شخص نے حاضرین مجلس سے تاویل کی مگر مولویصاحب کی تسکین نہوئی۔ پھر آپنے فرمایا مولوی صاحب امیر علیہ السلام کا قول کلام الٰہی کے مطابق ہے۔ غیبت نہین ہے۔ مولوی صاحبنے کہا کسطرح آپنے دو آیتین پیش کین جنمین منافقین کی برائی و مومنین کی بھلائی مذکور ہے۔ شاہ ولایت نے کسی کا نام معین نہین کیا ہے۔ مولویصاحب آپکی حسن تقریر سے بہت خوش ہوئے۔ خوش مزاج و خوش کلام تھے۔ ہرایک کے ساتھ نرمی و خوش کلامی سے پیش آتے تھے۔ آپکے نزدیک کیا جوان کیا پیر مساوی تھے۔ یہان تک بچون کو نہایت محبت و الفت سے چاہتے تھے۔ دعائین دیدیکر خوش کرتے تھے صاحب دل تھے۔ دل شکنی سے بہت ڈرتے تھے اور فرماتے تھے۔ دل بدست آور کہ حج اکبر است ۞ یعنے دل کا خوش کرنا حج اکبر کا ثواب پاتا ہے۔ نواب مغفرت مآب آصفجاہ ثانی کے زمانہ مین زندہ تھے۔ اکثر امراء دولت آپکی خدمت مین حاضر ہوتے تھے۔ نذر و تحفہ پیش کرتے تھے۔ حضرت جو کچھہ آتا تھا نصف حصہ فقرا و غربا پر تقسیم کردیتے تھے نصف متعلقان کے لئے نکال لیتے تھے۔ غربا و فقرا کی پرورش مد نظر تھی دیکھو اوسوقت کے بزرگون کی کیا شان تھی کہ غربا کی حاجت روائی اپنے مطالب و مقاصد پر مقدم جانتے تھے۔ آپکی تصنیفات سے دیوان ہندی

و ایک رقعات عربی و چند رسائل تصوف ہین۔ دیوان کے دیکھنے
سے محبت الٰہی کا دل مین جوش و ولولہ پیدا ہوتا ہے۔ ہم چند اشعار
منتخبہ دیوان نمونہ کے طور پر لکھینگے تاکہ یہ کتاب انوار فیض سے محروم
نہ رہے اور کتاب دیکھنے والے مستفید ہو جائین۔ صاحب خرق عادات
و کرامات تھے۔ مریدون کی تعداد قریب تیس چالیس ہزار کے تہی۔ ہر ایک
مرید آپکی کرامت تازہ تازہ بیان کرتا تہا ممکن نہین کہ وہ سب کرامتین اس
مختصر مین لکھی جائین مگر دو ایک نقلین تبرکاً ذیل مین عرض کرتا ہون۔
نقل ہے کہ نواب سردار الملک عرف گہاسی میان آپکے مرید و معتمد تھے
ایک وقت دو سو روپیہ نذرانہ بھیجے۔ آپکے برادرزادہ سید غلام علی الموسوی
نے اوسمین سے امتحاناً پانچ روپیہ نکال کے حضرت کی خدمت مین پہنچایا۔
حضرت نے خلاف عادت فرمایا۔ روپئے گنئے ہین۔ برادرزادہ نے
عرض کیا دو سو فرمایا شمار کرو آپکے برادرزادہ لکھتے ہین اوسوقت میرے
ہوش باختہ ہوئے۔ مین نے حکمت عملی سے پانچ روپئے روپیون
مین ڈالدئے اسوقت آپنے فرمایا اب شمار کی ضرورت نہین۔
نقل ہے کہ ایکروز ایک درویش متشرع آپکے پاس آیا۔ اور کہا۔
حضرت غوث الثقلین سماع نہین سنتے تھے۔ آپ کیون سنتے ہین آپنے
فرمایا حدیث صحیح مین آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سماع

بارو یکروپیہ حبش کی عورتون سے سنا ہے۔ اوراسی بنا پر اہل چشت نے
سماع کو واجب کیا ہے۔ اورمین نے اپنے بزرگون سے سنا ہے کہ ایک
آدھ مرتبہ محبوب سبحانی نے جناب خواجہ معین الدین چشتی کی خاطر سے سنا ہے
پس مین بھی کبھی کبھی سنتا ہون۔ فقیر خاموش ہوا۔ **نقل** ہے کہ ایک روز
حکیم صادق حسین خان کرنولی وکشن سنگہ کایتہ دونون حضرت کی خدمت
مین آئے اورامتحاناً دلون مین ارادہ کیا کہ آج حضرت ہمکو پان عنایت
کرینگے۔ حضرت روشن ضمیر ہین اگر پان عنایت کرینگے تو ہم کو یقین ہوگا
آخر ویسا ہی ہوا۔ حضرت نے دونون کو پان دئے۔ دونون معتقد ہوگئے
نقل ہے کہ ۱۲۶۳ھ بارہ سو ترسٹھ ہجری مین ملکاپور ضلع بلڈانہ برار جو
مولف کا اصل وطن ہے۔ ہندو مسلمان حیدرآباد مین آئے۔ اور
حضرت کی درگاہ مین فروکش ہوئے۔ اوسمین میرے ماموں مسمی شیخ
غلام یسین المتوفی ۱۳۰۳ھ تیرہ سو تین ہجری مین موجود تھے۔ آپکو حضرت
موسی شاہ قادری مرحوم سے اعتقاد کامل تہا۔ عشا کی نماز کے لئے
باوڑی مین وضو کے لئے اوترے یکایک پیر مین لغزش آئی اسوقت
حضرت کا نام مبارک زبان پر لائے۔ اور چلائے۔ حضرت اعانت کیجئے
ماموں صاحب نقل کرتے تھے اسیوقت مجھے کسی بزرگ نے سنبہالا
اور باوڑی کے کنارے پتھر کے سہارے سے کھڑا کر دیا۔ پھر مین نے

دوستون اور ہمراہیون کو پکارا سب آئے اور مجھکو باہر نکالا حضرت کی توجہ سے مین صحیح وسلامت باہر نکلا۔ **نقل** ہے کہ سنہ ۱۱۸۴ھ گیارہ سو چوراسی ہجری مین حیدر آباد مین باران کا امساک ہوا۔ نواب نظام الدولہ اور شہر کے مشایخ نماز استسقا کے لئے عیدگاہ مین آئے اور آپ کو بھی بلائے۔ آپ نے انکار کیا۔ مکرر بلائے گئے۔ آپ نے بدستور سابق جواب دیا۔ آخر تیسرے روز آپ بھی شریک ہوئے۔ حضور آصفجاہ ثانی نے آپسے ملاقات کی اور آپ کو صف اوّل مین کیا۔ سب نے نماز استسقا تمام کی اور آپنے دعا مانگی اوسیدن ایکرات دو دن اسقدر مینہہ برسا کہ موسی ندی مین طغیانی ہوئی مستعدپورہ وبیگم بازار وغیرہ تمام دریا کے نذر ہوا۔ اور شہرپناہ بھی متصل دروازہ کے قریب سے خراب وبرباد ہوگئی۔ اسوقت شہر کا چوتھائی حصہ خراب وتباہ ہوا اکثر جانین بھی تلف ہوئین حضرت کا روضہ اور حویلی بھی غرق تھی۔ آپ حویلی کے سقف پر مع عیال واطفال تھے۔ ہرچند کہ امرا نے آپکے نکالنے کی تدبیرین کین لیکن آپ سقف سے نیچے نہین اترے آخر طغیانی کم ہوئی آپ صحیح وسلامت برآمد ہوئے۔ یہ امر بھی آپکی کرامت سے تھا

نقل ہے

قدیم الایام سے بارہ بیگہ زمین واقع موضع بہادرپورہ ضلع حیدر آباد مین

آپکی معاش تھی وہ گانون نواب آصف الدولہ کے زمانہ مین حافظ شاہ ابراہیم کی اولاد کے قبضہ مین تہا ۔ آپکے کسی مرید نے مزارعین کو زراعت کے کاٹنے کا حکم دیا ۔ حاکم مانع ہوا ۔ اور کہا حافظ ندکور کے لڑکے اجازت نہین دیتے ہین جب تک اونکی اجازت نہو گی ہم قطع نہین کرنے دینگے ۔ آپ اس حقیقت کے سنتے ہی خود پالکی مین سوار ہوئے ۔ اور موضع زراعت پر گئے ۔ تمام آسامیونکو جمع کیا اور زراعت کے کاٹنے کا حکم دیا ۔ بعد مین رئیس کے طرف سے اجازت نامہ بہی آیا ۔ آپ نے جوش غضب سے چاک کیا اور فرمایا آیندہ ہمکو آپسے حاجت نہین ہوگی ۔ آیندہ واقع مین صلابت جنگ قید ہوئے اور نواب نظام الملک آصفجاہ ثانی رئیس ہوئے ۔ حضور نظام الملک آصفجاہ ثانی آپکا بہت اعزاز واکرام فرماتے تھے حضور اکثر اوقات آپکی خدمت مین گئے ہین اور حضرت بہی حضور مین آئے ہین ۔ حضور آپکے معتقد تھے اور اکثر اوقات دربار مین فرماتے تھے سب مشایخ صاحب معاش مگر حضرت موسی شاہ قادری متوکل علی اللہ ہین ۔ آپ کی ذات ہمارے ملک مین غنیمت ہے ۔ ایکوقت حضور نے آپکو صاحبزادیکی شادی مین دعوت دی اور خود حضور حضرت کی خدمت مین حاضر ہوئے ۔ اور آپکو دعوت دی آپ نے قبول کی ۔ مکان نہایت آراستہ کیا گیا تہا اور مسند زیب وزینت سے مزین تھی حضور آصفجاہ ثانی محل مین تھے اسوقت چوبدارون نے

مجلس سے مسند کو اوٹھا یا ۔ اور حضرت کی خدمت مین عرض کی کہ بندگان عالی نے
آپکے ادب کا لحاظ سے مسند کو اٹھا یا ہے۔ حضرت نے فرمایا نواب سعادتمند
ہین ۔ اونکی مسند ہمیشہ تک قایم رہیگی ۔ پھر بندگانعالی محل سے برامد ہوئے
اور حضرت سے ملے ۔ اور حضرت نے فرمایا آج شادی ہے مسند لگائیے
رئیس نے عذر کیا ۔ آخر نواب شمس الامرا بہادر نے مسند طلب کی اور فرش
کرایا حضور نے عرض کیا آپ ہی جلوس فرمائے ۔ آپ ہی تہوڑی دیر بیٹھ گئے
پھر رخصت ہوئے ۔ پاندان وعطر کا انتظار نہین فرمایا ۔ آخر آپ نے اس
دار فانی سے عالم جاودانی کے طرف ۱۲ تاریخ ماہ ذیقعدہ سنہ ۱۲۱۵ھ بارہ سو
پندرہ ہجری مین رحلت کی ۔ والد ماجد کے روضہ مین دفن ہوئے ۔
آپکا روضہ پرانے پل کے قریب اندرون شہر واقع ہے ۔ زیارت تبرکات
آپکا سالانہ عرس بڑی عظمت وشان سے ہوتا ہے تمام شہر کے مشایخ
وفقرا وامرا مجتمع ہوتے ہین سرکار عالی نظام مدظلہ کے طرف سے عود
وگل کے لئے سالانہ ہزار روپیہ ملتا ہے ۔ حضرت مرحوم کا سن شریف
تریسٹھہ تہا ۔ اور مدت خلافت وسجادہ نشینی چوالیس سال ۔ شعرائے
معتقدین نے آپکی رحلت کی تواریخ لکہین ہم چند مادے ہدیہ ناظرین
کرتے ہین ۔ نور چشم احمد وحسنین وزہرا وعلی ۔ عاشق او شاہ موسی قادری
در وادی مقدس موسی بنور حق شد ۔ تجلی موسی بفردوس شد ۔ آہ برآمد از

علی موسی رضا۔ بود آں شیخ کبیر۔ یکی موسیٰ پیر شد یکے موسی ولی شد۔ شد یکے موسی کلیم اللہ یکے موسی خلیل اللہ۔ جو وی رفت از روئے اداب بگفتم۔ عجب شاہ موسی کلیم خدا بود۔ آپ کا روضہ بوبو ما نامی مریدہ صادقہ نے تعمیر کرایا۔ تاریخ بنائی روضہ مقدس ہے۔ و تاریخ اتمام روضہ مقدسہ ہے

	آپ کے صاحبزادے	
سید محمد عرف قادر بادشاہ فرزند دوم۔ سید غلام حسین عرف حسینی بادشاہ فرزند سوم		
و چہارم کے نام معلوم	نسب کا شجرہ	نہیں ہوئے۔

سید موسی شاہ قادری بن سید محی الدین عرف قادر بادشاہ صاحب بن شاہ درویش محی الدین قادری۔ بن سید عبد المحی الدین صاحب بن سید شاہ محی الدین ثانی۔ عرف پیر شاہ صاحب۔ بن سید الابدال عالی حضرت شاہ عبد اللطیف لاابالی۔ بن سید طاہر الحموی۔ بن سید زاہد الحموی بن سید عارف الحموی۔ بن سید ہاشم الحموی۔ بن سید قطب الدین محمد الحموی۔ بن شہاب الدین احمد الحموی۔ بن سید بدر الدین حسن الحموی بن علاؤ الدین علی الحموی۔ بن شمس الدین محمد الحموی۔ بن سید سیف الدین یحیی الحموی۔ بن شمس احمد البغدادی۔ بن سید ظہیر الدین ابو السعود البغدادی۔ بن سید عماد الدین ابی صالح نصر البغدادی۔ بن سیدنا قطب الاقطاب سید تاج الدین عبد الرزاق البغدادی۔ بن سیدنا حضرت غوث الثقلین

سید عبد القادر الجیلانی رضی اللہ عنہ۔

من اشعارہ

از ازل اندتا ابد چون مست مستان خدا
در میان این و آن خوش پریشان خدا

اے دلا پیش فاعل مختار
عبد مجبور را جواب چہ ہست

در کوی خرابات خوش بزم طریقت
زین مجلس رندانہ شدم نظم طریقت

الغیاث اے شمس رخشاں الغیاث
الغیاث اے ماہ تابان الغیاث

روزی بفضل یار رسیدم بباب شوخ
دیدم جمال دوست کہ بہ افتاب صبح

ہر کہ از دل بدل صفا باشد
رفتہ رفتہ بجان آشنا باشد

ہر کہ در عشق دلا پاک بود
بالیقین صاحب ادراک بود

دل من جای خداست کجا ہست ازل
گو مراتا کہ مرا با تو تعا ہست ابد

شکر خدا بفضل خدا کامران شدم
یعنے غلام ساقی جان جہان شدم

شیخ محمد صدر الدین ذاکر قدس سرہ

شیخ محمد نام۔ صدر الدین لقب ہے۔ ذاکر عرف ہے۔ آپ شیخ شمس الدین گجراتی کے صاحبزادے ہیں آپکے آبا کرام تاجر پیشہ تھے۔ آپ بھی تجارت کرتے تھے۔ صاحب جاہ وحشمت تھے پچیس برس کی عمر میں آپ تارک الدنیا ہوگئے۔ دنیوی تعلقات سے علٰحدہ ہوئے

۹۵۲؁ نوسو باون ہجری مین شیخ محمد غوث گوالیری کے مرید و خلیفہ ہوئے۔ اور پیر کی خدمت مین مدت تک رہے۔ جب شیخ نے گجرات سے گوالیر مراجعت کی۔ آپ بھی ہمراہ گئے اور جواہر خمسہ کے عملیات اور دوسرے سلاسل کی اجازت لیکر وطن مالوفہ آئے۔ اور خلایق کو ہدایت وارشاد سے سرفراز کرتے رہے۔ آپ گوالیر مین دو تین مرتبہ گئے ہین اور مانڈو مین قیام پذیر رہتے تھے۔ آپکے خلفا بیشمار ہین شیخ امان اللہ بن شیخ کمال الدین کا پوی محمد غوثی مولف گلزار ابرار۔ سید محمد صادق چشتی شیخ عثمان بن لاون قریشی وغیرہ اوائل مین آپ جاپانیر مین سکونت پذیر تھے۔ خرابی و ویرانی کے بعد بروڈہ گجرات مین آئے مقیم ہوسے اور وہان مسجد و خانقاہ تعمیر کی تہی۔ آخر آپنے ۹۸۹؁ نوسو نواسی ہجری مین رحلت کی اور وہان مدفون ہوسے۔ یزار و یتبرک بہ۔

شیخ منصور قدس سرہ

آپکا اصلی وطن کرناٹک ہے۔ آپکے آبا و کرام مشایخ تھے آپ شیخ نصرتی ملک الشعرا کے حقیقی بہائی ہین۔ آپ بہائی کی وجہ سے علی عادل شاہ کے زمانہ مین بیجاپور مین آئے۔ اہل شہر نے تعظیم و توقیر کی۔ صوفی المشرف تھے۔ درویشانہ زندگی بسر کرتے تھے آپکا

بہائی ملک الشعرا امرا کے زمرہ مین تہا۔ آپکی خدمت کرتا تہا عملیات و
تعویذات مین کامل عامل تھے۔ خلایق کو آپ کے تعویذات سے فایدہ
حاصل ہوتا تہا۔ آخر آپ ـــــــ ہجری میں بہشت برین کو روانہ ہوئے
نگینہ باغ مین دفن کئے گئے۔ یزار و متبرک ہے۔

سید میر ماہ سہروردی

آپ سید نظام الدین بغدادی کے صاحبزادے ہین۔ آپکے والد
ہلاکو خان کے فتنہ مین بغداد سے ہند مین آئے۔ قصبہ بہرایچ گجرات مین
سکونت پذیر ہوئے۔ سید میر ماہ بہی والد کے ہمراہ تھے آپ خورد سال
تھے۔ گجرات کی زمین مین نشو و نما پایا۔ سن شعور کے بعد علما و فضلا کی
خدمت مین علوم و فنون حاصل کئے۔ صاحب علم و ادب ہوئے اور
میر سید علاء الدین خلیفہ شہاب الدین سہروردی کی خدمت مین جو شیخ
نظام الدین اولیا کے معاصر تھے۔ فیض باطنی و علم معنوی سے مستفید
ہوئے اور نیز سید اشرف جہانگیر سمنانی چشتی سے فیض پایا۔ صاحب خرق
عادت و کرامت تھے امرا و فقرا آپسے حسن اعتقاد رکھتے تھے گجرات
و دکن مین آپکی ہدایت کا دروازہ کشادہ تہا۔ آپکے خوان سے ہر ایک طالب فایدہ اوٹھاتا تہا

نقل ہے

کہ آپ کا ایک صاحبزادہ سید تاج ماہ نام تہا۔ ولی کامل تہا۔ مگر عوام سے اپنے کو پوشیدہ رکھتا تہا اور ظاہر مین اخفا کے لحاظ سے منہیات کا مرتکب ہوتا تہا۔ ایک وقت سید میر ماہ بیمار ہوئے۔ زندگی سے نا امیدی ہو گئے تہے۔ آپکا صاحبزادہ والد ماجد پر تصدق ہوا۔ اور واجب تعالی سے درخواست کی کہ والد کو صحت ہو۔ اور مجکو اونکے معاوضہ مین وفات نصیب ہو۔ اللہ تعالے نے دعا قبول کی صاحبزادے کا انتقال ہوا۔ اور آپکو صحت ہوئی۔ آپ کو چند روز کے بعد صاحبزادہ متوفی کا خیال آیا۔ کہ صاحبزادے کا کیا حال ہوگا۔ اوسی روز کی شب مین ایک مجاور صاحبزادہ کی قبر کے متصل سویا تہا۔ اوسکو ہاتف غیبی نے صاحبزادے کے حال مین یہ بیت سنائی۔

بگو اے مرغ زیرک حمد مولیٰ	کہ جان تاج سر بر عرش بردند

اور بعض تذکرہ نویسون نے لکھا کہ یہ بیت مجاور کے ہاتہہ پر بخط سبز مرقوم ہو گئی تہی۔ اور مدۃ العمر یہ خط مجاور کے ہاتہہ پر باقی رہا۔ واللہ اعلم بالصواب۔ آپکی وفات سنہ ۷۲۲ سات سو بائیس ہجری مین واقع ہوئی قصبہ بہرائچ مین مدفون ہوئے یزار و تتبرک بہ

شیخ میان ابو ابراہیم شطاری

ابو ابراہیم کنیت اور شیخ میان عرف ہے۔ شطاری المشرب ہین۔ آپ کا

وطن بہروچ گجرات رہے۔ عالم فاضل عارف کامل تھے۔ شیخ محمد غوث گوالیری
کے مرید و خلیفہ تھے۔ مدت تک گجرات مین ہدایت وارشاد کی مسند پر
متمکن رہے۔ خلایق کو استفادہ سے سرفراز کیا۔ محمد شاہ فاروقی کے زمانہ
مین گجرات سے برہان پور مین رونق افزا ہوئے۔ بادشاہ اور وزیر
سید زین الدین نے آپکی تعظیم و توقیر کی۔ دونو آپکے مرید ہوئے آپکا
خانقاہ مریدین و طالبین سے معمور رہتا تھا۔ اور درس و تدریس کا ہنگامہ
گرم ہوتا تھا۔ آپکے توسل و سفارش سے اکثر طلبہ دینی و دنیوی فوائد
سے کامیاب ہوتے تھے۔ آپکی ذات مجمع الحسنات و الخیرات تھی۔
شرع کے پابند تھے۔ آخر آپنے اس دار فانی سے دار البقا کو ۹۹۸ سنہ
نوسو اٹھیا نوے ہجری مین رحلت کی۔ محمد شاہ فاروقی کے
مقبرہ مین دفن ہوئے۔ یزار و یتبرک بہ۔ ث ث

شاہ عبد الرزاق فاروقی

آپ حضرت محبوب سبحانی کی اولاد مین ہین صحیح النسب و شریف الحسب تھے
آپ کا مولد و منشا بغداد ہے۔ آپ محمد عادل شاہ کے زمانہ مین
بیجاپور دکن مین وارد ہوئے آپکے قدوم میمنت لزوم سے بیجاپور
رشک ارم ہوا۔ آپکی ہدایت و رہنمائی سے اکثر طلبہ درجۂ اعلیٰ کو

پہنچے۔ بادشاہ و امرا آپکی خدمت مین حسن عقیدت رکہتے تہے۔ محمد خان وزیر آپکا مرید صادق تہا۔ شیخ ابراہیم بغدادی آپکے خلفا مین سے تہے۔ شاہ ہاشم حسینی العلوی آپکے معاصر تہے۔ ایک روز حضرت شاہ ہاشم آپکے ملنے کے لئے آئے آپ شاہ موصوف سے ملے دونو باہم مکالمہ کر رہے تہے کہ محمد عادل شاہ بھی ملازمت کیلئے آیا آپکے حجرہ کے عقب مین ایک دریچہ تہا۔ آپنے بادشاہ کو حکم کیا کہ آپ دریچہ کے باہر سیر کیجئے بادشاہ حسب الحکم گیا اوس دریچہ کے اندر ایک شہر وسیع و باغات بشیار دیکھے۔ باغات پاکیزہ و تازہ و مکانات کشادہ و خوشنما تہے۔ پادشاہ باغات مین سیر کرتے ہوئے ایک مقام مین پہنچا کہ چند لعل بے بہا رکہے ہوئے تہے۔ نہایت درخشان۔ بادشاہ نے چاہا اوسمین سے چند دانے اوٹہائے ایک محافظ نے آواز دی کہ بدون حکم مالک یہان سے ایک دانہ بہی کوئی نہین لے سکتا۔ پادشاہ نے پوچھا کہ ان نفائس کا مالک کون ہے۔ کہا کہ شاہ عبد الرزاق قادری ہے جنون کا بادشاہ آپکا مرید ہے یہ جواہر بے بہا حضرت کے نذر دیئے ہین۔ پہر بادشاہ چند قدم مسافت طے کر کے آیا۔ یکا یک حضرت کے حجرہ کا دریچہ نمایان ہوا۔ حجرہ مین آیا دیکھا۔ دونو بزرگ تشریف رکہتے ہین۔ اور

سپاہ وغیرہ ہمراہی باہر کھڑے ہین۔ بادشاہ حضرت کی خدمت مین تسلیم ادا کرکے رخصت ہوا۔ اوس روز سے حضرت کی بڑی عزت وآبرو کرتا تھا۔ آپ صاحب کشف وکرامت سے تھے۔ آخر آپنے ۲۲ ربیع الاول سنہ ۱۰۵۱ ایکہزار ایکاون ہجری مین فردوس برین کو رحلت کی۔ اندرون شہر سپاہ بیجاپور مکہ دروازہ کے قریب خانقاہ مین مدفون ہوئے آپکی مرقد پر گنبد عالی تیار کیا گیا ہے۔ اور روضہ مین جانب یمین آپکی زوجہ محترمہ اور جانب یسار مین خلف الرشید سید عبدالقادر عرف شاہ حضرت قادری مدفون ہین۔ خان محمد وزیر بھی آپکے روضہ کے قریب مدفون رہے۔ اوسکی قبر پر گنبد عالی ہشت پہلو خوشنما تعمیر کیا گیا ہے

شاہ مصطفیٰ قادری

آپ شاہ ابوالحسن کے برادر حقیقی تھے۔ بیدر سے بھائی کے ہمراہ بیجاپور مین آئے۔ اور سکونت پذیر ہوئے۔ رات دن ریاضت وعبادت مین بسر کرتے تھے۔ اور ہمیشہ خالق حقیقی کے مشاہدہ مین مصروف رہتے تھے۔ اور عبادت وریاضت وخوارق عادات کے اخفا مین بڑی احتیاط فرماتے تھے کہ راز فاش نہ ہو جائے کثرت وصحبت سے دور رہتے تھے۔ وحدت وخلوت کو پسند فرماتے

تھے۔ کبھی دنیا ومافیہا کے طرف رغبت نہین کی نہ اہل دنیا سے ملے
اکثر امرا آپکے دیدار کی خواہش کرتے تھے۔ صحیفۃ الہدیٰ کے مولف
نے لکھا کہ ایکروز ابراہیم عادل شاہ آپکی ملاقات کے لئے آیا اوسوقت
حضرت وظائف مین مشغول تھے۔ بادشاہ کے طرف کچھہ توجہ نہین کی
جب وظائف سے فارغ ہوئے خادم نے عرض کیا بادشاہ حاضر ہے
فرمایا یہان آنیسے بادشاہ کا کیا مقصود ہے۔ خود بادشاہ نے عرض کی
آپکا دیدار مقصود تہا۔ آپنے فرمایا وہ حاصل ہوا۔ مراجعت کیجیے بادشاہ
حضرت کے اس قول سے ناخوش ہوا۔ کہا مین آپکی کرامت دیکہنا چاہتا
ہون۔ آپ غضبناک ہوئے۔ اور حجرہ کی چہت کے طرف نظر جلال
سے دیکھا چہت شق ہوئی اور ایک شعلہ حضرت و بادشاہ کے درمیان
گرا بادشاہ شعلہ کی تاب نہ لاسکا آنکہین بند کین۔ ایک ساعت کے
بعد آپکا غصہ کم ہوا۔ اور وہ شعلہ بہی بجھہ گیا۔ فرمایا حسن اتفاق ہے
کہ شعلہ مہتابی تہا اگر آفتابی ہوتا تو بادشاہ اسکی شدت تابش سے سیاہ
ہوجاتا۔ آیندہ کسی تارک الدنیا و گوشہ نشین کا امتحان نہین کرنا چاہیئے
بادشاہ رخصت ہوا۔ مدۃ العمر حجرہ نشین رہے۔ کبھی حجرہ سے باہر نہ نکلے
مشہور ہے کہ آٹھہ روز کے بعد فردوس برین کو روانہ ہوئے اور اپنے
بہائی شاہ ابوالحسن کے روضہ مین مدفون ہوئے۔ یہ واقعہ قریب

سنہ ۱۰۶۹ ایکہزار انہتر ہجری مین واقع ہوا۔ آپکے صاحبزادے سید عبدالقادر قادری سجادہ نشین ہوئے۔ اور آپکے نبیرہ سید شمس الدین قادری عالم فاضل جامع علوم و فنون تھے۔ المتوفی ۲ جمادی الثانی سنہ ۱۱۲۸ گیارہ سو اٹھائیس ہجری بموضع مرسی تعلقہ سدہپور مین مدفون ہوئے۔

شیخ مخدوم محمد ساودے عرف مخدوم صاحب سوائے

آپ قوم مغل سے تھے۔ بعض کہتے ہین ترکمان سے۔ آپکے بزرگ وطن اصلی سے ہند مین وارد ہوئے۔ قصبہ میلا پید چنیا پٹن مین سکونت پذیر ہوئے آپکے تمام بزرگ سپہ پیشہ تھے۔ والد کے مرنے کے بعد دل مین خدا طلبی کا شوق پیدا ہوا۔ معرفت الہی کی تلاش کرتے تھے۔ مگر کہین فائز المرام نہین ہوتے تھے۔ جب آپکا گذر بسنت نگر مین ہوا۔ قصبۂ مذکور مین ناصر شاہ مشایخ قادریہ سے تھے۔ اونسے ملاقات کی۔ ناصر شاہ سے آپکی دلجمعی ہوئی۔ مدت تک ناصر شاہ کی خدمت مین رہے۔ خلافت کا خرقہ لیکر حرمین شریفین کو روانہ ہوئے۔ وہان تین برس تک رہے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے دکن مین آئے اہل دکن کو تصوف و توحید کے مسائل سے آگاہ کیے۔ جو آپ کا مرید ہوتا تہا اوس سے اسرار الٰہی ظاہر کرتے تھے۔ مرید کے سوا کسیکو نہین بتلاتے تھے

سید انوار اللہ لکھتے ہین کہ آپ کو علم تصوف وحقائق مین کمال قدرت و
لیاقت تہی کوئی آپکے مقابلہ مین تصوف کا دم نہین مار سکتا تہا۔ آپکے
تصانیف سے چند رسائل ہین۔ آپنے تصوف مین اصطلاحات ایجاد کئے
ہین مسئلہ غیریت حقیقی جو دکن کے بعض صوفیہ مین مروج ہے آپکی ایجاد
ہے۔ صاحب تصوف وخوارق تھے۔ میلاپور مدراس مین اکثر آپ
نصف شب مین دریا کے کنارے جاتے تھے۔ تنہائی مین اطمینان
وحضور قلب سے اذکار واشغال مین مشغول ہوتے تھے۔ تمام مچھلیان
وغیرہ دریائی حیوانات کنارے پر بر آمد ہوتے تھے۔ اور آپ سے
بزبان حال گویا ہوتے تھے۔ حضرت بہی اونکے جواب مین کچھہ فرماتے تھے

نقل ہے

مشہور ہے کہ آپ ریاضت شاقہ کے بعد کمال کو پہنچے تھے۔ مدت
تک نفس کشی کرتے رہے۔ اکثر آپکے مرید امرا تھے۔ مثلاً خواجہ
عبداللہ خان وخواجہ رحمت اللہ خان۔ وعید رجنگ وغیرہ۔ آپ
ہر ایک کو ریاضت وعبادت کی ترغیب دیتے تھے۔ آپ شرع کے
پابند تھے۔ آپ کے پانچ صاحبزادے تھے۔ دو اُن مین سے
کامل تھے۔ ایک شاہ ناصر ثانی ۲ احمد صاحب۔ آپکی وفات حیدرآباد
دکن مین بتاریخ ۲ رجب ۱۱۶۵ گیارہ سو پینسٹھہ ہجری مین ہوئی چھہ مہینہ

خواجہ رحمت اللہ خان کے مقبرہ مین اماناً رکھے ہے پھر آپکو سیلا پور مین نقل کئے

سید محمد تعظیم ترک ؒ

آپ سادات رضویہ سے ہین۔ اور آپ کا وطن اصلی استرآباد ہے سلطان ابراہیم عادل شاہ کے زمانہ مین وطن مالوفہ سے بیجاپور مین رونق افزا ہوئے بادشاہ وامراو عوام الناس آپکے قدوم میمنت لزوم سے بہت خوش ہوئے اور کہتے تھے کہ آپکی ذات بابرکات شہر کی رونق وباعث آبادی ہے چونکہ آپ کسیکی تعظیم نہین کرتے تھے اور ترک تعظیم کے پابند تھے۔ بنا برعلیہ تعظیم ترک سے ملقب ہوئے۔ صاحب کرامت ومکاشفہ وخارق عادت و کرشمہ تھے۔ خلائق کو ہدایت وارشاد سے ممتاز فرماتے تھے۔ اکثر امراووزرا آپکی خدمت مین حسن ارادت سے آتے تھے۔ آپ کا اعزاز و احترام کرتے تھے۔ ہراک عہدہ دار کو اِنَّ اللہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ عدل واحسان کی ہدایت فرماتے تھے ظلم وستم کی ممانعت کرتے تھے۔ غربا وفقرا کی سفارش فرماتے تھے۔ اکثر فقرا وغربا آپکی سفارش سے فائز المرام وکامیاب ہوتے تھے۔ خود متوکل علی اللہ تھے۔ کسی سے سوال نہین کرتے تھے۔ گوشۂ وحدت مین عزلت نشین رہتے تھے۔ آپکی عادت مستمرہ تھی کہ اگر کوئی جنازہ آپکے طرف سے گذرتا تو آپ اوسکی نماز ادا کرتے تھے۔ اور خود امام ہوتے

اور جنازہ کی تعظیم کرتے تھے چند اوباش نے باہم اتفاق کیا کہ آپ زندگی تعظیم نہین فرماتے اور مُردون کی تعظیم کرتے ہین۔ بطریق سخریہ و استہزا ایک زندہ شخص کو مردہ بناکے اوسکو کفن پہناکے لے آئے اور حضرت سے کہا کہ آپ جنازہ کی نماز ادا کردیجئے۔ آپ خاموش ہوئے۔ پہر تقاضا کیا۔ آپنے فرمایا کسی اور کے پاس لے جاؤ۔ سب نے اصرار کیا۔ آخر آپ حجرہ سے برآمد ہوکے جنازہ جعلی کے قریب آئے اور سب سے تین مرتبہ پوچھا کہ نماز ادا کرون آپ اجازت دیتے ہین سب نے کہا پڑھئے۔ آپنے نماز ادا کی سلام سے فارغ ہوئے اور دعا پڑھی۔ تمام قہقہہ مارکر استہزا کرنے لگے اور منتظر تھے کہ جعلی مردہ اوٹھے۔ مردہ جعلی واقع مین مردہ تہا کچھہ حس وحرکت نہین کی سب نے اوسکو ہلایا جسم بیجان تہا۔ مضطرب ہوئے اور اپنے فعل پر نادم وپشیمان ہوئے افسوس وحسرت کرنے لگے۔ نہایت ندامت وحسرت سے حضرت کے پاس آئے اور معافی چاہی اور مردہ کے بابت عرض کی۔ آپنے فرمایا جو کچھہ ہونا تہا سو ہوگیا۔ اب اوسکا زندہ ہونا محال ہے۔ مین نے تمہارے اصرار سے یہ کام کیا مین بری الذمہ ومرفوع القلم ہون۔ آیندہ اسطرح گستاخی نہین کرنی چاہئے اکثر جُہلا امتحاناً بزرگون سے تمسخر کرتے ہین یہ نہایت ہی برا فعل ہے اس سے ہر ایک کو پرہیز کرنا چاہئے۔ فی زماننا فقرا کو مضحکہ بناتے ہین

برا کرتے ہیں۔ اَللّٰھُمَّ احْفِظْنَا مِنْ ھٰذِہٖ الْفِتْنَۃِ۔ آخر آپنے ۱۱۰۶ ہجری میں رحلت کی اندرون حصار شاہ پور دروازہ کے قریب میں مدفون ہیں
مرقد پر عمارت چو کھنڈی تعمیر کیگئی۔ شاہ علی خلف الصدق اور ایک دختر یادگار تھے

سید محمد بخاری قدس سرہٗ بیجاپوری

آپ بخاری الاصل ہیں۔ آپکے اجداد میں کوئی بزرگ ہند میں وارد ہوئے بعد ازاں گجرات میں آئے وہاں سکونت پذیر ہوئے۔ اور آپ گجرات سے بیجاپور میں رونق افزا ہوئے۔ جامع کمالات صوری و معنوی حاوی حقایق و معارف تھے۔ شہر کے امراو شرفا آپ سے حسن عقیدت رکھتے تھے اور آپ کا اعزاز و اکرام کرتے تھے۔ آپکی ہدایت و تلقین کا بازار گرم تھا۔ خاص و عام فیضیاب ہوتے تھے۔ اکثر گمراہ راہ راست کو پاتے تھے آپ مریدین و طالبین کو دل آزاری سے سخت ممانعت فرماتے تھے۔ ہر ایک کو حسن خلق و نیک عادت کی ترغیب دیتے تھے۔ آخر آپ نے ۱۰۹۷ھ ایکہزار ستیانوے ہجری میں رحلت کی۔ اندرون شہر پناہ بیجاپور علی باغ میں مدفون ہوئے (مقبول خدا و رسول بود) رحلت کی تاریخ ہے۔ زیارتگاہ عام ہے

شاہ میران جی شمس العشاقؒ چشتی

شاہ میران جی نام شمس العشاق لقب ہے۔ آپ بیجاپور مین اکمل اولیا سے تھے۔ آپ کا مولد ومنشا بیجاپور ہے۔ آپ نشوونما وشعور کے بعد مشہور علما وفضلا کی خدمت مین علوم ظاہری سے فارغ ہوئے اور دل مین محبت الٰہی کا شوق پیدا ہوا۔ بیجاپور سے حرمین شریفین گئے حج وزیارت سے مشرف ہوئے۔ مدینہ منورہ مین بارہ برس تک رہے۔ رات دن ریاضت وعبادت مین مشغول رہتے تھے۔ ہرسال حج کے موسم مین مکہ معظمہ تشریف لاتے تھے۔ حج وزیارت سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ جاتے تھے۔ اسیطرح آپنے بارہ حج ادا کئے۔ آپ کی عادت تھی کہ ہمیشہ مدینہ منورہ مین ایک پہلو پر سوتے تھے۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارہ سے عازم دکن ہوئے۔ علی عادل شاہ کے ابتدائی زمانہ مین بیجاپور پہنچے۔ شیخ اکمل خواجہ کمال الدین بیابانی خلیفہ مخدوم سید محمد الحسینی گیسو دراز کے مرید وخلیفہ ہوئے چشتیہ طریقہ کے پیرو تھے۔ طلبہ وفقرا کو ہدایت وتلقین فرماتے تھے۔ اکثر طلبا آپکے فیض نعمت سے کامیاب ہوئے ہین آپ عارف کامل وولی واصل تھے۔ آخر آپنے ۲۵ شہر شوال تقریباً سنہ ۹۱۰ نوسودس ہجری مین رحلت کی بیرون حصار بیجاپور شاہپور مین ٹیلہ پر مدفون ہوئے۔ قبر پر گنبد بنا یا گیا۔ مرزا فصیح الدین المعروف بابا سنبجل خاکسار شاعر وصوفی آپکا مرید وخلیفہ تہا۔ قصبہ ساغر مین مدفون ہے

آپکا سالانہ عرس ہوتا ہے۔ مشایخ و فقرا جمع ہوتے ہین۔ یزار و یتبرک بہ۔

شیخ محمد سراج الدین جنیدی ثالث

آپکی نسب کا سلسلہ شیخ محمد سراج الدین جنیدی سے ملتا ہے شیخ موصوف علاء الدین حسن کانگوی بہمنی کے مرشد تھے۔ اور گلبرگہ مین مدفون ہین آپ سلطان محمد عادل شاہ کے زمانہ مین گلبرگہ سے بیجاپور مین آئے بادشاہ نے تعظیم و توقیر کی۔ آپ شہر مین سکونت پذیر ہوئے۔ اکثر امرا و اہل شہر آپکی خدمت مین بیعت سے مشرف ہوتے تھے۔ آپ کے چراغ سے اکثر چراغ روشن ہوئے۔ آپ شبستان ولایت کے چراغ تھے۔ بزرگی و شیخت آپکے چہرہ سے نمایان تھی۔ ولایت و کرامت آپکے حرکات و سکنات سے عیان تھی۔ آپکے افعال و اعمال سنت نبوی کے مطابق تھے۔ آپکو اتباع طریقہ محمدی و ملت احمدی کا بڑا لحاظ تھا۔ شرع کے دائرہ سے باہر قدم نہین رکھتے تھے۔ آخر آپنے سنہ ہجری مین رحلت کی۔ جامع مسجد کلان کے متصل مدفون ہوئے۔ یزار و یتبرک بہ

شاہ مصطفی قادری قدس سرہ

آپ سید چاند محمد بن اخت قاضی سید علی محمد کے صاحبزادے ہین۔

آپکا مولد ومنشا بیجاپور ہے۔ آپ حافظ عبد القادر قادری کے مرید وخلیفہ تھے۔ اور حافظ صاحب سے فیض صوری ومعنوی حاصل کیا۔ درجۂ کمال کو پہنچے۔ بیجاپور کے اولیائے متاخرین سے تھے۔ سید محمد مدرس آپکے ماموں تھے۔ صاحب کشف وکرامت عارف شریعت ومعرفت تھے۔ ملاذ الخلائق ومجمع الخوارق تھے۔ آپ عادل شاہی وعالمگیری زمانہ مین موجود تھے۔ دونو بادشاہون کے عہد مین معزز ومکرم رہے آپکی خدمت مین عالمگیر بادشاہ حاضر ہوا تہا۔ اور آپکے اشارہ سے بوساطت معمور خان صوبہ دار موئے مبارک وآثار شریف کی زیارت بہی کی۔ اور عالمگیر نے آپکی مدد معاش کے لئے موضع جمبہال جاگیر مقرر کردیا۔ آپ کو کوئی اولاد نہین تہی۔ شاہ علی صفوی کو متبنّیٰ کرکے اپنا جانشین فرمایا۔ اور اوسکو معاش ومحلات کا مالک ووارث کیا۔ ابتک صفوی کی اولاد کے قبضہ مین ہے۔ آخر آپنے اکیس تاریخ ماہ ربیع الاول ۱۱۱۳ھ گیارہ سو تیرہ ہجری مین رحلت کی جامع مسجد کے متصل مشرقی جانب مین مدفون ہوئے۔ یزار ویتبرک بہ

شاہ منجن بخاری

آپ سید احمد بخاری کے صاحبزادے ہین۔ آپ کا مولد ومنشا بیجاپور ہی ہے

آپنے سن شعور کے بعد والد ماجد سے علوم ظاہری و باطنی حاصل کئے عالم فاضل و عارف کامل ہوئے۔ عالم شباب میں والد ماجد کے مرید و خلیفہ ہوئے۔ جوان صالح متقی و پرہیزگار تھے۔ صاحب کشف و عرفان تھے۔ خلایق کو ارشاد سے سرفراز فرماتے تھے۔ اہل شہر آپکے معتقد تھے۔ آپ ہر ایک کے ساتھہ حسن خلق و شگفتہ روی فرماتے تھے۔ اور کسر نفسی و خاکساری مین جھکے جاتے تھے۔ پاکیزہ رو و پاکیزہ خو تھے۔ آخر آپنے تیرہ تاریخ محرم سنہ ہجری مین رحلت کی اندرون حصار بادشاہ پورہ مین باؤلی کنارہ مدفون ہوئے۔ اور آپکے والد کا مزار اللہ پور مین ہے

شیخ موسی چشتی مندپوری

آپ شیخ جیندن مندپوری کے مرید و خلیفہ ہین۔ آپ درویش مرتاض و صوفی متقی تھے۔ صائم الدہر و قائم اللیل تھے۔ افطار کے بعد نہایت ہی کم تناول فرماتے تھے۔ کثرت ریاضت و قلت خوراک سے نحیف البدن و ضعیف تن ہوگئے تھے۔ پوست ہڈیان رہگئی تہین۔ مگر آپکی روحانی قوت بڑھ گئی تھی۔ قلب روشن و دماغ تر و تازہ ہوگئے تھے صاحب کشف و کرامت تھے۔ آخر آپنے سنہ ۹۸۶ نوسو چھیاسی ہجری مین رحلت کی۔ اُجین مالوہ مین مدفون ہوئے۔ مزار و تبرک بہ۔

حضرت شاہ محمد قاسم عرف شیخ جی حالی قدس سرہٗ

آپ غلام محمد بن شیخ کبیر انصاری کے صاحبزادے ہیں. نسب کا سلسلہ چند واسطے سے
حضرت عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ تک منتہی ہوتا ہے۔ آپکے والد درویش
سیرت و نیک خصلت تھے۔ بزرگان دین سے نیک اعتقاد رکھتے تھے۔ آپ کا
مولد و مسقط الراس قصبہ جھونجھنو ضلع فتح آباد علاقہ سرکار جیپور ہے۔ آپکی ولادت باسعادت
۱۱۷۵ھ ہجری میں واقع ہوئی نشو و نما قصبہ کی آب و ہوا میں ہوا. والد ماجد لخت جگر کی تربیت
پرورش میں مصروف رہتے تھے. جب آپکی عمر چار برس کی ہوئی والد ماجد نے تسمیہ خوانی کی
رسم ادا کی اور آپکی تعلیم شروع کی۔ دس بارہ سال کی عمر میں ختم قرآن و مسائل
نماز و روزہ سے فارغ ہوئے۔ لکھنے پڑھنے میں لیاقت حاصل نہیں کیتے تھے
بعض مولفین نے مطلق اُمی لکھا یہ غلط ہے۔ چودہ پندرہ برس کی عمر میں والد ماجد
آپ کو حضرت شاہ محمد عزت اللہ قدس سرہ کی خدمت میں لیگئے اور عرض کی
حضرت بندہ زادے کو شرف بیعت سے مشرف فرمائیے۔ حضرت نے آپکو
بیعت سے مشرف فرمایا۔ اولاً سلسلہ نقشبندیہ دوم طریقہ قادریہ میں مرید فرمایا
اور دونوں طریقوں کے اشغال و اوراد کی تعلیم دی۔ آپ پیر و مرشد کے
حکم کی تعمیل کرنے لگے۔ مدت تک آبادی سے دور ہوئے۔ صحرا و جنگل میں
گوشہ نشین رہنے لگے۔ رات دن ذکر و شغل میں بسر کرتے تھے۔ ریاضت
و مجاہدہ و ذکر و شغل کی برکت سے درجۂ کمال کو پہنچے۔ خداشناسی کی دریائے معرفت

غرق ہوئے۔ اور اپنی خودی سے بیخود۔ حضرت پیر مرشد نے آپ کو وصال
کے قریب مین خلافت کی خلعت سے مشرف کیا۔ اور آپ کو ارشاد کیا
کہ آپ دکن تشریف لیجائیے۔ اور اہل دکن کو ہدایت وارشاد سے سرفراز
فرمائیے۔ آپ پیر و مرشد کی رحلت کے بعد حسب الارشاد وارد دکن
ہوئے۔ شہر حیدر آباد کو اپنا مستقر قرار دیا۔ حیدر آباد مین پہنچتے ہی سلطان
میاں المخاطب بہ نواب سلطان نواز الملک عرف نواب تارے میان کے ملازم ہوئے
نوکر ہوئے۔ اور لوگون سے اپنا حال پوشیدہ رکھتے تھے۔ نہیں چاہتے
تھے کہ لوگ مجکو مشائخ سے سمجھیں۔ اسلئے آپ مشائخانہ لباس سے
اجتناب کرتے تھے۔ زیب بدن قبائے نیم تنہ۔ اور سر پر دستار
سادہ اور ایک چادر گزی کاندھے پر رکھتے تھے۔ اور گلے مین ایک
رومال اور پاؤن مین معمولی پاپوش۔ اور ہاتھ مین تلوار۔ بہرحال آپ سپاہیانہ
لباس مین ولی کامل تھے۔ زمرۂ سپاہ مین بعض آپکے اصلی حال سے
واقف نہین تھے۔ ظاہر حال کو دیکھکے تمسخر کرتے تھے آپ کچھ پروا نہین
کرتے تھے۔ چنانچہ ایک شب آپ سلطان میان کی دیوڑہی مین ذکر مین
مشغول تھے۔ وہان ایک جوان خوش طبع آپکے قریب بیٹھا تھا۔ از روئے
تمسخر آپکے سر سے چادر یا رومال کھینچ لیا۔ آپ اُسکی اس حرکت ناشائستہ سے
نہایت ہی رنجیدہ و غضبناک ہوئے۔ اور اُسکی طرف غصہ سے دیکھا۔ جوان مذکور

آپکی توجہ جلال سے زمین پر گر پڑا ۔ بیہوش ہوگیا ۔ تین روز تک حالت غشی مین رہا. ہوش آنیکے بعد آپکی خدمت مین حسن ارادت سے مرید ہوا ۔ اپنے فعل ناشائستہ سے توبہ کی اور معافی کا خواہان ہوا ۔ اس واقعہ کے ظاہر ہونیسے عام وخاص مین آپکی شہرت ہوئی ۔ لوگ حلقہ ارادت مین آنے لگے ۔ آپ لوگونسے گریز کرتے تھے ۔ آپ نوکری سے دست بردار ہوئے ۔ چندروز ایلچی بیگ کی لکھان کی مسجد مین مراقبہ واوراد مین مصروف ہوتے رہے ۔ پھر آپنے گلزار خانکی حویلی مین سکونت اختیار کی ۔ بروز دوشنبہ مجلس سماع منعقد فرماتے تھے ۔ لوگ راگ سننے کی غرض سے آتے تھے ۔ کوئی ارادۃً نہین آتا تہا ۔ نہ آپسے بیعت کرتا تہا ۔ آپ وجد وحال مین غرق رہتے تھے ۔ فنافی اللہ کے مرتبہ مین سیر فرماتے تھے ۔ جو آپکے توجہ کے مقابلہ مین آتا تہا فوراً قدمونپر گر جاتا تہا ۔ اور بیعت سے مشرف ہوتا تہا ۔ اکثر شہر کے امرا وعلما آپکے حلقۂ ارادت مین آئے ۔ اور فیض باطنی سے مستفید ہوئے ۔ مثلاً مولوی قطب الدین صاحب ومولوی فضل اللہ صاحب وقادر یار خان وقادر نواز خان وغیرہم آپکی خدمت مین اکثر آتے تھے اور مستفید ہوتے تھے

نقل ہے

کہ ایک مولوی صاحب آپکی مشیخت کو تسلیم نہین کرتے تھے ۔ آپکی مجلس سماع پر لعن وطعن فرماتے تھے ۔ مولوی صاحب ایکروز اس ارادہ سے شیخ صاحب کی خدمت مین آئے ۔ کہ شیخ صاحب سے سماع کی حلت وحرمت مین مناظرہ کرینگا

اور شیخ احمی کو براہین قاطعہ و دلائل ساطعہ سے ساکت کرونگا جسوقت مولوی صاحب شیخ کی خدمت مین پہنچے اسوقت شیخ صاحب مراقبہ مین تھے مولوی صاحب سامنے بیٹھ گئے۔ مولوی صاحب نے ابھی بحث مناظرہ شروع نہین کیا تھا کہ ہوش سے بیہوش ہوئے۔ جب ہوش مین آئے شیخ صاحب کے قدمون پہ گر پڑے اور عرض کیا مجکو مریدون کے زمرہ مین شریک کر لیجئے۔ اور میری خطا و شوخی معاف فرمائیے شیخ صاحب قبول نہین فرماتے تھے۔ آخر مریدین کے اصرار سے مولوی صاحب کو مرید کیا

نقل ہے

کہ نواب امین الملک کی زوجہ سخت علیل تھی۔ اطبا نے علاج سے جواب دیدیا تھا شیخ صاحب نواب کے مکان پر رونق افزا ہوئے۔ نواب نے تعظیم و تکریم سے آپکا استقبال کیا۔ خاطرداری و مدارات مین ایک دقیقہ فروگذاشت نہین فرمایا۔ اور مریضہ کا حال بیان کیا آپنے فرمایا انشاء اللہ تعالی سات روز مین شفایاب ہوگی۔ پس مریضہ حسب فرمودۂ شیخ صاحب ایام مذکورہ مین تندرست ہوگئی نواب نے صحت کے بعد آپکو مکان پر بلایا۔ اور مجلس سماع کو نہایت عظمت شان کے ساتھ منعقد فرمایا اسیطرح آپکے کشف و کرامات کی نقلین اکثر مشہور ہین۔ معتقدین سے سینہ بسینہ منقول ہوتی ہین اور سفینہ بسفینہ مذکور۔ فقیر مولف نے طوالت کی وجہ سے مذکورالصدر پر اکتفا کیا۔ آپ فرماتے تھے کہ قرآن و حدیث کے مطابق عمل کرنا چاہئے۔ مین جو کچھ نصیحت کرتا ہون وہ بھی اگر مطابق قرآن و حدیث ہے تو

اسکی تعمیل کرو ورالا تعمیل کرنی ضرور نہین ۔ اور ہمیشہ شریعت محمدی کا لحاظ فرماتے تھے ۔ اور کہتے تھے کہ شریعت کا ترک کرنا گمراہی ہے اور فرماتے تھے کہ نماز دو قسم کی ہوتی ہے ۔ ایک نماز ظاہری ۔ دوسری باطنی ۔ نماز ظاہری قیام وقعود رکوع وسجود ہے ۔ نماز باطنی ترک وجود ہے یعنے اپنی ہستی کو عین نیستی سمجھنا چاہیئے ۔ جو دونون نمازین ادا کرتا ہے کامل ہوتا ہے ۔ جو ایک ادا کرتا ہے ناقص کہلاتا ہے ۔ جو سالک بدون شریعت طریقت کے میدان مین قدم رکھتا ہے گمراہی کے قریب پہنچتا ہے ۔ اور آپ فرماتے تھے جو میری نظر توجہ سے گذرا وہ صاحب دل ہوگیا ۔ فرماتے تھے کہ دنیا مین عمارات و مکانات کا تعمیر کرنا فضول ہے ۔ ہم کو عقبی کے گھر کی تیاری کرنی چاہیئے ۔ آپ فرماتے تھے کہ جسکو فقیری کا مزہ ملا وہ کب امیری کو پسند کرتا ہے آپ فرماتے تھے عاقل کیلئے اشارہ کافی ہے ۔ جاہل کو دفتر کے پڑہنے سے کچھہ حاصل نہین ہوتا ہے ۔ آپکے ملفوظات بیشمار ہین ۔ مریدین کی فرادانی ومداومت کی وجہ سے مشہور ہین ۔ اگر تمام لکھے جائین تو ایک مجلد کثیر الحجم ہو جائے فقیر مولف نے جسقدر لکھا سمجہنے کیلئے کافی ہے ۔ آخر آپ بمصداق کل نفس ذائقۃ الموت یکایک ۲۹ دین تاریخ ربیع الثانی ۱۲۳۸ سنہ بارہ سو اڑتیس ہجری مین بعارضۂ مہلک بیمار ہوئے ۔ بیمار ہوتے ہی آپکی حالت متغیر ہوگئی ۔ جان کندنی کی نوبت آئی ۔ مریدین مین سے ایک نے عرض کیا

حضرت موت کا وقت قریب ہے۔ کلمۂ شہادت پڑھنا چاہیے۔ آپنے آہ سرد کھینچ کر فرمایا۔ میری تمام عمر بیفائدہ گذر گئی۔ دو تین بار کلمۂ شہادت پڑھا کلمہ پڑھتے پڑھتے قالب خاکی سے روح پرواز کر گئی۔ معتقدین و مریدین کو بہت رنج والم لاحق ہوا۔ پھر آپکی تجہیز و تکفین عمدہ طرح سے کی گئی۔ محلہ اردو واقع شہر حیدرآباد مین مدفون ہوئے۔ کسی شاعر نے آپکی وفات کی تاریخ موزون کی۔ ھو ہذا

زہے تاریخ قاسم شاہ در وجد شفیع آمد	زمان غیب با الہام شد اینک رااز بر
کجا بار از نام را بحرف وصوت ارایم	زبان حق سزاوار کند تعریف آن رہبر
نہال باغ یزدانی بہار باغ سبحانی	بر آمد شاہ غیبی و بگفتار تربت دلبر

شیخ مصطفےٰ الجنیدی بیجاپوری قدس سرہ

آپ کی نسب کا سلسلہ شیخ عین الدین گنج العلوم سے ختم ہوتا ہے شیخ کے روضہ کی سجادگی موروثی پر مامور تھے۔ عالم فاضل جامع علوم ظاہری معنوی تھے متقی و پرہیزگار۔ عارف پاکباز۔ حضرت شاہ مرتضیٰ قادری کے مرید و خلیفہ تھے۔ اور حضرت مولنا حبیب اللہ صبغۃ اللّٰہی سے بھی استفادہ کیا ہے اور اجازت بھی پائی تھی۔ صاحب دل تھے۔ اکثر مشائخ کرام کی صحبت مین رہے ہین اور فیض باطنی سے مستفید ہوئے ہین۔ آپنے دو شجرے تالیف کئے۔ ایک آبا رکرام و اجداد عظام کی حالت مین دوسرا اونکی ارادت کے

بیان ہین ۔ قانع ومتوکل تھے ۔ روضہ مین سکونت پذیر تھے ۔ درس تدریس
مین مصروف رہتے تھے ۔ آخر آپنے ۱۰۶۸ھ ہجری مین اس دار فانی سے
بعالم بقا رحلت کی ۔ گنج العلوم کے روضہ کے قریب مدفون ہوئے ۔

حضرت مولانا مولوی میر شجاع الدین حسین صاحب قدس سرہٗ

آپکا اسم مبارک شجاع الدین ہے ۔ تاریخ برہانپور وبزرگان سلف کے ذریعہ سے
معلوم ہوا کہ آپ سادات علویہ سے ہین ۔ اور بعض کا قول ہے کہ آپ کی
نسب کا سلسلہ محمد بن حنفیہ فرزند علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے منتہی ہوتا ہے ۔
آپ حافظ کریم اللہ صاحب کے فرزند دلبند ہین ۔ آپکے جد امجد مولوی محمد
دایم صاحب محمد شاہی عہد میں شادی آباد عرف مانڈو صوبہ مالوہ مین عہدۂ
قضا پر مامور رہے ۔ خدمت مفوّضہ کا کام نہایت دیانت داری سے ادا
فرماتے تھے ۔ آپکے جد موصوف محمد شاہی عہد مین مالوہ سے دہلی گئے تھے
عالم فاضل تھے ۔ تحریر وتقریر مین استعداد کامل رکھتے تھے ۔ شعر وشاعری کے
میدان مین بھی کبھی کبھی جولانی فرماتے تھے ۔ مرزا عبد القادر بیدل سے کلام کی
اصلاح فرماتے تھے ۔ تلمذ کے زمانہ مین غفران ماب نواب نظام الملک فتح جنگ
آصفجاہ بہادر اوّل وناصر جنگ شہید سے ملازمت حاصل ہوئی تھی ۔ پدر و
فرزند آپکے علمی تجربہ سے خوب واقف تھے ۔ جب آصفجاہ اول دار الخلافہ

دکن مین آئے اور مختارانہ حکومت کرنے لگے۔ اسوقت صاحب ترجمہ کے جد کو بہ تعارف سابقہ شہر برہانپور کی قضاوت پر مقرر فرمائے۔ تا بہ زندگی آصفجاہ اوّل خدمت قضا پر مامور رہے۔ جب ناصر جنگ شہید مسند ریاست پر جلوہ افروز ہوئے۔ آپکو بلوایا اور ارکان دولت مین شریک فرمایا۔ تا بہ زمانہ شہادت ناصر جنگ اورنگ آباد مین مصاحبت و دیگر خدمات پر کام کرتے رہے آپکے والد میر کریم اللہ بھی آپکے جد بزرگوار کے ہمراہ تھے۔ وہ بھی نواب شہید کی عنایات سے خانی و بہادری کے خطاب سے سرفراز اور خدمت انتظام پائگاہ سرخاص سے ممتاز تھے۔ نواب کی شہادت کے بعد آپکے جد بزرگوار برہانپور مین آئے۔ اور سکونت پذیر ہوئے۔ آپکے والد بھی نوکری سے دست بردار ہوکے برہانپور چلے آئے۔ متوکلانہ زندگی بسر کرتے رہے ایک رات صاحب ترجمہ کے والد نے خواب دیکھا کہ برہانپور مین ہوائے تند وباد صرصر سے شہر کے تمام چراغ گل ہوگئے۔ مگر جامع مسجد کا چراغ روشن ہے خواب سے بیدار ہوئے بزرگان وقت سے خواب کی تعبیر استفسار کی تمام نے ولادت فرزند کی بشارت دی۔ آپکے والد تعبیر سے حیران ہوئے۔ کہ اسوقت میری عمر ساٹھ برس کے قریب ہے۔ کیونکر یہ تعبیر مطابق واقعہ ہوگی۔ بزرگان سلف نے فرمایا آپ حضرت ذکریا علیہ السلام کا قصہ بھول گئے۔ انکو اللہ تعالی نے آخر عمر مین کہ مایوس ہوگئے تھے فرزند یحیی علیہ السلام عطا فرمایا۔ آپ عقد فرمائے

پس صاحب ترجمہ کے والد نے برہان پور مین جامع مسجد کے متولی مسمی خواجہ صدیق عرف میر غلام محی الدینخان نبیرہ خواجہ ہاشم کی لڑکی سے عقد کیا۔ دو سال بعد اوسی منکوحہ سے مولوی شجاع الدین صاحب ترجمہ سنہ ۱۱۹۱ ہجری مین پیدا ہوئے۔ آپکی ولادت کے بعد والد ماجد بہشت برین روانہ ہوئے۔ پس آپکی تربیت و تعلیم نانا صاحب کے آغوش محبت مین ہوئی۔ نشو و نما برہانپور کی آب ہوا مین ہوا۔ درجۂ کمال کو پہنچا۔ ابتدائے شعور مین نانا کی توجہ پدرانہ سے حفظ قرآن و مختصرات نحو و صرف و مسائل دینیات سے فارغ ہو چکے علمائے برہانپور کی خدمت مین تحصیل علوم کرنے لگے سنہ ۱۲۰۶ ہجری مین آپکے نانا صاحب جو آپکے مربی تھے فوت ہوئے۔ نانا کے انتقال کے وقت آپکا عالم شباب تھا۔ پس آپکے دلمین حج و زیارت حرمین شریفین کا شوق پیدا ہوا۔ اسی شوق مین بندر سورت روانہ ہوئے۔ چند روز سورت مین رہے۔ ایام حج کے قریب حرمین شریفین روانہ ہوئے۔ زیارت و حج سے فارغ ہو کے وہان کے علما سے استفادہ فرمایا۔ آپ متقی و پرہیزگار تھے۔ شب و روز ذکر و شغل و درس و تدریس مین بسر فرماتے تھے۔ حرمین شریفین سے مع الخیر والعافیۃ وطن مالوفہ برہان پور مین پہنچے۔ جامع مسجد مین طلبہ کو مستفید فرماتے تھے سنہ ۱۲۱۶ تک وطن مین رہے۔ پھر حسب الطلب نواب فتح الدولہ بہادر بلدہ حیدرآباد مین آئے مولانا مولوی عزت یار خان محی الدولہ صدر الصدور سے صحاح ستہ کی سند حاصل کی

اور مولوی شاہ رفیع الدین قدس سرہٗ قندہاری کی خدمت مین بیعت و خرقہ خلافت سے مشرف ہوئے۔ طریقۂ قادریہ ونقشبندیہ وچشتیہ و رفاعیہ مین مرید کرنیکی اجازت بھی حاصل کی حیدرآباد مین مدت العمر عبادت الٰہی و ہدایت خاص و عام و اشاعت اسلام مین مصروف رہے۔ فرائض و سنن کے ادا کرنے مین سرمو تجاوز نہین فرماتے تھے۔ تہجد و نوافل سے بھی مواظبت رکھتے تھے علم تجوید مین بے نظیر ہفت قرات کے اصول و فروع سے واقف تھے۔ قرآن شریف عمدہ لہجہ و قرات سے پڑہتے تھے۔ آپکی توجہ سے اکثر لوگ حافظ قرآن ہوئے۔ اور آپکی ہدایت و اشاعت اسلام سے بیشمار ہنود دائرے اسلام مین شریک ہوئے آپکے کلام و نصائح مین وہ اثر تہا کہ ہنود سنگدل موم کی طرح نرم ہوجاتے تھے چنانچہ راجہ سنبہو پرشاد آپکی نصیحت کی برکت سے اولاً پوشیدہ اسلام سے مشرف ہوا۔ اور راجہ کی زوجہ افضل بیگم مرید ہوئی۔ جب راجہ اسلام سے مشرف ہوا اس مجلس مین مولوی سید جلال الدین برہان پوری عرف اللہ دا لے صاحب و مولوی عبد اللہ صاحب و مولوی عبد الکریم صاحب وغیرہم شریک تھے راجہ کا نام غلام رسول رکھا گیا۔ آخر عمر مین راجہ علانیہ اسلام ظاہر کر کے جان بحق ہوا۔ اسطرح متیا کہ دو ہزار فوج کا افسر تہا صدق دل سے آپ کا مرید ہوا اور شرف اسلام سے مشرف۔ اور اُسکے تمام قرابت دار تقریباً تین سو آدمی مرد و زن تمام مسلمان ہوئے حضرت نے اسکا نام مرتضیٰ رکھا۔ پھر چند روز کے

بعد صاحبو نامے کمندان جو ایک ہزار فوج کا کمانڈنگ تھا مع چند اعزہ وملازمین خدمت مین حاضر ہو کے اسلام وایمان سے مشرف ہوا۔ اسکا نام صاحب حسین مقرر کیا گیا۔ آپ نہایت نیک طینت فرشتہ سیرت تھے۔ خاص وعام کی بھلائی چاہتے تھے۔ ہر ایک کو نیک ہدایت فرماتے تھے۔ جو کوئی آپ سے دینی دنیوی عبادات ومعاملات مین استفسار واستشارہ کرتا تھا۔ آپ راست راست بے کم وکاست صاف صاف جواب دیتے تھے۔ ایسی رائے دیتے تھے کہ بہتر تھی کہ سائل کے لئے اسکا نتیجہ مفید ہو۔ چنانچہ نواب الف خان بہادر والی کرنول آپ سے حسن ارادت رکھتا تھا۔ ایک وقت آپکو بلایا آپ حسب الطلب مع صاحبزادہ حاجی عبد اللہ کرنول رونق افزا ہوئے۔ نواب نے آپکی بہت تعظیم وتکریم کی۔ اور مہمانی کے لوازم حسن عقیدت سے ادا کئے آپ چند روز مہمان رہے جبتک رہے پند ونصیحت سے سرفراز فرماتے رہے۔ امر ونہی کی تعمیل کی تاکید کرتے رہے۔ اور بمصداق۔ اِنّ اللہ یامر بالعدل والاحسان فرماتے کہ مظلوم ومساکین کے ساتھ عدل واحسان سے مساعدت کرتے رہو۔ پھر آپ حیدرآباد مین واپس آئے۔ بعد ازان نواب موصوف فوت ہوا۔ نواب کا فرزند غلام رسول خان مسند نشین ہوا۔ ملکی انتظام مین دوراندیش وعاقبت بین نہین تھا۔ مگر فیاضی ومہمان نوازی وپیر پرستی مین فرد فرید تھا غلط فہمی سے بعض مفسدوں کی صحبت سے سازمین انگریزی سرکار سے مخالفت وبغاوت پر آمادہ ہوا۔ اور چند افغان

قوم کو اس فتنہ بیجا مین اپنا شریک بنایا۔ نواب مبارز الدولہ بہادر برادر غفرانمنزل ناصر الدولہ بہادر نظام الملک چہارم کو بھی شریک کیا اور حضرت یعنے صاحب ترجمہ کو اپنے ارادہ سے مطلع کرکے بلایا۔ آپنے عاقلانہ عنایت نامہ ہدایت آمود تحریر فرمایا۔ عنایت نامہ کیا ہے گویا حکمت و دانائی کا خزانہ ہے۔ اگر نواب آپکی حکمت آمیز پر کاربند ہوتا تو کبھی جان و مال سے تباہ و برباد نہوتا۔ بدستور رئیس رہتا۔ بلکہ اوسکی ریاست نسلاً بعد نسلٍ باقی رہتی۔ نواب نے آپکی نصیحت پر عمل نہین کیا۔ برباد و تباہ ہوا۔ اب مین حضرت کے عنایت نامہ کا خلاصہ نقل کرتا ہون

ھُوَ الناصر

خان صاحب۔ قوم نصاری سے اسلام و اہل اسلام پر کسی قسم کی مداخلت و ممانعت نہین ہے۔ نہ وہ ہمارے مذہبی امور مین دست اندازی کرتے ہین بلکہ وہ ہمارے ملک ملت کے مددگار و محافظ ہین ہمارے جان و مال کے نگہبان ہین۔ انہین کی حمایت و اعانت کی برکت سے کہ ہم پر اہل اصنام حملہ آور نہین ہوتے ہین نہ ہمارے ملک مین دست اندازی کرسکتے ہین زمانہ سابق مین ہزار ہا قطاع الطریق و پنڈارے و بھیل وغیرہ ملک برار و خاندیس و دکن مین فتنہ و فساد برپا کرتے تھے۔ رعایا پر ظلم واقع ہوتے تھے نصاری کی حسن تدبیر سے انکا نام و نشان باقی نہ رہا۔ ہم انکے سایہ رحمت مین امن و امان سے زندگی بسر کرتے ہین۔ واقع مین ہمارے لئے نصاری رحمت ہین

پس جب وہ ہمارے مذہبی امور مین مداخلت نہین کرتے اور ہماری جان ومال کی حفاظت فرماتے ہین فی زماننا کون ہے جو انسے مقابلہ کرسکے۔ کون ہے جو انکو نکالے پس ایسی حالت مین اُنسے مخالفت وبغاوت کرنا مذہبًا اہانت اسلام وقتل عظیم اہل اسلام ہے۔ جیسا کہ ہند مین بعض اہل اسلام نے قوم سکھون سے جہاد کیا۔ ہزارہا علما وصلحا ناحق وناروا مقتول ہوئے مناسب ہے کہ آپ فی زماننا نماز وروزہ کے مسائل واحکام دین کے جاری کرتے رہین اور رعایا پروری وعدل گستری مین سعی بلیغ فرمائین اور علما وصلحا کی خدمت کرتے رہین۔ میری رائے مین جو آپ جہاد کا قصد فرماتے ہین جہاد شریعت کے موافق نہین ہے۔ واقع مین یہ جنگ نفسانی ہے آپ جنگ وجدال کا خیال ہرگز نفرمائیے۔ مین نے یہ مضمون بنظر خیر خواہی لکھا ہے اگرچہ بظاہر خلاف مزاج عالی ہے مگر واقع مین۔ صبر تلخ است ولیکن بر شیرین دارد کا مصداق ہے۔ زیادہ والسّلام۔ علی بن اتبع الہدیٰ نواب غلام رسول خان نے آپکے نصایح پر عمل نہین کیا۔ بغاوت پر آمادہ رہا۔ پس عاقبت الامر جنرل فریزر صاحب رزیڈنٹ حیدرآباد مع جمعیت روانہ ہوئے۔ شہر کرنول کا محاصرہ کیا۔ تمام ملک کرنول سرکار انگریزی کے قبضہ مین آگیا۔ اور راجہ چندو لعل نے بلحاظ مصلحت وقت حسب الحکم حضور نواب مبارز الدولہ کو قلعہ گولکنڈہ مین روانہ کیا۔ اس ہنگامہ کے فروہونیکے

رزیڈنٹ صاحب نے غلام رسول خان کے قلمدان وغیرہ دفتر مین ا[illegible]ت
کی تلاش کی کہ نواب سے اس فساد مین مراسلت وکتابت کہان کہان
اور کس کس سے تھی۔ صاحب ترجمہ کا ایک عنایت نامہ مسمی نواب ملا مضمون
دیکھکے بہت ہی خوش ہوا۔ حیدرآباد مین پہنچتے ہی راجہ چندولعل سے آپکے
ملاقات کی درخواست کی۔ راجہ صاحب نے حضرت کی خدمت مین عرض کیا
کہ رزیڈنٹ صاحب آپکی ملاقات کے مشتاق ہین۔ آپ میانہ مین سوار
ہوکے رزیڈنٹ صاحب کی کوٹھی مین پہنچے۔ رزیڈنٹ صاحب نے آپسے
ملاقات کی۔ آپکی تعظیم وتکریم مین کوتاہی نہین کی۔ مزاج پرسی کے بعد وہی
آپکا عنایت نامہ جو نواب غلام رسول خان کے نام سے بھیجا گیا تھا پیش
کرکے پوچھا کہ یہ آپکا خط ہے۔ آپنے فرمایا ہان مین نے نواب کو لکھا تھا
رزیڈنٹ صاحب نے فرمایا اگر نواب آپکی نصیحت پر عمل کرتا تو اُسکا ملک
اُسکے قبضہ سے نہ جاتا۔ آپکی عدول حکمی سے ریاست قبضہ سے جاتی
رہی۔ یہ آپکی نصیحت کیا واقع مین کرامت تھی۔ آپ کا کلام نہایت ہی
پرتاثیر تھا۔ خلائق کے دلون پر موثر ہوتا تھا۔ آپ صاحب خرق عادت
تھے۔ اکثر خرق عادات واقع ہوئے ہین۔ دکن مین مشہور ہین۔ مناقب
شجاعیہ کے مولف نے اپنی تالیف مین فراہم کئے ہین۔ آپکی ذات مبارک
قناعت وصبر واستقلال مین بزرگان سلف کی ہمقدم تھی چنانچہ آپکے

صاحبزادے حاجی عبداللہ صاحب باراد کہ زیارت بزرگان آپسے اجازت
لیکر وطن قدیم شہر برہان پور روانہ ہوئے۔ وہان پہنچ کے بزرگان سلف کی
زیارت سے مشرف ہوئے۔ چندروز وہان مقیم رہے۔ پھر وہان سے
حیدرآباد مراجعت فرماہوئے۔ قصبۂ دیولی ضلع اودگیر مین مع الخیر پہنچے۔ اکو
وہان تہجد کی نماز اداکرنے کے لئے بستر سے اٹھے۔ باولی پر وضو کیلئے
گئے۔ اندھیری و نابلدی کی وجہ سے باولی مین گرے۔ ایسا صدمہ پہنچا
کہ آپکی روح جسم خاکی سے عالم بالا کے طرف روانہ ہوئی۔ ہمراہیون نے
باولی سے نکال کے وہان دفن کئے۔ شہر مین حضرت کو فرزند کے
رحلت کی خبر معلوم ہوئی۔ نہایت رنج والم مین صبر کو اختیار کیا کسیطرح رنج
وغم کا اظہار نہین فرمایا۔ استقلال کے ساتھہ ثابت قدم رہے۔ آپکے
مریدین سے خاص غلام رسول نے نعش لانیکے لئے عرض کیا حضرت نے
اس امر کی اجازت نہین دی۔ اور فرمایا کہ قبر کا کھودنا دفن کے بعد منع ہے
آخر مریدین کے اصرار سے راضی ہوئے نعش کو حیدرآباد مین لائے
نعش صحیح سالم تھی۔ حضرت نے نہایت استقلال کے ساتھہ بجماعت کثیر
جنازہ کی نماز ادا کی۔ اور صاحبزادے کو مقبرہ مین دفن کیا حضرت صاحب ترجمہ
کو ایک صاحبزادی صالحہ تھی جو مولوی عبدالکریم صاحب بدخشانی سے
منسوب تھین۔ اس صالحہ کے بطن سے ایک فرزند مولوی آسمٰعیل یادگار

حیدرآباد سے دہلی تفرجاً گئے تھے۔ وہاں فوت ہوئے صاحب ترجمہ کے فرزند مرحوم کا ایک خلف الصدق مولوی محمدؐ دائم یادگار رہے۔ آخر حضرت بمصداق کل نفس ذائقۃ الموت بتاریخ چہارم محرم بروز جمعہ ۱۲۶۵ سنہ ہجری میں دنیائے فانی سے عالم بقا روانہ ہوئے۔ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مریدین ومعتقدین اُمرا وفقرا جمع ہوئے۔ تجہیز وتکفین کرکے مکہ مسجد میں نماز جنازہ ادا کرکے بیرون بلدہ میر جملہ کے تالاب کے قریب دفن کئے گئے مرحوم کے مرقد پر گنبد عالی بنایا گیا۔ مولوی محمدؐ دائم صاحب جد امجد کے مرید وخلیفہ تھے۔ بجائے مرحوم مسند نشین ہوئے۔ خاص وعام کو تا بزندگی بیعت سے مشرف کرتے رہے۔ اور مرحوم کی مرقد پر گنبد عالی بنا گیا۔

میر محمدؐ دائم کی اولاد مندرجہ ذیل

مولوی عبد اللہ۔ مولوی شجاع الدین ثانی۔ مولوی عبد القادر۔ مولوی احمد حسین چاروں صاحبزادے علم وفضل کے زیور سے آراستہ وپیراستہ ہیں۔ میر محمد دایم کی ہمشیرہ محمد بادشاہ صاحب حسینی سے منسوب تھیں۔ اُن عفیفہ کے بطن سے چار فرزند یادگار ہیں۔ سید محمدؐ صدیق۔ سید احمد علی عرف منجلے میاں سید محمود عرف کلی میاں۔ مولوی سید عمر صاحب۔ سید محمدؐ صدیق کو والد ماجد سے بیعت وخلافت تھی۔ وہ فوت ہوگئے۔ مولوی سید عمر صاحب ذی علم وعمل ہیں۔ صاحب التالیف والتصنیف تھے۔ من تصانیفہ رہبر طریقت

ترجمہ رسالہ تاج العروس ۔ مولوی اسمعیل کی ہمشیرہ کی شادی مولوی حضرت شیخن صاحب شطاری سے ہوئی تھی ۔ اُنکے دو فرزند مولوی سید غلام غوث شطاری ۔ و مولوی سید محمد علی شطاری ہین ۔ اسی سال مین سید غلام غوث خان فوت ہوئے ۔ اُنکے فرزند یادگار ہین ۔ سید احمد علی صاحب کے فرزند مسمی مولوی سید اعظم علیصاحب نواسۂ نواب محبوب نواز الدولہ محمد مسیح الدینخان مفتی اول بلدہ حیدر آباد ہین ۔ ہذا ماخوذۃ من تاریخ برہان پور ۔

میان شیخ غیاث قدس سرہٗ

میان شیخ غیاث مشاہیر اولیائے گجرات سے ہین ۔ آپ بھروچ مین سکونت پذیر تھے ۔ صاحب خرق عادت وکرامت تھے ۔ آپ غربا و اہل شہر سے ہر وقت ہمدردی و حسن سلوک فرماتے تھے ۔ آپکی عادت تھی کہ اکثر اشیا و اجناس مایحتاج عالمیان ذخیرہ کرکے نگاہ رکھتے تھے ۔ جو محتاج آپکے پاس آتا تھا ۔ جس چیز کی خواہش کرتا تھا وہ اسکو عطا کرتے تھے ۔ آپکے افضل اعمال سے یہ عمل تھا ۔ آپ عالم باعمل تھے جامع علوم ظاہر و باطن تھے ۔ ریاض الاولیا کے مولف نے لکھا کہ ایک وقت شیخ عبدالوہاب متقی المتوفی سنہ ۱۰۰۱ ہجری فرماتے تھے کہ مین نے ایک مرتبہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا اور حضرت سے پوچھا یا رسول اللہ

مین افضل الناس فی ہذا الزمان ۔ حضرت نے فرمایا ۔ افضل الناس میان غیاث
ثم شیخمک ثم محمد طاہر ۔ میان شیخ صاحب ترجمہ کی وفات کا سنہ کسی مورخ نے
نہین لکھا ۔ محمد طاہر محدث پٹنی گجراتی وعلی متقی کے معاصر تھے دہم صدی مین نوت ہوئے

شیخ محمد عیسیٰ تاج

آپکے والد شیخ احمد عیسیٰ تاج بزرگان دہلی سے ہین ۔ امیر تیمور گورگان کے فتنہ
مین اکثر بزرگان دہلی جونپور وغیرہ ممالک مین روانہ ہوے ۔ آپ بھی بزرگون کے
ہمراہ تھے شیخ محمد صاحب ترجمہ کی عمر اُسوقت ہفت یا ہشت سالہ تھی ۔ باپکے
ہمراہ تھے ۔ والد ماجد آپکو شیخ فتح اللہ اودھے کے پاس لیگئے ۔ صغر سنی مین شیخ
کے حلقۂ ارادت مین شریک فرمایا ۔ مختصرات کتب نحو وصرف وغیرہ والد ماجد سے
پڑہتے رہے اور حسب اشارہ پیر مرشد مدت تک ملک العلما قاضی شہاب الدین
دولت آبادی کی خدمت مین تلمذ کیا ۔ ملک العلما آپ کو بہت چاہتے تھے فرماتے
تھے کہ یہ میرا شاگرد رشید ہے ۔ چنانچہ قاضی صاحب نے فصول بزدوی کی شرح
تابحث امر آپ کی ترغیب وتقریب سے لکھی ہے ۔ شرح کے دیباچہ سے
ظاہر ہے ۔ جب آپ تحصیل علم ظاہری سے فارغ ہوئے مرشد شیخ کی خدمت مین
تصفیہ باطن مین مشغول ہوئے ۔ ذکر وشغل مین ایسے محو تھے کہ خودی سے
بیخود ۔ دنیا ومافیہا سے بیخبر تھے ۔ کہتے ہین آپ جب حجرہ مین رہتے تھے اُسکے

دروازہ پر ایک درخت تہا کئی سال تک شیخ صاحب ترجمۂ اُسکے حال سے آگاہ
نہین ستھے۔ یہانتک بیخبری پہنچی کہ آپنے ایکروز درخت کے پتے بیشمار آپنے
نشستگاہ مین دیکھے پوچھا یہ پتے کہان سے آئے۔ مریدین نے عرض کیا حضرت
یہ پتے اُس درخت کے ہین جو یہان ہے۔ اسوقت آپکو معلوم ہوا۔ آپ اکثر اوقات
مراقبہ مین بسر فرماتے تھے۔ کثرت مراقبہ سے مہرۂ گردن کی ہڈی برآمد ہوگئی تہی
اور زنخدان سینہ تک پہنچی تھی۔ نہایت ہی مرتاض تہے بسبب ریاضت
وعبادت نحیف الجسم صرف پوست واستخوان تھے۔ مگر محبت معشوق حقیقی کا جوش
سراپا موج زن تہا۔ ایسی حالت مین نماز پنجگانہ جماعت کے ساتھہ ادا فرماتے تھے
چشتیہ طریقہ کے پیرو تھے۔ سماع کی مجلس مین شریک ہوتے تھے۔ حال و وجد
مین محو ہوتے تھے۔ محب اہل بیت تہے۔ سادات کی نہایت ہی تعظیم و تکریم کرتے
تہے۔ جب سادات سے ملتے تھے تو قدمبوس ہوتے تہے۔ آخر آپ سنہ ۱۱۰۹ گیارسو نو
ہجری مین بہشت برین روانہ ہوئے۔ جونپور مین مدفون ہوئے۔ آپکی قبر پر
گنبد عالی بنایا گیا خاص و عام آپکی زیارت سے مشرف ہوتے ہین۔ آپکی اولاد مین
اکثر علما و فضلا و کملا ہوئے۔ چنانچہ شیخ فضل اللہ مولف تحفہ محمدیہ و شیخ محمد بن فضل اللہ
نائب رسول اللہ مولف تحفہ مرسلہ وغیرہا مشاہیر صوفیہ سے تھے۔ فقیر مولف نے
شیخ محمد بن فضل اللہ نائب رسول اللہ کا حال اسی کتاب مین شرح و بسط کے
ساتھہ لکھا ہے۔ ان کنت شائقاً فارجع الیہ۔ آپکے آل و اولاد جونپور و خاندیس

برار و گجرات مین ابتک موجود ہین۔ بعض فضائل صوری و معنوی سے موصوف ہین
اکثر دنیوی جاہ و حشمت مین آسودہ حال ہین۔ بزرگان سلف کی طرح غربا
و فقرا کے ساتھہ ہمدردی فرماتے ہین۔ مہمان نوازی و غربا پروری تو انکی ہمدردی
عادت ہے۔ مگر جاہ و حشمت کی وجہ سے صلۂ الرحم مین دریغ کرتے ہین خدایتعالے
بزرگان سلف کے طفیل سے باہم تمام باقیات صالحات مین اتفاق و محبت
نصیب کرے۔ ریاض الاولیا کے مولف بختاور خان عالمگیری نے لکھا کہ فی
زماننا حضرت شیخ صاحب ترجمہ کی اولاد سے شیخ محمد ماہ جونپور مین موجود ہین فضائل
صوری و معنوی سے موصوف ہین۔ فقراے شکستہ حال کی حاجت روائی مین
کوشش بلیغ فرماتے ہین انتہی کلامہ۔ فقیر مولف کہتا ہے کہ جیسا کہ آپکے باقیات
صالحات سے فی زماننا برار و خاندیس و گجرات مین موجود ہین۔ ایسا ہی جونپور
مین بہی موجود ہونگے۔ اللہم زد فزد۔ فقیر مولف نے صاحب ترجمہ کو اولیاء دکن مین اسلیے جگہ دی

مولانا محمد زبیر الثانی

آپ قاضی ابراہیم زبیری کے برادرزادے ہین آپکا مولد و منشا
بیجاپور ہے آپنے کتب درسیہ عم بزرگوار اور سید محمد مدرس سے ختم کین
اور بیعت و خلافت بہی مدرس صاحب سے حاصل کی۔ عالم باعمل و عارف
اکمل ہوگئے۔ درس و تدریس کو شروع فرمایا۔ طالبین و مریدین کو تعلیم و

تلقین سے ممتاز فرماتے تھے۔ آپکے تلامذہ فضلائے عصر تھے مثلاً
شیخ علی و محمد حسین المشہور بہ امام صاحب جو بیدر کے مدرسہ مین مدرس
و امام تھے۔ جب بیدر مین عالمگیر بادشاہ آیا۔ اور امام صاحب سے
ملا بادشاہ نے آپکے کمالات و فضایل دیکھہ کے فرمایا کہ دکن مین مجھکو
ایک نادر تحفہ حاصل ہوا یعنے مولانا محمد حسین امام۔ آپ متوکل و قانع
تھے۔ بادشاہ نے قدردانی سے وظیفہ معقول مقرر کردیا دلجمعی سے
زندگی بسر کرتے رہے۔ آخر تیسوین تاریخ ماہ شوال ۱۰۸۸ھ ایکہزار
اٹہاسی ہجری مین رحلت کی اندرون شہر پناہ باغ بہشت مدفون ہوئے
آپکا ایک فرزند مسمی محمد صبغۃ اللہ عالم شباب مین فارغ التحصیل ہو کے
فوت ہوا۔ وہ بھی والد کے قریب مدفون ہے۔ یزار و یتبرک بہ۔

شیخ مجتبیٰ عرف بڑے صاحب

آپ شیخ احمد محدث کے نبائر سے ہین۔ مشاہیر مشایخ سے تھے آبا کرام
کے طریقہ پر مستقیم تھے۔ خلایق کو ہدایت و رہنمائی سے ممتاز فرماتے
تھے حکام و امرا آپ کے ساتھہ حسن ظن رکھتے تھے۔ آپ صاحب
معاش و جاگیر تھے۔ فراغت و اطمینان سے یاد الٰہی مین مشغول رہتے
تھے۔ زہد و تقوی مین مشہور تھے۔ آخر آپنے ۱۱۸۵ھ گیارہ سو پچاسی

ہجری مین رحلت کی اندرون جامع مسجد مدفون ہین ۔ یزار و یتبرک بہ

محمد طاہر پٹنی محدث

آپ نسبًا صدیقی شربًا قادری مذہبًا حنفی ہین ۔ آپکے بزرگان سلف سے ایک بزرگ عرب سے سندہ مین آئے ۔ زمانہ دراز تک سندہ مین رہے پیشہ تجارت کرتے تہے ۔ آپکے والد ماجد سندہ سے پٹن گجرات مین آئے ۔ وہان متوطن ہوئے ۔ بدستور قدیم تجارت اختیار رکہے ۔ آپ کا مسقط الراس پٹن گجرات ہے ۔ آپکی ولادت سنہ ۹۱۴ ہجری مین واقع ہوئی نشو ونما بہی گجرات کی آب وہوا مین ہوا ۔ جب آپ کی عمر چار سالہ ہوئی ۔ والد ماجد نے تسمیہ خوانی کے بعد تعلیم وتلقین شروع کی ۔ آپنے ہفت سالہ عمر مین قرآن شریف ختم کیا ۔ اور ابتدائی کتب نحو و صرف تمام کرکے عنفوان شباب مین متعدد اساتذہ سے مثلًا ملا مہتہ گجراتی ومولانا شیخ ناگوری وشیخ برہان الدین سمہوری ومولانا ید اللہ سوسی یاسوہی وغیرہ سے کتب متداولہ علوم عقلی و نقلی ختم کین ۔ عین عالم شباب مین فارغ التحصیل ہوئے تحصیل کے بعد علوم محصلہ کی تکمیل کے لئے حرمین شریفین کا سفر اختیار کیا حج وزیارت سے فارغ ہوکے وہان مدت تک سکونت پذیر رہے علما وفضلا ومحدثین و فقہا مثلًا مولانا شیخ عبداللہ بیدرى وسید عبداللہ عدنی وشیخ حجر مکی وشیخ

برخوردار سندی و شیخ علی بن حسام الدین متقی سے استفادہ کیا حدیث کی سندین حاصل کین اور شیخ علی متقی کے مرید و خلیفہ ہوئے عالم و فاضل و محدث کامل و فقیہ عامل ہوئے۔ حرمین کے علما آپ کو عظمت و عزت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ آپکی نہایت تعظیم کرتے رہتے۔ پھر آپ حرمین شریفین سے وطن مالوفہ پٹن گجرات مین آئے درس و تدریس ہدایت و ارشاد مین مصروف ہوئے۔ آپکے حلقۂ درس مین حدیث و تفسیر و فقہ کی کتب پڑہائی جاتی تہین۔ طلبہ دیار و امصار سے آپکی خدمت مین آتے رہتے۔ آپ طلبہ کی خدمت سبق و طبق سے کرتے تھے۔ حسب ارشاد حالت درس مین طلبہ کے لئے بمصداق دل بیار و دست بکار سیاہی حل کرتے تھے۔ بدعات و مبتدعین کے قلع و قمع مین بہت کوشش فرماتے تھے۔ خاص و عام کو سنت جماعت کے طریق کی ہدایت کرتے تھے۔ مبتدعین و اہل بدعات و زنادقہ آپکے دشمن جانی و خون کے پیاسے تھے۔ ہمیشہ گھات مین موقع کے منتظر رہتے تھے۔ ایکوقت آپنے اہل بدعات سے تنگ ہوکے عمامہ سرسے دور کیا۔ اور سر برہنہ ہوئے۔ اور عہد کیا تاوقتیکہ اہل بدعات کا نقش صفحہ ہستی سے نہین مٹاؤنگا تب تک عمامہ سرپر نہین رکھونگا۔ اتفاقاً اسی زمانہ ۹۸۰ھ مین سلطان ہند محمد جلال الدین اکبر بادشاہ گجرات مین رونق افزا ہوا۔ احمدآباد سے پٹن آیا۔ چونکہ بادشاہ

علم دوست وقدردان علما تہا آپکے اوصاف حمیدہ سنکے خدمت مین آیا
ملاقات سے مشرف ہوا۔ اور اپنے دست مبارک سے شیخ کے سر پر عمامہ
رکہا۔ اور فرمایا حضرت آپ مطمئن رہیئے۔ مین ممالک محروسہ سے اہل بدعات
کو خارج کرونگا اونکا ایک فرد بہی باقی نہین رکہونگا۔ پس صاحب ترجمہ نے
عمامہ سر پر باندہلیا۔ اور بادشاہ کی تشریف آوری وقدردانی کا شکریہ
ادا کیا۔ اور دعائے خیر کی۔ بادشاہ ہند نے مرزا عزیز کو وہان کی حکومت
پر مقرر کیا۔ صاحب ترجمہ نے میرزا کی مدد سے اکثر رسوم بدعات کو بوہرہ
وغیرہ اقوام سے دفع کیئے۔ پہر چند مدت کے بعد وہان کی حکومت پر
ایک امیر ایرانی مقرر ہوکے آیا۔ میرزا موصوف وہانسے منتقل ہوگیا
مبتدعین واہل بدعات ایرانی کی اعانت سے بدستور خلاف کرنے
لگے۔ ہر چند کہ صاحب ترجمہ مانع ہوتے تہے کوئی باز نہین ہوتا تہا پس
شیخ صاحب ترجمہ نے عمامہ کو سر سے نکالا مستغیثانہ دار الخلافہ آگرہ روانہ ہوئے
اگرچہ مولانا وجیہ الدین گجراتی آپکو جانے سے مانع ہوئے لیکن آپ
روانگی سے باز نہین آئے۔ اُجین وسارنگ پور مالوہ کی سرحد مین
پہنچے تہے کہ کسی بدعتی فدائی نے آپکو شہید کیا۔ آپ کی شہادت ۹۸۶ھ
نوسو چہیاسی ہجری مین واقع ہوئی۔ تلامذہ نے آپکی لاش کو پٹن مین لاکے
بزرگان سلف کے مقبرہ مین دفن کیا۔ آپ صاحب التالیف والتصنیف

تھے۔ آپکی تالیف سے مجمع البحار فی لغات احادیث صحاح ستہ وغیرہا
ومغنی فی اسمار الرجال ورسالہ فی بیان احادیث موضوعات ہین بوقت
فقیر نے مولانا کی تینون کتابون کا مطالعہ ابتدا سے انتہا تک کیا موضوعات
کا نسخہ خاص مولانا کے ہاتہہ کا لکہا ہوا کتبخانہ آصفیہ مین موجود ہے۔ یہہ نسخہ
برہانپور کی کتابون کے ساتہہ خریدا گیا۔ صاحب ترجمہ نے نسخہ مذکورہ کو
ابن حجر کے ملاحظہ میں گزرانا تہا۔ ابن حجر نے آپیر خاص اپنے قلم سے
آپ کی تعریف وتحسین لکہی ہے۔ دستخط نسخہ مذکورہ پر مرقوم ہے۔ صاحب
ترجمہ خاص علم حدیث مین فرد فرید تھے۔ عفر اللہ لہ تذکرہ
نویسون نے آپ کو بوہرہ لکہا۔ بوہرہ مذاہب مین کوئی مذہب نہین ہے
یہ لفظ بیوہار سے اخذ کیا گیا ہے بیوہار بمعنی تجارت ہے۔ ابتدار اسلام
مین عرب وعجم سے علماء اولیاء وتجار بغرض اشاعت اسلام وہدایت اہل
اصنام ملیبار کوکن وگجرات مین آتے تہے۔ آہستہ آہستہ حسن اخلاق وملاطفت
سے اسلام کی ہدایت کرتے تہے اور گذر اوقات کے لئے تجارت کا پیشہ
اختیار کرتے تھے اور اہل اصنام کے ساتہہ شیر وشکر کی طرح ہل مل کے
رہتے تھے۔ اور طرز معاشرت مین انکے ساتہہ شریک ہوتے تھے۔ یہی
وجہ ہے کہ ابتک اہل کوکن کے نزدیک ہنود کی رسمین موجود ہین۔ اور
لباس بہی انہین کی طرح اختیار کیا۔ بیوہار کرنیکے سبب انکو بوہرہ لقب ہے

ملقب کیا۔ پھر اہل اسلام سے جو کوکن مین رہنے لگے اگرچہ انہین مختلف عقائد کے لوگ تہے۔ کوئی سنّی کوئی شیعہ اثنا عشریہ کوئی جعفریہ۔ کوئی اسمٰعیلیہ۔ کوئی داؤدیہ۔ کوئی بابیہ وغیرہ تمام بوہرہ لقب سے مشہور ہوئے اور جو عرب سے نووارد ین انہین آکر شریک ہوتے تہے وہ بہی بوہرہ کہلاتے تھے۔ خواہ تاجر ہون یا نہون۔ مگر بعد مین خاص فرقہ اسمٰعیلیہ کا لقب بوہرہ ہوگیا۔ اب فرقہ اسمٰعیلیہ جو بوہرہ لقب سے مشہور ہین انہین اکثر شرفاء عرب سادات سے ہین بارہ ائمہ سے چہہ کی امامت تسلیم کرتے ہین۔ باقی ائمہ اثنا عشر کو نہین مانتے۔ عقائد و مسائل دینیہ مین اثناء عشریہ سے علٰحدہ ہین۔ عبادات مین بہی ہر ایک کا خاص جداگانہ طریق ہے۔ بعض سے معلوم ہوا کہ حضرات بواہیر مین بعض سنت جماعت کے پیرو ہین۔ مجھے کسی بزرگ بواہیر سنت جماعت سے ملاقات کا اتفاق نہین ہوا۔ اور مجھے یہ بہی معلوم نہین ہوا کہ حیدرآباد کے بواہیر مین کوئی سنت جماعت ہے یا نہین؟ اور اس قسم کی تحقیقات مین کوئی مورخین کا معین و مددگار نہین ہوتا ہے بلکہ اس قسم کے محقق سے ناخوش ہوتے ہین اور ایذا رسانی کی فکر کرتے ہین بناءً علیہ فقیر مولف اپنی تاریخ مین جو منصفانہ ہے ایسی بحث کا ذکر نہین کرتا ہون نہ کرونگا پس حضرت محمد طاہر صاحب ترجمہ واقع مین صدیقی الاصل ہین فقیر مولف کے ننہیال کا سلسلہ بچند واسطہ آپ سے منتہی ہوتا ہے۔ ہمارے اعزہ کے پاس

نسب نامہ مسلسل تا بہ امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ اول حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موجود تھا مین نے خود دیکھا ہے۔ فی الحال اعزہ سے طلب کیا عذر کیا کہ خورد و برد دیمک ہوگیا۔ چونکہ محمد طاہر عربی النسل تھے اسوجہ سے اُنکے تعلقات مصاہرت و مواخات عرب سے تھے۔ صاحب ترجمہ مدت دراز تک مکہ و مدینہ مین سکونت پذیر رہے ہین۔ خاص آپنے اپنی صاحبزادیونکی شادیان مکہ مین اہل عرب سے کردی تہین۔ چنانچہ آزاد بلگرامی سبحۃ المرجان مین صاحب ترجمہ کے حال مین لکھتے ہین کہ آپ صدیقی الاصل ہین اسلئے کہ آپکے دختر زادے عبد القادر مکی امام کعبہ نے ایک قصیدہ نانا کی تعریف مین لکھا ہے اور انکی نسب کا سلسلہ حضرت امیر المومنین ابا بکر الصدیق رضی اللہ عنہ تک انتہی ہوتا ہے۔ انتہی کلامہ۔ اور تاریخ گجرات و تاریخ سندہ کے مولفین نے لکھا کہ شیخ قاسم سندہی برہانپوری آپکے بنی اعمام سے ہین۔ چنانچہ بابا فتح محمد محدث ابن شیخ عیسٰی جند اللہ ابن شیخ قاسم سندہی نے بہی آپکو اپنی تالیف مین عمی کے لفظ سے یاد کیا ہے۔ بعض کا قول ہے کہ دونون مین مواخات کا رابطہ تہا نسبی حسبی کوئی تعلق نہین تہا۔ والعلم عند اللہ

صاحب ترجمہ کی آل واولاد کا ذکر

آپکے فرزند و نبائر مین اکثر صاحب علم وفضل و صاحب مال و جاہ ہوئے ہین چنانچہ صاحب ترجمہ کے نبیرۂ قاضی عبد الوہاب عالم فاضل و فقیہ کامل فرد دہر

آشیانی شاہجہان بادشاہ ہند کے عہد مین مدت تک پٹن مین افتا کی خدمت پر
مامور رہے۔ افتا کی خدمت عمدہ طرح سے ادا کرتے تھے۔ انہین ایام مین
جب شاہزادہ محمد اورنگ زیب بہادر صوبہ دکن کے انتظام پر مامور ہوکے آیا
قاضی مذکور شاہزادے کی خدمت مین حاضر ہو آیا۔ شاہزادے عالمگیر نے
آپکی بہت تعظیم وتکریم کی اور آپ کو عظمت کی نظر سے دیکھتا تھا۔ ماثر الامرا
مولف نے لکھا کہ قاضی مذکور ابتدائے جلوس عالمگیر سے قضائے عسکر کی
جلیل القدر خدمت پر مقرر ہوکے کمال استقلال ونہایت اختیار واقتدار سے
حکومت کرتا تھا اور حکم نافذ کی برابر تعمیل کراتا تھا۔ قضارت کا کام
قاضی صاحب ایسی خوبی وخوش اسلوبی سے ادا کرتا تھا کہ قضات پیشین سے
کسیکو ایسا استقلال نصیب نہین ہوا۔ چونکہ بادشاہ ہمہ وقت امور شرعیہ کا زیادہ
لحاظ رکھتا تھا۔ مملکت وسلطنت کا انتظام سیاست شرعیہ کے ذریعہ سے ادا
کرتا تھا۔ قاضی صاحب کی دیانت وتقوی پر بادشاہ اعتماد تمام رکھتا تھا۔ لہذا
قاضی صاحب مہات جزئی وکلی کے انتظام مین انا و لاغیرے کا دم مارتا تھا
و دیگر امرا رشک وحسد سے کباب کی طرح جلتے تھے۔ نیز ماثر الامرا
کے مؤلف نے لکھا کہ قاضی در اخذ وجر یدطولی داشت وزرہائے خطیر
اندوختہ بود۔ الخ۔ مولف کا قول غلط ہے اسلئے کہ قاضی صاحب تجار کے
ساتھ تجارت مین شریک رہتا تھا قاضی کا زر اندوختہ وذخیرہ کسب حلال سے

تھا نہ مال حرام سے۔ پھر عالمگیر بادشاہ ہند نے قاضی صاحب کو اقضی القضاۃ کے
خطاب سے سربلند فرمایا۔ اور صدارت کی خدمت پر مقرر کیا۔ آپ کل ہندوستان
کے صدر تھے قتل وحبس دوام وتقرر قضات آپکے فتوی وحکم سے ہوتا تھا
بادشاہ آپکو اکثر اوقات خلعتہائے فاخرہ وصلات وافرہ سے سرفراز
فرماتا تھا۔ آپکا مستقر قضائت معسکر شاہی تھا۔ ماثر الامرا کے مولف نے لکھا
کہ مہابت خان لہراسپ جو شوخی وبے باکی مین مشہور تھا۔ دکن کے مہم کیلئے
رخصت ہوا۔ دار الخلافہ کے اطراف مین مساعدت کی درخواست پیش کر کے
چند روز کے لئے فروکش ہوا۔ اسی اثنا مین سناو سراغ پایا کہ تین چار لاکہ
روپیہ کا مال وسامان کشمیری قاضی صاحب کا خرید کیا ہوا تاجرون کے مال کے
ساتھہ احمد آباد گجرات جاتا ہے۔ تمام مال کو طلب کر کے تصرف مین لایا اور
سپاہ کو تنخواہ مین تقسیم کر دیا۔ بعد مین بادشاہ کو معلوم ہوا استفسار کیا گیا جواب دیا
کہ از روئے اضطرار بلحاظ ضرورت سوداگرون سے بطریق قرض لیا ہون۔ با
منافع تمام ادا کرونگا۔ قاضی صاحب نے بجز اغماض دعوی کرنا مناسب نہین
دیکھا۔ ماثر الامرا کے مولف کی اس نقل سے قاضی صاحب کے مال ودولت
وکثرت ثروت کا اندازہ ہوسکتا ہے کہ مال ودولت سے مالا مال تھے
سال بستم عالمگیری مطابق ۱۰۸۴ھ ہجری حسب الحکم حسن ابدال مین تھے
غلبہ مرض کی وجہ سے بادشاہ نے اجازت دی کہ دار الخلافہ جائیے آپ

دار الخلافہ دہلی مین آئے۔ سید علی اکبر قاضی لاہور نیا تبًا آپکے جگہ مامور ہوئے
آپ دار الخلافہ مین پہنچکے معالجہ مین مصروف ہوئے۔ معالجہ مفید نہین ہوا آخر آپنے
اس دار فانی سے عالم جاودانی کے طرف رحلت کی یہہ واقعہ ۱۸ تاریخ رمضان
سنہ ۱۰۸۶ ہجری مین واقع ہوا۔ آپکی لاش دہلی سے پٹن گجرات مین لائے بزرگان
سلف کے مقبرہ مین دفن کئے۔ مرات احمدی مین لکھا کہ احمد آباد گجرات مین
وہاب گنج آپ کا بنا کیا ہوا یادگار ہے۔

اقضی القضات کی اولاد کا ذکر

آپ کے باقیات صالحات سے چار فرزند تھے۔ ایک شیخ الاسلام
دوم سراج الاسلام۔ سوم عبد الحق۔ چہارم نور الحق۔ شیخ الاسلام دار الخلافہ کی
قضاءت پر معین تھے حسب الطلب حضور مین آئے۔ قضاے عسکر پر بجاے
والد مقرر ہوئے۔ آپ بخلاف والد واقعی دیانت رکھتے تھے۔ صاحب تقوی
وورع تھے۔ باپ کے ترکہ ایک لاکھ اشرفی و پانچ لاکھ روپیہ نقد و جواہر وجنس
سے ایک حصہ نہین لیا دوسرے ورثہ پر تقسیم کیا۔ بکمال نیک نفسی وخوش صفتی
سے زندگی بسر کرتے تھے۔ بلحاظ فساد زمانہ کہ لوگون کے مزاج فریب و
مکر و دروغ سے ملوث ہین لہذا قضایا کا فیصلہ صرف گواہونکی شہادت پر
نہین کرتے تھے۔ اکثر مقدمہ کو ملتوی رکھتے تھے۔ یہانتک التوا کرتے
تھے کہ مدعی و مدعی علیہ باہم سمجھ جائین۔ عالمگیر نے آپسے سوال کیا کہ بیجاپور

حیدرآباد پر حملہ کرنا جائز ہے یا نہین۔ آپنے بادشاہ کے خلاف جواب دیا شرعی
معاملہ مین بادشاہ کا لحاظ جائز نہین رکھا۔ ۶ ؁ عالمگیری مین خدمت سے
مستعفی ہوکے تارک الدنیا ہوئے۔ ہرچند کہ عنایت بادشاہی ترک خدمت پر
مانع ہوئی تہی آپنے قبول نہین کیا۔ پس بادشاہ نے آپکی تجویز سے سید ابو سعید
قرابت دار قاضی عبد الوہاب کو قضائے عسکر پر مقرر فرمایا۔ پس آپ سال ۲۸ ؁
جلوس عالمگیری مین حرمین شریفین روانہ ہوئے۔ جب آپ زیارت و حج سے
مشرف ہوکے بندر سورت مین آئے۔ خلد مکان عالمگیر نے آپ کو اعزاز و
اکرام کے ساتھہ بلایا۔ عنایت و مرحمت زیادہ سے سرفراز فرمایا اور مکرر آپکے
جامہ مبارک پر عطر دست خاص سے ملا اثنائے کلام مین صدارت و قضائی
درخواست کی آپنے انکار کرکے عرض کی کہ فی الحال چندروز رخصت دیجیے
بزرگان سلف کے مقابر کی زیارت اور عیال و اطفال کی ملاقات حاصل
کرکے خدمت حضور مین حاضر ہوتا ہون۔ پہر آپ خدا سے دعا کرتے تہے کہ
بادشاہی خدمت سے آلودہ نہون۔ پہر سال ۴۲ جلوس عالمگیری مین فرمان
شوق عنوان آپکے بہائی نور الحق کے ذریعہ سے صادر ہوا۔ اور فرمان مین اس
بات کا اشارہ تہا کہ حضور مین پہنچنے کے بعد اگر خدمت صدارت اختیار کرینگے
تو آپکو تفویض کیجائیگی۔ مشار الیہ ناچار طوعًا و کرہًا احمد آباد سے روانہ ہوئے
دل سے چاہتے تہے کہ بادشاہی خدمت سے دور رہون پس آپ انہین ایام مین

بیمار ہوئے۔ آخر ۱۱۰۹ ہجری مین فردوس برین روانہ ہوئے۔ بادشاہ کو آپکی رحلت پر ست تاسف ہوا۔ بادشاہ نے بلحاظ تقدس مرحوم افسوس کر کے فرمایا کہ طوبیٰ لہ او کو حج سے مراجعت کے بعد ملوث دنیوی امور سے نہین ہوا۔ اور فرمایا کہ اس دو سو سالہ سلطنت تیموریہ مین دیانت و خدا پرستی مین کوئی قاضی مثل شیخ الاسلام نہین ہوا الخ۔ مرحوم کے بھی چار فرزند تھے از آنجملہ ایک سراج الدین جو برار کا دیوان تھا آخر نوکری سے معزول ہو کے درویشی اختیار کی۔ اور اورنگ آباد مین آیا۔ خواجہ عبد الرحمن صوفی کا مرید ہوا۔ خلد مکان عالمگیر کے فوت ہونیکے بعد خواجہ کے ہمراہ دار الخلافہ گیا۔ وہان فوت ہوا۔ شعر و شاعری سے دلچسپی رکھتا تھا۔ فارسی و ریختہ مین کلام موزون کرتا تھا کلام مین سراج تخلص کرتا ہے۔ فقیر مولف نے آپکا تذکرہ شعراء دکن مین لکھا ہے۔ ان کنت شاتقا فارجع الیہ

شیخ الاسلام کے دوسرے صاحبزادے

تاریخ گجرات مین محمد اکرم الدین نام لکھا ہے۔ ماثر الامرا کے مولف نے تخفیف کر کے محمد اکرم مرقوم کیا ہے۔ محمد اکرم عالم فاضل تھے۔ مدت تک احمد آباد گجرات کی صدارت پر متمکن رہے اور شیخ الاسلام خطاب سے مخاطب ہوئے آخر نابینا ہو کے سورت مین گوشہ نشین تھے۔ عالمگیری عہد مین فوت ہو گئے احمد آباد مین آپکا مدرسہ و مسجد یادگار رہتے ہے۔ مولوی محمد اکرم الدین المخاطب بہ شیخ الاسلام خان مذکور نے مولینا مخدوم العالم نور الدین قدس سرہ کے

مرید و شاگرد رشید تھے۔ آپنے پیر مرشد و استاد کیلئے ایک لاکھ روپیہ خرچ کرکے مدرسہ و مسجد بنا کیا۔ مسجد کی بنا سنہ ۱۱۰۲ ہجری مین شروع ہوئی اور گیارہ سو نو مین تیار ہوگئی اختتام کی تاریخ آیہ کریمہ سے برآمد ہوتی ہے۔ اَلْمَسْجِدُ اُسِّسَ عَلَی التَّقْوٰی مِنْ اَوَّلِ یَوْمٍ ۔ اور باقی عمارات و مدرسہ سنہ ۱۱۱۱ ہجری مین تمام ہوئے۔ تاریخ اتمام مدرسہ ۔ مدرستہ فیہا الہدیٰ للعالمین سلاطین گجرات نے مدرسہ کے اخراجات کیلئے چند دیہات وقف سنہ ۱۱۱۱ کر دیئے تھے بلاد و امصار کے طلبہ الیمان سے علم و فضل حاصل کرتے تھے۔ یہ مدرسہ نامی گرامی تھا گویا ہند مین بغداد کے مدرسہ نظامیہ کا مثل تھا مدرسہ کی وجہ سے گجرات بلاد و امصار ممالک مین مشہور رہا۔ دارالحسنات و دارالعلم کے لقب سے ملقب ہوا۔ مدرسہ مین شیخ الاسلام موصوف کی توجہ سے کتبخانہ نوادر کتب علوم و فنون سے معمور تھا۔ تقریباً ایک لاکھ کتب تھین۔ ہذا ماخوذ مین تاریخ گجرات۔

از فرزندان قاضی عبدالوہاب اقضی القضات

مولوی نورالحق و مولوی عبدالحق۔ دونو بھائی بشکل و وضع مین مشابہ تھے ذرہ برابر فرق نہین تھا۔ چنانچہ ایک روز بادشاہ کو اشتباہ واقع ہوا کہ اول کون و دوم کون ہے۔ نورالحق لشکر کا محتسب تھا خدمت احتساب عمدہ طرح سے انجام دیتا تھا۔ اور عبدالحق خدمت داروغگی حضور پر سرفراز تھا۔ بادشاہ کے نزدیک معزز و مکرم تھا۔ عبدالحق مذکور کے فرزند محمد معالیخان تھے معالیخان

بھی عالم فاضل تھے۔ ماثرالاحرا کے مولف نے لکھا کہ خوگر شراب و شیفتۂ راگ بود و خود نیز بے حجابانہ میخواند الخ۔ انتہی کلامہ۔ فقیر مولف کے نزدیک صاحب ماثرالاحرا کا قول مسلم نہین ہے۔ آبا و کرام کے طریقہ پر قائم تھے۔ کبھی ایسا فعل نہین کرتے تھے کہ خلاف شرع ہو مگر آخر مین چشتیہ طریقہ مین کسی بزرگ نظامیہ چشتیہ سے بعیت کی تھی۔ بنا برین باتباع بزرگان چشت اکثر مجلس سماع منعقد فرماتے تھے۔ اکثر معززین قصبہ مجلس سماع مین شریک ہوتے تھے۔ خانصاحب مرحوم وجد فرماتے تھے۔ اولاً آپ برہان پور مین صوبہ دار کے مددگار رہے ایک زمانہ تک مددگاری پر مامور رہے۔ محمد شاہی عہد مین تعلقہ ملکاپور ضلع برار کے فوجداری یعنے ناظم عدالت فوجداری ہوئے۔ آخر عمر تک خدمت مذکور پر مامور رہے۔ آپ ملکاپور مین متوطن ہوگئے وہان آپکو دو لڑکیان پیدا ہوئین تھین۔ ایک کا نام براری خانم۔ دوسری کا نام ملکہ خانم رکھا تھا۔ براری خانم میرزا امانی بیگ خان منصبدار سے منسوب تھین۔ ان کے بطن سے ایک لڑکا پیدا ہوا تھا۔ اسکا نام میرزا ملکاپوری رکھا تھا۔ اور آپکے دو صاحبزادے تھے۔ ایک محمد نقی علیخان۔ دوم محمد صدیق علیخان۔ دونون علوم و فنون مین فارغ التحصیل تھے۔ اول اسم بامسمی تھے فقر کو فخر سمجھتے تھے تصوف و تعرف مین مشغول رہتے تھے۔ قادریہ و چشتیہ طریق کے پیرو تھے ایک رسالہ تصوف مین بزبان فارسی تصنیف کیا تھا۔ نادر الموجود ہے۔ میرے

کتبخانہ مین تہا حیدرآباد کی موسی ندی کی طغیانی واقع ۱۳۲۶ ہجری مین غرق آب وندر سیلاب ہوگیا۔ آپ لاولد تہے۔ والد مرحوم کی رحلت کے چند سال بعد فوت ہوئے۔ دوم فرزند محمد صدیق علیخان سے تہے صاحب اولاد تہے ایک فرزند مسمی شیر علیخان دوم ایک دختر مسماۃ آمنہ خانم دونون کے باقیات صالحات ملکاپور برار مین موجود ہین۔ بمصداق تلک الایام نداولہا مفلوک الحال وپراگندہ بال ہین۔ محمد معالیخان نے نظامت فوجداری کے زمانہ مین ملکاپور جو ملک عنبر حبشی کا آباد کیا ہوا قصبہ ہے اُسکا جاوڑی دروازہ ابہی کامل تعمیر نہین ہوا تہا کہ ملک عنبر فوت ہوگیا۔ دروازہ ناتمام رہ گیا تہا۔ باقی قصبہ مذکور کے دروازے وشہرپناہ وغیرہ تکمیل کو پہنچ گئے تہے۔ دروازہ مذکور کی تعمیر تکمیل کو پہنچائی دروازہ کی تکمیل ۱۱۴۲ ہجری مین ہوئی دروازہ پر ایک لوح سنگین پر مرقوم ہے۔ مکمل الباب فی عمل محمد معالیخان۔

اور قصبہ مذکورہ مین محمد معالیخان مرحوم نے قلعہ کے شمال رویہ ایک بارہ دری خوشنما اور چند مکان پرفضا بنوائے تہے۔ اب بارہ دری اور مکانات کا نام ونشان تک باقی نہیں رہا۔ فی الحال وہان ہنود ومسلمان رہتے ہین چند مکان خام وپختہ ہین اوس مقام کا نام محلہ بارہ دری ہے اور اسی محلہ مین خان مرحوم کی آل واولاد کے بہی مکانات ہین۔ واقع مین نالیون اور دیوارون کی بنائین شکستہ وریختہ سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ تمام مکانات باہم متصلہ خان مرحوم کی حویلی کے

قطعات تقسیم شدہ ہین۔ انہین مکانات مذکورہ مین ایک کے مکان مین ایک کنوان زندہ اب تک ہے۔ اہل محلہ خاص ان مکانات متصلہ کے سلسلہ کو باڑہ کہتے ہین۔ یہ عوام کے کثرت استعمال سے بارہ دری کا باڑہ ہوگیا جیسا بارگاہ کل کو بہٹر کل۔ اور روضہ آگرہ کے ممتاز محل کو تاج محل یا تاج بی کا روضہ کہتے ہین۔ اور قلعہ کے مغربی جانب مین خان مرحوم نے ایک بڑی باوڑی بنوائی تہی وہ موجود ہے شکستہ و ریختہ ہوگئی تہی۔ اور اہل محلہ اسمین کچرا کوڑا ڈالتے تھے خس و خاشاک و خاک سے پر ہوگئی تھی۔ سرکار عالی گورنمنٹ نے اسکی مرمت کرائی اور اسکو خس و خاشاک و خاک سے صاف و پاک کرایا۔ اوسکا پانی نہایت صاف و ہاضم ہے۔ باوڑی کے قریب مین خان مرحوم کی دو داشتہ منکوحہ بہی رہتی تھین۔ خان مرحوم نے انکے لئے دو پختہ مکان بنوا دیئے تھے۔ امتداد زمانہ کی وجہ سے نہ وہ مکان رہے نہ انکے کھنڈر۔ انہین مکانات کے احاطہ مین ایک کنوان بہی بنوایا گیا تہا۔ وہی کنوان موجود ہے۔ اُس کا پانی بہی نہایت ہی خوشگوار ہے فی الحال مکانات منہدمہ کے مقام مین امید سنگہ جمعدار قوم رجپوت نے مکانات پختہ و خام بنوا لئے تھے جمعدار کے فوت ہونے کے بعد انکے فرزندون یعنی شیو سنگہ و ہنو سنگہ و جہنو سنگہ نے مکانات کی ترمیم مین کمی بیشی مقتضائے حال کے موافق کرکے سب فوت ہوگئے۔ شیو سنگہ لاولد تھے ہنو سنگہ و

چہنو سنگہ کے فرزندان یادگار موجود ہین فقیر مولف سے ناآشنا ہین اُنکے
آباو اجداد سے محبت و ملاقات تہی تینون بہائی بوجہ ہم وطنی نہایت
خلوص وحسن اخلاق سے ملتے تہے۔ خان مرحوم نے انہین مکانات
کے قرب مین شہر پناہ سے متصل نل گنگا ندی کے کنارے ایک
پختہ حمام بنوایا تہا۔ موجود ہے۔ حمام مذکور جمعدار کے نبائر کے قبضہ
مین ہے۔ اور قلعہ کے عقب مین منگل دروازہ کے سامنے خان
مرحوم کا ایک باغ پرفضا تہا۔ ندی کی طغیانی و امتداد زمانہ کی وجہ
سے خراب و ویران ہوگیا۔ ایک وقت میں باغ تہا۔ اب مسکن
بوم وزاغ ہے۔ خان مرحوم اور اُن کی اولاد و متعلقین اُسی مین مدفون
ہین۔ آج کلہہ وہ بوستان گورستان ہے۔ اب تک خانمرحوم
کی آل واولاد مین سے جو کوئی فوت ہوتا ہے اُس مین دفن
کیا جاتا ہے۔ وہ باغ عزیزی شیخ عبدالمجید صاحب کے نام سے
تہا۔ سرکاری نزول نہ دینے کی وجہ سے خالصہ مین داخل ہوگیا
ہے۔ سرکار گورنمنٹ سے دفن کرنے کی اجازت ہے یہ گورستان
خاص خان مرحوم کے وارثین و متعلقین کے لئے ہے۔ اصل
ملکاپور کا حال بہت طویل ہے۔ عماد شاہ والی برار کے حال مین
لکھا ہون۔ یہان بقدر ضرورت لکھا گیا ہے۔ ان کنت تنا تقافارحم الیہ

جون کہ محمد معالیخان آخر عمر مین چشتیہ طریق مین کسی بزرگ کے مرید ہو گئے
تھے ۔ اکثر اوقات ریاضت مین گزارتے تھے ۔ لوگ آپ سے
حسن ظن و نیک ارادت رکھتے تھے ۔ خان مرحوم کی رحلت کے
بعد قبر پر ہر جمعرات کو عود جلاتے تھے ۔ اور گل چڑھاتے تھے ۔
سالانہ عرس بڑی شان سے ہوتا تھا ۔ روشنی کا خوب انتظام کیا
جاتا تھا ۔ اب نہ کوئی عود جلاتا ہے نہ گل چڑھاتا ہے ۔ نہ اُس
شان کا سالانہ عرس ہوتا ہے ۔ صرف میرے عزیز عبدالمجید خان حسب
سیر دو سیر کا مالیدہ اور عود و گل جلاتے و چڑھاتے ہین ۔ اور
فاتحہ خیر پڑھتے ہین ۔ مالیدہ بچون کو تبرکاً تقسیم کر دیتے ہین ۔
اللھم اغفر لہ و لجمیع المدفونین ۔

محمد صدّیق علیخان کی اولاد کا ذکر

آپ کے صاحبزادے شیر علیخان فن سپاہگری مین نہایت دلیر و بہادر تھے
شکار دوست تھے ۔ اکثر اوقات شکار مین صرف فرماتے تھے شکار کے
شوق مین جار ٹھانہ برار مین بود و باش اختیار کی تھی ۔ پہاڑی قوم
بھیل و گونڈ آپکے تعلیم خانہ مین کشتی و شمشیر بازی و تیراندازی سیکھتے تھے اور

فن بنوٹ کو خوب جانتے تھے آپکا علم با عمل تہا بھیل وگونڈ آپکی استادی کو
انتے تھے۔ ہمدردی وسا عدت قوم آپکی ذاتی فطرتی صفت تہی۔ خوشی و
غمی مین اعزہ وغیر اعزہ کے معین و مددگار ہوتے تھے۔ جان ومال تک
دریغ نہین فرماتے تھے۔ ملکاپور برار مین اکثر پنڈہارے وبہیل حملہ آور ہوتے
تھے تاخت وتاراج سے قصبات ودیہات ویران کر دیتے تہے۔ پیر علیخان
ایسے وقت مین رعایا کی حفاظت وحمایت فرماتے تھے۔ حملہ آوروں سے
خوب مقابلہ کرتے تھے آخر انکو بجز فرار وشکست کچھہ حاصل نہین ہوتا
تہا۔ اسیطرح اعزہ کے ساتہہ حسن سلوک مین بہی کوتاہی نہین فرماتے تھے
ملکاپور کے معززین آپکے وجود فائض الجود کو غنیمت جانتے تھے آخر آپ
بارہوین صدی ہجری کی انتہا مین فوت ہوے۔ آپکے دو صاحبزادے
ایک شمشیر علی دوم مراد علی تہے۔ دونون ہی علم وفضل کے زیور سے عاری تھے
چارٹہانہ مین رہتے تھے۔ زراعت کرتے تھے۔ اسی شغل مین دیر تک
چارٹہانہ مین رہے۔ آخر قرابتداران ملکاپور کے تقاضے سے ملکاپور
مین آئے اور ٹہانہ سے برداشتہ خاطر ہوئے۔ چند مدت کے بعد دونون
یکے بعد دیگرے فوت ہوئے۔ فی الحال شمشیر علیخان کے فرزند نے
دو فرزند نرینہ ہن۔ ایک امیر علی دیگر فقیر علی عرف بڈہن خان موجود ہین۔
مفلوک الحال وپراگندہ بال ہین۔ زراعت ونوکری پر زندگی بسر کرتے ہین۔

آمنہ خانم بنت محمد صدیق علیخان

آمنہ خانم شیر علیخان کی حقیقی ہمشیرہ ہین شیخ محبت ابن شیخ ابراہیم برارسی سے منسوب تہین۔ اُنکے بطن سے شیخ الشیوخ حضرت شیخ محمد گلاب صاحب پیدا ہوئے۔ شیخ محمد موصوف۔ فقیر مولف کی والدہ کے حقیقی چچا ہین حضرت شیخ کے توسل سے ہمارا سلسلۂ ننہیال شیخ محمد طاہر محدث سے منتہی ہوتا ہے شیخ موصوف کا حال علیحدہ لکہتا ہون۔ مرآت الصفا کے مولف نے لکہا کہ جب غفران ماب نواب میر قمر الدین خان فتح جنگ نظام الملک آصفجاہ بہادر اول دار الخلافہ سے دکن مین تشریف لائے اُسوقت محمد معالیخان حضور کی خدمت مین ملازمت سے مشرف ہوئے۔ شکر کہڑہ برار کے معرکہ مین جو مبارز خان صوبہ دار حیدرآباد سے ہوا شریک تھے۔ فتح و فیروزی کے بعد نواب معلی القاب نے امرائے جان نثارون کو مناصب و خلعتہای فاخرہ و صلات وافرہ سے سرفراز فرمایا۔ چنانچہ شہاب الدین احمد دیوان برہانپور و محمد معالیخان کو خلعت صلہ عنایت کرکے فرمایا کہ آپ اپنے اپنے مستقر حکومت پر جائیے۔ حسب الحکم شہاب الدین احمد برہانپور و محمد معالیخان ملکاپور گئے۔ محمد معالیخان کے دونو صاحبزادے محمد فقیر علیخان۔ محمد صدیق علیخان منصب یکصد و پنجاہی سے سرفراز تھے:

محمد معالیخان کی رحلت

آخر محمد صالحخان سنہ ۱۱۵۱ ہجری مین بیمار ہوئے۔ تقریبًا ایک سال سے زیادہ بیماری مین مبتلا رہے۔ معالجہ جاری تہا۔ لیکن معالجہ مفید نہین ہوتا تہا مرض روز بروز بڑہتا جاتا تہا۔ عاقبت الامر بمصداق کل نفس ذائقۃ الموت آپنے بتاریخ ۱۷ شہر رجب سنہ ۱۱۵۳ ہجری مین دار فانی سے بعالم جاودانی رحلت کی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ ملکاپور برار مین بیرون منگل دروازہ اُس باغ مین جو آپکا آباد کیا ہوا تہا دفن کیے گئے۔ آپ کی رحلت کے بعد تمام پس ماندگان پر پریشانی ومصیبت نازل ہوئی۔ برار کے حکام ومعززین نے ایک محضر لکہہ کے مع درخواست فقیر علی اعلیحضرت نظام الملک آصفجاہ بہادر اول کی خدمت مین بہیجا کہ مرحوم کے باقیات صالحات کی گذر اوقات کیلئے جاگیر تنخواہ عطا کیجائے۔ چنانچہ سرکار عالی خلد اللہ ملکہ نے مرحمت شاہانہ سے موضع نیپانہ تعلقہ ملکاپور جاگیر تنخواہ مقرر کرکے سند فقیر علی کے نام حسب الضمن عطا فرمائی۔

نقل سند جاگیر تنخواہ موضع نیپانہ تعلقہ ملکاپور ضلع برار۔ مطابق اصل

دیسمکہان و دیسپانڈیان ومقدمان ورعایا وضرارعان پرگنہ ملکاپور سرکار نرنالہ برار بداننند۔ مبلغ دولک وپنجاہ ودو ہزار یکصد دام از پرگنہ مذکور نواب مستطاب معلی القاب خورشید اشتہار رکن السلطنت آصفجاہ سپہ سالار حسب الضمن بطریق عہدہ بجاگیر فقیر علی تنخواہ شدہ باید کہ محال المذکور بتصرف گماشتہ وی الیہ

واگذارند۔ بعد ازینکہ سند تنخواہ بر رسد موافق ضابطہ بعمل آرند۔ ۔

چونکہ فقیر علی اولاد مین اکبر تھے سند اُنکے نام سے عطا ہوئی ۔ ضمن مین سند کی پشت پر مندرجہ ذیل کے نام پر حسب دستخط نواب مستطاب معلی القاب رکن السلطنت آصفجاہ بہادر سپہ سالار منجملہ محاصل موضع مذکور سے جاگیر تنخواہ مقرر ہوئی ۔ بعض کو منصب بہی نوسرفراز ہوا تھا۔ ہر ایک کی تنخواہ کی تفصیل سند کی پشت پر مرقوم ہے ۔ اصل سند موجود ہے طوالت کی وجہ سے فقط اسمایہ مع منصب اکتفا کیا گیا۔

فقیر علی ولد محمد معالیخان مرحوم صدو پنجاہی منصب	محمد صدیق ولد محمد معالیخان مرحوم پنجاہی ذات منصب
محمد فلاح الدین بن محمد صلاح الدین خان برادرزادہ وخویش خان مرحوم صدو پنجاہی ذات منصب	غلام محی الدین ولد ظفر الدین ہمشیرہ زادہ خان مرحوم سہ بستی ذات منصب

محمد صادق ولد سیف الحق ہمشیرہ زادہ خانمرحوم نوسرفراز بدستخط نواب معلی القاب
پنجاہی ذات منصب

جاگیر مذکور فقیر علی کی زندگی تک رہی ۔ تخمیناً فقیر علی جاگیر سرفراز ہونے کے بعد چار پانچ سال تک زندہ رہے آخر سنہ ۱۱۴۹ فصلی مین فوت ہوئے ۔ جاگیر سنہ ۱۱۴۵ فصلی مین عطا ہوئی تہی ۔ فقیر علی کی رحلت کے بعد جاگیر خالصہ مین داخل ہوگئی ۔ ضمنی ورثہ کو کسیقدر وظیفہ ہوگیا تہا ۔ بعدازان محمد صدیق بہی سرکاری خدمت مین مرہٹہ و پنڈہارون کے مقابلہ مین زخمی ہو کے فوت ہوئے دونون بہائیون کے فوت ہونیکے بعد بمصداق ہر کمال را زوال لازم زمانہ کی گردش سے خاندان درہم و برہم ہوگیا ۔ رفتہ رفتہ خاندان مین نہ موروثی علم و فضل رہا نہ وہ دولت و حشمت رہی ۔ پس ماندگان صرف بیوگان پردہ نشین محمد صدیق علیخان کی اولاد سے صرف ایک پسر محمد شیر علیخان و ایک دختر مسماۃ آمنہ خانم یادگار رہے ۔ تمام کی گذر اوقات موضع نیانہ کی مقدمی کی آمدنی و اثاث البیت کی فروختگی پر رہی ۔ برادر خانم و دختر خانم مرحوم تمام کی سرپرست تہی ۔ تمام خانم کے مطیع و فرمان بردار تھے ۔

شیخ محمد گلاب قدس سرہ

آپ شیخ محبت ابن شیخ ابراہیم ابن دین محمد براری کے صاحبزادے ہین نسباً و حسباً صدیقی الاصل ہین ۔ آپکی والدہ صاحبہ بنت محمد صدیق علیخان ابن محمد صالحان ابن عبد الحق بن قاضی عبد الوہاب اقضی القضات عالمگیری نبیرہ محمد طاہر پٹنی ہین ۔

آپ کا مولد و مسقط الراس ملکاپور برار ہے۔ اور نشو نما بھی وہان کی آب و ہوا مین ہوا۔ نو دس برس کی عمر مین ختم قرآن و مختصرات رسائل دینیات سے فارغ ہوئے۔ ابتدائے شعور سے آپ کا میلان طبع تقویٰ و ورع کے طرف زیادہ تہا۔ اکثر اوقات تلاوت قرآن و وظائف و دلائل الخیرات مین گزارتے تھے صوم و صلوٰۃ کے پابند تھے نوافل و سنن کو بھی مثل فرائض و واجبات سمجہتے تھے۔ قرآن و حدیث و تفسیر و فقہ پر فریفتہ تہے۔ آپ ملکاپور سے بغرض تحصیل علوم برہانپور گئے۔ وہان تعلیم علوم کا بازار گرم تہا۔ متعدد مقامات مین درسگاہین تہین۔ آپ مولوی جلال الدین بخاری عرف اللہ دوالے صاحب کی درسگاہ مین شریک ہوئے۔ حدیث و فقہ مین خوب مہارت ولیاقت حاصل کی۔ مسائل دینیات و احادیث و ادعیات ماثورہ کے حافظ تہے آپ کا سینہ مسائل جزئیات کا سفینہ تہا۔ جو کچھ آپ سے پوچھا جاتا تہا فوراً جواب دیتے تہے۔ سائل کو انتظار کی ضرورت نہین ہوتی تہی۔ بالاپور برار کے علمائے عنایت اللّٰہی سے بہی استفادہ کیا ہے۔ مولوی مطیع اللہ عرف اللہ دیا صاحب برادر اللہ دوالے صاحب برہانپوری کی خدمت مین مدت دراز تک رہے۔ علم ظاہری و علم باطنی مین جو کچھ پایا دونون بہائیون سے پایا حضرات کے شاگرد و مرید رشید تہے۔ بزرگان اہل اللہ کی خدمت و صحبت کی برکت سے آپ خادمی سے مخدومی کے درجہ کو پہنچے۔ آپ

اگرچہ فارغ التحصیل نہین تھے لیکن اکثر علما و فضلا کے محافل ہوا عظین شریک رہتے تھے۔ آپکا حافظہ مذاکرہ علوم و مسائل دینیات سے معمور تھا۔ آپ راست باز و خیرخواہ اسلام تھے۔ خلائق کو تعلیم و تہذیب لوجہ اللہ فرماتے تھے آپکے درس مین عام خلائق کے لوگ ہوتے تھے۔ آپ تمام کے ساتھہ حسن خلق و نیک سلوک فرماتے تھے۔ آپکے مزاج مین ہمدردی ایک جزو اعظم تھی۔ اور اسلام کی حمیت کامل تھی۔ علم دوست تھے علما کی خدمت جان و مال سے کرتے تھے۔ جہان نواز تھے بلدہ مین جو مسافر غریب وارد ہوتا تھا۔ اُسکی خدمت مین حاضر ہوکے پہنچتے تھے۔ اور اُسکے لئے ساکنان قصبات و دیہات سے زرچندہ فراہم کرکے زاد و راحلہ مہیا کردیتے تھے۔ واردین شکریہ کرتے ہوئے روانہ ہوتے تھے۔ آپ کی حسن خدمت کی شہرت سنکے اکثر حجاج و غربا ملکاپور مین ضرور آتے تھے۔ کامیاب ہوکے جاتے تھے۔ آپکی ہمدردی سے ایک یہ بات برابر مین اظہر من الشمس ہے کہ آپ قصبہ کے بیوگان پردہ نشین کا ضروری سامان خوراک و پوشاک بازار سے خرید کے لاتے تھے۔ اور انکا کاتہ ہوا سوت فروخت فرماتے تھے۔ آپ جب سنتے تھے کہ فلان شخص فوت ہوگیا ہے آپ ضرور اسکی تجہیز و تکفین مین شریک ہوتے تھے۔ اور جمعہ کے روز مزارات کی زیارت فرماتے تھے۔

اور بیماروں کی عیادت آپکی عادت تھی ۔ مریض کو دعا و دوا سے اعانت کرتے تھے ۔ انہیں صفات پسندیدہ کے سبب مخدوم خلائق و مقبول خالق تھے قصبات دیہات کے محافل خوشی و غمی میں آپ کا ہونا ضروری تھا ۔ لوگ اعتقاداً باعث برکت و رحمت سمجھتے تھے ۔ آپ حلیت گرو تھے ۔ آپ کی کسر نفسی و بردباری اس درجہ تھی کہ اگر کوئی آپ کو برائی سے یاد کرتے تو اسکو برا نہیں جانتے تھے ۔ اور آبدیدہ ہو کے فرماتے تھے کہ میرا نفس اس سے زیادہ برا ہے ۔ ایک روز آپ راستہ سے گذر رہے تھے کہ ایک بوڑھیا لکڑیوں کا بوجھہ سر پہ لئے جا رہی تھی ۔ لیکن بوجھہ کی وجہ سے چل نہیں سکتی تھی ۔ آپنے اسکا بوجھہ اپنے سر پر اٹھا لیا ۔ ہر چند مانع ہوئی لیکن آپنے نہیں مانا اور قصبہ کے لوگوں نے چاہا کہ آپسے بوجھہ منتقل کریں آپنے انکی بھی نہیں سنی ۔ اسکے گھر پہنچا دیا ۔ ہمیشہ لڑکیاں و لڑکوں کو نصایح دینے سے سرفراز فرماتے تھے ۔ بزرگان سلف کی حکائیں و قصص سناتے تھے ۔ ہر ایک کو صوم و صلوۃ کی تاکید فرماتے تھے طہارت و آداب کے طریقے بتلاتے تھے ۔ درود و کلمات طیبات کے فضائل سے آگاہ کرتے تھے ۔ آپ مستجاب الدعوات تھے ۔ صبح شام اہل اسلام و اہل اصنام کی عورتیں بچوں کو لئے ہوئے آپکے پاس آتی تھیں ہر ایک بچہ پر دعا پڑھ کے پھونکتے تھے ۔ فضل الہی سے بچے صحت یاب ہوتے تھے

قصبہ کے معززین وغیر معززین آپکی بزرگی کو مانتے تھے۔ قصبہ کے قاضی
خواجہ محمد صاحب وخواجہ احمد صاحب جاگیردار موضع ہیگنہ پرگنہ ملکاپور
ونواب میر قادر علیخان تعلقدار آپسے حسن اعتقاد رکہتے تھے۔ آپسے
ہروقت مستفید ہوتے تھے اور منشی میر ہدایت علی صاحب مرحوم آپکے
گویا مرید تھے۔ مشارالیہ کی حرمات محترمات بھی آپکے ارادتمندونمین
شامل تہین۔ کوئی آپسے پردہ نہین ہوتی تہین۔ آپ کی ترغیب سے
تمام مستورات صوم وصلوٰۃ کی پابند تہین۔ جب آپ اُنکے پاس جاتے
تھے تو ہر ایک کو نصیحت فرماتے تھے۔ کوئی حضرت رابعہ بصری کا
کوئی حضرت فاطمہ زہرا رضؓ کا۔ کوئی امہات المومنین خدیجۃ الکبریٰ وعائشہ
صدیقہ رضی اللہ عنہما کا حال دریافت کرتی تہین۔ آپ نہایت خوبیکے
ساتھ بیان فرماتے تھے۔ تمام بی بیان دلچسپی سے سنتی تہین آپ
مستورات سے کہتے تھے کہ شوہر کے زوجہ پر اور زوجہ کے
شوہر پر یہ حقوق ہین۔ ہر ایک کو باہم اتفاق سے رہنا کبھی اطاعت
کے دائرہ سے باہر قدم نہین رکہنا چاہئے۔ صاحب ترجمہ جیسی بزرگون
کے پند ونصایح کا اتبک یہ اثر ہے کہ برارمین کوئی عورت تامرگ شوہر سے
کبھی جدائی نہین چاہتی۔ بلکہ کہتی ہین کہ یہ عاقبت کا جوڑا ہے۔ اور کبھی
برارمین کسی بی بی نے اپنے شوہر پر مہر کا دعویٰ نہین کیا۔ بلکہ مہر کو

شوہر کے جنازہ اٹھاتے وقت مہر کے بخشش کے لئے کہا جاتا ہے خوشی سے بخشش دیتی ہین - اگرچہ طلاق دینا شرعًا درست ہے مگر کوئی شوہر زوجہ کو طلاق نہین دیتا ہے - بلکہ طلاق کو ننگ و عار سمجھتا ہے - ایسے ہی بزرگون کے نصیحتون سے لڑکے صالحین اور لڑکیان صالحات کے طبقات مین شامل ہوتے ہین - بچیان شرم و حیا مین ڈوبی رہتی ہین - علی ہذالقیاس لڑکے بھی بزرگون کے سامنے شوخی و بے ادبی نہین کرتے - مگر فی زماننا قدامت کی باتین نسیًا منسیًا ہو رہی ہین - کیا وجہ ہے - کثرت جہالت و خودپسندی ہے - دعوی انا ولا غیری کا شیوع ہے - آپ یعنے صاحب ترجمہ کو دینی امور سے زیادہ دلچسپی تھی - چنانچہ ملکاپور کے خورد بازار جمعہ دروازہ کے قریب ایک مسجد المعروف بہ خورد مسجد کسی مومن بافندہ کی بنائی ہوئی تھی - اس مسجد کے لئے سرکار سے کسیقدر یومیہ مقرر ہے اُسکے متولی قادر بیگ ابن معدا بیگ ہین - صاحب ترجمہ مسجد کی امامت پر بدون مشاہرہ و اجرت مقرر تھے متولی مسجد کا یومیہ خورد برد کرتا تہا - مسجد کی خبر گیری سے بے خبر - مسجد بے خبری کی وجہ سے شکستہ و ریختہ ہو رہی تہی - صحن تو بالکل زمین کے برابر ہو گیا تہا - صاحب ترجمہ نے مسجد کی ترمیم و تعمیر کا بیڑہ اٹھایا - تمام معتقدین سے خاص نواب میر قادر علیخان بہادر تعلقدار سے ترمیم و تعمیر کی بابت درخواست کی

نواب مذکور نے آپکی درخواست منظور کی سنہ ۱۲۶۵ ہجری مین صاحب ترجمہ نے خود اپنے اہتمام سے مسجد کے صحن کی تعمیر و ترمیم کی اور دو حجرے جدید اور ایک حمام جدید و دیوار احاطہ تعمیر فرمایا۔ جو کچھہ خرچ ہوا نواب صاحب نے کل عطا فرمایا۔ اور کچھہ یومیہ تیل و چراغ کے لیئے بہی مقرر کرایا۔ صاحب ترجمہ یومیہ کی رقم مع شئی زائد جیب خاص سے مسجد کے کام مین صرف کرتے تھے۔ آخر صاحب ترجمہ نے سنہ ۱۲۷۴ ہجری مین اس دار فانی سے عالم باقی کے طرف رحلت کی حسب وصیت مسجد مذکور کے شمالی جانب مین دفن ہوئے۔ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون کسی شاعر نے یہ مصرع تاریخ مین لکہا

ھذہ

عبادت اُٹھہ گئی گویا حرم سے۔

سنہ ۱۲۷۴ ہجری

صاحب ترجمہ کی اولاد و آل کا ذکر

آپکے باقیات صالحات سے تین پسر اور ایک دختر تھے۔ ایک شیخ غلام نبی۔ دوم شیخ غلام یٰسین۔ سوم شیخ عبد الحمید۔ ایک دختر شیخ عبد القادر بن عبد الرحمن عرف شیخ لعل برادر صاحب ترجمہ سے منسوب تہین۔ عفیفہ مذکورہ نیک سیرت و پاکیزہ طینت تہی۔ بمصداق الولد سر لابیہ صوم و صلوٰۃ کی پابند تہی

بقدر ضرورت تعلیم یافتہ تہی۔ شوہر کی فرمانبردار، شوہر کے قرابتداروں سے
نیازمندانہ سلوک کرتی تہی۔ کبہی مدت العمر خوشدامن صاحبہ سے خلاف
نہین کیا۔ خوشدامن صاحبہ کو بجائے والدہ اور شوہر کے ہمشیرہ کو ہمشیرہ
سمجہتی تہی۔ باپ کے گہر جو کچہہ حصہ باقی تہی۔ خوشدامن صاحبہ و ہمشیرہ
صاحبہ کی خدمت مین پیش کرتی تہی۔ آخر وہ مرض وا ابن مبتلا ہو کے
۱۳ تاریخ ماہ شعبان سنہ ۱۲۷۲ ہجری مین فوت ہوئی۔ والدین و دیگر اعزہ کو
نہایت رنج و الم ہوا۔ آخر تمام راضی برضائے خدا ہوکے صابر ہوئے
لاولد تہی۔ مرحومہ کے شوہر مولف فقیر کے حقیقی ماموں تہے۔ غلام نبی
المتوفی سنہ ۱۳ ہجری صاحب ترجمہ کے صاحبزادے بزرگ تہے
لکہنے پڑہنے مین کامل نہین تہے مدۃ العمر صیغہ ملازمت مین رہے۔ آخر
عمر مین زراعت کا پیشہ اختیار کرلیا تہا۔ زمیندار بنگئے تہے۔ بزرگون کے
طریقہ پر تہے۔ دیندار و پرہیزگار تہے۔ اونکے چار فرزند یادگار تہے ایک
عبدالمجید صاحب سلمہ اللہ موجود ہین۔ منشی کامل ہین۔ سرکاری مدارس
مین معلم تہے۔ فی الحال پنشنری ہین متقی و پرہیزگار۔ ملکاپور کی مسجد خورد
کے امام و خطیب ہین۔ سلیم الوضع و حلیم الطبع ہین۔ اکثر اوقات مسجد مین گوشہ
نشین رہتے ہین۔ عبادت مین اوقات بسر کرتے ہین۔ فارسی مین فقیر
مولف کے ہم سبق تہے۔ من و او خواجہ تاشانیم و باہم برادریم۔ ملکاپور مین

اُنکا دم غنیمت ہے مگر اہل قصبہ مردہ پسند ہیں۔ اُنکی قدر نہین جانتے۔
کم سخن و پرہیا ہین۔ بزرگان سلف کے قدم بقدم ہین۔ ابن الوقت نہین ہین
فی زمانناجوانان نوآموز سفیہان قدما کو نظر حقارت سے دیکھتے ہین۔ خدا تمام کو
نیک ہدایت کرے۔ دوُم عبدالواحد ہین۔ یہ بزرگ اردو مین لکھہ پڑہ سکتے
ہین۔ نماز و روزے کے پابند ہین۔ چشتیہ طریق مین کسی بزرگ سے بیعت
کی ہے۔ حضرت لقب سے یاد کئے جاتے ہین۔ پیشہ زراعت کرتے
ہین۔ تعویذات و عملیات کے شائق ہین۔ تعویذات و عملیات کے ذریعہ سے
مرجع عوام الناس بنتے ہین۔ بہرحال قصبہ مین آپ کا دم ہی غنیمت ہے
مگر آپ غلط فہمی و کوتاہ اندیشی سے اعزہ و اقربا کے ساتھہ تہوڑی دیر کے
لئے عرب کے ضرب المثل کے مصداق بنجاتے ہین غضب کرتے ہین
بزرگان سلف کے نام کو دہبہ لگاتے ہین قطع الرحم کے مواخذہ مین ناخوف
ہوتے ہین۔ خدا شاہد ہے مین نے اونکے بہائی و لخت جگر کے ساتھہ
حسن سلوک کیا اظہر من الشمس ہے۔ میرے ساتھہ شیخ صاحب نے
جو کچھہ کیا واضح ہے میرا دل راست باز ہے دم باز نہین۔ مین اعزہ و
اقربا کو عظمت سے دیکھتا ہون۔ بہائیوں کے ساتھہ حضرت یوسف
علیہ السلام کی پیروی کرتا ہون۔ عبدالواحد کے خلاف و عناد سے اغماض
کرتا ہون۔ انکو معذور سمجھہ کے انکی زیادتی کو کالعدم جانتا ہون مشاراالیہ کے

دوصاحبزادے ہین ایک اکرام اللہ دوم سعید اللہ جو حیدرآباد مین طالبانہ حالت مین ہے اکثر بیمار رہتا ہے اسکی حالت پر افسوس ہوتا ہے ترقی کے اوج کے قریب پہنچ کے زوال مین آگیا۔ کثرت رنج وغم کے سبب سے بلندی سے پستی مین پہنچ گیا۔ خداے تعالی اسکو صحت واقبال سے خوش کرے۔ سوم عبد الصمد ہین سلیم الطبع خوش مزاج عزیز دلہا ہین انگریزی وفارسی واردو مین میٹرک تک کی لیاقت رکھتے ہین۔ حیدرآباد مین صیغۂ تعمیرات میں ملازم ہین۔ مفوضہ خدمت کو عمدہ طرحسے انجام دیتے ہین دراست بازوامانت دار کارگذار ترقی کے امیدوار ہین خدا کامیاب کرے۔ نفیر مولف سے حسن ارادت ونیک عقیدت علاوہ رشتۂ قرابت رکھتے ہین ابتدا ر شعور سے میری تربیت وتعلیم کی آغوش مین تھے وجود وبود مین میرے ہی پاس آئے۔ نمائش کے میدان مین نمود ہوئے۔ گردش زمانہ یا غلط فہمی سے میری رفاقت ترک کی۔ الخیر فیما وقع۔ ابتدا مین مجکو رنج ہوا تہا پھر دور ہوگیا۔ اب مین اون کا ویسا ہی خیرخواہ ہون جو تہا۔ خدا انکو خوش رکھے۔ چہارم عبد الکریم تہا وہ فوت ہوگیا۔ اسکا ایک لڑکا ولڑکی یادگار ہے۔ دوسرے صاحبزادے شیخ گلاب مرحوم کے غلام نبین ہین۔ آپ فارسی مین کامل مہارت رکھتے تھے۔ تعلیم وتدریس مین مصروف رہتے تھے۔ نواب

میر غلام عباس علیخان عرف نواب جانی صاحب این سرکار عالی نظام خلد اللہ ملکہ
کے دفتر مین خدمت منشی گری پر چند سال ملازم رہے جب این صاحب نے
حیدرآباد مراجعت کی تب آپ نوکری سے موقوف ہوگئے۔ والد مرحوم کے جانشین
ہوئے۔ مسجد خورد کی امامت وخطابت پہ مامور ہوئے۔ امامت وخطابت کی
اجرت وتنخواہ نہین لیتے تھے۔ لوجہ اللہ یہ کام کرتے تھے۔ زراعت و
تجارت آپکا پیشہ تہا۔ جو کچھ حاصل ہوتا تہا اعزہ واقارب یعنے برادرزادون پر
صرف فرماتے تھے۔ خود لاولد ومجرد تھے آپکے عیال واطفال منزل عقبیٰ مین
پہنچ گئے تھے۔ دوراندیش وعاقبت بین تھے۔ کنبہ پرور وہمدرد اعزہ واقربا
تھے خوشی وغمی مین تمام کے معین ومددگار ہوتے تھے۔ فقیر مولف نے
فارسی کی ابتدائی کتب آپسے پڑھین۔ عابد وزاہد تھے۔ آخر آپنے سنہ ۱۳۰۳
ہجری مین اس دار ناپائدار سے فردوس برین رحلت کی۔ آپکی رحلت
یکایک ہوئی۔ صبح کی نماز سے فارغ ہوئے تہوڑی دیر وظیفہ پڑہکے عظیم الدین صاحب
خطیب سے کہا کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا قصہ سنائیے۔ خطیب صاحب
سنانے لگے اور چند اشعار نعتیہ پڑہے سنتے ہی آپ آہ مارکے لا الہ
الا اللہ کہتے ہوئے جان بحق ہوگئے۔ اعزہ واقارب واہل قصبہ جمع
ہوئے ڈاکٹرونکو بلائے سب نے کہا فوت ہوگئے۔ تجہیز وتکفین کرکے
مسجد مین والد ماجد کے پہلو مین دفن کئے۔ تیسرے صاحبزادے شیخ کلاب صاحب

کے شیخ عبد الحمید تھے۔ ابتدا مین صیغۂ پولس مین ملازم ہوئے چند سال کے
بعد ملازمت ترک کر کے تجارت شروع کی آخر کہام گانون مین اسٹیشن پر
ملازم تھے۔ وہین فوت ہوئے آپکی دو بی بیان تہین۔ زوجۂ اولی سے
صرف ایک بیٹی یادگار ہے۔ وہ شیخ عبد المجید سے منسوب ہے دوسری
زوجۂ منکوحہ سے تین لڑکے اور دو لڑکیان ہین۔ کہام گانون ضلع اکولہ مین
رہتے ہین زراعت و ملازمت کرتے ہین سلمہم اللہ۔ صاحب ترجمہ شیخ محمد آپ
میری والدہ کے حقیقی چچا ہین اس ذریعہ سے میرے نانا ہین۔ صاحب
ترجمہ کے واسطہ سے ہمارا نہنیال کا سلسلہ محمد طاہر محدث پٹنی صاحب
مجمع البحار سے منتہی ہوتا ہے چنانچہ محدث مذکور کے تذکرہ مین ذکر کیا گیا ہے

شاہ موسیٰ قادری

آپ اولیاء کبار سے تھے۔ صاحب ریاضت و زہد تھے۔ علم و فضل مین
مشہور تھے۔ صاحب کرشمہ و کرامت تھے۔ خاندیس مین آئے۔ اور دین
و اسلام کی ہدایت فرمانے لگے بہت سے منکرین کو خدا کی راہ بتائی آپکی
ہدایت کی برکت سے کفر کا زور گھٹا اور اسلام کا آفتاب ہر طرف چمکنے لگا اور
نور ایمان سے ہر ایک کا دل روشن ہونے لگا۔ آپ مدت تک زندہ رہے
اور مقام چالیس گانون مین رحلت کی دریا کے کنارہ آپ کا مزار فائض الانوار ہے

ہے۔ قبر کا طول گیارہ درعہ اور عرض پانچ درعہ ہے۔ شاید مجاورین نے اسقدر طول و عرض مین کچھہ تصرف کیا ہو۔ حضرت کی عظمت و بزرگی اہمین خیال سے کئے ہون۔ آپکی رحلت کی تاریخ کسی مورخ نے نہین لکھی۔

میٹھے شاہ

میٹھے شاہ نام وطن آپکا باوڑ ہے۔ مدت سے شہر مین قیام پذیر تھے چونکہ مغفرت منزل حضرت افضل الدولہ نظام الملک آصفجاہ پنجم بادشاہ دکن خاص فقرا سے صدق ارادت رکہتے تھے۔ خدام نے حضور کی خدمت مین شاہ صاحب کا ذکر کیا۔ اور اُنکے زہد و عبادت کی تعریف کی چنانچہ ایک روز حضور کی خدمت مین پہنچایا حضور شاہ صاحب کے دیدار سے بہت خوش ہوئے۔ بہت زر و جواہر بطور نذرانہ عطا فرمایا۔ اور رخصت کے وقت شاہ صاحب سے کہا کہ آپ ہر روز دیدار فیض آثار سے سرفراز فرماتے رہئے۔ شاہ صاحب ہوشیار و تجربہ کار تھے فرمایا کہ فقیر کا ہر روز آنا ممکن نہین اسلئے کہ فقیر کے ورد و شغل ذکر مین حرج ہوگا۔ مین اپنے جانب سے ایک شخص معتبرین مریدین سے وکالتہً دیوڑہی پر مقرر کر دیتا ہون آپ کو جو کچھہ کہنا ہو وکیل کے ذریعہ سے مطلع کرتے رہئے۔ فقیر دعا گوئی کے لئے حاضر ہے۔ مغفرت منزل نے

منظور کیا۔ پس شاہ صاحب نے حیدر علی نام شخص کو اپنے طرف سے وکالتاً دیوڑہی پر مقرر کر دیا۔ اور شاہ صاحب کبھی کبھی حضور کی ملاقات کو آتے تھے مالا مال ہوکے جاتے تھے۔ مغفرت منزل داد و دہش کے دریا تھے ہر روز شاہ صاحب کی خدمت مین زر نیاز و نثار و طعام بہیجتے تھے وکیل حضور سے جو کچھہ پاتا تھا۔ اُسمین سے کسیقدر شاہ صاحب کو دیتا تھا۔ باقی خود غصب کر لیتا تھا۔ وکیل چند ہی روز مین مال و دولت سے مالا مال ہو گیا آخر وکیل و مؤکل مین باہم تنازع واقع ہوا۔ تنازع کی خبر مغفرت منزل کو معلوم ہوئی۔ وکیل کو موقوف فرمایا۔ اور شاہ صاحب کی بھی وہ قدر و منزلت نہین رہی جو پہلے تھی۔ شاہ صاحب کا بازار سرد ہو گیا۔ فقیر مولف کو شاہ صاحب کی رحلت کی تاریخ معلوم نہین ہوئی۔ لہذا لکھنے سے معذور رہا

شاہ منگی مجذوب برہنہ

آپ مجذوب کامل و مست لایعقل تھے۔ رات دن عالم محویت مین مست رہتے تھے۔ جذب سے پہلے حضرت شاہ مرتضیٰ قادری سے فیض پایا تھا اور آپ شاہ اُمنگی بیجاپوری کے معاصر تھے۔ بیجاپور کی تباہی و خرابی سے پہلے آپ فرماتے تھے کہ مین مغل کو بلاتا ہون اور بیجاپور نذر کرتا ہون۔ شاہ اُمنگی نے کہا اگر تو مغل کو بلاتا ہے تو وہ تجھکو ایک سروال نہپہائیگا۔ بعد ازان عالمگیر بیجاپور مین آیا جنگ

وہاں کے بعد سکندر عادل شاہ کو مقید کر کے بیجاپور پر متصرف ہوا شاہ سنگی کی برہنہ تنی کی کیفیت سنی اوسکو بلایا اور ستر عورت کے بارہ مین تاکید کی قبول نہین کیا۔ آخر بادشاہ نے جامہ مجبوراً پہنایا آخر آپنے ۱۱۲۵ھ گیارہ پچیس ہجری مین رحلت کی بیجاپور کے قلعہ کی خندق کے قریب مدفون ہوئے۔ یزار ویتبرک بہ۔ ؎

میر قوت علی شاہ مجذوب براری

آپ کا نام قوت علی شاہ ہے۔ آپ ہیوڑکھیڑ برار کے باشندے تھے۔ موضع امڑا متصل اکوٹ مین گوشہ نشین تھے۔ مجذوب دنیا ومافیہا سے تارک تھے۔ اکثر معتقدین آپ کی خدمت مین آکر فیضیاب ہوتے تھے۔ آپ اکثر اوقات جنگل و صحرا مین گھومتے تھے۔ حیوانات درندہ آپ سے مانوس تھے۔ خارق عادت تھے۔ آخر آپ نے ۱۲۷۷ھ بارہ سو ستہتر ہجری مین ہیوڑکھیڑ مین رحلت کی معتقدین نے دفن کے بعد آپ کی قبر پر گنبد واحاطہ تعمیر کیا۔ سالانہ عرس بھی کرتے ہین۔ مجمع ہوتا ہے۔ یزار ویتبرک بہ۔ ؎

باب النون

شیخ نصیرالدین ثانی چشتی گجراتی

شیخ نصیرالدین ثانی نام ہے۔ آپ شیخ مجدالدین بن شیخ سراج الدین چشتی کے صاحبزادے ہین۔ آپ کا مولد ومنشا احمدآباد گجرات ہے۔ مخبرالاولیا کے مولف نے لکہا ہے کہ آپ چودہ برس کی عمر مین فارغ التحصیل ہوئے ذہین وفہیم فطین ومتین تھے۔ درس وتدریس مین مشغول رہتے تھے۔ والد ماجد سے بیعت کی اور چند روز ریاضت وعبادت کر کے صاحب کمال وجلال ہوئے۔ والد ماجد نے آپکو خلافت کا خرقہ عنایت فرمایا۔ آپ چلہ نشینی بہی فرماتے تھے۔ راتدن حجرہ مین ذکر وشغل کرتے تھے۔ اور دن کو روزہ رکہتے تھے۔ اور شام کو صرف مولی کے پتون سے افطار کرتے تھے۔ سات برس تک متواتر درس کا سلسلہ جاری رکہا۔ پہر ترک کر دیا۔ اور گوشہ نشینی اختیار کی۔ صائم الدہر وقائم اللیل تھے بدستور نماز تہجد گزار تھے۔ بادشاہ گجرات نے آپکے لئے بارہ ستونگہ سالانہ وظیفہ مقرر کر دیا تہا۔ اوسی پر قانع وشاکر تھے۔ مدة العمر اپنی حالت مین رہے آخر آپنے ستائیسوین تاریخ ماہ رجب سنہ ۹۱۰ نوسودس ہجری مین رحلت کی محمد امین خان کے تالاب کے کنارے دفن کئے گئے۔ ایک برس کے بعد

مخدوم شیخ جمن نے آپ کی لاش کو قبر سے نکالکر شہر پٹن مین منتقل کیا۔ اور سراج الدین کے روضہ مین دفن کیا۔ کہتے ہیں کہ آپکی لاش وکفن بجنسہ موجود تھا۔ گویا کہ تازہ جنازہ تھا۔ آپکے صاحبزادے شیخ احمد کبیر عرف میان جیو سجادہ نشین ہوئے سلطان محمود گجراتی نے آپکی رحلت کی خبر سنکے افسوس کیا اور کہا میری حضرت کی ملاقات کا مشتاق تھا میسر نہوئی حکم دیا کہ وظیفہ مقررہ بدستور صاحبزادیکے نام پر جاری رکھین۔ صاحب زادے کو وظیفہ ملتا رہا۔ وہ فیاض مہمان نواز تھے۔ تمام مبالغ مہمانداری مین صرف کرتے تھے۔ آخر وہ بھی ۲۶ رجب ۹۰۰ نوسو ترسٹھ ہجری مین خلدبرین کو روانہ ہوئے۔ شاہ پور احمد آباد گجرات مین دفن ہوئے

سید نظام الدین ادریس حسینی

آپ سادات حسینی سے ہین صحیح النسب وشریف الحسب ہین۔ آپ ابتدا مین مخدوم شیخ نظام الدین اولیا کے مرید وخلیفہ ہوئے۔ اور دہلی سے دکن مین آئے۔ سید علاءالدین ضیا کی خدمت مین فیض باطنی پایا فضائل و کمالات انسانی کو پہنچے۔ اور خلافت کا خرقہ حاصل کیا۔ مدت تک ریاضت وعبادت کرتے رہے۔ صاحب کرامات وخوارق عادات ہوئے آپکے پیر نے ایکروز آپکی نسبت فرمایا کہ میرے خلفا بشمار ہین مگر نظام الدین ایک فرد فرید ہے۔ مین نے اپنی خلافت اسکے تفویض کی جبکہ وہ

خلافت عطا کرے وہ میرا خلیفہ ہوگا۔ اور اسیطرح پیر نے رحلت کے وقت آپکو نصیحت و وصیت کر کے بہشت برین کو رحلت کی۔ آپ سید علاء الدین ضیا کے قائم مقام تھے۔ جامع اخلاق حمیدہ و حاوی صفات پسندیدہ تھے۔ اقوال و اعمال مین پیر کے ہم قدم تھے۔ ٭ ٭ ٭

آپ کا علاء الدین ضیا کی خدمت مین پہنچنا

مشاہیر برہان پور کے مولف نے لکھا کہ آپ پہلوانون کی شکل مین ایک ہاتھہ مین کمان اور دوسرے ہاتھہ مین پتھر کا گولہ لئے ہوئے ہند کے بلاد و امصار مین سیر و سیاحت کرتے تھے۔ ادہر ایک صوفی اور شیخ کے مکان پر جاتے تھے۔ اور کامل فقیر کی تلاش کرتے تھے۔ خود متقی و سالک کامل تھے۔ مگر اس شکل مین مخفی رہتے تھے۔ آپ کی غرض تھی کہ کوئی ایسا روشن ضمیر ملے کہ وہ کشف باطنی سے میرے حال باطنی الغیب سے واقف ہو جائے۔ اگر کوئی صاحب خانہ آپ کو نقدی دیتا تو آپ نہین لیتے تھے۔ اور اگر کھانا پیش کرتا تو بقدر ضرورت کھا لیتے تھے۔ آخر آپ سیر کرتے ہوئے دولت آباد مین آئے اور حضرت سید علاء الدین ضیا کی خانقاہ مین فروکش ہوئے۔ سید نے دیکھتے ہی کشف باطنی سے پہچانا کہ یہہ طالب خدا ہے اس ہیئت مین پوشیدہ

ہوکے خدا کا خواہان ہے۔ آپنے مسکراکے فرمایا۔اے سید نظام الدین اوریس خدا کی طلب مین اسطرح اوقات ضایع کرنا مناسب نہین۔ آپ حضرت کا کلام سنتے ہی پہڑک گئے اور رکمان وگولہ کو پہینک دیا۔اور تسلیم ادا کی اور عرض کی کہ مین مدت سے اس آرزو مین سرگشتہ و پریشان تہا اور دل مین عہد کیا تہا۔جو کوئی بزرگ مجکو اس حالت مین پہچانیگا اوسکا مرید ہون گا۔ اور اس سے علم حقائق حاصل کرون گا۔ ؎

بیا ساقی از شادمی نوش و ناز	بیکے شربت آمیز و عاشق نواز
بہ تشنہ وان شربت دلفریب	کہ تشنہ ز شربت نگرد و شکیب

آج وہ دل کی آرزو حاصل ہوئی کمترین خادم کو بیعت مین لیجئے۔آپ نے بیعت سے سرفراز فرمایا۔آپ حضرت کی خدمت میں ریاضت مین مشغول ہوے چند روز کے بعد حضرت نے آپ کو خواجہ رکن الدین احمد آبادی کی خدمت مین روانہ کیا۔کہ خواجہ سے خلافت کا خرقہ اور اجازت کی سند لے آئے۔آپ روانہ ہوئے چند منازل طی کرنیکے بعد راہ مین ایک صوفی سے ملاقات ہوئی۔آپ نے بحکم آیہ کریمہ انما المومنین اخوۃ باہم مصافحہ و معانقہ کیا۔دونون بزرگ ایک درخت کے سایہ مین بیٹھے اور باہم کہانا کہائے۔اوس صوفی نے آپسے مسافرت کا سبب دریافت کیا۔آپنے فرمایا مین علاء الدین ضیا کا مرید ہون اور حسب الارشاد

خواجہ رکن الدین کی خدمت مین خلافت کے خرقہ کے لئے جاتا ہون
صوفی نے کہا مجکو خواجہ نے آپکے حضرت کے پاس معہ خرقہ خلافت و
نعمت روانہ کیا ہے۔ جو کچھہ آپکا مطلب تہا وہ حاصل ہے آپ بہی میرے
ہمراہ مراجعت کیجئے آپنے فرمایا کہ میرے مرشد ولی مادرزاد ہین آپکی
تشریف آوری سے ضرور واقف ہونگے۔ میرے بہیجنے مین کوئی امر
مصلحت ہوگی۔ مین پیر کے فرمانے سے خلاف نہین کرونگا۔ ضرور
خواجہ کی خدمت مین جاؤنگا۔ آپ گجرات روانہ ہوئے۔ اور صوفی
دولت آباد۔ آپ احمد آباد مین خواجہ رکن الدین کی خدمت مین پہنچے
اور قدم بوس ہوئے۔ خواجہ نے فرمایا۔ بابا نظام الدین مین تیرے
پیر کے لئے۔ خلافت کا خرقہ مرید صادق الاعتقاد کے ہاتھہ سے
روانہ کیا۔ اب تو اپنے لئے آیا ہے۔ آئیے۔ آپکو نہایت لطف
و احسان سے مخلصین حقیقی کے زمرہ مین شریک فرمایا۔ اور دست
مبارک سے خلافت کا خرقہ عطا فرمایا۔ آپنے عرض کی کہ اگر حکم
ہو تو یہ خرقہ اور نعمت آپ کی عطیہ بخشہ پیر کی خدمت مین لے جاؤن
اور پیر کے ہاتھہ سے زیب بدن کرون تاکہ بیعت کے دائرہ سے
خارج نہون۔ خواجہ کو آپکی بات نہایت ہی پسند ہوئی۔ بہت خوش ہوئے
اور دوسرا خرقہ و نعمت سید علاء الدین ضیا کے لئے عطا کرکے آپ کو

دولت آباد رخصت فرمایا۔ آپ دولت آباد مین پیر کی خدمت مین پہنچے
خرقہ ونعمت پیش کیا۔ سید علاءالدین بہت خوش ہوئے۔ اورآپ کو
خلعت ابدی ونعمت سرمدی سے سرفراز فرمایا۔ آپ ہفتہ مین جمعہ کے
روز نماز کے بعد سماع کی مجلس منعقد فرماتے تھے۔ مجلس مین قوال
وگوئیے خوش الحان آتے تھے۔ مریدین واہل شہر کا بڑا مجمع ہوتا تہا
ہرایک شخص مجلس مین ادب سے اپنے مقام مین بیٹھتا تہا۔
مجلس مین آپکا رعب دلوںپر اسقدر غالب ہوتا تہا کہ کوئی باہم کانا پہوسی
وباہم مکالمہ نہین کرسکتا تہا۔ مجلس سماع مین صوفیائے کرام کے آداب
مین ایک ادب یہ ہے کہ جب کوئی حاضرین مجلس سرود کے سننے سے
وجد وحال مین اپنے مقام سے اوٹھے۔ تب سب اہل مجلس تعظیماً
کہڑے ہوتے ہین اور وجد فرو ہونے کے بعد سب اپنے اپنے
مقام مین بیٹھتے ہین۔ اورکوئی صاحب وجد کے مقام مین بیٹھہ نہین سکتا اور
اوسکو اوسکے مقام مین بٹہاتے ہین۔ آپ کی مجلس مین ایک روز
ایک شخص وجد مین آٹھا۔ سب تعظیماً کہڑے ہوئے۔ وجد فرو
ہونیکے بعد حاضرین مین سے ایک شخص اپنے مقام مین بیٹہا
مگر خواجہ حسین شیرازی چشتیہ مدرس صاحب وجد کی جگہ بیٹھہ گیا اور
صاحب وجد کو جگہ نہین دی۔ آپ خواجہ کی اس حرکت سے ناخوش

ہوئے۔ اور سرود کو موقوف فرمایا اور منبر پر چڑھے خدا کی حمد و رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت و نصیحت کے بعد فرمایا کہ خواجہ نے جو مجلس
مین بے ادبی و گستاخی کی ہے۔ مناسب ہے کہ مین اوسکو سزا دون
کہ آیندہ کوئی صوفیا رکرام کی مجلس مین ایسی گستاخی نکرے اور سب
حاضرین کو واضح ہو کہ مین نے خواجہ سے تمام نعمتین سلب کین اور ایک
جاہل لڑکے نوجوان کے طرف اشارہ کیا کہ شیخ کی کل نعمتین اسکو عطا کین
خواجہ حسین حضرت کے کلام سے خوف زدہ و پراگندہ ہوا۔ اور مجلس سے
گھر پر مراجعت کی۔ واقع مین حضرت کے کلام مبارک سے مسلوب الحواس
ہوگیا۔ صبح مدرسہ مین گیا۔ چاہتا تھا کہ طلبہ کو تدریس کرے مگر دماغ و زبان
مدد نہین کرتے تھے۔ محض گنگ ہوگیا۔ تلامذہ کو اوستاد کی حالت دیکھکر
افسوس ہوا۔ تلامذہ اور شہر کے مشایخ آپکی خدمت مین آئے۔ اور
عرض کی کہ اہل شہر کو خواجہ سے فیض اور فائدہ پہنچتا تہا۔ اب خواجہ کی
حالت ہے اور آپنے اس لڑکے جوان کو جو خواجہ کی جگہ تدریس کرے
وہ نوجوان مدرسہ مین آیا اور طلبہ کو درس دینے لگا۔ علم لدنی کا مالک
ہوگیا تھا۔ پہر خواجہ حسین نہایت ندامت و پشیمانی سے آپ کی خدمت مین
حاضر ہوا۔ اور معذرت کی اور اقرار کیا کہ آیندہ کبھی ایسی گستاخی نہین کرونگا
آپنے رحم فرما کے بیعت و خلافت سے سرفراز فرمایا اور اب بعد سے

آپکا لقب جشتیہ ہوا۔ رفتہ جیسا کہ تاریخ الاولیا کے مولف نے لکھا۔ اور وہ نوجوان عالم لدنی آپکی خدمت مین آیا اور رونے لگا آپنے فرمایا جو نعمت تجھکو عطا ہوئی ہے وہ بدستور بحال رہیگی۔ وہ بدستور درس و تدریس کرتا رہا۔ آخر آپ نے سنہ ۱۰۳۶ ہجری مین رحلت کی ہونگی پٹن متصل اورنگ آباد مین مدفون ہوسئے۔

شاہ نورالدین صفوی

شاہ نورالدین نام۔ آپ کی نسب کا سلسلہ شیخ صفی سے پہنچتا ہے۔ آپ عالم فاضل ولی کامل ستھے حقائق و معارف سے واقف تصوف و تعرف کے مراتب کے عارف تھے۔ سلطان ابراہیم عادل شاہ ثانی جگت گروکے زمانہ مین ایران سے بیجاپور مین آئے۔ بادشاہ نے بڑی تعظیم و توقیر کی۔ اور آپ کو دربار مین سب سے اعلی مقام مین بٹھایا۔ آپ اپنے جد امجد کے مرید و خلیفہ تھے۔ آپ ہمیشہ خلایق کی ہدایت و تعلیم مین مصروف رہتے تھے۔ اکثر طلبا آپکی توجہ سے درجۂ کمال کو پہنچے ہین روضہ اولیا کے مولف نے لکھا کہ آپ کا لخت جگر مرض الموت مین مبتلا ہوا۔ آپ کو فرزند کی یہ حالت دیکھکر سخت رنج و الم ہوا۔ دعا کی کہ خداوندا مین لخت جگر کے عوض مین اپنی جان عزیز پیش کرتا ہون آپکی دعا مقبول ہوئی آپکو الہام غیبی یا مکاشفہ سے معلوم ہوا کہ بابا جعفر

رہیگا۔ وصیح وسالم ہوگا۔ اوسیوقت آپ کے لخت جگر کو صحت ہوئی اور آپ بیمار ہوئے۔ مولانا حبیب اللہ بیجاپوری شاہ صاحب کی عیادت کے لئے گئے شاہ صاحب نے فرمایا جو مین نے قبول کیا تہا اوسکا وقت قریب ہے۔ چندروز کے بعد سنہ ۱۰۳۵ ہجری مین فوت ہوئے اندرون شہر پناہ بیجاپور دفن کئے گئے۔ یزار و یتبرک بہ۔

شیخ نظام نارنولی

آپ صوفی صافی مشرب درویش پاکیزہ مذہب تھے۔ جامع شریعت و طریقت متقی و مرتاض تھے مشائخ کرام کے طریقہ پر مستقیم تھے۔ مقام فقر مین مستقل و ثابت قدم ہمیشہ اوراد و وظائف مین مشغول رہتے تھے۔ آپ ہندوستان سے ابراہیم عادل شاہ کے زمانہ مین بیجاپور مین رونق افزا ہوئے۔ بادشاہ کی قدر دانی و غربا پروری کی وجہ سے یہان متوطن ہوئے۔ اور یہان کسی بزرگ کی دختر صالحہ سے عقد کیا۔ چند لڑکیان ہوئین تہین آخر آپ نے بتاریخ ۲۰ ماہ ربیع الاول سنہ ۱۰۳۵ ایکہزار پینتیس ہجری مین رحلت کی بیرون شہر پناہ زہرہ پور مین مدفون ہوئے۔ یزار و یتبرک بہ۔

مولوی سید نور العلی صاحب

آپ مولوی قمر الدین صاحب کے دوم صاحبزادے ہین۔ سادات سے

تھے۔ آپکے اجداد مین مولانا سید ظہیر الدین شاہجہانی زمانہ مین وارد ہند ہوئے
امن آباد ضلع لاہور مین سکونت اختیار کی۔ آپکے پوتے سید عنایت اللہ دکن
مین وارد ہوئے۔ بالاپور برار مین فروکش ہوئے شیخ مظفر برہان پوری
نقشبندی کے مرید ہوئے طلبہ کو ہدایت و ارشاد کرتے رہے۔ آپکی وفات
کی تاریخ شمع بہشت ہے۔ آپکے صاحبزادے سید منیب اللہ اکابر اسلام و
عظام کرام سے تھے۔ بالاپور سے اورنگ آباد مین رونق افزا ہوے مدت تک
رہے۔ آخر زندگی مین بالاپور گئے اور وہین فوت ہوئے۔ متوجہ بہشت
تاریخ ہے۔ آپکے صاحبزادہ مولوی قمر الدین عنفوان جوانی مین حفظ قرآن و
ابتدائے تعلیم کے بعد تحصیل علوم مین مشغول ہوئے۔ علماء اورنگ آباد سے
کتب درسیہ ختم کین علوم حکمیہ و شرعیہ مین کامل قدرت رکھتے تھے مظہر النور
اور نور الکریمتین آپ کی تصانیف سے شاہد حال ہے۔ اور حضرت نور العلی صاحب
و نور الہدیٰ صاحب و نور المصطفےٰ صاحب تینون آپکے صاحبزادے لائق
و فائق تھے۔ مولوی نور العلی صاحب فاضل اجل و عالم اکمل تھے۔ اہل
سنت و جماعت کے مقتدا، طریقت و حقیقت کے پیشوا تھے۔ صاحب
شرع و تقویٰ تھے۔ مشہور ہے کہ آپکے فرزند مسمی نور الاصفیا صاحب جب
صدارت کی خدمت پر مامور ہوئے آپنے اوسوقت سے اونکے مکان مین
کھانا پینا ترک کر دیا تھا۔ اگر کچھ بطریق تحفہ بھی آتا تو واپس کر دیتے تھے۔

صوم وصلواۃ کے پابند تھے ہمیشہ مسجد مین گہر سے پاپیادہ آتے تھے
پانچ وقت کی نماز جماعت سے گذارتے تہے۔ نقشبندیہ وقادریہ طریقہ مین
والد ماجد کے مرید وخلیفہ تھے۔ اور اورنگ آباد سے حیدرآباد مین آئے
اور یہین سکونت پذیر ہوئے۔ سرکار سے منصب وجاگیر مقرر تہا۔ ہمیشہ دعاگوئی
کرتے رہتے تھے۔ فی الحال آپکے خاندان مین نورالاصفیا کلیم اللہ خان
المخاطب نواب قادرالدولہ قادرالملک بہادر ہین۔ لائق وفائق ہین۔
صرف خاص مین محلات کی تقسیم تنخواہ کے معتمد ومنتظم ہین۔ جناب نورالعلی صاحب
کی وفات ۱۲ ماہ ربیع الاول ۱۲۳۳؁ بارہ سوتینتیس ہجری مین واقع ہوئی
آپکی ولادت ۱۱۶۰؁ گیارہ سوساٹھ ہجری مین ہوئی تہی۔ حیدرآباد دکن
مین عیدگاہ کے قریب باغ مین مدفون ہوئے۔ مزار و تبرک ہے۔

شاہ نظام الدین حیدرآبادی

آپ شاہ غنی صاحب مرحوم کے مرید وخلیفہ تھے۔ آپ متوکل وقانع تھے
کسی سے سائل نہین ہوتے تھے۔ جوکچھہ آمدنی ہوتی تہی وہ سب فقرا کی
نذر کرتے تھے۔ خلائق کو آپسے اعتقاد صادق تہا۔ مریدونکی تعداد
حد سے زیادہ تہی۔ رندانہ مشرب ومستانہ مذہب رکھتے تھے۔ شرعی امور کا
کم لحاظ رکھتے تھے۔ پاس دم کے ہمدم تھے۔ مرے دم تک ثابت قدم

وراسخ دم رہے۔ پاس دم کا سرشتہ تا مرگ منقطع نہین ہوا۔ آخر ۵ تاریخ ماہ رجب ۱۲۰۸ھ بارہ سو آٹھ ہجری مین اس عالم فانی سے عالم جاودانی کو روانہ ہوئے۔ شاہ امین کے روضہ کے پائین والد ماجد کی قریب مدفون ہوئے۔ مدفن محلہ دھول پیٹھ حیدرآباد دکن ہے۔ یزار و یتبرک بہ

شیخ نصیر الدین جمال قدس سرہ

آپ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کی اولاد سے ہین۔ والد ماجد کے مرید و خلیفہ تھے۔ بغداد سے گجرات مین آئے۔ قصبۂ نوساری مین سکونت اختیار کی ہدایت وارشاد کا بازار گرم کیا۔ اکثر مشرکین آپ کی توجہ باطنی سے مسلمان ہوئے۔ آپ صاحب کشف وکرامت تھے۔ عابد وزاہد شب زندہ دار و تہجد گزار تھے۔ شب و روز ذکر و شغل و درس و تدریس و ہدایت وتلقین مین بسر کرتے تھے۔ متوکل علی اللہ و قانع برزق اللہ تھے کسی سے سوال نہین فرماتے تھے۔ گوشہ نشین رہتے تھے۔ آخر آپنے ۱۰۵۳ھ ایکہزار ترپن ہجری مین رحلت کی نوساری مین مدفون ہوئے قادری شاعر نے آپ کی رحلت کی تاریخ لکھی۔ ع

شد مسافر سوئے خلد برین	چون نصیر زمانہ قطب امم
قادری سال رحلتش بنوشت	قطب اقطاب رفت از عالم

تاریخ اولیا کے مولف نے ۱۰۵۸ھ ہجری مین آپکی وفات لکھی اور تاریخ کا قطعہ مرقومہ بھی لکھا۔ اور مصرع کا مادہ اصطلح لکھا ہے قطب الاقطاب رفت از عالم سنہ مرقومہ اور عدد مصرع برابر نہین ہوتے۔ اور تاریخی مصرع بھی وزن سے ساقط ہوتا ہے۔ شاید سہو کاتب ہو۔ والعلم عند اللہ۔ نزار دیتبر کہ

شاہ نظام الدین برہانپوری

آپ شاہ نعمان برہانپوری کے صاحبزادے ہین۔ آپ کی نسب کا سلسلہ خواجہ شمس الدین حافظ شیرازی سے پہنچتا ہے۔ آپ کا مولد ومنشا آسیر خاندیس ہے۔ علوم ظاہری کی تحصیل کے بعد والد ماجد کے مرید وخلیفہ ہوئے۔ اور والد کے انتقال کے بعد سجادہ نشین ہوئے۔ آبائی طریقہ پر ثابت قدم ومستقیم تھے۔ مریدین وطالبین کو ہدایت وارشاد سے سرفراز فرماتے تھے۔ دکن وخاندیس کے بلاد وقصبات سے ہزارہا آدمی آپکے بیعت کے دائرہ مین داخل ہوتے تھے۔ اور حسن ارادت سے مرید ہوتے تھے۔ اور اکثر اہل دکن وخاندیس آپکے فیض ارشاد سے فائز المرام ہوئے اور درجہ کمال کو پہنچے۔ سلاطین فاروقیہ آپ سے حسن اعتقاد رکھتے تھے آپ عابد ومرتاض وتہجد گذار تھے۔ متقی وپرہیزگار۔ ہفتہ مین دو وقت مجلس سماع منعقد فرماتے تھے۔ آپکی مجلس بڑی شان سے ہوتی تھی اور مجلس مین

اکثر طالبین وجد و حال مین مست ہوتے تھے ۔ جو آپکی مجلس مین ایکوقت
ہوتا تہا ۔ اوس شخص پر آپکی توجہ پر تاثیر کا یہ اثر ہوتا تہا کہ وہ ضرور ذاکر و شاغل
ہو جاتا تہا ۔ حاضرین مجلس نہایت ادب سے بیٹھتے تھے ۔ ہر ایک کا دل
خدا کے طرف رجوع ہوتا تہا ۔ کبہی آپکی مجلس مین دنیا و ما فیہا کا ذکر نہین ہوتا تہا
ہر وقت قال اللہ و قال رسول اللہ کا مذاکرہ ہوتا تہا ۔ آپ کی مجلس مین علماء
فضلا بہی شریک ہوتے تھے ۔ آپ صاحب کشف و کرامت و خارق عادت
تھے ۔ چند مدت کے بعد حضرت سید علاء الدین ضیاء سلطان برہان الدین
غریب کی زیارت کے لئے برہان پور سے اورنگ آباد آئے اور دونون
بزرگون کی زیارت سے مشرف ہوئے ۔ اور فیض روحانی پایا اور آپ
اورنگ آباد مین چند روز مقیم رہے ۔ عادت کے موافق ہمیشہ سماع کی
مجلس منعقد فرماتے تھے ۔ ایکشب مجلس منعقد کی تا بہ نصف شب راگ
و سرود مین مشغول رہے ۔ اور وجد و جذب مین مستغرق ہوئے ۔ اوسی
حالت جذب و وجد مین مجلس سے بر آمد ہوئے ۔ سلطان برہان الدین کے
روضہ کے طرف روانہ ہوئے ۔ قریب ایک بجے روضہ کے دروازہ پر
پہنچے اور یہ شعر پڑہا ۔

امروز چون جمال تو بے پردہ ظاہر است	☐	در حیرتم کہ وعدۂ فردا برائے چیست

اوسوقت روضہ کا دروازہ بند تہا ۔ مجاورین مقفل کرکے گہر دنکو چلے گئے تھے

کوئی موجود نہین تہا۔ کہ دروازہ کھولے۔ آپنے دروازہ کو ہلایا اور چلائے
اے برہان الدین دروازہ کہول دیجئے۔ نظام الدین بن شاہ نعمان
آسیری حاضر ہے اوسی وقت دروازہ کہل گیا۔ آپ روضہ مین داخل
ہوئے۔ اور زیارت سے مشرف ہوئے۔ تمام شب روضہ مین رہے
صبح فاتحہ پڑھکے برآمد ہوئے۔ مجاورین شیخ آپکی خدمت مین حاضر ہوئے
اعانت و امداد کی درخواست کی۔ آپنے فرمایا سلطان قدس سرہ سے
استمداد کیجئے۔ تحفہ جلالی کے مولف نے لکہا کہ روضہ مین تین روز تک رہے
اور مشاہیر برہان پور کے مولف نے صرف ایک شب لکہا۔ جیسا کہ
مولف حقیر نے صدر مین نقل کیا۔ پہر آپنے چند روز کے بعد اورنگ آباد
سے برہانپور مراجعت کی۔ بدستور ہدایت و تلقین مین مشغول ہوگئے
آخر آپنے ۹۸۳ھ آٹھ سو تراسی ہجری مین رحلت کی برہان پور مین
مدفون ہوئے۔ مرقد مبارک خاص و عام کی زیارت گاہ ہے۔ تاریخ
اولیا کے مولف نے رحلت کا ۸۳۴ھ آٹھ سو چونتیس ہجری لکہا۔ شاید سہو کاتب ہے

حضرت شاہ ندیم

آپ شاہ بہاء الدین سہروردی کے مرید و خلیفہ تھے۔ اور شاہ صاحب
کو آپکی ہمشیرہ منسوب تہی آپ علم تصوف مین استعداد کامل رکہتے تھے

خوش تقریر وخوش تحریر تھے۔ صاحب ذکر وقال صاحب وجد وحال تھے۔ اکثر اوقات کثرت شوق وذوق مین صحرانوردی اختیار فرماتے تھے اہل دکن کو آپ سے حسن اعتقاد تہا۔ صدق دل سے آپ کے مرید ہوتے تھے۔ آپکے مرشد سہروردی بہی حیدرآباد مین سکونت پذیر تھے عارف کامل وصوفی صاحب دل تھے۔ نواب نوازش علیخان شیدا کو آپسے خاص ارادت وعقیدت تہی۔ جب سہروردی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا اوسوقت شاہ ندیم موجود نہین تھے۔ آپ کو شاہ ندیم الدین شبلی کی پہاڑی کے قریب بڑہ کے درخت کے نیچے دفن کیا۔ بعد مین شاہ ندیم صاحب ترجمہ چہہ مہینے کے بعد آئے۔ کہاکہ مین مرشد کو غیر کی زمین مین نہین رکہونگا۔ ہرچند کہ خلایق نے منع کیا نہین مانے۔ اور شیدا نے شدت کے ساتہہ خلاف کیا اور کہا یہ امر خلاف شرع ہے مگر آپ نے کسی کی نہین سنی پیر کی لاش کو نکالا۔ لاش صحیح وسالم تہی۔ کفن بہی درست تہا۔ حضرت سید علی الموسوی صاحب مشکواۃ النبوہ مین لکہتے ہین کہ مین بہی اوسوقت شریک تہا۔ یہ تمام ماجرا بچشم خود دیکہا۔ پہاڑی کے نیچے دوسری جگہ جو شاہ ندیم کی خریدی ہوئی تہی اوس مین دفن کئے۔ اور حضرت موسیٰ شاہ قادری بہی دفن مین شریک تھے۔ پہرچند مدت کے بعد صاحب ترجمہ اتنار یخ ماہ شوال ۱۲۰۰ بارہ سو دس ہجری مین موضع کہڑلہ ضلع حیدرآباد مین

فوت ہوئے۔ مرشد کی قبر کے متصل دفن ہوئے۔ یزار ویتبرک بہ۔

شاہ نور اللہ صاحب ہندوستانی

پنج گنج کے مولف نے لکھا ہے کہ آپ ہندی الاصل شاہ محمد دہلوی کے خلیفہ تھے۔ عارف کامل و عالم عامل۔ ہمیشہ مثنوی کا درس دیتے تھے۔ خوب شرح و بسط سے مضامین بیان فرماتے تھے۔ اہل دکن آپکو مولانا مثنوی کہتے تھے اکثر مشایخ دکن نے آپسے مثنوی کی سندلی ہے۔ شاہ برہان اللہ قندہاری و شاہ میران صاحب حیدرآبادی نے مثنوی آپسے سبقاً سبقاً پڑھی۔ آپ کے مکانپر ظہر کے بعد سے عصر تک مثنوی کا درس ہوتا تھا۔ آپ خلیق و حلیم سے سیدہی سادہی وضع رکہتے تہے۔ چوک کی مسجد کے حجرہ مین سکونت پذیر تھے نواب آصف الدولہ صلابت جنگ بہادر ریاست کے زمانہ مین آپسے ملے نذر ونقرہ سے ایک طشت بہرا ہوا نذر کئے آپنے منظور نہین فرمایا۔ نواب نے اصرار کیا مجبوراً ایک روپیہ اٹھا لیا اور سامنے رکہہ لیا اور فرمایا یہ محتاجونکا حق ہے اونکو دینا چاہئے آپکو اجر عظیم ملیگا۔ نواب نے حضرت سے سوال کیا کہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس مین داخل ہوتے ہین آپنے فرمایا ہان پھر نواب نے کہا کس وقت آپنے جواب دیا ہر وقت۔ بمصداق کل شیئ من نوری۔ ہر وقت مجلس محمدی موجود ہے۔ قاضی محمد فاضل ورنگلی نے پنج گنج مین

لکھا کہ فقیر و مولوی عزت اللہ خان جمعہ کی نماز مکہ مسجد مین ادا کر کے شاہ محمد اللہ صاحب کی ملاقات کو گئے وہان شاہ نور اللہ صاحب دیوار سے لگے ہوئے چار زانو بیٹھے ہوے تھے۔ شاہ صاحب مولوی صاحب سے واقف نہ تھے۔ فقیر سے پوچھا کہ یہ کون بزرگ ہین آپکی تعریف کیجیے عرض کی مولوی عزت اللہ خان حیدر آباد کے صدر ہین۔ اور مولوی صاحب سے بھی کہا کہ آپ شاہ صاحب سے ملئے۔ مولوی صاحب نے ملاقات کی شاہ صاحب نے مصافحہ کے لیے ہاتھ بڑھایا۔ مولوی صاحب شاہ صاحب کی ملاقات سے بہت خوش ہوئے شاہ صاحب کی بیباکی و بے پروائی پر فریفتہ ہوئے۔ آپکی رحلت ۱۱۰۰ سنہ گیارہ سو ہجری مین واقع ہوئی۔ آپ بیرون شہر متصل چادر گھاٹ روبروے مسجد مدفون ہوئے۔ آپکی قبر خلایق کی زیارت گاہ ہے۔ یزار و یتبرک بہ

شاہ نور الدین القمیصی القادری

یہہ بزرگ پنجابی الاصل شہر حیدر آباد مین آئے۔ اور یوسف شاہ شریف شاہ کی درگاہ مین فروکش ہوئے۔ مدت تک وہان رہے۔ رات دن ذکر و شغل مین مشغول اور یاد الٰہی مین مصروف تھے۔ شہر مین آپکی بزرگی و کرامت کا شہرہ اور آپکی ریاضت و عبادت کا آوازہ تھا۔ اور لوگ صدق ارادت سے آپکے پاس آتے جاتے تھے۔ کوئی استمداد کرتا تھا اور کوئی دنیا کی مراد چاہتا تھا۔

آپ ہر اک کو دعا دیتے تھے۔ رفتہ رفتہ آپکی بزرگی کی شہرت نے وہ رتبہ پایا
کہ خود بادشاہ دکن یعنے حضرت افضل الدولہ نظام الملک آصفجاہ پنجم پاکیزہ دل کو
آپکے گھر لے آیا۔ شاہ نے آپ کو با خدا دیکھا۔ اور سب فقرا سے نرالا پایا
آپکے ہاتھ پر بیعت کی ایک جاگیر اور بہت سے اشرفیاں نذر کین۔ جب
حضرت زرو جاگیر سے کامیاب ہوئے فی الفور عازم حج ہوئے حج سے
فارغ ہو کر آئے۔ باریاب ہوئے۔ تبرکات نذر کئے۔ منظور ہوئے
چند مدت کے بعد آخر ۲۰ تاریخ شوال ۱۲۹۳ ہجری مین فوت ہوئے
آپکا سالانہ عرس بڑی دھوم سے ہوتا ہے۔ اکثر امرا و فقرا مدعو ہوتے
ہین۔ آپکی سند پر حضرت شیخ عبد الرحیم داماد صاحب ترجمہ جانشین ہوئے
تھے۔ جانشین ہی کریم النفس حلیم الطبع تھے۔ فقیر مولف کو حضرت مرحوم
اول اور جانشین صاحب سے نیاز حاصل تہا۔ عدم فرصت کی وجہ سے اتفاقا
کہین کہین ملاقات ہو جاتی تہی۔ آخر حضرت جانشین ہی ۵ ماہ رجب ۱۳۲۴ھ
ہجری مین فوت ہوئے۔ جانشین مرحوم کے چار صاحبزادے ہین۔ اول
سید شاہ عبد الحی قمیصی القادری۔ دوم شاہ غلام نور الدین القمیصی القادری
سوم شاہ عبد الرزاق القمیصی القادری۔ چہارم سید شاہ غلام محی الدین القمیصی القادری سلمہم اللہ

شاہ نعیم اللہ قدس سرہٗ

آپ برہان پوری المولد والمنشا ہین ۔ وطن مالوفہ سے بیجاپور مین آئے ۔ شاہ ہاشم کے مرید و خلیفہ ہوئے ۔ حضرت شاہ برہان الدین نبیرہ شاہ ہاشم علوی کی رحلت کے بعد سجادہ نشین ہوئے ۔ حضرت علوی کے سجادہ کو رونق دی ہدایت و ارشاد کے دروازہ کو بدستور کشادہ رکھا تعلیم و تلقین کا بازار گرم کیا حضرت ہاشم علوی کے ملفوظات و کرامات کو تالیف کر کے اوسکا نام گنج اسرار رکھا ۔ اور اوسمین حضرت علوی کے معارف و مکاشفات اور بعض خوارق شاہ برہان الدین کے بھی شامل کئے ۔ آپ بیجاپور مین مشائخ کرام و اولیا عظام سے تھے معمر و کبیر السن تھے ۔ آپ کی عمر سو سال سے زیادہ تھی سلطان سکندر عادل شاہ کے زمانہ تک زندہ تھے ۔ سلطان آپکا مرید تہا ۔ حضرت کے مرقد کے پائین مدفون ہے ۔ حیدر شاہ و شاہ عثمان مجذوب وغیرہ آپکے مرید تھے ۔ آخر آپنے ۱۱۰۵ھ گیارہ سو پانچ ہجری مین رحلت کی موضع سرنگی کے اطراف مین مدفون ہوئے ۔ زیارتگاہ متبرک ہے ۔ قبر پر مختصر گنبد بنایا گیا ۔

شاہ نور اللہ قادری

شاہ نور اللہ نام ۔ قادری المشرب والنسب ہین صحیح النسب والحسب تھے نسب کا سلسلہ حضرت محبوب سبحانی سے ملتا ہے ۔ آپ بیجاپوری المولد والمنشا تھے

جدامجد کے مرید و خلیفہ تھے۔ بیجاپور کے نامی اولیا سے شمار کئے جاتے تھے۔ اباکرام کے طریقہ پر ثابت قدم اور مشایخ کرام کے جادہ پر مستقیم تھے۔ جامع فواضل و کمالات و مخزن صفات و کرامات تھے مسترشدین کو فیض ہدایت و ارشاد سے سرفراز فرماتے تھے متقی و پرہیزگار مقبول درگاہ پروردگار تھے۔ امر معروف و منکر کے اظہار مین کسیکی رعایت و مروت نہین کرتے تھے۔ مریدین کو صوم و صلواۃ کی تاکید مزید فرماتے تھے۔ آخر آپ ۱۰۶۶ھ ایکہزار چھیاسٹھہ ہجری مین فردوس برین کو روانہ ہوئے۔ بیرون شہر پناہ زہرہ پور حضرت مولانا حبیب اللہ صبغتہ الٰہی کے روضہ کے متصل جنوبی جانب مین ایک چبوترہ پر مدفون ہوئے۔ لفظ (غنی اید) سے رحلت کی تاریخ برآمد ہوتی ہے۔ اور (فی قبرہ نور من انوار اللہ) سے بھی ۱۰۶۶ مستفاد ہوتی ہے

شیخ نعمت اللہ

شیخ نعمت اللہ آپ برہان پور کے مشایخ کرام سے ہین۔ آپکا مولد و منشا برہان پور ہے۔ آپنے عالم شباب مین حضرت شیخ محمد بن فضل اللہ مصنف رسالۂ تحفۂ مرسلہ کی خدمت مین علوم ظاہری و باطنی حاصل کرکے تحصیل کے بعد شیخ کے مرید و خلیفہ ہوئے۔ عارف باللہ فنافی اللہ تھے محبت الٰہی مین شیدا و شیفتہ تھے۔ صاحب وجد و حال تھے۔ اکثر مجالس

سماع منعقد فرماتے تھے۔ مجلس سماع مین کثرت وجد وشوق سے رقص و
حال مین مستغرق ہوتے تھے۔

آپکا بیجاپور مین تشریف لانا

مآثرہ اولیاے بیجاپور کے مولف نے لکھا کہ بیجاپور مین حاجی ذاکر مولود خوان
خوش آوازی والحان داودی مین مشہور تہا۔ آپنے اوسکی خوش الحانی
ومولود خوانی کی تعریف سنی۔ تبقاضاے شوق وطن مالوفہ سے برآمد
ہوئے۔ اور بیجاپور مین آئے۔ میان رحیم محمد زبیر کے دیوان خانہ مین
فروکش ہوئے۔ حسن اتفاق سے حضرت زبیر کے مکان پر کسی بزرگ
کے عرس کی مجلس منعقد ہوئی۔ مولود خوان وذاکرین قوال جمع ہوئے
حاجی ذاکر بہی مجلس مین شریک تہا۔ حاجی ذاکر نے مولود شریف پڑہنا
شروع کیا۔ شیخ نعمت اللہ بن کے وجد فرماتے تھے۔ آپنے حالت وجد
مین ایک شال سفید جو آپکو مرشد نے عطا کی تہی اور آپ اوسکو تبرکاً زیب
بدن فرماتے تھے۔ حاجی ذاکر کو مرحمت کی اور فرمایا یہ تبرک عارف
باللہ شیخ محمد بن فضل اللہ کا عطیہ تہا۔ مین نے اسوقت تجھکو دیا۔ حاجی نے
تسلیم ادا کر کے شال کو سر پر لپیٹا اور مدح خوانی مین مشغول ہوا۔ اور یہہ
بیت اوس کی زبان سے بر آمد ہوئی۔ ہ

نام ونشان ما ہمہ در عشق پاک سوخت بادا گر تو کہ کجائی وچیست نام

آپنے تمام غزل سنی۔ ایک نعرۂ پر سوز بیتابانہ مار کے مولودیون کے
حلقہ مین گر پڑے اور بیہوش ہوگئے۔ اسیوقت حاجی ذاکر کی پالکی مین
ڈال کے فرودگاہ پر لائے صبح معلوم ہوا کہ حالت سکرات ہے دوپہر تک
یہی حالت رہی۔ آپکی جسم مبارک سے قمیص کو جدا کئے دیکھا کہ حرارت؟
حدت سے تمام بدن پر آبلے نمودار ہے تھے۔ آخر آپ سنہ ۱۱۵۳ ہجری مین
جان بحق ہوئے۔ حاجی ذاکر کو معلوم ہوا سخت افسوس کیا۔ اور کہلا
بھیجا کہ تکفین و تدفین مین جلدی نکرین مین حاضر ہوتا ہون۔ حاجی کے
آنیکے بعد تابوت اوٹھا کے مقبرہ کے طرف روانہ ہوئے۔ حاجی ذاکر
نے تابوت کے سامنے مولودخوانی شروع کی سامعین کو رقت ہوتی تہی
زار زار روتے تھے۔ اسطرح مقبرہ مین پہنچے اور آپ کو دفن کیا مزار کا
نشان نہین معلوم ہوا کہ کہان مدفون ہوئے۔ عوام الناس مین مشہور ہے کہ
شاہ ابوالحسن کی درگاہ کے قریب دفن ہوئے۔

مولوی نورالہدیٰ صاحب بن مولانا قمرالدین اورنگ آبادیؒ

آپ مولانا قمرالدین کے صاحبزادے کلان تھے۔ آپکی ولادت سنہ ۱۱۵۳ء
گیارہ سو ترپن ہجری مین ہوئی۔ آپ کا مولد و منشا بلدۂ اورنگ آباد ہے
نشو و نما کے بعد کتب درسیہ عربیہ و علوم ادبیہ والد ماجد کی خدمت مین ابتدا سے

انتہا تک ختم کین۔ جب آپ فارغ التحصیل ہوئے۔ اسوقت آپکی عمر سولہ برس کی تہی تحصیل کے بعد قرآن شریف حفظ کیا اور قرآت مین بہی قرا ماہرین سے لیاقت حاصل کی اور طریقہ نقشبندیہ مین والد ماجد کے مرید و خلیفہ ہوئے جامع علوم عقلی و نقلی حاوی حقائق صوری معنوی تہے۔ علوم نظریۃ و حکمیۃ مین بے نظیر فقہ و تفسیر و حدیث مین بدر منیر تہے۔ دکن مین آپکے علم و فضل کی شہرت ہوئی۔ بلاد و امصار سے طلبہ جوق جوق آنے لگے۔ اور آپکی خدمت سے مستفید ہوئے۔ آپ نے درس و تدریس کے بازار کو گرم کیا اور علم کو رواج دیا۔ میر غلام علی آزاد و مولانا مستان علی۔ و مولانا شیخ الاسلام آپکے نسبت فرماتے تہے کہ آپ علوم و فنون کے عالم و حافظ ہین۔ سولوین سال عالم۔ اور اٹھاروین سال حافظ قرآن۔ اور بیسوین سال حاجی ہوئے۔ آپکا علم مستحضر تہا۔ ہیئت و ہندسہ مین عالم باعمل تہے۔ مسائل نظریۃ و حکمیۃ کو نہایت خوبی کے ساتہہ سمجہاتے تہے خوش تقریر و خوش بیان تہے۔ سامعین و طالبین کو آپکی تقریر سے لطف آتا تہا آپ کے والد ماجد ہمیشہ آپ کو نماز مین امام کرتے تہے۔ اور خود مقتدی ہوتے تہے۔ اور فرماتے تہے جسطرح میرے والد مولوی سید ظہیر الدین کی امامت سے خوش ہوتے تہے اوسی طرح مین نور الہدیٰ کی امامت سے خوش ہوتا ہون اور لذت پاتا ہون اور جیسا مولانا روم فرماتے تہے کہ میرا فرزند سلطان ولد مجہہ سے بہتر ہے ویسا ہی مین

کہتا ہوں کہ میرا فرزند نور الہدیٰ مجھ سے بہتر ہے۔ آپکی فضیلت و لیاقت کا اندازہ
علماء مرقوم الصدر کی تعریف اور والد ماجد کی توصیف سے معلوم ہو سکتا ہے اکثر
آپکے تلامذہ لائق و فائق ہوئے ہیں۔ از انجملہ مولوی سید مجاہد الدین و مولوی سید
نور العلی و مولوی محمد صفدر و مولوی غلام سعادت و قاضی سید ہی و امیر حیدر
نبیرہ میر غلام علی آزاد بلگرامی وغیرہ اور عنایت الٰہی کے تکملہ کے مولف نے
لکھا کہ آپ کے تلامذہ میں ستر ہ فاضل فارغ التحصیل تھے۔ آپکی علم کا دریا
جوش و خروش میں تھا۔ علوم و فنون میں مزاج بحر مواج تھا۔ صاحب تالیف
و تصنیف تھے متعدد شروح و رسائل لکھے۔ از انجملہ شرح مظہر النور و شرح
نور الکریمتین۔ و بوارق النور حاشیہ شرح مظہر النور۔ و رسالہ تشکیک بر حاشیہ قدیمہ
و رسالہ اعتراض بر قاضی عضد۔ و رسالہ بر قاضی زاہد۔ عنایت الٰہی کے تکملہ کا
مولف لکھتا ہے کہ یہ تمام کتب و رسائل بالاپور برار کے کتب خانہ میں موجود
ہیں۔ آپ سنہ ۱۲۰۱ھ بارہ سو ایک ہجری میں امیر حیدر بلگرامی سے روانہ کرنیکے لئے
ایلچپور و بالاپور برار میں رونق افزا ہوئے تھے۔ اور چند روز قیام کیا تھا مولوی
خلیل اللہ نے ابتدائی چند کتب آپسے پڑھیں تھیں۔ آپسے اہل برار بھی
مستفید ہوئے تھے۔ میر غلام علی آزاد بلگرامی نے آپکی شرح مظہر النور سے
چند صفحے بطور نمونہ سبحۃ المرجان فی احوال ہندوستان میں نقل کئے ہیں۔ ان
کتبت شانہا فلیرجع الیہ۔ شرح کے مضامین دیکھنے سے آپکی لیاقت و فضیلت کا

حال معلوم ہوتا ہے۔ علاوہ علوم وفنون وفضائل وکمالات آپکے اخلاقی حالات
نہایت درست وتعریف کے لایق ہین درویشی وخاکساری کسر نفسی وانکساری
مین کمال رکہتے تہے۔ علمار دوست وفقرا نواز تہے۔ صاحب علم وصاحب فقر
کی بڑی قدر کرتے تہے۔ خندان رو وشگفتہ جبین تہے۔ امیر وفقیر کے ساتہہ حسن
سلوک فرماتے تہے۔ آپنے کبہی علم وادب وحسب ونسب پر ناز نہین کیا اکثر
فرماتے تہے مین ایک بندۂ ناچیز ہون اور کبہی کسیکو زبان سے سخت وسست نہین
فرماتے تہے۔ ہر ایک کو بزرگ لفظون سے یاد کرتے تہے۔ کلمۃ الخیر آپکا وظیفہ
تہا۔ مَنْ یَنْفَعُ النَّاسَ خیر الناس پر آپکا عمل تہا۔ آپکے توسل سے اکثر حاجتمند
کامیاب ہوتے تہے۔ آخر آپنے اس دار فانی سے دار باقی کو سلخ رمضان
سنہ ۱۳۰۰ تیرہ سو ہجری مین رحلت کی اورنگ آباد مین دروازہ بٹہرکل کے
قریب مدفون ہوئے۔ آپکی عمر پچاس برس کی تہی۔ آپکے دو صاحبزادے
اور ایک دختر۔ نور العینین ونور الامین وافتخار النسا بیگم تہے۔ دونون
صاحبزادے فوت ہوئے اور دختر یادگار رہی۔ خواجہ سلطان
حسین خان۔ المخاطب بہ سلطان یار جنگ سے منسوب تہین۔

مولوی سید نور المصطفی بن مولانا قمر الدین اورنگ آبادی

آپ مولانا قمر الدین کے تیسرے صاحبزادے ہین۔ آپنے کتب تحصیلی برادر

نور العلی کی خدمت مین ختم کین ۔ اور بہائی سے مرید و خلیفہ ہوئے تارک الدنیا طالب العقبیٰ تھے ۔ دنیا و ما فیہا سے تعلق نہین رکھتے تھے ۔ ترک و تجرید مین زندگی بسر کرتے تھے ۔ والد ماجد کی مزار فائض الانوار کے مجاور رہتے ہمیشہ ذکر و شغل و تلاوت قرآن مین مصروف رہتے تھے ۔ امرا و اہل دنیا سے بہت ہی کم ملتے تھے ۔ ارادت مندونکو بیعت سے کے دائرہ مین شریک کرتے تھے ۔ ایک مرتبہ علی بہادر کی زوجہ جو مولانا نور الہدیٰ کی مریدہ تہی ۔ اونکے پاس مقام پونہ گئے تھے ۔ اور کبہی کبہی کرنول و حیدر آباد مریدون کے تعلق سے جاتے تھے اور کبہی بالاپور برادر ہمشیرہ کے ملنے کیلئے رونق افزا ہوتے تھے ۔ اورنگ آباد مین گوشہ نشین رہتے تھے ۔ کبہی گہر سے باہر قدم نہین رکھتے تھے ۔ بزرگان اسلاف کے طریقہ پر ثابت قدم رہتے تھے ۔ متدین و متقی صوم و صلوٰۃ کے پابند تھے ۔ آخر دسوین تاریخ ماہ رمضان روز پنجشنبہ ۱۲۲۳ھ بارہ سوتیس ہجری مین خلد برین کو روانہ ہوئے ۔ والد ماجد کے قریب دفن ہوئے ۔ مزار دیتبرک بہ ۔

	آپ کی اولاد	

مولوی نور المقتدی ۔ امیر النسا بیگم ۔ فضل النسا بیگم ۔ فخر النسا بیگم ۔ تھے ۔

مولوی محمد خلیل اللہ بن مولوی سید کلیم اللہ غنایت الٰہی بالاپوری

آپ مولانا سید کلیم اللہ کے فرزند ہین۔ آپ نے نشو و نما کے بعد والد ماجد وغیرہ علما سے کتب درسیہ ختم کین۔ آپ نے عنایت الٰہی کے تکملہ مین لکھا کہ مولوی نور الہدی صاحب ۱۲۰۱ھ بارہ سو ایک ہجری مین بالاپور آئے چند روز قیام پذیر رہے۔ اوسوقت مین نے مولانا سے میزان وغیرہ شروع کین۔ انتہی کلامہ۔ کتب درسیہ کے ختم ہونیکے بعد آبا کرام کے موروثی طریقہ مشیخت مین والد ماجد سے بیعت کی اور خلافت کا خرقہ لیا۔ ہدایت وارشاد کے دروازہ کو کشادہ کیا۔ اور خلایق کو مستفید فرماتے رہے۔ نیک خلق ورحم دل و پاک طینت فرشتہ سیرت تھے۔ مہمان دوست وفقرا پرور تھے۔ علما و فضلا کی صحبت کو غنیمت جانتے تھے۔ خانقاہ مین آپکی ذات بابرکات سے رونق تھی واردین و صادرین کی خبرگیری رکھتے تھے نمازی و پرہیزگار تھے۔ متشرع و دیندار۔ حلیم الطبع وسلیم الوضع تھے۔ درویشانہ مزاج تھا۔ سیدھی سادھی وضع رکھتے تھے۔ تکلف و تصنع سے دور رہتے تھے۔ ہمیشہ اسلاف کے طریقہ کا پاس ولحاظ رکھتے تھے۔ آخر آپنے سنہ ۱۲۲۱ ہجری مین اس دار فانی سے بہشت برین کو رحلت کی۔ ظہیر الدین کے مقبرہ مین مدفون ہوئے۔ کسی شاعر نے رحلت کی تاریخ لکھی ؎

دو شش این خیر خواہ حق نہم	از سروش بجست امر اللہ
گرد اصغا ندا ز تم شنوند	اے عزیزان قدس باب اللہ

قدوهٔ قومی علوم و اہل کمال ۔ مستقل نائب رسول الله
مورد فضل پاک حق یعنے ۔ حضرت سید خلیل الله
نقل کرد از جہان بباغ جنان ۔ بہر پابوسی نبی الله
بر در باغ چون شد او فائز ۔ کرد آلاف شکر لطف الله
گشت داخل دران برکت آن ۔ کلمہ لا اله الا الله
پس بقرب نبی پاک رسید ۔ یافت حکمش تعالی بسم الله
ان ابوالعلم جاودان باماد ۔ مصدر رحمت عطاء الله
ہمچنان شاملش مدام شواد ۔ لطف سالار انبیاء الله
باز بخشید ہاتفم ایک بیت ۔ خوانمش جمیع پیش اہل الله
اندرونش نہفتہ تاریخ است ۔ زان برآرید یا عباد الله
زبدهٔ عالمان ہند و دکن ۔ سنہ ۱۲۲۱ ۔ مولوی سید خلیل الله

انکی اولاد مین تین لڑکے اور پانچ لڑکیان تہین ۔ دو فرزند نرینہ مولوی محمد نقشبند ثانی ۔ و مولوی محمد معصوم مثنی حرم محترمہ بیگم منکوحہ کے شکم سے تہے ۔ اور مولوی سید ضیاء الدین عرف اُدّو میان دوسری منکوحہ کے شکم سے تہے ۔ اور پانچ لڑکیان مختلف بیگمات سے تہین محمد معصوم مثنی کو ایک صاحبزادہ مسمی ظہیر الدین مثنی اور محمد نقشبند کو مسمی محب الله

نانی جد امجد کی حیات میں پیدا ہوئے تھے۔ فی الحال محمد معصوم مثنیٰ کی اولاد بالا پور میں موجود ہے۔ جاگیرات و خانقاہ پر قابض ہیں۔ محمد نقشبندی کی اولاد میں دختر زادہ سید محمود۔ و اکرام النسا بیگم زندہ ہیں۔ باقی احوال میں مولوی محمد معصوم مثنیٰ

مولوی نور المقتدی بن مولانا نور المصطفیٰ عنایت الٰہی

آپ مولانا نور المصطفیٰ کے صاحبزادے۔ آپ نے سن تمیز و رشد کے بعد والد ماجد و عم بزرگوار کی خدمت میں کتب تحصیلی سے فراغت حاصل کی۔ اور خلافت کا خرقہ والد ماجد سے لیا۔ صاحب علم و فضل ہوئے متقی و پرہیز و متشرع و نیکو کار تھے۔ آبا و کرام کے طریقہ پر قائم تھے۔ صوم و صلوٰۃ کے پابند و سنت نبوی کے پیرو تھے۔ سلیم المزاج و حلیم الطبع تھے۔ اعزہ و اقارب سے اتفاق اور دوست و دشمن سے وفاق رکھتے تھے۔ خصومت و نفاق سے منزلوں دور رہتے تھے۔ آخر تاریخ ۲ ماہ جمادی الثانی ۱۲۹۸ھ بارہ سو اٹھانوے ہجری میں بہشت بریں کو روانہ ہوئے۔

آپ کی اولاد

مولوی نور الاتقیا۔ مولوی نور المستہدی۔ مولوی نور الظہور۔ تینوں صاحبزادے ذی اولاد تھے۔ ہر ایک کی اولاد موجود ہے۔ یزار و متبرک ہ۔ مولوی نور الاتقیا مرحوم کے صاحبزادے مولانا نور الضیا صاحب مفتی عدالت عالیہ

و مولوی نورالحسین صاحب سلمہما اللہ تعالےٰ یہ دونون مخدوم زادون سے فقیر مولف کو نیاز حاصل ہے

مولوی سید نورالحسین بن مولانا سید نورالاصفیا صاحب عنایت اللّٰہی

آپ مولانا سید نورالاصفیا صاحب کے صاحبزادے ہین۔ آپ نشو و نما کے بعد ابتدا مین قرآن شریف تمام کر کے تحصیل علوم مین مشغول ہوئے۔ والد ماجد و علما فضلا سے کتب درسیہ علوم و فنون ختم کین۔ اور تصوف و علم باطنی کو خاص والد ماجد سے حاصل کیا۔ جامع علوم ظاہری و باطنی ہوئے۔ ابتدا مین تدریس کا شوق تہا۔ مگر والد ماجد کی رحلت کی وجہ سے قلیل الفرصت ہو گئے تمام کارخانجات و جاگیرات کے مہمات آپکے تفویض ہوئے۔ آپکی اوقات انہین امور کے انتظام مین گذرتی تہی۔ آپنے والد ماجد کے بعد حسن تدبیر و کفایت سے جاگیرات کے اُلجہے کامون کو سلجہایا۔ جو کچہہ قرضہ والد ماجد کے ذمہ تہا اپنے ذمہ لیا۔ ہر ایک ساہوکار کا دام و درم آہستہ آہستہ ادا کیا۔ اور اعزہ و اقارب کے ساتہہ اسطرح حسن سلوک فرمایا کہ سب احسانمند و شکرگذار ہوئے اور آشنا و بیگانہ کو بہی خلق و مودت سے راضی کیا۔ غرض کہ سب راضی و خوشنود تہے۔ کوئی آپکی شکایت نہین کرتا تہا۔ کریم الاخلاق عمیم الاشفاق تہے۔ علما دوست و فقرا نواز تہے۔ خوش تقریر و خوش تحریر تہے یا دو ربیع الاول و ماہ ربیع الثانی و عشرہ محرم مین والد ماجد کی مسجد بنا کی ہوئی مین حدیث بیان

فرماتے تھے۔ مجلس حدیث مین اُمرا و علما و مشایخ شریک ہوتے تھے۔ آپکی خوش بیانی سے سامعین کو لطف آتا تھا۔ آپ کو شعر گوئی کا بھی شوق تھا کبھی کبھی تفریحاً موزون فرماتے تھے۔ رفتہ رفتہ صاحب دیوان ہو گئے تھے فارسی و اردو دونون زبان مین کہتے تھے۔ ہم کو آپکے کلام سے کچھ اشعار نہین ملے اسوجہ سے ہدیہ ناظرین نہین ہوئے۔ معذور ہون العذر عند کرام الناس مقبول۔ آپ نے تاریخ ماہ ۱۲۸۸ھ بارہواٹھیاسی ہجری مین اس جہان سے دار جنان کے طرف رحلت کی۔ بزرگون کے مقبرہ باغ واقعہ عیدگاہ حیدر آباد دکن مین مدفون ہوئے۔ سالانہ عرس ہوتا ہے

آپ کی اولاد

سید نور العلی۔ مخاطب بہ قدرت جنگ المتوفی ۱۲۹۸ھ ہجری۔ سید نور العلا المخاطب بہ سلطان یار جنگ۔ نور الاصفیا المخاطب بہ قادر الملک۔

مولوی سید نور الانبیا ابن مولانا سید نور العلی عنایت اللّٰہی

آپ مولانا نور العلی کے کلان صاحبزادے تھے۔ آپنے کتب درسیہ علوم ظاہری و باطنی والد ماجد سے ختم کین اور والد کے مرید و خلیفہ بھی ہوئے عالم معنوی و صوری و حافظ و قاری متقی و متوکل و ذاکر و شاغل تھے۔ آبائے کرام کے طریقہ پر ثابت قدم و راسخ دم تھے۔ خلق مین مشہور آفاق

کسرنفسی و ریاضت مین طاق ستہے۔ صوم وصلواۃ کے پابند رات دن عقبیٰ کی فکر مین افسردہ دل رہتے تہے۔ دنیا ومافیہا سے کچہہ تعلق نہین رکہتے تہے گوشہ نشین تہے کسی امیر وفقیر کی دعوت مین نہین جاتے تہے۔ مہاراجہ چندولعل بہادر اکثر چاہتے تہے کہ آپ میرے دولتخانہ پر تشریف لائے مگر آپ کبہی نہین گئے علیٰ ہذالقیاس امرا کی دعوت سے انکار کرتے تہے۔ اور ہر ایک سے عذرخواہ ہوتے تہے کہ فقیر کو معاف رکہین۔ یاقوت پورہ مین بیرون دروازہ حیدرآباد دکن الماس خواجہ سرا کی مسجد مین ہمیشہ حدیث شریف اور ماہ رمضان کی تراویح مین قرآن شریف سناتے تہے۔ آپنے مسجد کے قریب مین ایک مکان خرید لیا تہا وہین رہتے تہے۔ آخر آپنے تاریخ ماہ سنہ ہجری مین رحلت کی اوسی مکان مشتری کی زمین مین مدفون ہوئے۔ آپ کو کوئی اولاد نہین تہی۔ سنہ رحلت معلوم نہین ہوا۔ مزار ویتبرک بہ۔

مولوی سید نورالاولیا ابن مولانا سید نورالعلیٰ صاحب عنایت اللّہی

آپ مولانا سید نورالعلیٰ صاحب کے دوسرے صاحبزادے ہین۔ سن شعور کو بعد قرآن شریف وکتب ابتدائی سے فارغ ہوکے عالم شباب مین زورکشتی و ورزش کا شوق ہوا۔ چندمدت اسی شغل مین رہے۔ نہایت قوی الجسم وزور آور تہے۔ بعدازان تحصیل علوم کا خیال ہوا۔ چندمدت مین کتب درسیہ جو

باقی رہی تہین والد ماجد و علما سے ختم کین ۔ پہر نواب منیر الملک بہادر سے تعلقات کے انتظام کی خدمت لی ۔ دینوی امور کے انتظام مین مصروف ہوئے ۔ اور امور مفوضہ کا انتظام عمدہ طرح سے کیا ۔ نواب صاحب آپ کے کام سے بہت خوش ہوئے ۔ پہر آپنے حرمین شریفین کی زیارت و حج کا قصد کیا ۔ حیدرآباد سے روانہ ہوئے ۔ حرمین مین پہنچ کے حج و زیارت سے مشرف ہوئے ۔ وہان سے مع الخیر والعافیہ حیدرآباد مین مراجعت کی ۔ اور مولوی عبد الکریم صاحب شہید کے قصاص کے بابتہ آپنے مکہ مسجد مین ایک جلسہ کیا ۔ تمام علما و مشائخ و امرا کو بلایا ۔ سب جمع ہوئے ۔ آپنے افاغنۂ مہدویہ کے مقابلہ کی ترغیب و تحریص کی سب نے آپکی رائے سے اتفاق کیا غرۂ محرم روز پنجشنبہ کل علما و مشائخ و اہل اسلام نے افاغنہ مہدویہ پر بمقام چنچلگوڑہ حملہ کیا ۔ افاغنہ بہی مقابلہ کے لئے مستعد ہوئے ۔ طرفین سے کے چند آدمی مقتول ہوئے ۔ آخر حسب الحکم حضور مہدویہ شہر بدر کئے گئے ۔ اس معرکہ کے بعد آپ بہی ۱۲۲۹ بارہ سو انتیس ہجری مین فوت ہوئے ۔ برادر بزرگ کی قبر کے نزدیک باغ مین واقعہ عیدگاہ کہنہ دفن کئے گئے ۔ عنایت الٰہی کے تکملہ کے مولف نے لکہا کہ ۱۰ ولد تہے ۔ انتہی کلامہ ۔ آپکی مزاج مین دین اسلام کا بڑا پاس تہا ۔ دینی معاملہ مین جان و مال تک دریغ نہین فرماتے تہے ۔ واقعی سیادت و نجابت کی یہی علامت ہے ۔

مولوی سید نور الاصفیا صاحب بن سید نور العلی صاحب عنایت اللّٰہی

آپ مولانا نور العلی صاحب کے تیسرے صاحبزادے ہیں۔ ابتدائی شعور مین آپکے چہرہ سے سعادت ورشادت کے آثار نمایان تہے۔ ہر ایک صاحب نظر آپکی نسبت کہتا تہا کہ یہ ہونہار ہے۔ آپ ذکی الطبع و سریع الفہم تہے۔ بیس برس کی عمر مین فارغ التحصیل ہوئے تحصیل کے بعد والد ماجد سے خلافت کا خرقہ لیا۔ والد ماجد کے فوت ہونیکے بعد درس و تدریس و ہدایت و تلقین کا بازار گرم کیا طالبین و مریدین کو نہایت محبت و حسن اخلاق سے تدریس و تلقین فرماتے تہے۔ آپکی ذات بابرکات سے درس گاہ کو زینت و سجادہ ہدایت کو رونق حاصل ہوئی آپ آبائی موروثی خدمت کو عمدہ طرح سے ادا کرتے تہے طلبہ کو متعدد سبق پڑہاتے تہے۔ آپ کو صبح سے شام تک یہی شغل تہا متوکل تہے۔ جو کچہہ معاش حضور سے مقرر تہی اوسپر صابر و شاکر تہے۔ نواب امجد الملک بہادر نے براہ قدردانی و لحاظ خاندانی ماہانہ وظیفہ معقول مقرر کر دیا تہا۔ چند مدت کے بعد آپ کرنول مین رونق افزا ہوئے۔ نواب الف خان بہادر نے آپکی نہایت تعظیم و تکریم کی عظمت و شان سے مہمانی کی۔ آپ خانصاحب کی قدردانی کی وجہ سے چندسال کرنول مین رہے۔ نواب حسن ارادت سے ہر روز خدمت کرتا رہا

پھر آپ کرنول سے حیدرآباد آئے۔ امیر کبیر نواب شمس الامرا بہادر نے باصرار تمام آپکو اپنے اور مہاراجہ چندولعل بہادر کے فیمابین وکالت کی خدمت پر مامور فرمایا۔ رسالہ سواران وجوانان پیادہ و جاگیرو تعلقداری سے بھی ممتاز کیا۔ اور مہاراجہ کے طرف سے بھی تیس ہزار روپیہ سالانہ محاصل کی جاگیر مقرر ہوئی آپ اوقات عزیز کو نہایت فراغت سے بسر کرتے تھے۔ چار پانچ ہاتی دس بارہ عربی گھوڑے ہمرکاب رہتے تھے۔ اور پچاس سوار بلگیر ملازم خاص تھے۔ آپکی سواری تجمل سے برآمد ہوتی تہی۔ باوجود جاہ وحشمت وعیش وعشرت آپ اوس ہوروتی خدمت یعنے درس وتدریس کی موقوفی پر افسوس وحسرت کرتے تھے۔ اور فرماتے تھے جمیے اوسوقت جو لطف ومزہ حاصل ہوتا تہا اب وہ خواب وخیال ہے۔ آپ خیر مجسم صاحب جود وکرم تھے۔ کارخیرات وحسنات مین بے شمار مبالغ خرچ کرتے تھے۔ ماہ ربیع الاول مین اور ہر مہینہ کی اکیسوین کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فاتحہ اور ماہ مبارک رمضان مین حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کی اور دہم محرم کو حضرت سید الشہدا امام حسین رضی اللہ عنہ کی اور ہر ماہ کے یازدہم خصوصا ماہ ربیع الثانی مین حضرت محبوب سبحانی غوث الصمدانی میران محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی فاتحہ مع روشنی و تجمل کرتے تہے۔ اور اقسام اقسام کے کہانے تیار کراتے تھے شہر کے

علما و فقرا و مشایخ کو دعوت دیتے تھے۔ ہر ایک بزرگ کی فاتحہ مین تبرکات کی
کشتی بروز صندل بکہ مسجد سے گھر تک پا پیادہ اپنے سر پر لیجاتے تھے علیٰ ہذا القیاس
والد ماجد کے صندل کی کشتی گھر سے مزار مقدس تک بدستور مذکور لیجاتے تھے
یہ رسم حضرت کی زندگی تک جاری تھے۔ بعد مین کرتے تھے۔ مگر حضرت کی بات
نہین تہی۔ اور ماہ رمضان و ربیع الاول و ربیع الثانی و عشرہ محرم مین حدیث شریف
بیان فرماتے تہے۔ آپکے صاحبزادے مولوی نور الحسین قادر جنگ بہی والد
ماجد کی طرح حدیث فرماتے تہے۔ مگر مولانا نور الاصفیا ثانی المخاطب قادر الملک
بن قادر جنگ نے حدیث کا بیان قدیم موقوف فرمایا۔ اور اعراس بزرگان
بدستور برابر جاری رکہے۔ نہایت سیر چشمی سے مشایخ و فقرا و علما کو دعوت مین
شریک فرماتے تہے۔ اقسام اقسام کے کہانے کہلاتے تہے۔ چونکہ مولانا ممدوح
نے طریقہ چشتیہ مین بیعت کی تہی اس لحاظ سے مجلس سماع بہی کرتے تہے
اور آپکے اسلاف سماع کے خلاف تہے۔ چاہئے کہ اسلاف کے اعراس
مین مجلس سماع موقوف فرماتے۔ یا غیر اوقات اعراس مین مجالس سماع منعقد
فرماتے۔ مناسب ہوتا بزرگان سلف کے قدم بقدم رہتے۔ آخر صاحب
ترجمہ نور الاصفیا اول نے بیسوین تاریخ ماہ ذیقعدہ ۱۲۵۵ھ بارہ سو پچپن
ہجری میں دار فانی سے بہشت برین رحلت کی باغ میں واقعہ عیدگاہ
کہنہ حیدرآباد دکن مدفون ہوئے۔ قبر پر گنبد عالی بنایا گیا ہے۔

یزار و تبرک ہے۔ آپکی اولاد میں صرف مولوی نور الحسین قادر جنگ تھے۔

سید نور الدین اسحاق قادری عرف پیر بادشاہ صاحب

مشکوۃ النبوۃ میں آپکی نسب کا شجرہ اسطرح لکھا ہے۔ سید نور الدین
ابن سید محمد اسد اللہ ابن نور الدین محمد اسمٰعیل ابن با باشاہ ابن
منتجب الدین احمد الحلبی ابن سید علی ابن مرتضی ابن سید مصطفےٰ
ابن احمد الثانی ابن محمد ابن محمد احمد نصر بن سید حسین ابن محمد ابن
سید عماد الدین ابی صالح نصر رحمہم اللہ۔ والد ماجد کے مرید و خلیفہ تھے
آپ مجذوب کامل تھے۔ سماع کے طرف راغب تھے صاحب
کمال و خوارق عادت تھے۔ مجاہدہ و ریاضت مین یکتا تھے مشہور ہے
کہ آپ شب بیداری کرتے تھے۔ اگر نیند کا غلبہ ہوتا تو سیاہ مرچ کا
سفوف سرمہ کی طرح آنکھ میں لگاتے تھے۔ اور دن میں طوائف کو
بلا کے راگ و رنگ میں مشغول ہوتے۔ اور شراب بھی استعمال کرتے
تھے۔ شراب کو اوسطرح منہ میں ڈالتے کہ تمام زمین پر گرتی تھی۔
منہ میں ایک قطرہ تک نہین داخل ہوتا تھا۔ بظاہر معلوم ہوتا تھا کہ
نوش کرتے ہیں مگر واقع مین زمین پر گرتی تھی۔ صاحب باطن تھے
ایک ضعیفہ حالت نزع مین آپکی خدمت مین مقام ملنگہ مین آئی۔

اور بیعت کی خواہش کی آپنے فرمایا اسے ضعیفہ تو صحیح ہوگی۔ عنقریب ایک بزرگ سے تیرا مقصود ہے۔ بیعت کے بعد حاصل ہوگا یہ حیدرآباد مین آکے جناب موسیٰ شاہ قادری کی مرید ہوئی۔ بیعت کے بعد فی الفور تندرست ہوئی۔ ضعیفہ کو آپکے قول کی تصدیق ہوئی۔ آخر آپ کی وفات ۱۰۹۹ھ ایکہزار ننیانوے ہجری مین واقع ہوئی۔ تلنگہ مین مدفون ہوسے۔ مزار متبرک ہے۔

شیخ نصیر الدین نصر اللہ ولی بیجاپوری

آپ متقدمین اولیا سے ہین۔ آپ شیخ فرید الدین مسعود شکر گنج اجودہنی کے صاحبزادے ہین۔ آپنے علوم ظاہر و باطنی والد ماجد کی خدمت مین حاصل کئے۔ عالم فاضل و عارف کامل ہوئے اور والد کے مرید و خلیفہ ہوئے۔ والد کی زندگی مین حرمین شریفین کا سفر کیا۔ حج و زیارت سے فارغ ہوکر بیجاپور دکن مین آئے۔ متعدد طلبہ و مریدین آپکے ہمراہ تھے۔ اسوقت بیجاپور کفرستان تہا ہنود مین کوئی راجہ وہان کا حکمران تہا۔ آپ طلبہ کی ہدایت و تلقین مین مشغول ہوگئے بعض ہنود بہی حسن عقیدت سے آپکی ارادت کے دائرہ مین داخل ہوئے اور صدق دل سے اسلام قبول کیا۔ آپ صاحب خرق عادت و

وکرامت تھے۔ خوش خلق و فرشتہ سیرت تھے۔ ہنود کے ساتھ تالیف قلوب فرماتے تھے۔ آخر آپنے ۲۴ رجب سنہ ہجری مین رحلت کی۔ سنہ رحلت معلوم نہین ہوا۔ اور اندرون شہر پناہ شاہ پور دروازہ کے متصل غربی جانب مین مدفون ہوئے۔ قبر پر بعد مین کسی معتقد نے مختصر گنبد تعمیر کرادیا۔ یزار و یتبرک بہ۔ حضرت مخدوم سید محمد حسینی گیسو دراز آپ کی مزار کی زیارت سے مشرف ہوئے ہین۔

شیخ ناہر بیابانی

شیخ ناہر نام۔ مالوی المولد والمنشا تھے۔ چونکہ سن شعور کے زمانہ سے اکثر بیابان و جنگل مین بسر کرتے تھے۔ بیابانی مشہور ہوئے۔ آپ یک لک تھے۔ کیفقدر بقدر ضرورت فارسی و عربی مین مہارت حاصل کی تھی۔ سترہ برس کی عمر مین وطن سے دار الخیر اجمیر مین رونق افزا ہوئے۔ خواجہ حسین چشتی جو مخدوم خواجہ معین الدین چشتی کی اولاد مین تھے اونکی خدمت مین بیعت کی۔ اور چند مدت ذکر و شغل مین مشغول رہے۔ بعد از ان پیر سے اجازت لے کے قصبۂ دسور مالوہ مین آئے۔ ایک درخت کہنہ کے خول مین خلوت گزین ہوئے۔ ریاضت و عبادت مین وہان سترہ برس بسر کیے۔ مشہور ہے کہ درخت کے پیڑ کا قطر محیط واندر کا خول اسقدر تھا کہ

دو تین آدمی اس مین رہ سکتے تھے۔ خاصہ حجرہ تھا۔ خلایق آپکی خدمت مین جاتی تھی۔ اور حصول مقاصد و وصول مرادات کے لئے درخواست کرتے تھے۔ آپکی توجہ و دعا کی برکت سے فائز المرام ہوتے تھے۔ آخر آسپنے ۹ محرم ۹۸۵ھ نوسو پچیاسی ہجری مین اوسی مقام مین رحلت کی اہل شہر نے تجہیز و تکفین کرکے درخت کے نیچے دفن کیا۔ قبر آپ کی موجود ہے مگر درخت ندارد ہے۔ شاید بعد مین گر گیا ہو۔ اور دوسرے درخت مین

شاہ نظام الدین اورنگ آبادی

خزان و بہار کے مولف نے لکھا کہ شاہ نظام الدین نام اور شیخ الاسلام لقب ہے۔ آپ کی نسب کا سلسلہ بواسطہ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی بحضرت امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ منتہی ہوتا ہے۔ وطن شریف قصبہ نکراون ضلع پورب ہے۔ آپکی ولادت ۱۰۸۰ھ ہجری مین واقع ہوئی گیارہ برس کی عمر مین وطن سے دار الخلافہ دہلی مین آئے اور تحصیل علوم عقلی و نقلی مین مشغول ہوئے۔ چند سال مین تحصیل علوم ظاہری سے فارغ ہونیکے بعد آپکے دلمین علوم باطنی کی تحصیل کا شوق پیدا ہوا۔ حضرت شاہ کلیم اللہ چشتی دہلوی کی خدمت مین حاضر ہوکے بیعت سے مشرف ہوئے۔ ریاضت و عبادت مین مشغول ہوئے۔ شاہ موصوف نے آپکو ذکر بالجہر کی اجازت

دی۔ آپ شدت سرما مین جمنا کے کنارے ریگستان مین بیٹھ کے ذکر بالجہر
مین مشغول ہوتے تھے۔ نصف شب سے صبح تک متواتر ذکر بالجہر کرتے
تھے۔ آپ فرماتے تھے کہ مین نے جو فائدہ ذکر بالجہر مین پایا اور کسی چیز
مین نہین پایا۔ مراتب کمال کے بعد حضرت شیخ سے خلافت کی خلعت زیب بدن
کر کے حسب الحکم شیخ دہلی سے اورنگ آباد دکن روانہ ہوئے۔ منازل
طے کرتے ہوئے اورنگ آباد مین پہنچے یہان مدت العمر رہے اہل
دکن کو تا بوفات ہدایت فرماتے رہے۔ آپ بروز جمعہ نماز کے بعد مجلس
سماع منعقد فرماتے تھے۔ مجلس مین اکثر حاجتمند آتے تھے آپ سے مقاصد
ومرادات کے خواہان ہوتے تھے۔ ہر ایک آپکے فرمانے سے کامیاب
ہوتا تھا۔ کہتے ہین کہ آپکے زمانہ مین مینہ بالکل نہین برسا قحط کے آثار نمودار
ہوئے۔ حیوانات قریب المرگ ہوئے کسی نے آپکے مریدین سے
بارش کے بابتہ عرض کرنیکی درخواست کی۔ مرید نے کہا روز سماع آئیے
عرض کیجئے۔ وہ شخص مجلس سماع مین آیا حضرت حالت وجد مین تھے
باران رحمت کی درخواست کی۔ آپکی توجہ سے اسیوقت مینہ برسنے لگا
حیوانات و نباتات سیراب و شاداب ہوئے۔ طالب نہایت خوش ہوا
جس وقت آپ شولاپور مین سکونت پذیر تھے اسوقت وہان پانسو جوگی
وارد ہوئے انکی پیشوا ایک زنگہ جوگن تھی نہایت حسین و خوبصورت تمام دن

گہوارہ مین جہولتی تہی۔ ایک روز آپکا مرید سعید بیگ بتقریب تماشا وہان گیا۔ اُس پری پیکر کو دیکھکے ہوش دحواس سے بیہوش ہوا۔ چند روز اس شوریدہ حالت مین حضرت کی ملازمت سے محروم رہا۔ ایکروز حضرت کی خدمت مین آیا حضرت نے فرمایا سعید بیگ آپکا کیا حال ہے کہ ہماری ملاقات سے دست بردار ہوئے۔ اگر کوئی مرض ہو تو بیان کیجئے تا علاج کیا جائے۔ خدا صحت عطا کریگا۔ سعید بیگ نے مفصل کیفیت واقعہ عرض کی۔ بعض احباب نے سعید بیگ کو اس بات پر آمادہ کیا کہ جب حضرت سیر کیلئے برآمد ہون اسوقت حضرت کو جوگیہ کے فرودگاہ پر لانا چاہئے۔ حضرت کی نظر ہدایت اثر سے مشرف باسلام ہوگی اور تجکو مواصلت کا موقع ملیگا۔ اتفاقاً حضرت دو تین روز کے بعد سیر کے لئے برآمد ہوئے۔ مریدین نے حضرت کو سیر کرتے ہوئے جوگیہ کے مقام پر پہنچا دیا۔ حضرت معتقدین جوگیہ کے مجمع مین بیٹھ گئے۔ اسی اثنا مین کسی معتقد نے گلاب کے پھول پیشکش کیا۔ حضرت نے فرمایا حاضرین کو تقسیم کیجئے۔ ہر ایک نے تحفۂ گل لیا۔ مگر جوگیہ نے لینے سے انکار کیا۔ آپ جوگیہ کو نگاہ جلال سے دیکھکے روانہ ہوئے۔ مجمع سے برآمد ہوکے سعید بیگ سے فرمایا کہ فردا علی الصباح معشوقہ کے پاس جائیے۔ فضل الہی سے کامیابی ہوگی۔ پس صبح جوگیہ وہان سے کوچ کرکے تین منزل کے فاصلہ پر فرودگش ہوئی۔ بعید بیگ

اُسکے عقب مین آہ وزاری کرتا ہوا وہان پہنچا۔ جب سعید بیگ کی نظر محبوبہ پر پڑی وہ بیخودانہ ننگ و عار کو بالائے طاق رکھہ کے سعید بیگ کے پاس آئی اور کہی کہ مجکو لیجائیے۔ سعید بیگ حضرت کی خدمت مین لایا۔ اسیوقت اسلام سے مشرف ہوئی۔ اور سعید بیگ سے نکاح کرلیا اُسکے مریدین جوگی جو پانسو تھے اس بات سے نہایت ناخوش ہوئے اور حضرت سے مقابلہ کے لئے آئے حضرت کے مریدین بھی مستعد جنگ ہوئے۔ آپنے تمام کو جنگ سے ممانعت کی اور خود تنہا مکان سے برآمد ہوکے دروازہ مین بیٹھ گئے۔ عین مقابلہ مین تمام آپ کی نگاہ جلال کے پرتو سے بیہوش ہوگئے۔ جب ہوش مین آئے انمین سے اکثر اسلام سے مشرف ہوئے۔ اور باقی سعید بیگ کے قتل کی فکر کرنے لگے۔ لیکن حضرت کی حمایت سے کچھہ نہین کرسکے ایک روز کسی بزرگ کے عرس مین آپنے مجلس سماع منعقد کی۔ ذاکرین مین سے ایک نے عربی اشعار پڑھنا شروع کیا۔ وہان ایک مولوی صاحب وارد ہوئے عربی اشعار پر بعض اعتراض کرنے لگے۔ حضرت نے جواب دیا لیکن وقتاً فوقتاً تسلیم نہین کرتا تھا۔ اور کچھہ فہمیدہ سے نہین سمجھتا تھا۔ آپنے بلحاظ مہمان کریمانہ اخلاق سے فرمایا۔ مولوی صاحب یہ مجلس سماع ہے نہ وقت مباحثہ۔ آپکی حسن ادا سے مباحثہ موقوف ہوا۔ آپنے پوچھا مولوی صاحب آپکا اسم مبارک کیا ہے کہا عبدالغنی حضرت نے

فرمایا فقرا سے دروغ نہین کہنا چاہیے۔ پہر کہا عبد اللہ۔ حضرت نے فرمایا
ہان یہ ہوگا۔ پہر مولوی صاحب دو تین روز کے بعد حضرت کی خدمت مین آئے
آپ نے فرمایا مولوی صاحب مجلس سماع کے وقت مباحثہ کرنا ترک ادب ہے
اب فرمائیے جو آپکا اعتراض وشبہہ ہے۔ بقدر فہم ناقص جواب دیا جائیگا
مولوی نے معذرت کی کہ مین آپکے فرمانے سے اسیوقت سمجھہ گیا تہا مین
عذر خواہی کے لئے حاضر ہوا ہون۔ آپنے مسکرا کے فرمایا اُس روز آپنے
اپنا نام کیا کہا تہا۔ کہا عبد اللہ حضرت نے فرمایا واقع مین نہ آپکا نام عبد الغنی
ہے نہ عبد اللہ۔ آپکا نام یہ ہے۔ اور آپ فلان محلہ مین رہتے ہین اور
فلان مقام مین پڑہتے ہین۔ مولوی حالات ماضیہ سنکے متعجب ہوا حضرت کے
قدم پر سر رکہدیا۔ باعتقاد تمام مرید ہوگیا۔ نواب آصفجاہ بہادر جب دکن مین
تشریف لائے فوج قلیل ہمرکاب تہی۔ دلاور علیخان و عالم علیخان سادات
بارہہ کے معرکون سے فارغ ہوچکے تہے کہ مبارز خان صوبہ حیدرآباد سے
مقابلہ کی نوبت آئی۔ مبارز خان فوج کثیر کے ساتہہ آیا۔ بمقام شکرکہیڑہ پرگنہ
صوبہ برار بالاگہاٹ دونون جانب کی افواج قاہرہ کا باہم مقابلہ قرار پایا
حضرت صاحب ترجمہ نواب آصفجاہ بہادر کے لشکر مین تہے۔ نواب بالیقین
آپکی خدمت مین آئے فتح وفیروزی کی استدعا کی۔ صاحب ترجمہ نے
فرمایا خدا قادر وکریم ہے۔ آپ کو فتح وفیروزی حاصل ہوگی نواب نے

عرض کی کہ اس فوج قلیل کے ساتھہ فوج عظیم سے مقابلہ کرنا اور فتح و فیروزی
کی امید رکھنا عقلاً محال معلوم ہوتا ہے۔ اگرچہ فتح و فیروزی داد الٰہی ہے
مین چاہتا ہون کہ کوئی علامت ایسی تبلائیے تا دل کو تسلی ہو جاے۔
آپنے تھوڑی دیر تامل کرکے فرمایا کہ بروز پنجشنبہ آپکے تمام خیمون ڈیرون
صندل کے پنجون کے نقوش نمود ہونگے یہی آپکی فتح و فیروزی کی علامت
ہے چنانچہ روز مذکور مین آپکے تمام خیمون پر صندل کے پنجون کے
نقوش نمود ہوئے۔ آخر نواب عالیجناب کو مبارز خان پر کامل کامیابی
ہوئی مبارز خان مع فرزندان مقتول ہوا۔ تمام واقعہ محبوب الوطن تذکرہ
سلاطین کے تیسرے حصہ مین لکھا گیا ہے۔ اِن کنتُ مشتاقًا فارجع الیہ
صاحب ترجمہ مکارم اخلاق مین نائب صاحبِ خلق عظیم تھے۔ خورد و بزرگ
غریب و ضعیف کو درجہ مین برابر سمجھتے تھے۔ امیر و فقیر جو کوئی آپکی خدمت مین
آتا تھا تعظیماً قائم ہوتے تھے۔ جاتے وقت مشایعت فرماتے تھے
نواب نظام الملک آصفجاہ بہادر نیازمندانہ ملتے تھے حضرت صاحب ترجمہ
کے ایک مرید خاص سید اسد اللہ کے پاس ایک شخص محتاج آیا اور
عرض کی کہ حضرت ایک لڑکی ناکتخدا رکھتا ہون۔ اسکی شادی کے لئے
نواب آصفجاہ سے کچھہ دلائیے۔ حضرت نے کہا جب نواب آئین
اسوقت آکے یاددہانی کیجئے۔ ایکروز نواب صاحب آئے شخص محتاج بھی

آیا۔ سید اسد اللہ کو یاد دہی کی۔ سید نے نواب سے تمام ماجرا بیان کر کے
سفارش کی۔ نواب نے پانچ روپیہ عنایت کیا۔ سائل نے عرض کی آپکی
سفارش سے پانچروپیے مقصود نہین تھے اسقدر رقم ہر ایک جائے سے
مل سکتی ہے۔ سید نے بیساختہ بآواز بلند کہا۔ از خراس موئے بس است
نواب یہہ کلمہ سنکے مسکرائے اور حضرت صاحب ترجمہ کی خدمت مین عرض کی
کہ مین نے عمداً سید سے یہ کلام سننے کے لئے پانچ دئے نہین تو میرا
مقصود پانسو تھا۔ آخر محتاج کو پانسو روپیے دئے۔ آپ کی عادات سے
تھا کہ غربا و فقرا کے لئے امرا کی خدمت مین سفارش کرتے تھے ہر ایک کو
مہری رقعہ لکھدیتے تھے۔ جو آپکا سفارشی مہری رقعہ لیجاتا تھا کامیاب ہوتا تھا
کثرت طالبین کی وجہ سے آپنے حجرے کے دروازہ پر مہر آویزان کر دی تھی
ہر ایک شخص اپنی درخواست لکھہ کے لاتا تھا اور آپ کی مہر کر کے
لیجاتا تھا کامیاب ہوتا تھا۔ ایک بدمعاش نے ایک جعلی پچاس ہزار
روپیہ کا دستاویز لکھہ کے اُسپر حضرت کی مہر لگائی۔ عالیجناب نواب آصفجاہ بہادر
کی خدمت مین دعوی پیش کیا۔ نواب نے فرمایا دستاویز میرے پاس رکھہ کے
تا مین حضرت کی خدمت مین جاکر دریافت کرونگا۔ نواب حضرت کی خدمت مین
آئے اور تمسک کو پیش کیا صاحب ترجمہ نے فرمایا کہ مین نے نہین لیا
مگر میری مہر نے لیا ہے نواب نے اسکو معتدبہ رقم دیکے روانہ کیا

اور تمسک کو پارہ پارہ کر دیا۔ آپکی عمر شریف ایکہتر سالہ ہو چکی تہی آخر آپنے گیارہ تاریخ ماہ ذیقعدہ ۱۱۴۲ھ ہجری مین عالم فانی سے عالم جاودانی طرف رحلت کی۔ خزان و بہار کے مولف نے لکہا جب آپ کی رحلت کی خبر ارکاٹ مین پہنچی ایک بزرگ کامل خبر سنکے کثرت افسوس سے بیخود ہوگئے۔ بیخبری کے عالم مین دیکہا کہ ایک بزرگ فرماتے ہین کہ نظام الدین ولی بود۔ جب ہوش مین آیا فقرہ مذکورہ کے عدد شمار کئے تاریخ رحلت برآمد ہوئی۔ میر مہربان نے فقرہ۔ سلطان المشایخ بود مین تاریخ پائی۔ آپکے یادگار پانچ پسر۔ اول شاہ عماد الدین۔ دوم مولوی محمد فخر الدین۔ سوم شاہ غلام کلیم اللہ۔ چہارم محمد معین الدینخان پنجم غلام بہار الدین۔ عین عالم شباب مین فوت ہوا۔ اور سات دختر تہین اولین شجاعت علیخان بہادر شہید سوبہ برار سے منسوب تہین۔ دوم قاضی کریم الدین محمد خان سے منسوب تہی۔ جدۂ مادری مولف خزان و بہار سوم سید شریف الدینخان شرافت سے منسوب تہی۔ والدۂ میر مہربان چہارم شیخ حسام الدین برادرزادہ حضرت شیخ صاحب ترجمہ سے منسوب پنجم میر زین الدین علی نبسیہ قابل خان برادر میر تراب علی مخاطب سید قابل خان بہادر غالب جنگ سے منسوب تہی۔ ہفتم شیخ غلام احمد نبیرۂ حضرت شیخ یحیی مدنی قدس سرہ سے منسوب تہی۔

١١٠١

شاہ نور محمد حموی

آپ سید عبداللہ ابن سید ابوالعلاء کے صاحبزادے ہیں۔ آپ گیارہ برس کی عمر میں والدہ ماجدہ سے علم باطنی کی تحصیل میں مصروف ہوئے درجہ کمال کو پہنچے۔ اور بیعت حضرت شرف الدین قطب حموی سے کی۔ بعد ازاں خلافت و اجازت سے سرفراز ہوئے۔ بارہ برس تک مرشد کی خدمت میں حاضر رہ کر تحصیل علوم ظاہری و باطنی کی تکمیل کے بعد سیر و سیاحت اختیار کی۔ اکثر اولیاء اللہ سے ملے و مستفید ہوئے۔ آپکی تعداد عمر کسی کو معلوم نہیں ہوئی استفسار کے وقت صاف و صریح جواب نہیں دیتے تھے۔ ایک شخص نے عمر شریف پوچھا۔ فرمایا کہ قلعہ آگرہ کی تعمیر کے وقت فقیر بحالت جذب تھی۔ اور ایسا ہی دوسرے سائل کے جواب میں فرمایا کہ وزیر خان کی مسجد کی تعمیر کے وقت شاہجہان آباد میں تھا۔ اورنگ آباد آباد ہونے سے قبل متعدد مراتب دکن میں سیر کرتے ہوئے آیا ہوں حبس نفس کا شغل بارہ سال تک کرتا رہا۔ آپنے اورنگ آباد کی آبادی ختم ہونیکے بعد سیر و سیاحت کو ختم کیا۔ شہر مذکور میں سکونت اختیار کی پچیس برس تک ہدایت وارشاد فرماتے رہے اکثر آپکی توجہ سے درجہ کمال کو پہنچے۔ آخر روز چہار شنبہ چوتھی تاریخ جمادی الثانی سنہ ١١٠١ ہجری میں بہشت بریں کو روانہ ہوئے۔ اورنگ آباد کے جنوبی جانب میں ایک کوس کے فاصلہ پر مدفون ہوئے۔ نور محض تاریخ وصال ہے۔ آپکی قبر پر گنبد عالیشان بنایا گیا۔ ہر روز خلائق زیارت سے

مشرف ہوتی ہے۔ خاص بروز پنجشنبہ مجمع کثیر رہتا ہے۔ سالانہ عرس بھی
نہایت عظمت و شان سے ہوتا ہے۔ دعوت عام کرتے ہین فقرا و مشایخ
امرا و غربا مستفید ہوتے ہین۔ روشنی کا انتظام عمدہ ہوتا ہے ہمیشہ تیس
چالیس فقرا خانقاہ مین سکونت پذیر رہتے ہین۔ انکا کھانا پینا سجادہ کے
متعلق رہتا ہے۔ آپنے انتقال کے وقت سید شہاب الدین کو مخاطب
کرکے فرمایا کہ آپ اول بھی سید اور آخر بھی سید ہین اور اسی وقت شہاب الدین
پوچھا کہ تشریف لائے عرض کی کہ ہان تشریف لائے۔ پھر چادر چہرے پر
لیکے عالم بقا کے طرف رحلت کی تجہیز و تکفین کے بعد مریدین نے
شہاب الدین سے پوچھا کہ حضرت رحلت کے وقت کس بزرگ کی آمد کے
منتظر تھے۔ جواب دیا کہ حضرت رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم کے انتظار مین
تھے۔ حضرت تشریف لائے انتظار باقی نہین رہا۔ رحلت فرمائے۔ قاضی
مسعود آپکے مرید تھے۔ قاضی کے ارادت و بیعت کی عجب کیفیت تھی
جب شاہ نور قدس سرہٗ اورنگ آباد مین تازہ وارد ہوئے محلہ موچی واڑہ
مین فروکش ہوئے۔ اُنہین ایام مین قاضی صاحب کو پیچش کا عارضہ لاحق
ہوا۔ عارضہ کی شدت سے قریب المرگ ہوگئے۔ کبھی بیہوش ہوتے
کبھی ہوش مین آجاتے تھے۔ بیہوشی کی حالت مین عالم رویا مین ایک
بزرگ کو دیکھا کہ وہ فرماتے ہین اے قاضی ہم چند روز سے شہر مین

وار دہوے ہیں تو ہمارے ملنے کیلئے نہین آیا۔ قاضی ہوش مین
آتے ہی پالکی مین سوار ہوئے فرمایا لیچلو۔ پوچھا کہان۔ فرمایا جہان کوئی
فقیر نو وارد ہو۔ شہر کے تمام پورجات ومساجد وخوانق مین جستجو کرتے رہے
آخر موچی واڑہ مین پہنچے معلوم ہوا کہ یہان ایک درویش نووارد فلان مسجد مین
فروکش ہے۔ آپکی پالکی وہان لیگئے۔ آپ پالکی سے برآمد ہوئے کہ شاہ نور
قدس سرہ کی نظر قاضی صاحب پر پڑی۔ فرمایا بیا بیا قاضی بابا۔ ازخود نیامدی
از طلبیدن ما آمدہ۔ قاضی یہ کلمہ سنتے ہی متغیر حال ہوا۔ افاقہ کے بعد شاہ
نے پوچھا قاضی اشتہا داری الخ۔ قاضی گفت دارم الخ شاہ نے فرمایا
کونسی چیز مرغوب طبع ہے۔ قاضی نے عرض کی کباب ونان۔ بازار سے
کباب ونان منگوائے اور آپنے قاضی کو فرمایا کہائے۔ قاضی نے
باوجود پرہیز بے تحاشا کہایا سیر ہوا۔ پالکی مین سوار ہو کے مکان پر راجعت کی
پالکی سے خود اترے بدون عصا محل مین داخل ہوئے۔ قاضی صاحب
فرماتے تھے کہ ہر لقمہ کہ مین کہاتا تہا مجہین قوت وطاقت محسوس ہوتی تہی
اور ضعف کم ہوتا تہا۔ قاضی صحت کاملہ کے بعد شاہ صاحب کی بیعت سے مشرف ہوئے

اب اس مقام پر حضرت قاضی صاحب قدس سرہ کا بیان لکہا جاتا ہے

بہار وخزان کے مولف نے لکہا کہ آپ کا مولد الہ آباد ہے۔ آپنے علوم
فنون کی تحصیل ابتدا سے انتہا تک علامہ عبد الباقی صاحب ادا ب یافتہ سے کی

معقول و منقول مین عالم متبحر ہوئے تحصیل سے فارغ ہونے کے بعد
بتلاش اسباب معاش خلد مکان عالمگیر بادشاہ ہند کے عہد مین دار الخلافہ
دہلی مین پہنچے بادشاہ کے حضور مین باریاب ہوئے۔ بادشاہ نے آپکو اورنگ آباد
مین احتساب کی خدمت پر مقرر فرمایا۔ آپ دار الخلافہ سے بلدۂ مذکور مین آئے
مدّت دراز تک اس خدمت پر مامور رہے۔ حسب الحکم شرع مفوّضہ کام کو عمدہ طرح
سے انجام دیتے رہے۔ چند مدت گزرنے کے بعد قاضی محمد اکرم المخاطب
شیخ الاسلام ثانی اورنگ آباد سے حضور مین بلائے گئے۔ اورنگ آباد کی خدمت
قضا خالی ہوئی۔ بادشاہ نے آپکو تعلقہ اورنگ آباد کی خدمت قضا پر مقرر کیا
منصب و خطاب خانی سے سرفراز فرمایا۔ چالیس برس تک خدمت قضا کو
نیک نامی کے ساتھ ادا کرتے رہے۔ عدل و انصاف مین رعایت جانب
نہین رکھتے تھے۔ داد خواہ کی واقعی دادرسی فرماتے تھے۔ تقویٰ و
ورع مین فرد فرید تھے۔ آخر عمر مین تصوّف و تعرف کے طرف زیادہ مائل تھے
حضرت قطب الاقطاب حضرت شاہ نور حموی کی خدمت مین بیعت کی تھی چنانچہ
مذکور ہو چکا حسب ارشاد مرشد ذکر و شغل مین مشغول ہوئے۔ شاہ صاحب کی
توجہ سے درجۂ کمال کو فائز المرام ہوئے۔ بظاہر امیر و بباطن فقیر کامل تھے
باوجود نوکری طلبہ کو درس و تدریس فرماتے تھے۔ غربا و فقرا کے ساتھ
حسن سلوک کرتے تھے۔ عاقبت الامر آپ بہادر شاہ کے آخر عہد مین

فردوس برین روانہ ہوئے۔ اورنگ آباد کے شمالی جانب متصل نہر سول دفن کئے گئے۔ آپکے صاحبزادے فتح الدین علیخان وضیاءالدین حسین خان چندمدت سادات بارہہ کی خدمت مین رہے۔ جب نواب آصفجاہ بہادر اول دکن پر مسلط ہوئے۔ اسوقت دونو بہائی عالیجناب نواب کی ملازمت سے مشرف ہوئے۔ نواب کی قدردانی سے ضیاءالدین حسین خان تعلقدار اور فتح الدین علیخان منصب وتعلقہ بیڑ پر مقرر ہوئے۔ جب نواب آصفجاہ بہادر حسب الطلب محمد شاہ بادشاہ ہند قبل ہنگامہ نادرشاہ دارالخلافہ روانہ ہوئے فتح الدین علیخان ہمرکاب تھے۔ بعد مراجعت ہردو برادر خطاب خانی وجاگیر وخدمت سے سرفراز ہوئے۔ ضیاءالدین حسین خان خانسامانی حضور اور فتح الدین علیخان داروغگی دیوانخانہ وجواہرخانہ پر مامور ہوئے تھے آخر ضیاءالدین حسین خان نظام الدولہ کے زمانہ میں مستعفی ہوکے خانہ نشین ہوئے۔ سنہ ۱۱۶۲ ہجری مین فوت ہوئے۔ تاریخ رحلت عروج نے کہی ہے

بہر تاریخ وفاتش باآہ		گفت دل صدر نشین جنت

فتح الدین علیخان نواب شہید کے عہد مین داروغگی دیوانخانہ وکچہری خاص سے سرفراز ہوئے۔ رفتہ رفتہ سہ ہزاری منصب ومشیر مالی وملکی سے سرفراز صلابت جنگ کا زمانہ آیا تب آپ پنجہزاری منصب وخطاب بہادری وپالکی جہالردار ونوبت ونقارہ سے بلند آوازہ۔ آخر مستعفی ہوکے بارہ تاریخ ربیع الاول سنہ ۱۱۷۲ ہجری

ہین عالم بقا روانہ ہوئے ۔ لاش حیدر آباد سے اورنگ آباد نقل کرکے پائین قبر والد ماجد دفن کئے گئے ۔ نواب درگاہ قلیخاں سالار جنگ نے تاریخ رحلت کہی

چو فتح الدین علیخان خسرو ور	زعالم رفت در دار الجنان برد
برائے سال فوتش کلک درگاہ	رقم زد بروز فوت مصطفیٰ مرد

ایضاً ۔ تاریخ ۔ خزان و بہار کے مولف نے کہی ۔

جو فتح الدین علیخان آنکہ در عقل	بعالم بو علی آسا مثل بود
بسوئے روضہ رضوان رخ او بود	خرد گفتہ ظہور سے بے بدل بود

نواب بائی جی محل خاص عالمگیر بادشاہ ہند آپکی مرید تھی ۔ اور دیانت خان آپکے مرید خاص تھے ۔ مرشد کے سامنے ہمیشہ ادب سے بیٹھتے تھے ایک روز شاہ صاحب نے پوچھا دیانت خان اکبر آباد کے قلعہ سے کچھ خبر رکھتے ہین ۔ کثرت اعتقاد سے عرض کی کہ میں درگاہ خلائق ست خبر رکھتا ہون نہ باقی تمام سے فراموش ہون ۔ فرمایا جانب قلعہ دیکھئے ۔ دیانت خان نے حسب الحکم دیکھا کہ قلعہ آگرہ نمایان ہے اور خاص انکی حویلی جو وہان تھی موجود ہے وحویلی مین اپنی والدہ کی مقبرہ کو بھی دیکھا ۔ شاہ صاحب نے فرمایا دیکھا عرض کی دیکھا ۔ بعد ازان تمام نظر سے غائب ہوگیا ۔ دیانت خان آپکی محبت وحسن ارادت مین محو تھے ۔ اور خلوص دل سے آپکی تعظیم و تکریم فرماتے تھے تا بمرگ اورنگ آباد کے جنوبی جانب کہ شاہ صاحب قدس سرہ کا مزار تھا

پیر دراز نہیں کیا۔ اور کبھی درگاہ کے طرف پیٹھ کرکے نہیں بیٹھا۔

من کراماتہا شاہ صاحب قدس سرہٗ

سید شہاب الدین خلیفہ وسجادہ حضرت شاہ نور صاحب ترجمہ کا حال یہ ہے
کہ آپ سید بدرالدین قدس سرہ کے صاحبزادے۔ سادات صحیح النسب سے
ہیں۔ وطناً پوربی۔ اوائل عمر میں تحصیل علوم کے طرف متوجہ ہوئے۔ چند
مدت مولانا عبدالباقی صاحب آداب باقیہ کی خدمت میں رہے اور تحصیل
علم سے فارغ ہوئے۔ اور آپ سپاہگری میں بھی فرد فرید تھے خاص
تیراندازی میں استاد مانے جاتے تھے۔ عالم شباب میں علم باطنی کی تحصیل کا
شوق دلمیں پیدا ہوا۔ مرشد کی تلاش میں مسافرت اختیار کی۔ اجمیر شریف
میں وارد ہوئے۔ اور خواجہ کی درگاہ میں چلہ نشین ہوئے۔ چلہ میں تین روز
باقی تھے کہ آپ کو عالم رویا میں ایک مکان عالی شان فرش مکلف سے
آراستہ مشاہدہ ہوا۔ اور مکان میں ایک تخت قائم ہے اور اسپر حضرت خواجہ
جلوس فرما ہیں۔ اسی اثنا میں ایک سواری عظیم الشان بہ تجمل و توزک تمام
نمودار ہوئی۔ جب سواری دروازہ کے قریب پہنچی۔ صاحب سواری اترے
اور خواجہ سے ملے۔ خواجہ نے بزرگ مہمان کو اپنے برابر تخت پر بٹھلایا
رخصت کے وقت سید کا ہاتھ بزرگ کے ہاتھ میں دیا۔ اور فرمایا کہ ہم
اس سید کو آپکے سپرد کرتے ہیں۔ چلہ سے فارغ ہونے کے بعد سید مذکور

متفکر ہوا۔ کہ بدون نام ونشان وبغیر جہات کہان تلاش کرون آخر مصمم
ارادہ کرکے اجمیر سے برآمد ہوا۔ شاید مقصود دل حاصل ہو جائے اولاً
سیاحت کرتے ہوئے دکن مین آیا دکن کے اکثر دیہات وقصبات و
بلاد مین طواف کرتا رہا۔ اور فقراٍ و اہل اللہ سے ملتا رہا۔ آخر اورنگ آباد
مین داخل ہوا۔ شہر مین ارباب طریقت سے ملاقات کرتا تہا کہ ایک روز
آپ کاگذر موچی واڑہ کی مسجد کے طرف ہوا وہان حضرت شاہ نور حموی
تشریف رکھتے تھے۔ سید مذکور کو دیکھتے ہی فرمایا آئے آپکی سفارش
بڑے بابانے کی ہے۔ آپ یہہ کلمہ سنتے ہی اور حضرت کی صورت
دیکھتے ہی سمجھہ گئے مدعائے دل حضرت ہی کی ذات بابرکات ہے
سعادت قدمبوسی سے مشرف ہوئے۔ حضرت نے اسیوقت
بیعت سے سرفراز فرمایا۔ دس سال تک شاہ نور قدس سرہٗ کی خدمت
مین رہے۔ راتدن فیض باطنی سے مستفید ہوتے رہے۔ حضرت
شاہ کی رحلت کے بعد سجادۂ خلافت پر جلوس فرمایا۔ پندرہ برس تک
ہدایت وارشاد کا بازار گرم رکہا۔ آخر بائیسوین تاریخ ماہ شعبان سنہ ۱۱۱۹ ہجری
بہشت برین روانہ ہوا۔ آپکا مقبرہ اندرون روضۂ حضرت شاہ نور قدس سرہٗ
مسجد کے جنوبی جانب مین ہے۔ زیارت گاہ خاص وعام ہے۔ ہر
سال عرس ہوتا ہے۔ کثرت سے فقرا ومشایخ ومعتقدین جمع ہوتے ہین

سید صاحب نے مسجد و مرشد کا گنبد عالیشان و خانقاہ بیرونی و دیگر مکانات مسکونہ واقع محلہ اورنگ پورہ کی تعمیر و ترمیم عمدہ طرح سے کی تھی۔ ابتک یادگار ہین۔ اور ایک مدرسہ بھی بنا کیا تھا۔ تمام شہر مین کوئی مدرسہ اُسکا نظیر نہین تھا طلبہ تقریبًا دوسو اسمین تھے۔ طلبہ کی خوراک و پوشاک کا خود انتظام فرماتے تھے۔ امرا و رؤسا خاص دیانت خان بید اعانت فرماتے تھے نذر و نیازات بے انتہا پیش کرتے تھے۔ لاکھہ روپیہ سے زیادہ آمد نی ہوتی تھی۔ آپ تمام طلبہ و فقرا کے مایحتاج مین صرف فرماتے تھے اور عرس مین بھی اس رقم سے خرچ کیا جاتا تھا۔ نزہتِ کراماتِ شاہ نور قدس سرہٗ

سیّد سعد اللہ ہمشیرہ زادہ سیّد شہاب الدین خلیفہ شاہ نور قدس سرہٗ کا ذکر

سیّد سعد اللہ ابن سیّد امان اللہ حضرت شہاب الدین کے ہمشیرہ زادے ہیں۔ [illegible] زمان و بہار کے مولف نے لکھا کہ حضرت کے باقیات صالحات کے زبانی معلوم ہوا کہ سیّد شہاب الدین کے والد سیّد بدر الدین جد مادری سیّد سعد اللہ بجز شہاب الدین و ایک دختر والدۂ سیّد سعد اللہ کوئی اولاد نہین رکھتے تھے۔ مال و دولت و زمین زیادہ رکھتے تھے۔ پورب سے شہاب الدین کے ملنے کے لئے اورنگ آباد آئے اور حضرت شاہ نور قدس سرہٗ سے ملے اور فرزند کو وطن لیجانیکے لئے اصرار کرنے لگے

سید شہاب الدین نے مرشد کی حضوری سے جدائی پسند نہین کی۔ والد سے انکار کیا۔ آخر فہمایش کر کے والد کو روانہ فرمایا۔ خود اورنگ آباد مین مرشد کی خدمت مین رہا۔ سید بدرالدین وطن مین پہنچا۔ دیکھا کہ مدت گذری دختر کتخدا ہوگئی اتبک کوئی اولاد نہین ہوئی اور فرزند اورنگ آباد مین ہے ہمارے نام کا بقا کیونکر رہیگا۔ بنائرعلیہ ایک عریضہ شاہ نور قدس سرہٗ کی خدمت مین بھیجا۔ اور حضرت سے درخواست کی کہ آپ دعا فرمائیے کہ میری دختر نیک اختر کو خدا تعالیٰ فرزند نرینہ عطا فرمائے۔ عریضہ جب شاہ نور قدس سرہٗ کے ملاحظہ مین گذرا ملاحظہ کے بعد شہاب الدین سے فرمایا کہ آپ اپنے والد کو لکھئے کہ فرزند پیدا ہوگا مگر وہ بھی یہان آئیگا چند مدت کے بعد حسب ارشاد شاہ نور قدس سرہٗ سید سعد اللہ کی ولادت واقع ہوئی۔ پس حسب ایمائے شاہ صاحب سید سعد اللہ گیارہ برس کی عمر مین اپنے ماموں شہاب الدین کے پاس اورنگ آباد مین آیا۔ کتب متداولہ درسیہ قاضی محمد مسعود خان مذکور کی خدمت مین ختم کین۔ اور ماموں سے بیعت کی ریاضت مین مصروف ہوا۔ چند مدت کے بعد اجازت وخلافت سے مشرف۔ سید شہاب الدین کے انتقال کے بعد تیسرے دن سجادہ نشین ہوا۔ درگاہ وخانقاہ و دیگر مکانات کی ترمیم کا اہتمام عمدہ طرح سے کیا۔ اور بموجب سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم شادی کی۔ سات پسر

اور دو دختر پیدا ہوئے۔ سید قطب الدین عرف منجلے صاحب فرزند دوم کی ولادت اُنیسوین تاریخ ربیع الآخر سنہ ۱۱۲۰ گیارہ سے بیس ہجری مین ہوئی سنہ تمیز وشعور کے بعد حافظ محمد اسمٰعیل و مولوی حبیب اللہ خان کی خدمت مین تحصیل علوم معقول ومنقول مین مصروف ہوا۔ علم ہیأت کی کتب حاجی حسام الدین سے پڑہنے لگا۔ چند مدت مین فارغ التحصیل ہوا تحریر و تقریر مین یکتا۔ و جامعیت علوم وفنون مین سب بے ہمتا ہوا۔ حسن خلق وکرم مین مشہور۔ علوم ظاہری سے فارغ ہو کے علوم باطنی کے طرف توجہ کی۔ والد ماجد سے استفادہ کیا درجہ کمال کو پہنچا۔ والد ماجد نے بیعت وخلافت سے سرفراز فرمایا۔ والد کے انتقال کے بعد سجادہ نشین ہوا۔ خلافت کی ابتدا مین حافظ محمد یٰسین سے قرآن شریف حفظ کیا۔ آپ کا حافظہ قوی تہا۔ قرآن شریف قلیل مدت مین حفظ کرلیا تہا۔ خانقاہ وغیرہ مکانات کو رونق دی۔ بزرگون کا عرس نہایت عظمت وشان سے کرتے تہے۔ رمضان شریف مین سات ختم فرماتے ختم قرآن کی شب مسجد کو روشنی سے منور کرتے تہے۔ اور حاضرین کیلئے اقسام کے کہانے پکواتے تہے۔ آخر آپ ۱۹ تاریخ جمادی الاول سنہ ۱۱۶۹ ہجری روز جمعہ بہشت برین روانہ ہوئے۔ حضرت شاہ نور قدس سرہٗ کے روضہ مین سید شہاب الدین مرحوم کے پہلو مین مدفون ہوئے۔ ہر سال آپ کا عرس ہوتا ہے۔ سید قطب الدین مرحوم کے مقام مین مولوی غلام نور برادر خورد مرحوم

جانشین ہوئے۔ بدستور قدیم خانقاہ و مدرسہ وغیرہ مکانات کا انتظام بحال وبرقرار رکھا۔ بہار و خزان کے مولف نے لکھا کہ مولوی غلام نور صاحب سید سعد اللہ کے فرزندون مین تمام سے خورد ہین۔ لیکن از روئے علم وفضل بزرگ ہین۔ آپ کی ولادت دہم محرم ۱۱۳۹ھ ہجری مین ہوئی آپنے شعور وتمیز کے بعد برادر بزرگ سید قطب الدین سے کتب معقولات ختم کین تحصیل کے بعد بیعت وخلافت سے بھی مشرف ہوئے۔ جامع اخلاق پسندیدہ ومستجمع صفات حمیدہ تھے۔ درس تدریس کے شفیقہ تھے۔ طلبہ کے پڑھانے مین نہایت توجہ فرماتے تھے اکثر آپکے تلامذہ درجۂ فضیلت کو پہنچے ہیں۔ اسیطرح مریدین بھی بیشمار مستفید ہوتے تھے مدۃ العمر درس وتدریس وہدایت وتلقین مین مشغول رہے۔ صاحب التالیف والتصنیف تھے آپکی تصنیفات سے حاشیہ برحاشیہ میر زاہد ملا جلال وحاشیہ بر حاشیہ میر زاہد تصور وتصدیق۔ وحاشیہ برحاشیہ میر زاہد امور عامہ وحاشیہ برشرح ہدایہ حکمت صدرا۔ وچند اقوال متفرقہ بر شرح وقایہ وتفسیر بیضاوی وغیرہ ہیں۔ آپکو شعر وشاعری سے بھی دلچسپی تھی۔ شعر فہم وشعر گو تھے۔ گاہے ناہے موزون فرماتے آپکا کلام بلاغت وفصاحت سے خالی نہین ہوتا تھا۔ ؎

نگرود وصل خورشید تجرد جزفنا حاصل		وجود خویشتن یک عالم اسباب است شبنم را

آخر آپنے بروز جمعہ ۲۲ شوال ۱۱۸۹ھ ہجری اس عالم فانی سے بہشت برین

رحلت کی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ۔ آپ کو سید قطب الدین کے پہلو مین دفن کیئے۔

تاریخ وفات

الف وآہ کشید عقل وگفت | رفت آن نور جشم زجہان
سنہ ۱۱۹۶ھ – سنہ ۱۱۹۶ھ

آپکی رحلت کے تیسرے روز سید انور الدین ابن نور الدین برادر زادہ مرحوم سجادہ نشین ہوئے

تاریخ خلافت

حق بمرکز بنشست سنہ ۱۱۸۹ ہجری

باب الواو

شاہ ولی اللہ

آپ شاہ حبیب اللہ قادری کے فرزند ہین۔ حیدرآباد دکن کے مشائخ کرام سے تھے۔ آپکی نسب اٹھارہوین پشت مین حضرت غوث الثقلین سے ملتی ہے۔ آپ گلبرگہ کی رنگین مسجد مین چند سال تک رہے۔ پھر وہان سے حیدرآباد مین آئے۔ صاحب تقوٰی وریاضت واقف شریعت وطریقت تھے۔ والد ماجد کے خلیفہ ومرید تھے۔ والد کے بعد مسند نشین ہوے۔ صاحب کشف وکرامت تھے۔ آپکی عادت تھی کہ جمعہ کے روز مکہ مسجد مین پیادہ پا آتے تھے۔ ایک روز رات کو

عالم رویا مین دیکھا کہ میرے پاؤن چلنے سے تھک گئے۔ علی الصباح آپنے مریدین معتبرین سے پوچھا سب نے بیان فرمایا۔ کوئی تعبیر موافق نہین آئی۔ آپنے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھکو پیادہ آنے سے معذور رکھا۔ اس کشف کے منتظر تھے کہ اسی روز صندل خان مرید ہوا۔ اور ایک پالکی نذر دی۔ اور کہارون کی تنخواہ اپنی سرکار سے مقرر کی۔ نواب انورالدین خان بھی آپکے مرید تھے۔ نواب آصفجاہ مرحوم آپکی بڑی تعظیم و تکریم کرتے تھے۔ تمام مشایخ دکن مین آپکی تعظیم مسلم الثبوت تھی علم حقایق و معارف مین کامل تھے۔ چند رسائل آپکی تالیف سے ہین بسبب لاولد ہونیکے آپنے اپنے برادر خورد کو سجادہ نشین بنایا۔ ایک روز آپ مراقبہ مین دیر تک رہے۔ پھر باہر آئے۔ فرمایا اے صاحبو آج انورالدین خان نے میدان معرکہ مین مدد چاہی مین اونکے طرف رجوع تھا۔ الحمدللہ تائید آسمانی سے نواب کی فتح ہوئی۔ حاضرین نے وقت و تاریخ لکھہ لیا۔ چند مدت کے بعد خان موصوف حیدرآباد مین آئے اور حضرت کی خدمت مین حاضر ہوئے استعانت کا ذکر فرمایا۔ اور فتح کی تاریخ لکھی ہوئی پیش کی۔ مریدین نے مطابقت کی برابر پائی۔ آپ صاحب خوارق عادات تھے۔ آپکی وفات ۲۹ تاریخ ماہ محرم ۱۱۵۷ھ گیارہ سو ستاون ہجری مین ہوئی۔ بیرون حیدرآباد متصل باغ

گوردہن بالائے چبوترہ مدفون ہوئے۔ نواب محمد علیخان سراج الدولہ والاجاہ حاکم ارکاٹ نے آپکی قبر کا احاطہ سنگ سیاہ سے بنادیا۔

شاہ واری قدس سرہٗ

شاہ واری نام۔ اصل مین شاہ والی تھا عوام کی کثرت استعمال سے شاہ واری مشہور ہوا۔ آپ شاہ خُرم قتال کے رفقا مین سے تھے آپ کو شاہ موصوف نے قصبہ کوٹھل ضلع خاندیس مین اسلام کی دعوت واہل اصنام کی ہدایت کے لئے بھیجا تھا۔ آپ شاہ موصوف کے حکم سے قصبۂ مذکور مین آئے اور مشرکین ہنود کو توحید واسلام کی ہدایت کرنے لگے اور بتون کے عیوب تبلانے لگے۔ کفار درہم برہم ہوئے آپ سے جنگ کے لئے مستعد ہوئے۔ آپ بھی قائم ہوئے باہم متواتر جنگ ہوئے۔ ہنود مقتول ومجروح ہوئے۔ آپ کامیاب آخر ہنود عاجز ہوئے۔ آپ کی کرامت کا اقرار کرنے لگے بعض مسلمان ہوگئے۔ رفتہ رفتہ اہل اسلام کا بھی مجمع ہوگیا۔ مسلمان اذان واقامت باواز بلند کہنے لگے۔ کوئی مانع نہین ہوتا تھا۔ آپکی وجہ سے قصبہ کے اطراف مین اسلام کی بنیاد پڑی۔ آپ چشتیہ طریق کے پیرو تھے۔ صاحب وجد وحال باجلال وکمال تھے۔ آخر آپ نے تقریباً

۹۴۷ھ سات سو سینتالیس ہجری مین رحلت کی قصبہ اٹہل ضلع خاندیس
مین مدفون ہوے تاریخ ماہ مین سالانہ عرس تجمل وعظمت
سے ہوتا ہے۔ یزار ویتبرک بہ۔

شیخ وددو اللہ شطاری قدس سرہ

شیخ وددو اللہ نام۔ آپ شیخ معروف صدیقی کے صاحبزادے ہین۔
نسب کا سلسلہ حضرت امیرالمومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے
پہنچتا ہے۔ آپ شیخ محمد غوث گوالیری کے مرید وخلیفہ ہین۔ شطاریہ
طریقہ کے پیرو تھے۔ بارہ برس تک پیر کی خدمت مین رہے۔ رات دن
ریاضت وعبادت کرتے رہے۔ درجہ کمال کو پہنچے۔ جامع علوم صوری
ومعنوی تھے۔ صاحب کرامات وخرق عادت تھے۔ جب حضرت
محمد غوث گجرات مین رونق افزا ہوے آپ بہی ہمرکاب تھے۔ آپ
راہ مین مرشد کی اجازت سے قصبہ آشٹی ملک مالوہ مین سکونت پذیر
ہوے۔ اکثر افاغنہ امرا آپکے معتقد تھے۔ خلائق کی رہنمائی مین مصروف
رہتے تھے۔ جب اکبر بادشاہ نے مالوہ کو فتح کیا۔ اور افاغنہ علی الخصوص
بہادر خان افغان صاحب منصب وجاگیر وحکومت تہا فرار ہوکے بنگالہ
مین آیے۔ آپ بہی معتقدین کے جلا وطن ہونے سے بردشتہ خاطر

ہوئے۔ آخر ۹۷۶؁ھ نوسو چھہتر ہجری مین قصبہ جامود ضلع خاندیس مین آئے۔ اور وہان سکونت اختیار کی اور خلایق کی تعلیم و تلقین مین مشغول ہوئے۔ صاف باطن و روشن ضمیر تھے۔ شاہ علی جیو جند اللہ برہانپوری اور شاہ محمد لشکر عارف باللہ شطاری آپ کی نسبت فرماتے تھے کہ آپ کے چہرہ سے بزرگی و مشیخت کے آثار نمایان ہین۔ آپکی وفات ۹۹۳؁ھ نوسو ترانوے ہجری مین واقع ہوئی۔ قصبہ جامود ضلع خاندیس مین مدفون ہوئے۔ عوام الناس غلط فہمی سے کہتے ہین کہ یہ پیر فولاد آپ ہی ہین واقع مین آپ غیر فولاد ہین۔ آپ اور پیر فولاد دونون بزرگ جامود مین مدفون ہین

باب الہا

شاہ ہدایت اللہ حسینی

آپ مخدوم سید محمد الحسینی بندہ نواز گیسو دراز کی اولاد مین ہین۔ ابراہیم عادل شاہ کے زمانہ مین گلبرگہ سے بیجاپور مین آئے آبا کرام کے طریقہ پر قائم تھے۔ ہدایت و تلقین فرماتے تھے۔ خاص و عام آپ سے مستفید ہوتے تھے۔ آپ حلیم الطبع و سلیم الوضع تھے۔ صوم و صلوۃ کے پابند ریاضت و عبادت مین زندگی بسر کرتے تھے۔ آخر آپ نے ۱۰ ماہ رمضان ۱۰۱۸؁ھ ایکہزار اٹھارہ ہجری مین رحلت کی بیرون شہرپناہ

دروازہ زہرہ پور مین ابراہیم عادل شاہ کے مقبرہ کے متصل مدفون ہوئے
مرقد پر قبہ خورد بنایا گیا ہے۔ یزار و یتبرک بہ۔

سید ہاشم عرف خداوند ہادی

آپ رستم بن علاء الدین بخاری کے صاحبزادے ہین۔ نسب کا شجرہ چند
واسطے سے سید جلال بخاری عرف مخدوم جہانیان سے پہنچتا ہے۔
اوائل مین آپکو طلب حق نے شاہ امین الدین اعلیٰ کی خدمت مین پہنچایا۔
بعیت سے مشرف ہوکر ذاکرین کے حلقہ مین داخل ہوئے۔ مدت تک سلوک
کے مقامات طے کرتے رہے پھر منزل مقصود کو پہنچے شاہ صاحب نے آپ کو
خلافت مرحمت کی آپنے موضع چچولی کی اجازت چاہی۔ شاہ صاحب نے فرمایا چند
روز توقف کرو تاکہ پوری طور سے سلوک حاصل ہو جائے۔ آپ خاموش
ہوئے۔ اور دل مین یہہ خیال کیا کہ حضرت ہر ایک خلیفہ کو جانیکی اجازت
دیتے ہین اور مجکو اجازت نہین دیتے پھر حضرت نے فرمایا اے
ہاشم جا مگر راہ مین میران صاحب سے ملتے جانا۔ خداوند ہادی حیدرآباد
مین آئے۔ اور میران جی خدانما سے ملے۔ میران جی آپ کو علیحدہ حجرہ
مین لیگئے جو نعمتین مرشد سے پہنچی تہین وہ سب عطا کین۔ سید ہاشم نے
آپ سے اذکار خمسہ کی سندلی۔ میران جی نے کہا جو کچھہ نعمت تھی تمکو پہنچی

عرض کی اگر کوئی اور نعمت ہو تو دیجئے۔ میران جی نے کہا نعمت اسطرح
نہین ہاتی جسطرح آپ چاہتے ہین طریقت کے ڈھنگ سے آئیے
پھر آپ شیرینی و خرما وغیرہ ہمراہ لیکر خدمت مین حاضر ہوئے۔ میران جی نے
آپ کو حجرہ مین لیجا کر وہی باتین جو کہی تہین ہدایت کین۔ سید ہاشم نے کہا
یہ وہی باتین ہین آپنے فرمایا بیشک وہی باتین ہین۔ مگر آپ کو اسطرح
نہین حاصل ہوئین تہین اور نہ آپ کو اونکی تصدیق تھی۔ اگر تصدیق و
یقین ہوتا تو ہر چند کہ مین کہتا نعمت ہے مگر آپ کہتے کوئی نہین ہے
خداوند ہادی صاحب تصرف و خوارق عادت تھے۔ عالمگیر جب دکن
مین آیا اوسوقت آپ قصبہ چھوٹی صوبہ بیجاپور مین زندہ تھے آپکی وفات
۵ شوال ۱۱۱۶ھ ہجری مین ہوئی۔ موضع مذکور مین مدفون ہوئے یزار و یتبرک بہ

باب الیا

مولانا یعقوب چشتی

شیخ یعقوب نام۔ آپنے دولت آباد دکن مین حضرت شیخ زین الدین داؤد
شیرازی خلیفہ سلطان برہان الدین غریب کی خدمت مین علوم ظاہری و
باطنی حاصل کئے۔ اور شیخ کے مرید و خلیفہ ہوئے عالم و فاضل و عارف
کامل تھے۔ حضرت شیخ سے رخصت ہو کے پٹن گجرات مین رونق افزا ہوے

آپ چشتیہ طریقہ کے پیرو تھے۔ آپ کی وجہ سے پٹن مین علم تصوف وسماع کا ذکر شروع ہوا۔ اور سرود وسماع کی مجلسین منعقد ہونے لگین۔ قاضی کمال الدین نے باتفاق علما اس تازہ بدعت کے بابت مباحثہ کیا۔ آخر آپکو شہر بدر کیا آپ پٹن سے حرمین شریفین گئے حج وزیارت سے مشرف ہوئے مدینہ منورہ مین سکونت اختیار کی اکثر حضرت کے روضہ منورہ مین ریاضت وعبادت کرتے تھے۔ چند روز کے بعد حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بشارت ہوئی کہ گجرات آپکے حوالہ ہے۔ آپ وہان جایئے۔ قاضی جو امر مباح کا مانع ہوا تھا اب تمہارا مرید ومعتقد ہوگا۔ آپ اوسکو خلافت سے سرفراز کرنا۔ آپ دوبارہ مدینہ سے پٹن گجرات مین آئے۔ قاضی صاحب وغیرہ علما آپکے تصرفات وخوارق عادات دیکھہ کے معتقد ہوئے اور قاضی صاحب حسن عقیدت سے مرید ہوئے۔ چند روز کے بعد آپکی توجہ کی بدولت کامل ہوئے۔ آپنے قاضی صاحب کو خلافت کا خرقہ عطا فرمایا۔ پھر پٹن مین وجد وسماع کا بازار گرم ہوا۔ اور آپنے ہدایت و ارشاد کا دروازہ کشادہ کیا۔ بلاد وامصار سے طالب حاضر ہو کے مستفید ہوتے تھے اور قاضی صاحب بھی آپ کی اجازت سے خلایق کو مرید کرتے تھے چنانچہ سید برہان الدین قطب عالم احمد آبادی قاضی صاحب کے مرید وخلیفہ تھے۔ آخر آپنے ۱۲ جمادی الآخر سنہ ۸۰۰ آٹھہ سو ہجری مین

رحلت کی۔لفظ معشوق فرد۔مادۂ تاریخ ہے۔پیران پٹن مین مدفون ہوئے
سنہ ۸۰۰ھ

سید یداللہ قادری

سید یداللہ نام۔آپکی نسب کا سلسلہ حضرت شاہ جمال معشوق ثانی بغدادی
و نگلی سے پہنچتا ہے اور آپ کی ننہیال بندہ نواز گیسو دراز سے ملتی ہے
آپ مادرزاد ولی تھے۔صاحب کشف و کرشمہ تھے۔ والد اجد حضرت
معین الدین ثانی کے مرید و خلیفہ تھے۔خوش اخلاق و پسندیدہ صفات
تھے۔اکثر شہر حیدر آباد مین رہتے تھے۔آپ سے امیر و فقیر کامیاب
ہوتے تھے۔آپ کی وفات شہر مین ماہ جمادی الثانی کے قریب ۱۱۷۵ھ
گیارہ سو پچہتر ہجری مین واقع ہوئی چنبیلی کے منڈوے کے متصل
رنگ علی شاہ کی کھڑکی مین شرقی جانب مدفون ہوئے کسی معتقد نے
آپ کی شان مین یہہ چند اشعار لکہے ہین۔

عاشق ذات خدا سید یداللہ قادری	اولیا را اولیا سید یداللہ قادری
ہرکہ بربالین مرقد یازدہ خواند درود	می دہند از اجزا سید یداللہ قادری
از مزارش این تصرف ہست جاری تاہنوز	می شود رونق فزا سید یداللہ قادری
توتیائی چشم سازند عارف اہل شنید	خاک درگاہ ترا سید یداللہ قادری
عالمی علوی و سفلی بہر مقصود امید	بر مزارت جبہہ سا سید یداللہ قادری

نور چشم غوث الاعظم سید عالی نسب	جانِ محبوب خدا سید ید اللہ قادری
کاشفِ سرِ الٰہی معدنِ جود و سخا	حامیٔ حالِ ولا سید ید اللہ قادری

مشہور ہے کہ قطب شاہ نے وفا خان کو گلبرگہ بھیجکر آپ کے نانا شاہ بندگی حسینی و حضرت شاہ علی حسینی کو بلایا اور آپ کو وفا خان کے محلات مین سے دس ہزار گز زمین نذر گزرانی ۔ دونو بزرگ زمین مذکورہ پر قابض و متصرف تھے ۔ آخر فوت ہوئے ۔ اور اسی زمین مین مدفون ہوئے

نسب کا شجرہ

سید ید اللہ بن سید معین الدین ثانی ۔ بن شاہ عبد النبی ۔ بن شاہ معین الدین حسن قادری ۔ بن شاہ جمال بغدادی قدس سرہم

سید یحیی الحسینی

آپ سادات صحیح النسب سے ہین حضرت غیاث قادری ثانی کے مرید و خلیفہ ہین ۔ آپ علوم و فنون مین مہارت تامہ و لیاقت کاملہ رکھتے تھے ۔ علما و صلحا کی صحبت مین فیض یافتہ تھے ۔ صاحب حال و قال درویش باکمال تھے ۔ شب و روز مریدین کی تعلیم و تربیت مین بسر کرتے تھے ۔ آخر آپ نے غرہ محرم ۹۲۲ سنہ نوسو بائیس ہجری مین رحلت کی احمد آباد مین مدفون ہوئے ۔ یزار و یتبرک بہ ۔

حضرت شاہ یوسف صاحب شریف صاحب قدس سرہما

یہ دونون بزرگ جلیل القدر برادران وطنی تھے یعنے دونون کا اصلی وطن ملک شام ہے۔ یوسف صاحب مصری و شریف صاحب کنعانی ہین۔ ابتدا مین دونون بہائی بہادر شاہ کے لشکر مین نوکر ہوئے دونون بہائیون مین اتفاق و اتحاد اسقدر تہا کہ مغائرت و دوئی کا نام و نشان تک نہین تہا۔ بظاہر مابہ الامتیاز صرف یہ تہا کہ دو جسم و دو شخص تھے لیکن واقع مین ایک ہی تھے۔ موافقت و اتحاد کی وجہ سے دونون بہائی آپسمین ایک ہی مقام و منزل مین بسر کرتے تھے دونو بزرگ سلسلہ قادریہ مین سید شاہ کلیم اللہ قدس سرہ کے مرید تھے جسوقت بہادر شاہ سنہ ۱۱۲۰ ایکہزار ایکسو بیس ہجری مین کام بخش سے مقابلہ کیلئے ہند سے حیدر آباد دکن روانہ ہوا اس وقت یہ دونون بزرگ بہی بادشاہی لشکر کے ہمراہ ہوئے۔ اتفاقاً راستہ مین ایک مقام پر تمام لشکر فرد کش ہوا جابجا ڈیرے اور خیمے قایم کئے گئے تھے اوسکی منزل مین رات کو شدت سے مینہہ برسا اور ہوا اسقدر تند و تیز چلرہی تہی کہ لشکر مین تمام ڈیرے اور خیمے سربسجدہ زمین پر پڑے تھے اس آفت قیامت مین کوئی خیمہ اور پال قایم نہ تہا مگر دونو بزرگون کا چہوٹا سا پال قائم تہا اور طرفہ یہ ہے کہ اس گرد و غبار و کثرت ہوا و برسات مین

آپ کا چراغ روشن تھا۔ دونون بھائی قرآن کی تلاوت اور خدا سے
رحمان کی عبادت مین مشغول تھے۔ بارش و ہوا کی شدت سے محفوظ تھے
اہل لشکر نے جب آپ کی یہ حالت دیکھی توسب آپ کی بزرگی و کرامت
کے قائل ہوئے۔ اور دونون بزرگون سے اعتقاد نیک رکھنے لگے
اکثر سپاہی لشکری آپ کی خدمت مین ملازم رہتے تھے۔ آپ دونو بزرگ
ہر ایک اعلیٰ و ادنیٰ سے نیک سلوک کرتے تھے۔ ہر ایک کے ساتھ
محبت و ہمدردی کا حق ادا فرماتے تھے۔ اکثر مریضان دل اور گرفتاران
مشکل آپ کی خدمت مین آتے تھے۔ دوا اور دعا سے تندرستی و آسانی
پاتے تھے۔ حیدرآباد مین پہنچنے تک حضرت کی بڑی شہرت ہوئی ہزارہا
مرید ہونے لگے۔ جسوقت بہادر شاہ کا لشکر حیدرآباد مین پہنچا دونون
بزرگون نے نوکری کا تعلق ترک کیا۔ شہر کے باہر جہان مزار ہے وہان
متوکلانہ سکونت اختیار کی اور قناعت و ریاضت کی باگ ہاتھ مین لی۔
مشہور ہے کہ حضرت یوسف صاحب قطبیت کا مرتبہ رکھتے تھے آپ سے
بہت سے خارق عادات ظاہر ہوئے ہین۔ آپ کا تقوی اوس مرتبہ تھا
کہ آپ کی سواری کا گھوڑا دانہ چارہ جس مین حرمت کا شبہہ ہو نہین کھاتا
تھا۔ اور کسیکی ملکی مزرعہ مین بھی نہین چرتا تھا۔ دیکھو حضرت کا کیا تصرف
تھا کہ حیوان لایعقل کہ مرفوع القلم ہے وہ بھی حضرت کے تعلق کی

وجہ سے صفت تقوی سے موصوف ہوگیا تھا۔ آج کل وہ زمانہ ہے کہ
حیوان عاقل دیدہ و دانستہ حرام و حلال مین تمیز نکرکے بے تحاشا
کہانے پینے مین دلیری کرتا ہے اور غیر کے مال کو اپنا مال اور حرام کو
حلال سمجھتا ہے ہم صورۃً انسان اور سیرتاً بہائم ہین ہم کو چاہیے کہ
ہم کمالات انسانی کو حاصل کرین اور حیوانیت مطلق سے ناطقیت کے
درجہ مین آئین۔ علم وکمال کو حاصل کرین اور عالم عامل بنین۔ صاحب
مخازن الاعراس فرماتے ہین کہ یوسف صاحب و شریف صاحب ہر دو
برادر بہادر شاہ بادشاہ کے وزیر خان خانان کے ملازم تھے بادشاہ
جسوقت کامبخش کی تسخیر کے لئے حیدرآباد دکن مین آیا۔ تو آپ بھی اوسوقت
دکن مین آئے دکن مین پہنچنے کے بعد یوسف صاحب بعارضہ بخار بیمار ہوگئے
ہفتہ عشرہ بیمار رہکر روضہ رضوان کے طرف روانہ ہوئے۔ آپکی وفات تاریخ
۵ ماہ ذیحجہ سنہ ۱۱۲۱ھ گیارہ سو اکیس ہجری مین واقع ہوئی۔ مقبرہ کے
دروازہ پر یہ مصرع مادۂ تاریخ مرقوم ہے۔ ؎ شریف الدین یوسف
مقبل حق۔ شریف صاحب آپکی رحلت کے وقت موجود نہ تھے تھوڑی
دیر کے بعد تشریف لائے معلوم ہوا کہ حضرت شریف صاحب کا وصال ہوگیا
یہہ سنتے ہی نہایت غمگین ہوئے اور فرمایا کہ شرط رفاقت سے بعید ہے کہ
آپ اس جہان مین نہ رہین اور مین رہون۔ باوضو ہوکر حجرہ مین داخل ہوئے

اور چادر سفید چہرہ پہ ڈال کر لیٹ گئے۔ اوسیوقت فوراً جان بحق تسلیم کردی
بعد ازان خادمون نے دونون برادرانِ طریقت کو غسل دیکر نماز جنازہ سے
فراغت پاکر قریب حیدرآباد کے مغربی جانب واقع موضع نام پلی
اوس مقام مین جہان آپ فروکش و قیام پذیر تھے دفن کئے آپ کے
جنازہ کے ساتھ معتقدین کا بڑا ہجوم تہا۔ دونون بزرگ مقبول بارگاہ
ایزدی تھے۔ مزارات فائض البرکات زیارت گاہ خلایق ہین۔ ہر وقت
علی الخصوص بروز پنجشنبہ آپکے مزارات پر خلایق کیا مرد کیا عورت کی
بڑی کثرت رہتی ہے۔ طالبان متقاصد آپکے فیضانِ مرحمت اور کرامت سے
کامیاب و فائز المرام ہوتے ہین۔ آفرین ہزار آفرین اوس تاریخ گو پر جس نے
مادۂ تاریخ دونو برادران حقیقی کا ایسی خوبی و لطافت سے موزون کیا کہ
دونون بہائیون کا نام ایک ہی مصرع مین آگیا۔ جزاالله خیر الجزا کہتے ہین
اور ایک صاحب آپکے رفقا مین سے انہی دنون مین فوت ہوگئے وہ بھی
آپکے متقرب مدفون ہین۔ انوار الاخیار مین لکھا ہے کہ ایک مدت کے بعد
نواب سعد الله خان بہادر ناظم ارکاٹ نواعظ نے آپکے مقبرہ کا گنبد اور حوض
وغیرہ احاطہ تیار کرا دیا عقبی کے لئے ذخیرۂ خیر جمع کر لیا۔ جزاہ الله خیر الجزا۔
خورشید جاہی مین لکھا ہے کہ آپ سلطان محمد قطب شاہ کے اوستاد تھے
سپاہگری کی تعلیم دیتے تھے۔ صوفی کامل تھے۔ اور صاحب خرق عادات

بھی تھے۔ آپ کی وفات سنہ ۱۰۲۸ ایکہزار اٹھائیس ہجری مین واقع ہوئی اور
اس کیفیت کا منقول عنہ تاریخ قطب شاہیہ کو قرار دیا ہے۔ مین نے جو
تاریخ قطب شاہیہ کو دیکھا اوسمین نہ کسی اور تاریخ قطب شاہیہ مین ذکر ہے تہ
تعلیم کا تذکرہ ہے۔ شاید ناقل کو نام مین سہو واقع ہوا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

حضرت شاہ یوسف بیجاپوری

شاہ یوسف بن شاہ محمد عبداللہ بن سید محمد عرف باباصاحب بن سید محمد درویش
بن سید عمر بن سید محمد یوسف بن عبدالملک۔ بن سید علوی۔ بن سید محمد
بن سید علی صالح۔ بن سید علوی۔ بن سید محمد۔ بن سید علوی۔ بن سید عبداللہ
بن سید احمد۔ بن سید عیسی۔ بن سید امام علی العرایض رحمۃ اللہ۔
آپ کے اجداد مین محمد درویش ملک عربستان سے بیجاپور دکن مین
آئے۔ ملا محمد زبیر کی ہمشیرہ سے منسوب ہوئے اور اُن سے سید محمد عرف
بابامیان پیدا ہوئے۔ اور سید محمد کے والد خوردسالی کے زمانہ
مین فوت ہوئے اور آپکے والد سے ملا زبیر کی خدمت مین تعلیم و تربیت
پائی۔ غرض بابامیان درجۂ کمال کو پہنچے۔ نواب محمد امین خان آپکا
معتقد ہوا۔ اور آپ کو بیجاپور سے بالکنڈہ دگوڈگیر مین جو نواب کی
جاگیر تھی لے گیا۔ پھر وہان سے سید مصطفے صاحب نیلور نے جو ملا

محمد زبیر کا قرابت دار تھا آپ کو بلایا اور اپنی ہمشیرہ سے نکاح کر دیا۔ پھر آپ بلہ
کو ڈگیر مین آئے وہان آپکو سید عبد اللہ پیدا ہوا بعد ازان اُسکی والدہ
فوت ہوئی غلام مصطفےٰ صاحب نے ہمشیرہ زادے کو اپنے پاس رکھا۔
اسی وجہ سے سید عبد اللہ بلوری مشہور ہوئے۔ پھر بابا میان نے
ایک لڑکی محمد شاہ ملتانی کے خاندان سے نکاح کی اوس بیوی سے
بالکنڈہ مین ملتانی صاحب وغیرہ پیدا ہوئے۔ شاہ یوسف صاحب نے
والد ماجد سے خلافت پائی اور والد کے بعد حیدر آباد مین آئے۔ مولوی
عبد القوی خان مفتی شہر سے کتب درسیہ ختم کین۔ تحصیل کے بعد مکہ معظمہ
روانہ ہوئے۔ مدت تک عرب مین رہے اور بزرگان زمانہ سے ملے۔
اور فیضیاب ہوئے۔ حاجی رحمت اللہ صاحب سے نقشبندیہ طریقہ مین
اجازت ونعمت حاصل کی آپ عالم فاضل وعارف کامل تھے خصوص فقہ
واحادیث کی تدریس عمدہ طرح سے فرماتے تھے آخر مولوی صاحب شاگرد کے
مرید ومعتقد ہوئے۔ آپ مولوی صاحب کی وجہ سے شہر حیدر آباد مین رہے
حضرت غلام علی الموسوی نے بھی آپ سے فیض پایا ہے۔ رسالہ فیض الحق
آپ کی تالیف سے ہے۔ صاحب کشف وکرامات تھے۔ ایک روز ایک
طالب علم نے سوال کیا فلاسفہ کے نزدیک وجود باری کیا ہے فرماتے
آپنے فرمایا حکماء فلاسفہ دو قسم ہین۔ اشراقین ومشائین۔ اشراقین قائل ہین

کہ وجود باری ذات پر زاید ہے۔ علمائے ظواہر و حکمائے مشائین مسئلہ وجود مین متفق ہین۔ آپ کی وفات ۲ ماہ صفر ۱۲۱۹ھ بارہ سو انیس ہجری مین واقع ہوئی۔ بیرون حیدرآباد فتح دروازہ کے متصل مدفون ہوئے۔

شاہ یٰسین غریب نواز نذر باری بن غلام محی الدین قادری

خواجہ موسی خان لکھتے ہین کہ آپ خلق مجسم تھے۔ بزرگی وعظمت مین معظم تھے خاکساری و فروتنی مین یگانہ دہر انکساری و عاجزی مین یکتائے عصر تھے حضرت محبوب سبحانی کی اولاد مین ہین اٹھارہ واسطے کے بعد نسب کا سلسلہ محبوب سبحانی سے ملتا ہے۔ دکن و احمدآباد و برار مین مشاہیر اولیا سے تھے۔ صاحب خوارق عادات و کرامات تھے۔ صاحب تصرف تھے تمام دکن آپکا معتقد تھا۔ جو کوئی آپ کے پاس آتا تھا کامیاب ہوتا تھا خواہ دنیادار ہو خواہ طالب پروردگار ہو۔ آپ کا لنگرخانہ اسقدر جاری تھا کہ ہرروز ہزار آدمی اوس سے کھانا پاتے تھے واردین و مسافرین کی بڑی خاطرمدارات کرتے تھے۔ مہمانی کے بعد چلتے وقت زرنقد بھی عنایت کرتے تھے اسی وجہ سے آپ ملقب بغریب نواز ہوئے۔ نواب آصفجاہ ثانی کے زمانہ مین زندہ تھے دکن مین آپکے مریدون کی تعداد ڈیڑھ لاکھ تھی کیا ذکور و کیا اناث۔ کہتے ہین کہ آپ

پانو سے معذور تھے چل پھر نہین سکتے تھے۔ ہاتھہ پائون مین ہڈیان
نہین تھین۔ آپ چوکی پر سوار ہو کر گھر سے بر آمد ہوتے تھے اور مریدین
چوکی کاندھے پر اوٹھاتے تھے۔ مشہور ہے کہ روز پنجشنبہ آپ کے تمام
اعضا جدا ہوتے تھے اکثر جنات آپ کے معتقد و مطیع تھے

نقل ہے

کہ ایکروز ایک جن سانپ کی صورت مین آپ کی مجلس مین حاضر ہوا۔
ایک ساعت کھڑا رہا۔ آپ نے اپنا رومال پانی مین بھگو کے سانپ کے منھ
مین رکھا۔ سانپ نے پانی کو چوس لیا اور مجلس سے باہر نکلا اور غائب ہو گیا
حاضرین مجلس نے آپ سے دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا یہ بنی الجان
مین سے ہے قادریہ طریقہ مین مرید ہوا ہے۔ سید انوار اللہ لکھتے ہین
آپ کے تین بیویان منکوحہ تھین۔ اور دس مملوکہ آپ کو کسی سے فرزند
پیدا نہین ہوا بعض کہتے ہین ایک فرزند ہوا تھا زمانہ خورد سالی مین فوت
ہو گیا تھا۔ صاحب محبوب القلوب کہتے ہین کہ آپ کا انتقال ۱۳ ربیع الاول
۱۱۰۱ھ گیارہ سو ایک ہجری مین ہوا۔ قبر شریف نذربار ضلع خاندیس مین ہے

شاہ یتیم پرہیزی حیدرآبادی

شاہ یتیم نام۔ پرہیزی لقب سے۔ آپ کا وطن ہند تھا۔ آپ ہندوستان سے

حیدرآباد دکن مین آئے اور حضرت شاہ محی الدین ثانی قادری کی خانقاہ کے قریب فروکش ہوئے۔ آپ شاہ صاحب قادری کی خدمت مین آمد و رفت کرتے تھے قادری صاحب آپ سے حسن اخلاق و تواضع سے ملتے تھے چندروز کی صحبت کے بعد باہم محبت و الفت ہوگئی۔ رسالہ مکاشفہ کے مولف نے لکھا ہے کہ شاہ یتیم ابتدائے سلوک سے دم واپسین تک نمک نداکو بے دبے روغن استعمال کرتے تھے۔ اسی وجہ سے پرہیزی مشہور ہوئے آپ مرتاض و نفس کش تھے رات دن عبادت و ریاضت مین بسر کرتے تھے ہمیشہ یاد الٰہی مین مصروف رہتے تھے۔ آپ علم قرأت مین استاد تھے اور خوش الحانی مین بے نظیر جب قرآن شریف پڑھتے تھے تب طیور و وحوش آپکے گرد جمع ہوتے تھے طیور حالت تلاوت مین خودی سے بیخود رہتے تھے اور خوش نویسی مین بھی بے مثل تھے۔ نستعلیق و نسخ عمدہ لکھتے تھے اکثر اوقات قرآن شریف لکھتے رہتے تھے۔ صاحب مشکوۃ النبوہ لکھتے ہین کہ مین نے آپ کا لکھا ہوا قرآن دیکھا۔ نہایت ہی عمدہ و تحفہ تھا۔ فن مین آپ صاحب کمال تھے۔ آپ کی وفات ۱۰ ربیع الثانی سنہ ۱۱۱۷ھ گیارہ سو سترہ ہجری مین واقع ہوئی۔ شاہ محی الدین ثانی کے روضہ منورہ کے متصل دفن ہوئے۔ آپ کے بعد شاہ احمد پرہیزی سجادہ نشین ہوئے۔ آخر مین شاہ مظہر پرہیزی خاتم السلسلہ ہوے آیندہ آپکا سلسلہ معدوم ہوا۔

شیخ یحییٰ چشتی فاروقی

شیخ یحییٰ نام ابو یوسف کنیت محی الدین لقب ومعشوق وقطب المدینہ خطاب ہے۔ آپ شیخ محمود چشتی بن شیخ محمد چشتی کے فرزند دلبند ہین آپکی ولادت پنجشنبہ بیسوین تاریخ ماہ رمضان سنہ ۱۰۱۰ھ ایک ہزار ودس ہجری مین بمقام احمد آباد گجرات واقع ہوئی۔ لفظ رضی سے ولادت کی تاریخ ظاہر ہوتی ہے نشو ونما کے بعد اولاً قرآن شریف کو ختم کیا۔ ثانیاً حفظ فرمایا اورکتب درسیہ علوم متعارفہ وفنون متداولہ جدامجد وعلما کی خدمت مین ختم کین بیس برس کی عمر مین سنہ ۱۰۳۰ھ ایکہزارتیس ہجری مین تحصیل سے فارغ ہوئے اور کمال باطنی کے طرف متوجہ ہوئے شبانہ روز ریاضت وعبادت واذکار واشغال مین مصروف رہتے تھے ریاضات شاقہ ومجاہدات شدیدہ کے بعد درجۂ کمال کو پہنچے۔ عرفان ومعرفت کے مقام پر عروج فرمایا۔ جوان صالح ومتقی تھے۔ عابد ومرتاض تھے حسب الارشاد اپنی جدامجد مرزا عیسیٰ ترخان کی ملازمت مین بھی پرہیزگاری ودینداری کے دائرہ سے قدم باہر نہین رکھا۔ سرکاری خدمت کو پورے طور سے اداکرتے تھے۔ کبھی سپاہ کے ساتھہ تاخت وتاراج مین شریک نہین ہوتے تھے نہ کبھی زیردستون کو ستاتے تھے۔ ادنی سے اعلیٰ تک سب آپ سے خوش ورضامند تھے ہرایک کے ساتھہ حسن اخلاق و

ومروت سے پیش آتے تھے بذل وکرم سے دریغ نہیں فرماتے تھے مرآت احمدی کے مولف نے لکھا کہ ایک وقت بادشاہی سپاہ سورٹ پر حملہ آور ہوئے۔ آپ بھی فوج مین شریک تھے ایک گانون مین پہنچے ہر ایک سپاہی گانون مین جاتا تھا دانہ وگھاس لیکر آتا تھا اور کل شہر کا سامان بھی ظلماً لیتا تھا اور تناول کرتا تھا۔ آپ گھوڑے کی لگام تھامے ہوئے ایک کنارہ بیٹھے رہے رفقا نے اصرار کیا کہ کھائیے اور گھوڑے کو بھی کھلائیے۔ آیندہ میسر نہین آئیگا آپ نے قبول نہین کیا۔ اسی طرح شام کو گرسنہ ہو گئے ناگاہ ایک شخص غیب سے نمودار ہوا۔ ایک زنبیل خرمون سے بھری ہوئی اور گھاس کا گٹھا لئے ہوئے آیا اور آپ کو دیکے غائب ہو گیا۔ معلوم ہوا کہ وہ بزرگ خضر علیہ السلام تھے آپ اور آپ کا گھوڑا دونون سیر ہوئے اور خدا کا شکریہ ادا فرمایا۔ آپ نے جد امجد کی رحلت کے بعد نوکری ترک کی عم بزرگوار شیخ سراج الدین چشتی کے توسل سے سجادہ نشین ہوئے درس وتدریس ہدایت وتلقین کا بازار گرم کیا۔ طالبین ومریدین کی تعلیم وتربیت مین مصروف ہوئے۔ خانقاہ مین گوشہ گیر وسکونت پذیر ہوئے خانقاہ کے احاطہ سے باہر قدم نہین رکھا۔ مگر بزرگون کے اعراس وسماع مین شریک ہوتے تھے اور مزارات کی زیارات کیلئے

برآمد ہوتے تھے۔ فرادیس کے مولف نے لکھا کہ عالمگیر بادشاہ ۱۰۵۱ھ ہجری مین آپ کے اوصاف حمیدہ سنکے ملاقات کا مشتاق ہوا شیخ نظام کو آپ کی خدمت مین بھیجا اور تشریف آوری کی درخواست کی آپ نے انکار کیا پھر دوبارہ کہلا بھیجا کہ مین خود حاضر ہوتا مگر مین نے والد ماجد سے وعدہ کیا ہے کہ کسی درویش کے مکان پر نہین جاؤن گا۔ معذور ہون خلاف عہد نہین کرسکتا آپ تشریف لائیے اور مجکو مشرف فرمائیے۔ آپ نے جواب مین کہلا بھیجا کہ آپ باپ کا عہد نہین توڑ سکتے اور مین نے خدا سے عہد کیا ہے کہ کسی بادشاہ کے مکان پر نہین جاؤنگا۔ اب مین کیونکر خدا سے عہد شکنی کرون عالمگیر بادشاہ آپ کے جواب سے بہت خوش ہوا۔ پھر گیا۔ آپکی نسبت اوسکا اعتقاد بڑھ گیا۔ اور اُس کو آپ کی ملاقات کا شوق دوچند ہوا۔ بادشاہ نے شیخ نظام سے پوچھا کہ حضرت کو کون سے وقت فرصت ہوتی ہے۔ عرض کی کہ جمعہ کے روز اشراق کے وقت بادشاہ جمعہ کے روز شکار کے بہانہ سے برآمد ہوا اور شیخ نظام کو ہمراہ لیکر حضرت کی خدمت مین آیا۔ اولاً مولانا عبد الرشید سے ملاقات کی اور السلام علیکم کہا۔ مولانا نے وعلیکم السلام جواب دیا اور چند باتین کین شیخ نظام سے مولانا کا حال دریافت کیا شیخ نے عرض کی کہ آپ حضرت کے چچازاد

بھائی دو ادا دین بعد ازان مسجد مین دوگانہ ادا کر کے مع شیخ نظام حضرت
کے حجرہ مین آیا حضرت نے چند قدم استقبال کیا۔ بادشاہ نے سبقت
کر کے السلام علیکم کہا آپنے وعلیکم السّلام جواب دیا۔ باہم مصافحہ ہوا
بادشاہ مودب بیٹھا شیخ نظام بازو سے کھڑا ہوا۔ ادہر حضرت بھی بیٹھے
اور شیخ عبدالرشید حضرت کے بازو مین بیٹھے۔ اودہر شیخ نظام بادشاہ
اِدہر شیخ عبدالرشید حضرت پر چنور سے مگس رانی فرما رہے تھے
بادشاہ نے عرض کی کہ مجہہ کو کوئی ذکر و شغل ہدایت کیجئے آپنے
فرمایا۔ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوا اذْکُرُوا اللّٰہَ ذِکْراً کَثِیْراً۔ پہر بادشاہ نے کہا
کونسا ذکر ارشاد ہو آپ نے فرمایا۔ اَفْضَلُ الذِّکر۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ
پہر سوال کیا کون سے وقت۔ فرمایا۔ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیَاماً وَّقُعُوْدًا۔
شجرہ طیبہ کے مولف نے لکہا کہ فرمایا۔ سَبِّحُوْہُ بُکْرَۃً وَّ اَصِیْلاً۔ اہی
دونو سے مقصود ایک ہی ہے۔ مگر الفاظات الگ الگ ہین اوسنے پہر
عرض کی کہ آپ دعا کیجئے کہ دین محمدی بدستور غالب رہے۔ آپنے
فرمایا انشاء اللہ تعالیٰ ایسا ہی ہوگا۔ بادشاہ رخصت ہوا۔ آپ نے
رخصت کے وقت فرمایا فقیر کی ملاقات سے دعا مقصود ہوتی ہے
مین ہمیشہ دعا کرون گا۔ بمصداق۔ اطیعوا اللہ و اطیعوا الرّسُول وَاُولِی
الْاَمْرِ مِنْکُم۔ ہم پر اطاعت واجب ہے حکم کی تعمیل ہوگی مگر دل یعنی

نہوگا ۔ آپنے اس تقریر سے کنایۃً فرمایا کہ دوبارہ ملاقات کے لئے تشریف
لانا ضرور نہین ۔ بادشاہ حضرت کے کنایہ وارشاد کو سمجھ لیا ۔ پھر دوبارہ نہین
آیا ۔ نیاز نامجات بھیجتا تھا ۔ آپ بھی جوابات بھیجتے تھے ۔ آپ سے
حسن اعتقاد رکھتا تھا ۔ شاہزادگی کے زمانہ مین سالانہ دوسو روپیہ مع
نیاز نامہ بھیجتا تھا ۔ آپ خوشی سے لیتے تھے ۔ چند مدت کے بعد آپکی
دعا کا اثر ظاہر ہوا ۔ عالمگیر ہندوستان کا بادشاہ ہوا دین محمدی کا حامی
ومددگار تھا ۔ عالمگیر کی ذات سے دین و اسلام کو رونق ہوئی اسلام نے
ترقی پائی ۔ بادشاہ نے تخت نشینی کے بعد آپ کو سالانہ ایک ہزار
روپیہ وخلعت مقرر کردی ۔ ہر سال مبالغ مقررہ وخلعت فاخرہ مع
نیاز نامہ آپ کی خدمت مین بھیجتا تھا اور آپ کی تعریف فرماتا تھا کہ
مین نے شیخ یحییٰ کو درویش باخدا پایا ۔ تجمیر الاولیا کے مؤلف نے
لکھا کہ عالمگیر نے رخصت کے وقت عرض کی حضرت خاص وقت
مین فراموش نہ فرمائیے گا ۔ آپ نے فرمایا اُس وقت خاص پر
خاک پڑے جس مین تمہاری یاد ہو ۔ بادشاہ آپ کے اس فقرہ
سے پھڑک گیا اور بہت خوش ہوا ۔ اور آپ کی راست بازی کی داد دی
اور معتقد ہوا ۔ خاندان چشتیہ کی عادات مستمرہ سے ہے کہ بزرگون کے
اعراس ومیلاد شریف مین سماع کی مجالس منعقد کرتے ہین شہر مین اکثر

مقامات مین مجلسین ہوتی تہین۔ قوال وگوسئے راگ وسرودگاتے تھے
بادشاہ اس امر کی سخت ممانعت وتاکید کرتاتہا۔ بنائرعلیہ مرزا باقر محتسب
نے تمام قوالون اور قصائد خوانون سے مچلکے لئے کہ کسی مجلس مین
نہ گائین نہ پڑھین۔ شہر مین کسی مقام مین غزلخوانی وسرودخوانی نہین ہوتی
تھی مگر آپ کی خانقاہ مین سرودخوانی ہوتی تھی محتسب کو یہ امر ناپسند
ہوا۔ ایک روز ۱۰۸۲ء الکہزار بیاسی ہجری مین ارادہ کیاکہ قوالون اور سرود
خوانون کو خانقاہ سے گرفتار کرکے قیدخانہ مین بہیجے۔ چنانچہ ایک روز
اس ارادہ فاسد سے میر عرب کے مکان مین جو آپکی خانقاہ کے قریب
تہا آکے منتظر بیٹہا۔ آپ کو یہ خبر معلوم ہوئی آپ نے مریدین کو حکم دیاکہ
مسلح ہوکے مستعد وتیار رہین۔ اگر محتسب خیال فاسد سے اس طرف
متوجہ ہو تو اُس کی تنبیہ کرو۔ آپ بھی ہاتھ مین نیمچہ لیکے بیٹھے جب
یہ خبر محتسب وعرب مددگار محتسب کو معلوم ہوئی۔ میر عرب نے
محتسب سے کہا مین حضرت کی خدمت مین جاتا ہون اور حضرت کو
سمجہاتا ہون اگر قبول کرین تو فہو المطلوب وگرنہ تم مختار ہو مین علحدہ
رہون گا۔ میر عرب آپ کی خدمت مین آیا اور اظہار کیاکہ محتسب حسن
ارادہ سے آیا ہے۔ مناسب ہے کہ آپ چندروز سماع وسرودکو
موقوف کرین۔ اور بادشاہ سے اجازت منگوا کے جاری کرنا چاہیے

آپ میر عرب کی گفتگو سُن کے درہم برہم ہوئے اور جوش غضب حالت جذب مین فرمایا بادشاہ کون ہے مین بادشاہ ہون جسے چاہون بادشاہ کرون جاؤ محتسب سے کہو کہ جلد تشریف لائیے۔ میر عرب محتسب کے پاس آیا اور ماجرا بیان کیا اور کہا حضرت ناخوش ہین۔ ہم حضرت کا کچھہ نہین کر سکتے یہ کہہ کے خاموش ہوا۔ محتسب صاحب بھی ماجرا سُن کے متفکر ہوئے۔ آپ نے محتسب کی شکایت متعدد رقعجات مین لکھا کے شیخ عبداللہ ابن شیخ نظام دکنی کے توسّل سے بادشاہ کی خدمت مین بھیجی۔ شیخ مذکور نے آپ کا کوئی رقعہ پیش نہیں کیا۔ آخر آپ نے دوسرا خط سید علی رضوی خان کی معرفت سے بھیجا سید نے آپ کا خط پیش کیا۔ بادشاہ نے آپ کے خط کو سر و آنکھون پر رکھا۔ آپ کے رقعہ کا جواب بھیجا۔ معذرت کی اور دوسرے چار خطوط امرا کے نام بھیجے۔ ایک راجہ جے سنگہ ناظم احمد آباد۔ دوم بنام قاضی محمد شریف۔ سوّم نظام الدین احمد دیوان کے نام۔ اور چہارم بہار الدین بخشی کے نام سے۔ اور لکھا کہ آپ مرزا باقر محتسب کو منع کرین کہ دوبارہ ایسی حرکت نہ کرے۔ اور آپ میرے طرف سے شیخ کی خدمت مین معذرت کرین اور ایکہزار روپیہ اور چار تو لے سونا پیشکش کرین۔ چنانچہ چارون اشخاص نے حسب الحکم بادشاہ محتسب کو

ملامت کی اور آپ کی خدمت مین آئے اور معذرت کی اور مبالغہ مرسلہ کو پیشکش کیا۔ آپ نے قبول فرمایا۔ پھر اوس روز سے محتسب مانع نہین ہوا

آپ کا حرمین شریفین کو جانا

آپ حرمین شریفین کو دو مرتبہ گئے۔ اول مرتبہ حج و زیارت سے فارغ ہو کے جلد مراجعت کی اور دوسرے مرتبہ یہان سے ہجرت کر کے گئے۔ مدت العمر وہین رہے۔ مرآت احمدی مین لکہا ہے کہ اول مرتبہ آپ نے حج کا ارادہ کیا۔ والدۂ ماجدہ سے اجازت مانگی والدہ راضی نہین ہوتی تہین اور کہتی تہین میرا آخر وقت ہے کون میری تجہیز و تکفین کرے گا۔ اور اس وقت شیخ فریدالدین بہی موجود نہین ہے۔ آخر آپ نے والدہ ماجدہ کو اس شرط سے راضی کیا کہ ہم دو نو بہائی حج و زیارت کر کے جلد مراجعت کرینگے بعد از ان دونون بہائی ۱۰۶۶ء ایکہزار چہیاسٹہ ہجری مین حرمین شریفین روانہ ہوئے۔ مع الخیر والعافیہ پہنچے۔ حج و زیارت سے فارغ ہو کے والدہ ماجدہ کی خدمت مین مراجعت کی۔ چند مدت والدہ ماجدہ کی خدمت مین رہے۔ پہر والدہ صاحبہ نے رحلت کی۔ آپ کو

رنج وغم ہوا۔ اوردل مین حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت
کاشوق پیدا ہوا۔ ایک روز اٹھائیس تاریخ ماہ رمضان والدہ ماجدہ
واجداد کی مزارات پر فاتحہ کے لئے گئے۔ مصطفیٰ قوال بھی ہمراہ
تہا آپ کے ارادہ سے واقف تہا کہ مدینہ کے مشتاق ہین۔ موقع
دیکھہ کے مولانا جامی کی غزل شروع کی ؎

کے بود یارب کہ رو در یثرب وبطحا کنم	گہ بمکہ منزل وگہ در مدینہ جا کنم

غزل کے سننے سے آپ کی آگ مشتعل ہوئی۔ منہ پر ہاتھ پھیر کے
فرمایا۔ غزل سے بہت لطف آیا۔ اے مصطفیٰ تونے ابدی سرفرازی
پائی۔ پھر دوسرے مرتبہ مصطفے نے غزل گائی۔ آپ نے حالت
وجد مین فرمایا۔ آج یا کلہہ بلکہ ابھی اسی وقت۔ کسی کو مطلع نہین فرمایا
سنہ ۱۰۸۷ ایکہزار ستیاسی ہجری مین حرمین شریفین کو مہاجراً روانہ ہوئے
مرآت احمدی کے مولف نے لکہا کہ آپ نے شہر سے باتراب
کیا کہا ریہ مسجد مین فروکش ہوئے۔ شہر کے علما وفضلا ومشایخ کرام
ومعتقدین رخصت کے لئے آئے۔ آپ نے ہرایک سے خوش
اخلاقی کے ساتہہ ملاقات کی۔ اور رخصت فرمایا۔ شیخ عبدالواحد بوہرہ
جو علم وفضل مین مشہور وتقوی وصلاح مین معروف تہا۔ وانا ولا غیری
کا مدعی تہا۔ اورصوفیہ کرام کا دشمن ومجلس سماع کا منکر تہا۔ آپ اوس کے

قریب مین فروکش تھے۔ اوس کے احباب وتوابعین نے کہا کہ حضرت ہجرت
کر کے مکہ معظمہ جاتے ہین اور یہان آپکے متصل فروکش ہین اونسے ملاقات
کیجئے اوس نے کہا کیا ملون وہ تو غنین غنین سنتے ہین اوس منکر نے مولود و
سماع کو اس الفاظ سے تعبیر کیا اور احباب کے اصرار سے ملنے کیلئے آیا اور
آپکو یہ کیفیت اوسکے آنے سے اول معلوم ہوئی۔ آپ سنتے ہی غضبناک
ہوئے۔ اوس سے ملاقات نہین کی اور فرمایا یہ مردک خود غنین غنین کریگا
چنانچہ اوسی روز مغرب کی نماز مین امام ہوا۔ اور قرأت شروع کی جب لفظ
غیر المغضوب پر پہنچا۔ غنین غنین کرنے لگا۔ ہرچند کہ چاہتا تھا برابر لفظ ادا کرے
نہیں کرسکا۔ آخر نماز ترک کر کے دوسرے کو امام کیا۔ بعد ازان مدت العمر
غنین غنین کرتا رہا یہ فقرہ اوسکا تکیہ کلام ہوگیا تھا۔ گجرات کے خاص و عام مین
یہ نقل درجہ تواتر کو پہنچی کوئی اسکی تکذیب نہین کرسکتا۔ اہل گجرات آپکے
خرق عادات وکرامات کے معترف ہین۔ انتہی کلامہ۔ آپ حرمین شریفین مین
مع الخیر والعافیہ پہنچے حج وزیارت سے فارغ ہوئے اور مدینہ منورہ
گئے۔ اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے بھی مشرف
ہوئے اور وہان سکونت پذیر ہوئے رات دن ریاضت وعبادت
مین مشغول واذکار واشغال مین مصروف رہتے تھے۔ ایکسال
مکہ مین اور ایک سال مدینہ مین بسر کرتے تھے اسیطرح چودہ برس گذار کے

ہر سال حج کرتے تھے برابر مدة العمر مین پندرہ حج ادا کئے۔ ایک حج اول سنہ ۶۶ھ مین اور اب چودہ۔ فرادیس کے مولف نے کل چودہ لکھے۔ شاید مولف نے پہلے حج کو شامل نہین کیا۔ حرمین شریفین کے شرفا و علما و قضاۃ آپکی تعظیم و تکریم کرتے تھے۔ آپنے حرمین شریفین مین ہدایت و تلقین و درس و تدریس کا بازار ایسا گرم کیا کہ حرمین کے مشایخ آپکی مشیخت و کرامت کے معترف ہوتے اور حضرات چشت کے طریقہ کو ایسی رونق دی کہ اکثر حرمین شریفین اور عرب مین چشتیہ طریقہ شایع و ذایع ہوا بلاد و امصار کے شرفا و مشایخ اس طریقہ مین داخل ہوئے۔ شام و مصر و یمن و عراق مین آپکے خلفا قائم ہوئے آپسے اہل عرب کو فیض عظیم پہنچا۔ آپکے خوارق عادات و کرامات مسلم الثبوت ہوئے۔ اگرچہ حرمین مین خواجہ فضیل ابن عیاض و ابراہیم ادہم و خواجہ عثمان ہارونی وغیرہم حضرات چشت کے فضائل و کمالات مشہور تھے مگر آپ کی وجہ سے از سر نو تازہ و زندہ ہوئے۔ مفتاح الکرامات و مرآت یحیاویہ کے مولف شاہ فاضل ابن فیروز نے آپکے خوارق عادات بیشمار نقل کئے ہین از انجملہ ایک دو نقل ہدیہ ناظرین کی جاتی ہین۔

نقل ہے کہ ایک روز کسی طالب علم نے حضرت محبوب سبحانی قدس سرہ کی نسبت آپکی حضور مین ظرافتہً کوئی کلمہ کہا آپ درہم و برہم ہوئے اور اوسکی طرف قہر و غضب سے دیکھا۔ طالب علم پشیمان و شرمندہ ہوکر مجلس سے گھر کو گیا آپکی توجہ جلال سے اوسکے

بدن مین سوزش و جلن پیدا ہوئی اور تمام بدن سُرخ ہوگیا قریب تہا کہ وہ ہلاک ہو جائے۔ آپ کی خدمت مین آیا اور اپنی شوخی و بے ادبی کی معذرت کی آپ ملتفت نہین ہوئے۔ آخر حاضرین مجلس نے سفارش کی آپنے پانی پر دم کرکے اوسکو دیا۔ پانی پیتے ہی اوسکو تسلی ہوئی اور جلن جاتی رہی اور بدن کی سرخی بھی معدوم ہوئی صحیح و سالم ہوگیا۔ **نقل** ہے شیخ علی رضا سرہندی سے منقول ہے کہ وہ فرماتے ہین کہ مین ہمیشہ رات کو حضرت کے دروازہ پر دربان کی طرح بیٹھا رہتا تہا۔ ایک رات دیکھا کہ ایک جوان خوشرو و خوش قد سیاہ ریش عربی لباس پہنا ہوا آپکے حجرہ سے برآمد ہوا۔ مین نے اوس سے کہا مَن اَنتَ اوس نے جواب دیا۔ عبد القادر۔ پھر مین نے کہا مِن اَینَ جِئتَ جواب دیا مِن بغداد مین خاموش ہوا وہ شخص چلا گیا مین نے صبح یہ واقعہ حضرت سے بیان کیا حضرت نے فرمایا بزرگ ابدال سے تھے مجھسے بعض امر مین مشورہ لینے آئے تھے میرے دل مین خیال ہوا کہ حضرت محبوب سبحانی ہونگے حضرت روشن ضمیر نے اوسیوقت فرمایا کہ یہ عبد القادر اور بزرگ تھے۔ حضرت محبوب سبحانی نہین تھے اگر حضرت محبوب سبحانی میرے حال پر لطف و کرم کرکے تشریف لائین تو کوئی امر عجائبات سے نہین ہے۔ آخر آپنے بقول مخبر الاولیا بروز پنجشنبہ اٹھائیسوین تاریخ ماہ صفر ۱۱۰۱ھ گیارہ سو ایک ہجری مین اور بقول مرات احمدی بروز یکشنبہ ستائیسوین ماہ صفر ۱۱۰۱ھ ہجری مین مدینہ منورہ مین رحلت کی۔ بجنسہا امیر المومنین

عثمان بن عفان کے روضہ کے قریب مدفون ہوئے۔ اور خزینۃ الاصفیا کے
مولف نے آپکی رحلت کی تاریخ ۵ سنہ ۷ آمین لکھی اور منقول عنہ کا حوالہ نہین دیا
غلط ہے۔ لا اصل لہ۔ اسلئے کہ مرات احمدی و مخبر الاولیا و فرادیس فرشتاہی و تاریخ
گجرات سے صاف ظاہر ہے کہ اس زمانہ مین آپ گجرات مین موجود تھے۔ اور
کتب مذکورہ مین آپ کی ولادت کی تاریخ ۲۰ ر رمضان المبارک سنہ ۱۰۱ ہجری قوم
ہے مادہ تاریخ لفظ رضی ہے۔ اور مدۃ عمر نو سال ۵ ماہ ہے اور رضی اکمل سے
وفات کی تاریخ مستفاد ہوتی ہے۔ سنہ ۱۱۰ ہجری

آپکی اولاد مین پانچ فرزند تھے

شیخ رکن الدین بزرگ شیخ محمود چشتی المتوفی ۱۴ شعبانی سنہ ۱۱۰ ہجری شیخ یوسف چشتی
المتوفی ۲۵ رشعبان سنہ ۱۱۸۷ ہجری شیخ یعقوب چشتی شیخ محمد عاشق چشتی۔

آپ کے خلفا

پانچون فرزند شیخ کلیم اللہ شاہجہان آبادی۔ سید خان محمد دہلوی شیخ رحمۃ اللہ
چشتی شیخ حسن علی شیخ حسن گجھی۔ شاہ علی رضا سرہندی شیخ احمد چشتی شیخ محمد
ملتانی چشتی۔ شاہ درگاہی چشتی۔ شاہ سکندر چشتی شیخ ملا لال محمد عباسی شیخ
ابو بکر حسینی شاہ فاضل ابن فیروز مولف مفتاح الکرامات شیخ فیض اللہ کردی۔ و سید محمد سلم

	سید یعقوب چشتی	۱

آپ سید خوند میر عرف بعضی کے صاحبزادے ہین آپکا مولد و منشا احمد آباد گجرات

آپ صبیح الوجہ وملیح الصورۃ تھے۔ ملک محمد اختیار عارف کامل نے جو آپکے جد اعلی
مرید وخلیفہ تھا دل مین خیال کیا کہ یہ صاحبزادہ ہونہار ہے اسکو ایک توجہ سے
باکمال کرنا چاہیے۔ حضرت سید خوند میر نے ملک موصوف کے اس خیال کو کشف
باطنی سے پایا۔ صاحبزادہ کو پاکیزہ لباس پہنا کے ملک موصوف کے تفویض
کیا اور کہا مین اسکو آپکی فرزندی مین دیتا ہون ملک موصوف نے آپکو اپنی
محبت مین رکھا۔ کتب علوم ظاہری و باطنی پڑہانا شروع کین۔ آپ چند مدت
مین فارغ التحصیل ہوے اور ملک موصوف نے آپکو سعید لقب دیا۔
ایک روز نہایت محبت وشفقت سے چاہا کہ آپکو خلافت کا خرقہ اور مشیخت کا
تاج عنایت کرے آپنے انکار کیا اور کہا یہ حق برادرم ملک مسکین بن ملک
اختیار کا ہے اوسکو دینا چاہیے۔ جب آپ گہر تشریف لیگئے آپکے والد اس
امر سے مطلع ہوئے حضور مین بلا کے ملامت کی کہ مین نے تجہہ کو اسی غرض
سے ملک کے تفویض کیا تہا وہ غرض آج حاصل ہوئی تہی تو نے انکار کیا بعد
ازان آپکو بازار سے میوہ منگا کے کشتی مین رکہہ کے ملک کی خدمت مین
بہیجا۔ اور فرمایا کہ ملک سے عرض کرکہ مین اوس نعمت کا آرزومند ہون
سرفراز کیجے۔ جب آپ ملک کی خدمت مین پہنچے اور اپنے مطلب کو عرض
کیا ملک نے فرمایا اے خوند کار سعید یہ آپ کا کام نہین ہے بلکہ خوندکار
بزرگ کا ہے۔ پاس بلا کے نعمت باطنی دیکے دست مبارک سے حرید

تاج رکھا اور فرمایا خلافت کا دینا لینا ہمارے اختیار مین ہوتا تو مین خلافت
فرزند کو دیتا۔ ہم امانت الٰہی کے امین ہین جسکے لئے حکم ہوتا ہے اوسکی
تفویض کرتے ہیں الحمد للہ کہ تیرے لئے حکم ہوا تو میرے نزدیک فرزند
سے زیادہ عزیز ہے اسوقت ملک اختیار نے آپسے ملک مسکین کی بابت سفارش
کی کہ آپ اسکو اپنے طرف سے خرقہ و تاج دیجئے۔ آپنے حسب الارشاد
ملک مسکین کو عطا کیا۔ آپکے ملفوظ مین مذکور ہے کہ حضرت شاہ عالم اور
آپکے فیمابین باہم کامل اتحاد تہا۔ ستر مرتبہ باہم دونون مین ایسا اتفاق
ہوا کہ دونون بدن سے لباس علحدہ کرکے باہم معانقہ فرماتے تھے
ایک دوسرے کے لباس کو مبدل کرکے پہنتے تھے۔ دونو بزرگ
عارف واصل تھے باہم مستفید ہوتے تھے۔ آپ زہد عبادت و تقویٰ
و ریاضت مین فرید و اخلاق و سیر مین وحید تھے۔ صاحب کشف و
کرامات و خوارق عادات تھے۔ جامع فضائل و کمالات حاوی ذاتی ملی
صفات تھے۔ دین و اسلام کے حامی شریعت محمدی و سنت نبوی کے
محی تھے۔ درس و تدریس و ہدایت و تلقین مین مصروف رہتے تھے دین
اسلام کی اشاعت مین جانفشانی فرماتے تھے۔ آپکی توجہ کی برکت سے
اکثر ہنود شرف اسلام سے مشرف ہوتے تھے۔ آپ امرا و فقرا و سلاطین
و مشائخ تک کے مرجع تھے تمام آپکی خدمت مین آتے تھے اور فیضان

نعمت سے فیضیاب ہوتے تھے۔ آپ سماع کی مجلس منعقد فرماتے تھے
وجد و حال مین مست و بیخود ہوتے تھے۔ چونکہ نقد و جنس موجود ہوتی
تھی قوالون کو دیتے تھے۔ اکثر حاجتمند سماع کی مجلس مین حاضر
ہوکے فائز المرام ہوتے تھے۔ اور آپ فرماتے تھے سماع سننا فقیر کے
نزدیک موت سے زیادہ سخت ہے۔ الفوت اشد من الموت اسی راز کا
ظاہر کرتا ہے۔ آخر آپنے دوسری تاریخ ماہ ذیقعدہ ۹۲۷ھ نوسوستائیس
ہجری مین اس جہان فانی سے عالم باقی کو رحلت کی بی بی پور احمد آباد
گجرات مین مدفون ہوئے۔

شیخ یوسف چشتی

آپ شیخ محیط الدین کے صاحبزادے ہین۔ آپکی نسب کا سلسلہ شیخ
فرید الدین گنج شکر سے پہنچتا ہے۔ آپنے علوم معقول و منقول علما سے حاصل
کئے اور والد ماجد کے مرید و خلیفہ ہوئے۔ مقام اجوہن مین مدت تک
تک قیام پذیر رہے۔ ریاضت و عبادت کی بدولت درجۂ کمال کو پہنچے
ایک روز عالم خواب مین ہاتف غیبی نے کہا کہ اے یوسف حرمین شریفین تو
حاجی و زیارت سے مشرف ہو۔ آپ دوسرے روز مع تین برادر حرمین شریف
روانہ ہوئے حرمین شریفین مین پہنچکے زیارت و حج سے فارغ ہوکے

اسیر ضلع خاندیس مین رونق افزا ہوے۔ اوسوقت عینا عادل شاہ بادشاہ تھا۔ وہ حضرت کی ملازمت مین آیا اور حضرت کی عزت و آبرو کی اور آپ کا مرید ہوا۔ اور حضرت سے سکونت کی درخواست کی آپ نے قبول کیا اور قیام پذیر ہوے۔ پھر چند روز کے بعد اجودھن گئے اور وہان سے بال بچون کو لے آئے اور آسیر مین سکونت اختیار کی مدت تک زندہ رہے۔ طالبین کو ہدایت و تلقین سے سرفراز فرماتے رہے۔ آخر آپ نے سنہ ۹۵۰ نوسو پچاس ہجری مین رحلت کی۔ آپ کی قبر برہان پور مین ہے۔ زیارتگاہ متبرکہ

الحمد للہ والمنۃ کہ حصۂ دوم محبوب ذی المنن تذکرۂ اولیاء دکن مطبوع عام

بمطبع حسن پریس مطبوع گردید

سنہ ۱۳۳۲ ہجری